ممالک غیر کے لئے صہ/

قیمت چار روپے آٹھ آنے

نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

جلد (۹) | بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر (۲)

فہرست مضامین

خریداری نام مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

۱۔ رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر ہیں آ جانی چاہئے ورنہ شکایت معاف +
۳۔ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہئے +
۴۔ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی +
۵۔ سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ۔ بیرون از ہندوستان صہ نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہوسکتا ہے
۶۔ جواب طلب خطوط کیلئے ۔ ر کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے ۔
۷۔ جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائینگے۔ ان کے نام ایکسال کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا
۸۔ پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از سنہ ۱۹۱۴ء تا غایت سنہ ۱۹۲۰ء فی جلد عہ سنہ ۱۹۲۱ء فی جلد سے محصولڈاک بذمہ خریدار +
۹۔ مربی رسالہ اسلام وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے +

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰	۳۵	۲۰
۶	۳۵	۲۰	۱۲
۳	۲۰	۱۵	۸ر
۱	۸ر	۵ر	۳ر
اجرت اشتہار پیشگی لیجاویگی	معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہوسکتا	مدت معینہ کے اندر اشتہار بدل سکتا ہے	اشتہار کے چربے بھجوانے چاہئیں

قواعد اشتہارات

۱۔ اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو عہ کاتب کی اجرت اشتہار کی اجرت کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی
۲۔ مخش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جائیں گے ۔
۳۔ ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخ مندرجہ سے ۲۵ فیصدی زاید ہوگی +

تمام درخواستیں بنام منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں



THE IMAM DELIVERING EID-UL-AZHA SERMON (1340 A H)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم



اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۳ء نمبر (۲)

شذرات

خلافت سلطنت اور دنیاوی اقتدار کے بغیر خلافت ایک لامعنی شے ہے اسے پاپائے روم کی حکومت سے کوئی نسبت نہیں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اس مضمون کو اپنی جدید تصنیف "The House Divided" میں نہایت واضح طور سے بیان کیا ہے۔ ہم اس موضوع پر خواجہ صاحب کے خیالات کو ہدیہ ناظرین کرام کرتے ہیں۔ جو شاید حکومت انگورہ کے فیصلہ کو ریوٹر کے ذریعہ سنکر پریشانی میں پڑے ہوں۔ جو پیغامات غیر مسلم توسط سے پہنچتے ہیں۔ ہم انہیں ہرگز کوئی اہمیت نہیں دیتے انگلستان کے بعض اخبار نویس ہمیشہ کسی ایسی خبر کے منتظر رہتے ہیں جسے شائع کرکے وہ حکومت انگورہ کی وقعت کو مسلم دنیا کی نگاہوں میں کم کر سکیں۔ اس مداخلت سے ان کی مراد چاہے کچھ بھی ہو لیکن اسکی ہرگز کوئی قدر نہیں ہو سکتی۔ اس کے برعکس یہ امور راقم کی نیک نیتی کے متعلق شبہات پیدا کر دیتے ہیں۔ ذیل کی خط و کتابت جو ایڈیٹر اور ہز میجسٹی شاہ حجاز کے سفیر ڈاکٹر ناجی الاصیل کے درمیان ہوئی۔ وہ ضرور ان صاحب کی دلچسپی کا موجب ہوگی۔ جو اسلامی وحدت اور یگانگت کو قائم رکھنے میں دلچسپی

لیتے ہیں۔ خلافت کوئی خانگی امور نہیں اور نہ ہی بروئے اسلام یہ کوئی وراثت کا معاملہ ہے خلیفہ تو وہی ہو سکتا ہے جسے دنیائے اسلام منتخب کرے۔ اور کوئی مسلمان اس حق سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہ معلوم کرکے بہت مسرت ہوئی ہے کہ شاہ حسین بھی اس [illegible] سے متفق ہیں۔ اور ایک ایسے شخص کو خلیفہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں جو کُل مسلم دنیا کا منتخب شدہ ہو +

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی جدید تصنیف

The House Divided—E. England—India and Islam

جو درحقیقت انڈیا ان دی بیلنس کا ضمیمہ ہے حال ہی میں شائع ہوئی ہے مصنف نے دنیائے اسلام اور ہندوستان سے انگلستان کے موجودہ تعلقات کو بیان کیا ہے۔ اور حالات حاضرہ کو مدنظر رکھ کر ترک موالات۔ اکالی تحریک۔ ترکوں کے ماتحت قلیل التعداد عیسائی اقوام اور خلیفہ کے دنیاوی اقتدار جیسے اہم امور پر روشنی ڈالی گئی ہے سلطنت برطانیہ جو بہت سی اقوام کا مجموعہ ہے درحصل ایک خاندان کی مانند ہے جسمیں نااتفاقی اور پھوٹ نے گھر بنا لیا ہے۔ اس کتاب میں امن وامان قائم کرنے اور دنیائے اسلام سے پھر مصالحت پیدا کرنے کی مفید تجاویز کا اظہار کیا گیا ہے حسن زبان۔ خوبی کلام اور پُرزور دلائل کے لحاظ سے یہ تصنیف انڈیا ان دی بیلنس کی ہم پلہ ہے +

ٹائمز کی زبان پر قرآنی حقائق

جدید ارکین کلیسیہ کی کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے ٹائمز یوں رقمطراز ہے:۔

ستر سال سے زائد عرصہ ہؤا کہ عیسائی اور غیر عیسائی علما مختلف مذاہب کا مقابلہ کرتے رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب میں بہت سی مشترک باتوں کا انکشاف ہؤا ہے بعض لوگ مذاہب کے اس تعلق سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ایک عظیم الشان مذہب جس کی ہم توقع کر سکتے ہیں ابھی مستقبل میں پوشیدہ ہے۔ اور موجودہ صورت میں ہمارا طریق عمل یہی ہونا چاہئے کہ تمام مذاہب کے اختلافی عقائد کو نظر انداز کر کے ان امور پر قائم ہو جائیں جن پر سب کا اجتماع ہے

ایک حقیقت کے کُھلے انکار سے یہ بہتر ہے کہ اُسے تیرہ سو برس کے بعد ہی مان لیا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم کے یہی ایک اصول کو ظاہر کرتے ہیں جو اس نے مذہبی تفریقات کو دور کرنے کیلئے پیش کیا:

قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللّٰہ (سورۃ آل عمران رکوع ۶)

ترجمہ۔ کہو کہ اے اہلکتاب ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں مانی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھیرائیں اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا مالک نہ سمجھے +

دنیا کے تمام الہامی مذاہب میں اللہ کی وحدانیت کا اصول مشترکہ طور پر پایا جاتا ہے مختلف مذاہب کے پیرو اگر اس ایک سطح پر کھڑے ہوکر اسی ایک اصول پر پوری طرح قائم ہو جائیں۔ تو وہ سب اپنے لئے ایک مشترکہ مذہب تجویز کر سکتے ہیں جو ہم نہایت وثوق سے کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہو سکتا یہی ایک طریق ہے جس سے تمام مذاہب اور بیشمار فرقے جو بنی نوع انسان کو ایکدوسرے سے جدا کئے ہوئے ہیں ایک رشتہ اخوت میں منسلک ہو سکتے ہیں۔ اسکے لئے ہمیں پہلے اس امر کو ذہن نشین کرنا ہے کہ ایک خدا کی پرستش سے کیا مقصد ہے۔ گرجا یا مسجد میں چلے جانا تو ظاہری رسومات ہیں خدا کی عبادت کا صرف یہی ایک طریق ہے کہ ہم اپنے روزانہ تعلقات میں اس کی رضا کو ملحوظ رکھیں۔ یہ تمام مصیبت تو نفاق اور ایکدوسرے کی عزت کو ملحوظ نہ رکھنے سے ہی پیدا ہوئی ہے۔ کیا ایک ہی خدا کی پرستش کرنیوالے ایکدوسرے سے نفرت کر سکتے ہیں۔ تمام انسان خدا کے بیٹے ہیں۔ اور وہ اپنے تمام بیٹوں سے یکساں سلوک کرتا ہے۔ لوگ محبت کے دعوے کرتے ہیں لیکن جبتک انکے راستہ میں قومیت رنگ اور نسلی امتیازات حائل ہیں وہ محبت کر ہی نہیں سکتے۔ وہ خدا کی پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ ان لوگوں نے تو قومیت رنگ اور نسل کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ جب تک انسان ان دیوتاؤں کی پرستش نہیں چھوڑتا وہ اس ایک خدا کی ہرگز عبادت نہیں کر سکتا۔ جو رب العالمین ہے جو سب انسانوں پر یکساں افضال کرتا ہے اور جو نسل اور قوم میں کوئی تمیز نہیں کرتا یہی ایک طریق ہے جس پر عمل کرنیسے تمام مذاہب میں یگانگت پیدا ہو سکتی ہے +

مسجد ووکنگ
۲۸ نومبر ۱۹۲۲ء

ڈیر ڈاکٹر ناجی!

سنڈے ٹائمز کی گذشتہ اشاعت میں اس ملاقات کا ذکر تھا جو آپ نے اس اخبار کے نمائندے سے کی۔ اور جس میں مسئلہ خلافت پر شاہ حسین کے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اس مضمون کے راقم نے اصلی مسئلے کے مفہوم کو فروعات کی بحث میں بالکل کھو دیا ہے۔ اسلئے میں اس امر پر آپ کے حقیقی خیالات کو دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میرے رائے میں شاہ حسین کو اس سے انکار نہ ہوگا کہ خلافت کا مسئلہ کوئی خانگی امور نہیں اور نہ ہی یہ وراثت کا سوال ہے۔ بلکہ اس کا حل تو دنیائے اسلام کے ہاتھ میں ہے +

ہائیڈ پارک ہوٹل نائٹس برج لنڈن
۳۰ نومبر ۱۹۲۲ء

مائی ڈیر خواجہ کمال الدین!

ہز میجسٹی شاہ حسین کی ہمیشہ سے یہ رائے ہے کہ خلافت کا مسئلہ مسلم دنیا ہی حل کر سکتی ہے۔ روئے عالم کے مسلمانوں کو ہی فیصلہ کرنا ہوگا۔ کہ ان کا خلیفہ کون ہو سکتا ہے۔ سنڈے ٹائمز میں جس ملاقات کو میری طرف منسوب کیا گیا ہے اس کے متعلق تحریر کرنے میں اخبار کے نمائندے نے میرے خیالات کی صحیح ترجمانی نہیں کی۔ اسلئے میں نے سنڈے ٹائمز کو اپنا ایک بیان بھیجدیا ہے +

آپ کا مخلص
ناجی الاصیل سفیر ہز میجسٹی شاہ حسین

غیر ممالک میں عیسائی مشن ناکامیاب ثابت ہوئے

عیسائی بنانے کی غرض سے جو مشن قائم ہوئے ان کے آغاز میں ہی مغربی دنیا کو یقین تھا کہ یہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اور آخر اس حقیقت کو وہ پھر محسوس کرنے لگی ہے۔ یہ ایک غیر ملک کا پودہ تھا۔ اور اسلامی ممالک کی آب وہوا اسکے موافق نہ آئی۔ ڈیلی ٹیلیگراف میں اس مضمون کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو آئندہ کی اشاعت میں قارئین کرام کے پیش نظر کیا جائیگا۔ مضمون نگار نے اعتراف کیا ہے کہ غیر ممالک میں عیسائی مشنری تحریک ناکامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اور اس نے غیر مہذب لوگوں میں تعلیم اور صحت کے اصولوں کی اشاعت میں مشن کی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ یہی امور مایۂ ناز ہیں تو مذہب کو بالائے طاق رکھ کر بھی یہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں لیکن اس مضمون میں ایک اہم امر کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے! اور وہ سیاسیات کے میدان میں عیسائی مشنریوں کی خدمات ہیں کیونکہ ہمیشہ غیر ممالک میں پہلے پہل مشنری اپنا قدم جماتے ہیں۔ ان کے بعد تجارت کے شایقین تشریف لے آتے ہیں! اور سب سے آخر فوج کا قبضہ ہوتا ہے۔ فوجی لوگ اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ اور بعض اوقات مارے جاتے ہیں لیکن وہ ہر وقت اسی بات کے منتظر رہتے ہیں کہ دوسرے ممالک میں مداخلت کرنے کا کوئی بہانہ ہاتھ آئے۔ اسلئے اس جماعت کو جو خدمت خلق اللہ کا دم بھرتی ہے۔ لوگ شک کی نگاہوں سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ اگر یہ مشنری لوگ حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق دیگر ممالک کے حکمرانوں کی فرمانبرادی کرتے تو شاید عیسائیت کے پھیلانے میں وہ بہتر نتائج دکھلا سکتے لیکن انکے فرمانروا تو مغرب میں ہیں! اور بیرونی ممالک کے فرمانروا جو انکی حفاظت کرتے ہیں! اور انکے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ وہ ان کو حضرت مسیح کے اس حکم کے مصداق نہیں سمجھتے مشرق قریب میں ترکوں کی حکومت کے متعلق غلط بیانات کی اشاعت میں مشنری ہی پیش دستی کرتے رہے ہیں۔ اگر کسی واقعہ کی تحقیقات کیلئے کوئی کمیشن جاتی ہے تو یہی مشنری

اپنی شہادت پیش کرنے کیلئے موجود ہوتے ہیں عیسائیت کے پردے میں یہ لوگ کیا کچھ نہیں کرتے یہ مشرق میں اگر یہ بیرونی مشن پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھے جاتے تو کونسی حیرانی کی بات ہے قسطنطنیہ کے یونانی کلیسیا کے اسقف نے اپنے گلیل کے آقا کی کیا ہی خوب فرمانبرداری کی جبکہ پچھلے سال وہ مغرب کے سفر میں اپنے حکمران کے خلاف یونانیوں سے سازباز کر رہا تھا +

برٹش مسلم سوسائٹی کی گذشتہ ماہ کی سات تاریخ کو سوسائٹی ایٹ ہوم پر مدعو تھی سردار عبدالہادی خان جو لندن میں سلطنت افغانستان کے سفیر ہیں میزبان تھے بہت سے غیر مسلم اصحاب بھی مہمانوں میں سے تھے۔ یہ مجمع اخوت کی حقیقی روح کا ایک منظر تھا جسمیں ہر ایک شخص آزاد اور بے تکلف دکھلائی دیتا تھا سوشل امور کے انتظام پر لارڈ ہیڈلے نے خواجہ کمال الدین صاحب سے نماز میں حرکات و سکنات کی تشریح بیان فرمانے کیلئے درخواست کی خواجہ صاحب کی اس لطیف تقریر کو تمام مہمانوں اور حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اسی موضوع پر ڈاکٹر ہارون مصطفےٰ لیون نے ایک عالمانہ لیکچر دیا۔ آخر میں سردار عبدالہادی خاں نے چند موزوں الفاظ میں اپنے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور مجلس برخواست ہو گئی۔ آئندہ ماہ کے رسالہ میں ہم انشاء اللہ ان دلچسپ تقاریر کو شائع کرینگے +

اسلام میں اطمینان قلب اور تسکین ہے برٹش مسلم سوسائٹی کے سکرٹری نے مسٹر وحیدالدین گرین کا ایک خط ہمارے پاس بھیجا ہے جسمیں سے ذیل کا اقتباس درج کیا جاتا ہے شام کا وقت میرے لئے نہایت مسرت کا وقت ہوتا ہے جبکہ گھر میں خاموشی طاری ہوتی ہے اور میں قرآن کریم لے کر محاسن اسلام اور اس مذہب کی عظمت کے خیالات میں مستغرق ہو جاتا ہوں۔ مجھے اسلام قبول کئے ایک سال ہو چکا ہے۔ اور میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ میری عمر کا یہ سال نہایت ہی خوشی میں گزرا ہے کیونکہ مجھے ایسا اطمینان قلب اور تسکین حاصل

ہو گئی ہے جو مجھے پہلے کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اسلام سے ہی میں نے آرام اور استھانت حاصل کی ہے خصوصاً اس موقعہ پر جبکہ حادثات اور تکالیف نے مجھے گھیر لیا ہے۔ مہربانی فرما کر میرا نام بھی ممبروں کی فہرست میں درج کر لیں۔ میں اس کیلئے ۵ شلنگ ارسال کرتا ہوں۔ اگر میں آپکے ضلع میں ہوتا تو میں نہایت خوشی سے اشاعت اسلام کیلئے اپنی خدمات کو پیش کرتا۔ اگر میں اس مقام سے آپ کی کسی طرح امداد کر سکتا ہوں تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں ✠

حصولِ علم کی خواہش

(از قلم مسٹر اے۔ ای۔ کال)

کسی نے سچ کہا ہے کہ دنیا دو گروہوں میں تقسیم کیجا سکتی ہے۔ ایک وہ جو علم رکھتے ہیں اور دوسری جماعت ان لوگوں کی ہے جو اس دولت سے بے بہرہ ہیں۔ یہ دوسرا گروہ بھی پھر دو حصوں میں منقسم ہو سکتا ہے۔ ایک حصے کو علم حاصل کرنیکی خواہش ہوتی ہے اور دوسرے حصے میں یہ خواہش ہی مفقود ہے۔ کیونکہ ہر فعل میں علت و معلول کا رشتہ ہوتا ہے۔ اسلئے ہم دوسرے گروہ کی اس افسوسناک حالت کی وجہ دریافت کرتے ہیں جسمیں بدقسمتی سے لوگوں کی کثرت ہے۔ ہر ایک قسم کا علم حاصل کرنے کیلئے محنت کی ضرورت ہے۔ بعض لوگوں کیلئے تو صرف یہی ایک وجہ حصول علم میں روک پیدا کر دیتی ہے۔ محنت سے یہاں دماغی محنت مراد ہے جو بہت سے لوگوں کیلئے ایک دشوار امر ہے۔ حصول علم کی خواہش کے پیدا نہ ہونے کا یہ ایک سبب ہے جس کا دفعیہ خوش قسمتی سے آسان ہے دوسرا سبب جو اس امر میں مانع ہوتا ہے وہ اپنی سبکی کا خوف ہے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ حصول علم میں سبکی کا خیال کس طرح مانع ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان اس حقیقت کو محسوس کرتا ہے کہ باوجود اور کمزوریوں کے وہ اختلافیات اور دیگر امور سے اپنی ناواقفیت اور لاعلمی پر ناز نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ اسے ایک کمی شمار کرتا ہے۔ اب حصول علم میں کوشش کرنا دراصل ان امور سے لاعلمی کا اظہار کرنا ہے جس سے لازماً اُسے اپنی سبکی کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو علم حاصل کرنے کی خواہش ہے انہیں اس امر کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ایک بات سے لاعلمی ہرگز ندامت کا باعث نہیں۔ انسان کو علم حاصل کرنے میں

ہر وقت کوشاں رہنا چاہئے۔ یہ ہماری زندگی کی ایک اہم غرض ہے۔ ایک دوسرا سبب جو اس مقصد میں حائل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آرام و آسائش کے جاتے رہنے کا خوف ہے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر علم کے ذریعہ ان پر کسی حقیقت کا انکشاف ہو گیا تو انہیں اپنی تفریح کے بعض سامانوں کو خیرباد کہنا پڑیگا لیکن وہ نہیں سوچتے کہ تمام نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں ایک وقتی خوشی حاصل ہوتی ہے جو حد درجہ کی ناپائدار ہے لیکن روحانی خوشی جو ہماری روح کو اس مادی جسم کی قید سے نجات دیتی ہے۔ اسکے لئے ہمیں سب سے پہلے ملکر کرنا چاہئے۔ بدھ نے یہ کہ کر ایک حقیقت کا اظہار کیا کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن اسکی لاعلمی ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسان اپنے اسی ایک دشمن سے محبت کرتا ہے جس سے اسے ہرگز کوئی لگاؤ نہیں ہونا چاہئے علم کی حقیقت تو خودی کو مٹانے میں پنہاں ہے لیکن مشکل تو یہ آن پڑی ہے کہ لاعلمی کے اظہار سے لوگ اپنی سبکی تصور کرتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی سب سے بڑھ کر خدمت یہی ہے کہ حصول علم کی طرف انہیں متوجہ کیا جائے۔ اگر یہ خیال عوام میں رائج ہو جائے تو علم حاصل کرنے کے ذرائع لامحدود ہیں ؛

شکریہ

اِن احباب کے ہم دل سے مشکور ہیں۔ جنہوں نے ہماری اپیل "عرض حال" پر توجہ فرما کر رسالہ کی کسی نہ کسی رنگ میں اس آڑے وقت میں مالی امداد فرمائی ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے امید ہے کہ ناظرین کرام میں سے ہر ایک بزرگ رسالہ ہذا کی اپنے حلقۂ اثر میں توسیع اشاعت فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔ اگر ہمارے احباب کرام تکلیف گوارا فرما کر ایک ایک جدید خریدار بھی اس سال ہمیں ارسال فرمائیں۔ تو رسالہ کی خریداری اس وقت دگنی ہو کر رسالہ کو بہت سی مالی مشکلات سے مخلصی مل سکتی ہے عالیجناب حضور والا شیخ صاحب منٹگمری کی خصوصی توجہ کے ہم مرہون احسان ہیں اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں برکت ڈالے اور صحت میں ترقی فرمائے۔ آمین ثم آمین

خادم۔ مینجر اشاعت اسلام۔ عزیز منزل لاہور

آخری صلیبی جنگ

اسی موضوع پر کینن بیری کا مضمون ماہ دسمبر کے رسالہ میں درج ہو چکا ہے جسمیں فلسطین کے قبضہ کو صلیبی جنگوں کا اختتام کہا ہے۔ اس میں کلیسیا نے اپنی جنگجوئی کا اظہار کیا ہے۔ جو حضرت مسیح کی تعلیم کے عین برعکس ہے کیونکہ آپ تو عاجزی اور رحمدلی کے مظہر تھے۔ لیگ بین الاقوامی کی بیحد مدح سرائی کی گئی ہے۔ اور اُسے ایک نئی ہائیکورٹ کے مترادف سمجھا جاتا ہے جس کا مقصد عالمگیر امن قائم کرنا ہے۔ اس مضمون کے ہر ایک لفظ سے جنگ کی بُو آتی ہے۔ اور اسمیں بیان کیا گیا ہے۔ کہ عیسائیت اور اسلام میں درحقیقت کبھی صلیبی جنگ ختم نہیں ہوئے۔ کیا مسیحی تعلیم کی یہی رُوح ہے۔ جس کی تلقین حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کرتے رہے۔ لفظ اسلام اور یروشلیم دونوں امن کے مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایک امن کا مذہب ہے اور دوسرا امن کا مقام ہے جو مسلمانوں یہودیوں اور عیسائیوں کی نگاہوں میں یکساں مُقدس ہے۔

راقم نے بالکل درست کہا ہے۔ کہ صلیبی جنگ سیاسی وجُوہات اور مذہبی جوش کے سبب شروع ہُوئے لیکن مذہبی جوش کو بہت اہمیت دیگئی ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ صلیبی جنگوں میں یورپ کے جاہل طبقہ کے لوگ شامل ہوئے جن پر نائٹ اور دیگر سردار اِن تھے۔ اِن سرداروں کا پیشہ لوٹ مار تھا۔ اور وہ ہمیشہ ایکدوسرے سے جنگ میں مشغول رہتے تھے۔ کلیسیا نے صلیبی جنگوں کی حمایت میں علم اُٹھایا۔ اور انہیں اس غرض سے شروع کیا تاکہ لوگ مُلکی معاملات سے بیخبر ہو جائیں۔ اور کلیسیا کو دُنیاوی اقتدار حاصل کرنے کا موقع ملجائے۔ اس زمانہ میں کلیسیا کی اخلاقی حالت نہایت ابتر تھی۔ یورپ میں صلیبی جنگجو جہاں سے گزرے وہاں غارتگری اور لُوٹ کا میدان خوب گرم ہوا + انہوں نے

ہنگری اور بلغاریہ کے ساتھ نہایت خونریز لڑائیاں کیں اور شکست کھائی دوران سفر میں وہ بائزینٹیم پہنچے۔ اور اس جگہ کے واقعات کو ڈین ملمین نے History of Christianity میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یونانی کلیسا کی عیسائی دوشیزہ لڑکیوں اور عورتوں کی بازاروں میں بیحرمتی کیگئی۔ سپاہیوں نے غنیمت کے مال سے گاڑیاں بھر لیں۔ مقدس گرجا عصمت فروش بازاری عورتوں کی جائے سکونت ہوگیا۔ اور وہ اسقف کی مسند پر بیٹھ کر ناپاک گیت گانے لگیں۔ پادری اور راہب جو سپاہ کے ہمراہ تھے۔ وہ نہایت بے بہا پرانی یادگاروں کو فراہم کرنے اور تقسیم کرنے میں مشغول ہو گئے جب ہزاروں آدمی قحط لڑائیوں اور وبا کا شکار ہوگئے تو آخر صلیبی جنگجو فلسطین پہنچے"

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب آپ نے فلسطین پر قبضہ کیا تو وہاں کوئی خونریزی نہ ہوئی۔ اور حضرت عمرؓ اور کلیسا کا اسقف نہایت دوستانہ طریق سے پاک مقبرہ میں داخل ہوئے لیکن اس کے بعد جب عیسائیوں نے دوبارہ قبضہ کیا تو ہزاروں مرد عورتیں اور بچے قتل ہوئے۔ اور شہر میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ یہ عیسائیوں کا قبضہ تھا لیکن جب سلطان صلاح الدین نے اس شہر پر قبضہ کیا تو ہمیں ایک مختلف نظارہ دکھائی دیتا ہے صلاح الدین اگر انتقام کے خیال سے عیسائیوں کو عبرتناک سزاؤں کا حکم دیتے تو بالکل بجا تھا لیکن آپ کے رحم نے عیسائی دنیا کو عالم حیرت میں ڈال دیا صلیبی جنگوں کی اسلئے تعریف کی جاتی ہے۔ کہ ان کا مقصد عیسائی دنیا کی حفاظت تھی لیکن اگر انہیں تاریخی نکتہ نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ کلیسا کیلئے کسی فخر کا موجب نہیں۔ پادریوں کا یہ عام دستور تھا کہ وہ ایک شخص کو صلیبی جنگوں میں شامل ہونے کیلئے آمادہ کر کے اسے ایک صلیب عطا کرتے تھے لیکن صلیب واپس لیجاتی تھی۔ اور ایک خاص رقم کے عوض وہ شخص اس وعدہ کی پابندی سے نجات حاصل کرتا تھا۔ ایک جہازنین فاحشہ

عورتوں سے بھر کر ان فرانسیسی سپاہیوں کیلئے بھیجا گیا۔ جو بیت المقدس کو
واپس لینے کے لئے جنگ کر رہے تھے۔ پہلے جنگ میں فوج کی رسد پہنچانے
کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جو لوگ قحط کی وجہ سے ہلاک ہوئے تاریخ ان کی
صحیح تعداد بتانے سے قاصر ہے لیکن ۳۰۰۰۰۰ جانیں اس مہم میں کام آئیں
عوام النّاس کا ایک گروہ جو پیٹر کے ہمراہ تھا اس نے بیت المقدس کو واپس
لینے کی کوشش میں یہودیوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ یہ لوگ جس شہر سے
گزرتے تھے وہاں لوٹ مار کر کے اپنا گزارا کرتے تھے۔ ملمین لکھتا ہے کہ
فلسطین کے عیسائی بلحاظ اخلاق چال چلن اور عادات نہایت عیّاش دغاباز
اور وحشی انسان تھے۔ جو اس پاک مقبرے اور بیت المقدس کی حفاظت کا دم
بھرتے تھے۔ دوسری صلیبی جنگ برنارڈ کے ایماء سے ہوئی جو یہ اعلان کرتا
تھا کہ اس مقدس جنگ میں اگر ایک عیسائی کسی کافر کو قتل کرے گا تو اسے
ضرور جنت ملیگی۔ اگر وہ مارا جائے تو اسکی جزا یقینی ہے۔ اس جنگ
میں بھی رائن (Rhine) کے یہودیوں کا قتل عام ہوا۔ اور ۲۰۰۰۰۰ انسان
دوسری صلیبی جنگ کی نظر ہوئے۔ اس کے بعد یورپ میں ایک اور جنون
پیدا ہوا۔ اور بچوں نے بھی اس پاک جنگ میں شریک ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا
اس جوش میں آکر ہزاروں بچوں نے بیت المقدس کا سفر اختیار کر لیا
وہ بحیرۂ روم کی بندرگاہوں میں پہنچے۔ اور فلسطین جانے کی غرض سے جہازوں
میں بیٹھ گئے لیکن خود غرض اور حریص جہاز کے کپتانوں نے ان بچوں کو افریقہ
کے ساحل پر غلامی میں فروخت کر دیا۔ اور ان میں سے کسی کو بھی بیت المقدس کی
زیارت نصیب نہ ہوئی۔ بعد میں جو صلیبی جنگیں ہوتی رہیں ان کے دوران
میں کوئی سپاہی بھی بیت المقدس تک نہ پہنچ سکا۔ بلکہ ان کی تمام کوششیں
بیزنٹائن کو فتح کرنے میں ہی صرف ہوتی رہیں جب انوسنٹ سوئم (Innocent III)
نے صلیبی جنگ کو پھر شروع کرنے کے لئے وعظ شروع کیا تو لوگ روپیہ دینے میں

تنگدلی ظاہر کرنے لگے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جائز مصرف نہ ہوگا لیکن پاپائے روم نے لوگوں کو یقین دلا دیا۔ کہ ایک عیسائی بارہ لاکھ مسیح کے دشمنوں کو بھگا سکتا ہے۔ مندرجہ بالا امور سے صاف ظاہر ہے کہ کلیسیا جو صلیبی جنگوں کا موجب ہوا اور عوام النّاس جو اسمیں شریک ہوئے کسی تعریف کے مستحق نہیں۔ یوروشلیم اور بیتُ المقدس میں جب تک عربوں کی حکومت رہی وہاں کبھی ایسے واقعات رُونما نہیں ہوئے جن کا اظہار با ٹرنیٹیم میں ہوا۔ موجودہ صلیبی جنگ بھی جسے آخری صلیبی لڑائی کہا گیا ہے سیاسیات میں کوئی قابلِ تعریف فعل نہیں۔ اور برطانیہ نے اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کر کے کونسی شہرت حاصل کر لی ہے +

مسلمانوں کے عہد حکومت میں عرب۔ یہودی اور عیسائی بغیر مذہبی امتیازات کے نہایت امن سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ اس آخری صلیبی جنگ کے بعد فلسطین میں ترکی سلطنت کی نسبت اب بہت زیادہ فوج رکھی جاتی ہے۔ اور آئے دن ان اقوام کے درمیان فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ یوروشلیم اب امن کا مقام نہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ شہر شرابخانوں اور سنیما سے محفوظ رہیگا۔ اور یہ مقدس زمین مغربی تہذیب کی ان بدعات سے پاک رہیگی +

عیسائی ممالک میں توہم پرستی

(از قلم مسٹر آر۔ لسان)

عیسائی ممالک میں تو ہم پرستی اور تعویذ گنڈوں کا آج بھی ایسا ہی رواج ہے جیسا دو ہزار برس پہلے تھا۔ جبکہ عیسائی مذہب کا ابھی نام و نشان تک نہ تھا۔ یورپین اقوام کے عقائد پر غور کرنے سے اس امر کی حقیقت کا انکشاف ہو جائیگا عیسائیت کی پہلی صدی سے اٹلی اور اس کا دارالخلافہ روم کلیسیا کا مرکز بنے رہے ہیں لیکن باوجود اسکے اطالوی سحر اور جادو کے دلدادہ ہیں۔ روسیگنا میں گاؤں ایسے ہیں۔ جہاں کے لوگ بُت پرستی میں غرق ہیں۔ ایک جدید تصنیف (Evil Life in Rome) میں جادوگرنیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ وہ ایک ایسی پوشیدہ مخلوق ہے کہ روم کے باشندے بھی ان کے وجود سے لاعلم ہیں۔ چاند کی دیوی ابھی تک قابل پرستش سمجھی جاتی ہے۔ اور لوگ اس سے امداد طلب کرتے ہیں۔ اٹلی کے دیہاتی لوگ اپنے مقاصد کو حل کرنے کے لئے مختلف قسم کے جادو اور منتروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ روحوں اور جانوروں کی پرستش جو پرانے زمانہ کی یادگار ہے ابھی تک وہاں رائج ہے۔ عام طور پر لوگ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ اگر ایک جادوگر کسی انسان کے بدن کا کوئی حصہ یا اس کے بال لیجائے تو اسے ضرور نقصان پہنچیگا یا وہ شخص مر جائیگا۔ زمانہ وسطیٰ میں جادو اور سحر کا بہت رواج تھا۔ یہی وہ ہنر ہے جسمیں ہیٹی اور مغربی افریقہ کے باشندے پوری مہارت رکھتے ہیں تین انگلیوں کا اُٹھانا جیسے پادری برکت دیتے وقت اُٹھاتے ہیں لوگوں کے نزدیک نظر بد سے محفوظ رہنے اور مصائب کو دُور کرنے کے لئے کافی ہے۔ اطالوی اور سلٹ اقوام چشم بد سے بہت خوف کرتی ہیں۔ اور اسکے اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے ہر ممکن کوشش کیجاتی ہے۔ حال ہی میں روم کے پاپاؤں میں سے ایک کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ چشم بد رکھتا ہے اسلئے لوگ اسے خوف کی نگاہوں سے دیکھنے لگ گئے۔ الغرض اطالوی قوم کلیسیا کی

متعصبانہ خونریزیوں اور انکویزیشن کے مظالموں کے باوجود توہم پرستی اور جادو میں غرق ہے عوام اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ نہایت سطحی ہے۔ جس کا ثبوت ابھی چند سال ہوئے ملگیا سینٹ برونو خشک سالی کے زمانہ میں مینہ برسانے سے قاصر رہا۔ اسلئے اسکے بت کو اٹھاکر سرنگوں کرکے دریا کے کنارے دفن کردیا گیا۔ سپین نے موروں کو نکالکر ملک میں جہالت کی تاریکی وارد کرلی۔ گویا اس نے تمام علوم وفنون اور سائنس کو موروں کے ساتھ ہی نکال دیا۔ وہاں بھی لوگ قسم قسم کی توہم پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ فرانس میں جہاں عیسائیت کا گہرا اثر ہے لوگ انہی عقاید پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور توہم پرستی کے دلدادہ ہیں ڈیورنڈز (Duerinde) کے متبرک پتھر پر بانجھ عورتیں اولاد کی غرض سے آتی ہیں۔ لوگوں کا ایمان ہے۔ کہ مردوں کا ایک جزیرہ ہے جہاں ان کی روحیں کشتی میں بیٹھ کر سمندر عبور کرتیں ہیں اسی طرح اور بہت سی خرافات پر لوگ ایمان رکھتے ہیں تعویذ گنڈوں سحر اور جادو نے عوام پر ایسا تسلط جمالیا ہے کہ جس کے اثر کو دور کرنے میں کلیسیا بھی ناکامیاب رہا۔ بعض دیہاتوں میں پادری بھی پرانی رسومات ادا کرنے میں لوگوں کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں جن بدعات کا سدباب کرنے میں کلیسیا ناکام رہا۔ ان پر چشم پوشی کرتے ہوئے اس نے انہیں رسوم کو اپنے اندر شامل کرلیا۔ روس اور دیگر سلیو (Slavs) اقوام میں مشہور ہے۔ کہ دریاؤں کے ساحل پر ایک روح پائی جاتی ہے جو لوگوں کو اٹھاکر لیجاتی ہے۔ اسیطرح زمانہ بت پرستی کے بہت سے عقاید پر لوگوں کا ایمان ہے۔ لوس سپنس نے برٹنی کی حکایات میں بہت سی ایسی روایات کو بیان کیا ہے جن کا تعلق آرتھر اور مرلن کے زمانہ سے ہے۔ آئرلینڈ کی سلٹ اقوام میں توہم پرستی کی کوئی حد نہیں۔ ان کے عقائد باطل پر یتنیوں سحر اور جادو کو ظاہر کرنے کے لئے کتاب کی ایک جلد کافی نہیں۔ جن بھوت اور پریوں پر ان کا ایمان ہے۔ اور لوگ اس امر کے بھی قائل ہیں کہ یہ مخلوقات انسان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرلیتی ہیں۔ اور بعض اوقات ضرر بھی پہنچاتی ہیں۔ بیماریوں کے علاج میں جادو اور منتر پڑھنے کا عام رواج ہے۔ بانجھ پن کے علاج میں جادو اور منتر پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے علاج میں عورتیں ایک نہایت ہی معیوب رسم پر عمل کرتی ہیں وہ سینٹ پیٹرک کے بستر پر جاتی ہیں۔ اس بستر کا محیط

چالیس گز ہے ۔ سات مرتبہ اسکے گرد گھومتی ہیں ۔ اور بستر میں لیٹ کر سات دفعہ کروٹیں لیتی ہیں پھر چند کنکر وہاں سے اٹھا کر گھر واپس چلی آتی ہیں ۔ انکا خیال ہے کہ اس عمل سے بانجھ پن دُور ہو جاتا ہے ۔ اور گھر کے چوہے نکل جاتے ہیں ۔ عورتوں کی ایک کثیر تعداد اس بستر پر سو کے تمام رات اس پہاڑ پر گزارتی ہے ۔ بیماریوں کے علاج میں جو منتر اور جادو استعمال ہوتے ہیں انہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ اگر کسی شخص کا حلق خراب ہو اور وہاں ناسور پیدا ہو گیا ہو گاؤں کے لوگ اسے دونوں کانوں سے پکڑ کر عاملوں کے پاس لاتے ہیں ۔ اور وہ بھوت یا سایہ کو اس کے جسم سے نکال دیتے ہیں ۔ یرقان کے علاج کیلئے ایک خاص قسم کے درخت کی جڑ میں سے نو ریشے کاٹ لیتے ہیں ۔ اور انہیں زمین میں خفیا طور سے دفن کرتے ہیں ۔ اگر وہ ریشے زمین میں ہی پڑے رہیں ۔ اور کوئی نہ چھوئے تو مریض شفا پائیگا لیکن اگر کوئی شخص انہیں اٹھا لے تو مریض اغلباً فوت ہو جائیگا ۔ جسم پر آلو کا پہننا وجع مفاصل کا علاج ہے ۔ سیپ اور مونگے بچوں کے دانت نکالنے اور تشنج میں بہت مفید خیال کئے جاتے ہیں بعض اعداد نہایت موثر مانے جاتے ہیں ۔ مثال کے طور پر نو کے ہندسے میں ایک خاص اثر پنہاں ہے ۔ حب کے لئے لوگوں میں بہت سے عمل رائج ہیں کئی کنوئیں ایسے ہیں جنہیں مقدس سمجھا جاتا ہے ۔ ان کے گرد مختلف رنگوں کے بیشمار چیتھڑے نظر آتے ہیں ۔ جو لوگ ان کنوؤں پر جاتے ہیں وہ انکے گرد پھرتے اور کچھ الفاظ دوہراتے ہیں ۔ جب ان کا عمل ختم ہو جاتا ہے تو کپڑے کا ایک ٹکڑا وہاں باندھ دیتے ہیں ۔ جو لوگوں کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا نشان سمجھا جاتا ہے ۔ جس شخص کو دردِ سر ہو وہ اپنے لباس میں سے ایک چیتھڑا پھاڑ کر کسی درخت پر باندھ دے اور ایک منتر پڑھے تو سر کی درد کافور ہو جاتی ہے ۔ یہ رسم سکاٹلینڈ میں رائج تھی اور مغربی افریقہ میں اب بھی پائی جاتی ہے ۔ انگلستان اور ویلز کے لوگ بھی انہی عقاید پر عمل پیرا ہیں ڈیونشائر کارنوال اور دیگر مقامات کے باشندوں میں بھی اسی قسم کی توہم پرستی پھیلی ہوئی ہے کوئی شخص لندن میں ان عقاید کی توقع نہیں رکھ سکتا لیکن یہاں بھی تقریباً ہر ایک موٹر چلانیوالا ایک آنہ ایک بت اپنے پاس رکھتا ہے بظاہر تو یہ آرائش کیلئے ہوتا ہے لیکن دراصل وہ اس بت سے خوش قسمتی اور حادثات سے بچنے کی توقع رکھتے ہیں ۔ ہوائی جہاز واہیں پرواز

کرنیوالے بھی ان خیالات سے مستثنٰے نہیں ۔ ابھی چند سال ہوئے بلجیم میں ایسے درخت تھے اگر وہ دوران جنگ میں تباہ نہیں ہوگئے تو اب بھی موجود ہونگے جہاں لوگ ان منتوں اور دعاؤں کے پورا ہونے پر جو حضرت مسیح اور حضرت مریم کی جناب میں گئی تھیں کپڑوں کے چیتھڑے باندھ آتے ہیں +

خُطبۂ عید الفطر

فرمودۂ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری ایدہ اللہ بنصرہٖ

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین ۔ دنیا کے لوگوں کو اطلاع کردو کہ میرا مرنا جینا چلنا پھرنا کھانا ۔ پینا ۔ اٹھنا بیٹھنا ۔ نماز روزہ جملہ شعائر مذہبی ۔ الغرض میری زندگی کے کُل کاروبار کا مقصد رب العالمین کی خدمت ہے یعنی ان مقاصد کے پورا کرنے کیلئے ہی جو ربوبیت عالم سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور ان مقاصد کی بجا آوری میں اسی رب العالمین کے احکام پر چلتا ہوں ۔ اور اس میں احدیت تامہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا میری زندگی کا نصب العین میرا اپنا تجویز کردہ نہیں ہے ۔ یہ راستہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کردیا ہے ۔ ہاں میں اس کی فرمانبرداری میں سب سے سبقت لیگیا ہوں اسلئے میری زندگی انہیں امور میں خرچ ہوتی ہے +

میں نے اس مقدس آیت کا تفصیل کے ساتھ ترجمہ کردیا ہے جو دنیا کے بڑے سے بڑے انسان کی زبان پر تیرہ سو برس سے زیادہ ہوئے اجاتا جاری ہوئی ۔ اگر اس آیت شریفہ کے ان الفاظ کو بنظر تعمق دیکھا جائے تو یہ الفاظ دراصل کلمۂ توحید یا ایمان بالتوحید کی عملی تفسیر ہے ۔ خدا کو ایک جاننا اور ان شعائر مذہبی میں جن کو عرفاً لوگ عبادت کہتے ہیں کسی کو اس کا شریک نہ کرنا یا ضرورت پر دفع ضرورت کیلئے اسی ایک ذات کو مخاطب کرنا اور اس کے سوا اپنی حاجات کو کسی اور طرف نہ لیجانا ۔ یہ ایک ادنےٰ درجہ

کی توحید ہے۔ اگرچہ آنحضرت کی بعثت تک انبیائے کرام آتے رہے۔ اور یہی پیغام توحید لاتے رہے لیکن کوئی بھی اس موٹے سے موٹے مسئلہ توحید کو نہ سمجھا۔ بحمد اللہ حقیقی معلم توحید آیا اور اس نے کچھ اس طریق پر اس غلیظ اور موٹے شرک کا دنیا سے قلع قمع کیا کہ آج مشرک سے مشرک قومیں بھی اس شرک غلیظ سے من وجہ انکار کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقی منزل توحید تو بہت دور ہے یاد رکھو خدا تعالیٰ اسلئے توحید پرستی پر زور نہیں دیتا کہ اسمیں اس کا کوئی ذاتی نفع ہے۔ وہ کوئی حاسد خدا نہیں جیسا بائیبل اس کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ کسی اور کے خدا بننے سے بگڑ بیٹھے۔ یہ مسیح یہ کرشن یہ رامچندر یہ دیگر معبود ان مخلوقات اس احدیت مآب کے سامنے خس و خاشاک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ تم کل کے کل بت پرست ہو جاؤ۔ مشرک بن جاؤ۔ اس کی عظمت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر تم آج بت پرست نہیں یا شرک کی موٹی راہوں سے نیچے ہوئے ہو تو تم ابھی توحید کے دروازہ پر کھڑے ہو حقیقی توحید تو یہ ہے کہ تمہارا اور تمہاری زندگی کا مقصد تمہارے بیم و رجا کا موجب تمہارے امید اور خوف کا باعث ایک ذات باری ہو۔ اور یہ اسلئے کہ جس کا نام سیرت یا کیریکٹر ہے وہ اسی توحید سے پیدا ہوتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بعض شخصیتوں کا خوف تم سے وہ باتیں کرا گذرتا ہے۔ جو تمہارے نزدیک بھی مکروہ ہیں۔ دنیا میں ہمارے کل اقوال افعال کا محرک یہی بیم و رجا یہی خوف و طمع ہوتا ہے لیکن اگر تم کامل موحد بن کر اس حکم پر عمل کرو کہ لا تخشوھم واخشونی (ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈرو) تو کیا کسی کا خوف تم سے تمہاری منشاء کے خلاف یا تمہارے قومی اور ملی مفاد کے خلاف کچھ کرا سکتا ہے۔ اسی توحید کا سبق دینے کے واسطے تم کو کہا گیا ہے۔ وللہ خزائن السموات والارض۔ تم جو بعض باتیں اپنی قوم اپنی کانشنس اپنے مذہب اور اپنی ضمیر کے برخلاف اس خیال سے کر گزرتے ہو کہ فلاں شخص سے ہم کو کسی رنگ میں کچھ دولت ملجائے۔ تو یاد رکھو کہ دنیا کے تمام خزائن اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ تم ان لوگوں۔

کی پرواہ کیوں کرتے ہو جن کو تم صاحب ثروت سمجھتے ہو۔ پھر تمہارے کیرکٹر کو مضبوط کرنے کیواسطے تمہارے جملہ مصائب و شدائد کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے۔ اکثر مصائب و شدائد کا خوف بھی ہم سے بعض اخلاق سے گری ہوئی باتیں کرا گزرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ولنبلونکم بشیئٍ من الخوف یعنی یہ خوف اور مصائب جو اکثر تمہیں آتے ہیں ہماری طرف سے آتے ہیں اور ان کا مقصد تم کو تکلیف دینا نہیں بلکہ دنیا میں سب سے بڑا کامیاب انسان وہی ہوتا ہے جسمیں اوروں سے بڑھ کر صبر و استقامت کا جوہر ہوتا ہے۔ جب تک یہ جوہر انسان میں نہ ہو۔ انسان لاشئے ہے کسی ادنے سے ادنے فتوحات کا نام لو صبر و استقامت کے سواء وہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ دونوں جواہر تم میں استعداداً موجود ہیں لیکن ان کا ظہور مصائب و شدائد کے سواء نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا یہ خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا احسان نہیں کہ وہ تمہارے جوہر کو اس طرح چمکا دے۔ ولنبلونکم میں لفظ بلاءٌ بہت معنی خیز ہے۔ بلاءٌ کے معنی آگ میں ڈالکر سونے کو صاف کرنے کے بھی ہیں۔ اور اسی واسطے عطاء کے معنے بھی آتے ہیں مطلب یہی ہے کہ آتش بلا میں ڈال کر تم کو کندن بنایا جاتا ہے۔ اس کندن کا جوہر کیا ہے؟ صبر و استقامت۔ چنانچہ اس کے بعد اسکی طرف ارشاد ہوتا ہے۔ وبشر الصابرین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون بشارت اسبات کی کہ ان میں صبر پیدا ہو گیا ہے۔ اگر کیرکٹر فی زمانہ ایک عظیم الشان دولت تسلیم ہو چکی ہے۔ تو پھر یاد رکھو کہ یہ دولت آتش بلا میں ہی گذرنے سے آتی ہے لیکن اس آتش کا مقابلہ وہی انسان کر سکتا ہے جو عمداً انا للہ وانا الیہ راجعون کہ سکتا ہے۔ جو مصائب کو دیکھ کر یہ کہنے کی قابلیت رکھتا ہے کہ اگر ہم دنیا میں راحت کے واسطے آئے تھے یا مصائب سے بچنا ہی ہمارا مقصد زندگی ہوتا تو بیشک یہ مصائب زندگی ہم کو تکلیف دیتے۔ مگر ہم تو اللہ کے اور اسی کیلئے جیتے ہیں۔ مصائب کا ہم سے تعلق ہی کیا ہے۔ ایک اور بات بھی دنیا میں کیرکٹر کو تباہ کر دیتی

لئے ہوتی ہے۔ وہ مفروضہ عزتوں کا حصول ہے مثلاً آج کل کے خطابات اور عہدہ جات دنیا کے لوگوں سے بہت کمینہ حرکات کرا دیتی ہیں۔ گویا یہ لوگ عزت سے مورت کے آگے سجدہ کرنے کے لئے اپنی قومی اور ملی مفاد کو تباہ کر دیا کرتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ قوم و مذہب پرستی ہی بہت حد تک خدا پرستی ہے۔ اسلئے ان لوگوں کے اس مشرکانہ فعل سے بچانے کیلئے جس کی وجہ سے ان کا کیریکٹر تباہ ہوتا ہے۔ یوں ارشاد باری ہوتا ہے وللہ العزت ورسولہ۔ یہ عزتیں جنکی طرف تم دوڑ رہے ہو محض بے حقیقت ہیں۔ اصلی اور حقیقی عزتوں کا مالک خدا تعالیٰ اور اس کا رسول ہے۔ تم ان اصولوں کو مت اختیار کرو۔ جن سے قومی اور ملی عزتیں تباہ ہوں۔ تم خدا اور رسول کی عزت دنیا میں قائم کرو۔ خدا تعالیٰ تمہاری عزت قائم کردیگا۔ تم کل عزتوں کا مالک خدا تعالیٰ کو سمجھو تو پھر تم سیرت و اخلاق سے تہیں گروگے میں نے ابھی کہا کہ کیریکٹر ہی سے قوم میں حکومت پیدا ہوتی ہے۔ اور کیریکٹر ہی سے انسان دنیا کا لیڈر ہو جاتا ہے۔ اور خوب یاد رکھو کہ یہ کیریکٹر صرف توحید پرستی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور توحید سکھانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تمہارے نفس کی تکمیل ہو جائے۔ تمہارے پوشیدہ جوہر ظاہر ہو جائیں یوں تو کل کا کل قرآن اسی مقصد کی تکمیل کے واسطے بھرا پڑا ہے لیکن میں انہیں چند آیتوں کو تمہارے سامنے کرتا ہوں جو میں نے شروع میں تلاوت کیں تم لا الٰہ الا اللہ کے پرستار ہو اور اس پرستش کا عملی رنگ یہ ہونا چاہئے کہ سب سے اول تم دنیا میں کسی کا خوف نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کے خوف کے مقابل کسی اور طاقت کا خوف تم کو صحیح راہوں سے الگ نہ کردے۔ خوف کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں۔ مال عزت کے متعلق امید و بیم مصائب کا آنا۔ اب ان تینوں حقائق کو تم نے قرآن پاک کی ان آیتوں سے حاصل کر لیا +

(۱) للہ خزائن السموات والارض | (۲) العزت للہ والرسول۔

(۳) ولنبلونکم بشیٔ من الخوف ...... الیٰ آخرہ

تم توحید کی اس اسپرٹ کو ذرا اپنے اندر پیدا کرو۔ اور دنیا سے بخوف ہو جاؤ

اور دولت و عزت خدا تعالےٰ سے مانگو مصائب کو خدا تعالیٰ کی رحمت سمجھو کہ وہ تمہارے کیریکٹر کیواسطے ضروری ہے پھر بتلاؤ کہ کون دُنیا میں ایسی قوت ہے جو تمہارا بال بیکا کر سکتی ہے جس قدر مصائب تمہیں اس وقت آ رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ تم نے اوروں کو اپنا خدا بنایا ہے۔ اور ان کو قبلۂ حاجات سمجھا ہوا ہے۔ تم یہ خیال کئے بیٹھے ہو کہ تمہاری عزت اور راحت ان کے ہاتھ میں ہے اور اگر وہ چاہیں۔ تو تم کو تکلیف دے سکتے ہیں۔ ان خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور اپنی عزت رفتہ واپس لیلو۔ اسی سبق توحید کے سکھانے کے واسطے تمہیں ایک اور نصیحت کی گئی ہے۔ فرمایا لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون یعنی کیریکٹر یا سچی سیرت اسی کو حاصل ہے۔ جو خدا کی راہ میں خدا کے لئے اپنی محبوبات سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ دنیا نے طرح طرح کے فلسفے تلاش کئے کہ لوگوں سے بدی دور ہو مختلف مذاہب اور ملل کی تعلیمات دنیا سے بدی اور فسق و فجور مٹانے کے واسطے آئیں لیکن حقیقی راز سے ناواقف ہونے کے سبب بدی کا علاج نہ کر سکیں۔ قرآن کریم نے ہمیں نہ صرف اس سچے فلسفہ سے اطلاع دی جس پر عمل پیرا ہونے سے گناہ اور بدی کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہمارے لئے چند ایسے مشقی کورس بھی رکھ دیئے ہیں۔ جن کے اختیار کرنے سے ہم اصلی مقاصد کو پالیں کیا آپ لوگوں نے کبھی غور کیا کہ بدی کا ارتکاب کیونکر ہوتا ہے ہم کو چند ضروریات لاحق ہیں۔ ان ضروریات کا دفعیہ چند چیزوں کے حصول سے وابستہ ہے وہی چیزیں ہم کو عزیز ہو جاتی ہیں۔ کسی چیز کے پیارے یا عزیز ہونے کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ وہ چیز کسی نہ کسی ہماری ضرورت کا علاج ہے۔ اسی کا ناجائز حصول بدی کہلاتا ہے بدی سے بچنے کا صحیح علاج یہ ہو گا کہ ہم اپنے اندر کچھ ایسی عادت ڈالیں کہ جس کے ماتحت جائز طریق پر حاصل شدہ چیزیں جو ہم کو محبوب ہیں اپنے سے بطیب خاطر جدا کر سکیں۔ جو شخص اپنی چیز کو جس پر اس کو مالکانہ حقوق حاصل ہیں بہ آسانی کسی اور کو دے سکتا ہے۔ وہ غیر کی چیز پر کیوں نگاہ ڈالے اسی لئے فرمایا لن تنالوا البر تم میں کیریکٹر پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک تم اپنی

محبوب چیزوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ سیکھو۔ تم اپنی مادی دولت کو ہاتھ سے
دیکر اس دولت کو حاصل کرو جس کا نام بر ہے۔ جسے اخلاق فاضلہ کہتے ہیں
جسے انگریزی میں کیریکٹر کا نام دیا گیا ہے۔ پھر اس کے حاصل ہونے کے بعد
تم ہاتھ سے دی ہوئی دولت سے لاکھ گنا زیادہ پیدا کر سکتے ہو تم دنیا کی عزت کے
متعلق ان اشعار کو جو جذبۂ توحید کی پرستاری میں ایک دن میری قلم سے نکل گئے
اپنے حسب حال کر لو۔ پھر دیکھو کہ تم دنیا کی نگاہوں کا تارا بنتے ہو یا نہیں
اور دنیا تمہارے پیچھے آتی ہے یا نہیں ؎

کسی سے دل کو لگا چکے ہیں جزا محبت کی پا چکے ہیں
دوئی کو دل سے ہٹا چکے ہیں ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہیں

کہاں کی عزت کہاں کی ذلت کہاں کی پستی کہاں کی رفعت
کسی کے در کے جو ہو چکے ہیں یہ دل سے سب کچھ بھلا چکے ہیں

نہ بیم و امید کے تقاضے نہ رنج و راحت سے لینا دینا
جو دولتِ دل ہی دے چکے ہیں وہ سارے قرضے چکا چکے ہیں

مضائقہ کیا اگر جدا ہم سے آشنا مال و عز و جاہ ہوں
قدم جو اٹھنا تھا اٹھ چکا ہے ہم انکے کوچہ میں آ چکے ہیں

نہیں وہ آتے نہ آئیں تو کیا نہ کوئی حسرت نہ آرزو ہے
جو کچھ بھی باقی رہا تھا دل میں وہ خون کر کے بہا چکے ہیں

یہ کس نے توڑیں مری امیدیں میں اس پہ قرباں کہ کفر ٹوٹا
تھے نقش امید غیر جتنے وہ لوح دل سے مٹا چکے ہیں

یہاں کی عزت انہیں مبارک اسیر جاہ و نمود جو ہوں
فقیر تو فرشِ خاکساری پہ بستر اپنا جما چکے ہیں

کئے خوشی سے جو دست خالی غنا نے کی آ کے دست بوسی
کسی کی دولت کو کیا کریں وہ جو اپنی دولت لٹا چکے ہیں

نہ درد کے چارہ گر اگر ہوں تو بن کے ناصح نہ یار آئیں
ہر ایک لغزش پہ خارزار کو عصائے راہ ہم بنا چکے ہیں
کسی کے رستے میں خاک ہونا کمال رفعت سے بالاتر ہے
تمہاری باتوں کو کیا کریں ہم جب اس حقیقت پہ آچکے ہیں

الغرض تم اپنی کمائی ہوئی دولت خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ اپنی عزت اپنی آسائش کی چیزیں اور وہ چیزیں جن سے تم کو محبت ہے مثلاً اپنا وقت اکل وشرب تعلقات زناشوئی عزیز و اقارب مکان و وطن لباس اور سب سے آخر جسم کی آسائش خوشی سے ترک کرنے کی عادت ڈالو۔ اور خدا تعالے کیواسطے ان سب چیزوں کا چھوڑنا (اگر ضرورت پڑے) توحید حقیقی ہے یہی لا الہ الا اللہ کی تفسیر ہے۔ اور یہی اسلام کا مقصد ہے۔ اور یہی وہ روح ہجرت ہے۔

جسکے پیدا ہونے پر تم فقد فاز فوزا عظیما کے مصداق بنوگے۔ اسی روح کے پیدا کرنے کیلئے ارکان اسلام کی تعلیم دیگئی۔ یہی وہ چند روحانی مشقیں ہیں کہ جن کی ورزش تم کو کل منازل سلوک طے کراکر تم میں وہ حقیقی روح پیدا کردیگی۔ کلمہ توحید ہم اسلئے پڑھتے ہیں۔ کہ ہم اپنے خیالات اپنے آرام اور اپنے محالکوں کو خدا تعالے کیلئے ترک کر سکتے ہیں۔ اور سب مشرکوں سے بڑھ کر وہ مشرک ہے۔ جس کا نام خود پرستی ہے ہم مرجاتے ہیں لیکن اپنی رائے کو نہیں چھوڑتے اور خود رائی دنیا میں ہمارے لئے صدہا مصائب کا موجب ہے اس بڑے بت کو پاش پاش کرنے کیلئے ہم لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں پانچوقت اذان سننے پر تم نے اپنے وقت اور اپنے کانوں کو خدا کے لئے چھوڑنا سیکھا۔ ابھی رمضان شریف میں تم نے پورے تیس دن تک جائز تعلقات زناشوئی۔ اکل وشرب کو خدا کیلئے بطیب خاطر چھوڑ دیا۔ جس شخص نے روزے رکھے۔ اور یہ سبق حاصل نہ کیا۔ یعنی اسمیں یہ روح پیدا نہ ہوئی کہ وہ

اکل و شرب اور تعلقات ترناشوئی قومی اور ملی ضرورتوں کے لئے چھوڑنا سیکھے۔
اس نے روزے نہیں رکھے۔ بلکہ فاقہ کئے۔ ہم زکوٰۃ صدقات خیرات دے کر اپنے
مال کو اپنے سے ترک کرنا سیکھتے ہیں۔ اب ہمارے سامنے سلوک کی آخری منزل ہے
ہم حج کو نکلتے ہیں۔ گھر کو اہل و عیال کو اور وطن کو خدا کے لئے ترک کرتے ہیں
کسی تجارت پر نہیں چلے۔ صرف خدا کی خوشنودی کے واسطے ہم ان محبوبات کو
چھوڑ رہے ہیں۔ عرب میں داخل ہوتے ہی وہ شان و شکوہ کا نشان جس کے
ذریعہ انسان کی خواہمخواہ عزت ہو جاتی ہے۔ یعنی لباس فاخرہ وہ بھی ہم وہاں جاکر
جسم سے علیحدہ کرتے ہیں۔ دو چادروں سے ہم اپنے جسم کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور
اور اس کا نام ہم نے احرام رکھا ہوا ہے اپنے پاس سے ضرورت سے زیادہ مال و
دولت بھی الگ کر دیتے ہیں۔ خدا کے گھر کے اردگرد طواف کرتے ہیں۔ اور
یہ کون نہیں جانتا کہ طواف کے بعد پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر میدان عرفات
میں جاتے ہیں۔ وہاں زمین اور پتھروں پر سجدہ کرتے ہیں اور لبیک کہہ کر یہ اظہار
کرتے ہیں۔ کہ آج ہم نہ اپنے وقت کے مالک ہیں نہ اپنی مال و دولت سے
تعلق رکھتے ہیں۔ نہ اکل و شرب اور زوجیت کی ضروریات ہم پر اپنا اثر
کر رہی ہیں۔ وطن اور اہل و عیال بھی تیرے نام پر چھوڑ چکے ہیں۔ اپنے
جسم سے لباس بھی علیحدہ کر دیا ہے۔ اور حرم میں آکر ان چیزوں کو بطیب خاطر
اپنے اوپر حرام کر دیا۔ اس طرح ہر ایک ماسواء اللہ سے جدا ہو کر اور اپنی محبوبات
تیری راہ میں چھوڑ کر لبیک لبیک لا شریك لك کہہ رہے ہیں۔ کاش دنیا
اس عقیدہ سے آشنا ہوتی۔ اور مسلم دنیا ان باتوں پر رسماً نہیں بلکہ حقیقتاً
عامل ہوتی۔ اور ہر ایک حاجی مناسک حج کو اپنے عمل سے حقیقت کر دکھاتا
تو یہ مسلم قوم آج صاحب بروکیریکٹر کی مالک اور سیرت کی بادشاہ ہوتی۔ اور انمیں

رُوحِ ہجرت

پیدا ہو جاتی۔ جس سے وہ ہر ایک چیز حاصل کر لیتے۔ اب میں ایک اور امر کی طرف

آپ کو متوجہ کرتا ہوں ۔ یہ ساری کی ساری چیزیں تو دنیا میں ہماری محبوب ہیں اور ہماری کُل سرگرمیوں کی محرک ہوتی ہیں ۔ ان سب کا تعلق انسان کے اس حصے سے ہے جس کا نام بہیمیت ہے ۔ انسان اور چارپائے میں بھی ایک امر مشترک ہے ارکان اسلام کے پہلے چار رکن یعنی کلمہ طیبہ ۔ نماز ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ بذات خود سب حج میں جمع ہو جاتے ہیں ۔ گویا حج ایک مکمل راستہ سلوک کا ہے ۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے اس کو سلوک کی آخری منزل کہا ہے ۔ انہیں ایام میں ہم بہیمیت کے تقاضوں پر چھری پھیرنے کا سبق سیکھتے ہیں ۔ کل مناسک حج ۹ کی شام کو ختم ہو جاتے ہیں ۔ ۱۰ کو صبح ہوتے ہی ہم ایک چارپائے کے گلے پر چھری پھیر دیتے ہیں اس چارپائے میں جو کچھ ہے وہ وہی چیز ہے ۔ جو انسان کے جسم میں آ کر مختلف خواہشات پیدا کرتی ہے ۔ ہمنے حج کے خاتمہ پر کسی جانور کو ذبح نہیں کیا ۔ بلکہ بہیمیت کے گلے پر چھری پھیری کس قدر نامراد وہ انسان ہے ۔ جس نے ان قربانیوں کو گوشت خوری کا ایک ذریعہ سمجھا ۔ اور اس نے بہائم کو ذبح کر کے بہیمیت کو اپنے سے علیحدہ نہیں کیا ۔ اگر مناسک حج کی حقیقت پر ہم عامل ہو جائیں ۔ اور فی الواقع قربانی کے ساتھ اپنی بہیمیت کو بھی ذبح کر دیں ۔ تو آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا صحیح ہو جاوے کہ جو حج کرتے ہیں ۔ ان کے گناہ دُھل جاتے ہیں ۔ الغرض لا الہ الا اللہ کہنا کوئی لفظی تکرار نہیں بلکہ اس امر کا اظہار ہے ۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں میں نے اس خطبہ کے شروع میں کہا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کی بہترین تفسیر قل ان صلاتی ونسکی ۔ ۔ ۔ الی آخرہ ہے +

اور یہ مقام اسی کو نصیب ہوتا ہے جو خواہش نفس یا بہیمیت کے کل تقاضوں کو اپنے سے جُدا کر لیتا ہے **ہجرت** جو کل فتوحات کی کنجی ہے ۔ اور اسلام میں اسکو اسقدر اہمیت ہے ۔ کہ ایک طرف ہمارے سن کا آغاز اور دوسری طرف ہماری فتوحات کی ابتدا اسی مبارک واقعہ سے ہوئی ۔ جو ہجرت کرنی نہیں جانتا وہ لاکھ مسلمان ہو لیکن اسمیں شان مومن ابھی پیدا نہیں ہوئی ہجرت سے مراد یہ نہیں کہ کسی جوش و غضب میں آ کر اپنے

مقام کو بدل لیا جائے حقیقت ہجرت سے وہی آشنا ہے جس کے اندر روح ہجرت پیدا ہو چکی ہے۔ ہجرت کے معنے جدا ہونے کے ہیں۔ تم خدا کی راہ میں اپنے اکل و شرب اپنے تعلقات زن و شوئی سے۔ پارچات سے۔ مسکن سے۔ املاک سے۔ اہل و عیال سے جدا ہونے کی اگر خدا اور قوم کی راہ میں ضرورت ہو تو طاقت پیدا کرو۔ اس طاقت کا نام رُوح ہجرت ہے۔ پھر تم اپنے وطن میں ایک مہاجر ہو +

قول پیغمبر صلعم کے مطابق مہاجر وہی ہے۔ جو ذنوب سے ہجرت کرنا جانتا ہے۔ اور ذنوب سے ہجرت وہی کر سکتا ہے۔ جو تقاضائے بہیمیت سے ہجرت کر سکتا ہے تم اپنے اندر رُوحِ ہجرت پیدا کرو۔ تم اپنے عمل سے دکھلاؤ کہ ہمیں قومی اور ملی مقاصد کے حصول میں مال۔ دولت۔ جاہ۔ خطابات۔ املاک۔ وطن۔ بیوی بچے کا جدا ہونا نہیں روک سکتا پھر تم فقد فاز فوزاً عظیماً کے مصداق بن جاؤ گے۔ ہاں مقاصد وہی جن کی اجازت قرآن دیتا ہے۔ ان کا محرک کوئی ایسا جذبہ نہ ہو۔ جس کی تہ میں نفسانیت یا وقت کے پالٹکس ہوں۔ یاد رکھو قرآن ایک جامع کتاب ہے۔ تمہارے پالٹیکس وہی ہونے چاہئیں جن کی اجازت قرآن دے +

الہامی کتب پر چند خیالات

(از قلم جناب لارڈ ہیڈلے الفاروق صاحب بالقابہ)

بہت سے عیسائی پُرانے اور نئے عہدنامے کے ہر ایک لفظ کی سچائی پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ایک کثیر تعداد ایسی ہے جنہیں پرانے عہدنامے پر تو شک ہے لیکن نئے عہدنامے سینٹ متی کی انجیل سے لے کر الہام کی کتاب تک وہ پورا ایمان ہے۔ ایک اور طبقہ جسمیں بہت سے مذہبی لوگ شامل ہیں وہ دونوں عہدناموں کو اپنی راے کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں حصص پر ایمان لاتے ہیں جو اسکے موافق ہیں۔ بہت سے نیکدل انسان جنہیں اگر کہا جائے۔ کہ انہیں بائیبل کی سچائی پر شبہ ہے تو وہ ضرور رنج کرینگے۔ حالانکہ انہیں میں سے اکثر حضرت یونس اور مچھلی اور پانی پر چلنے کے معجزات کو نہیں مانتے بعض ایسے ہیں جو حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے اور کفارہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اب یہ دریافت کر لینا کوئی مشکل امر نہیں کہ عیسائی مذہب کے عقاید نے جو انجیل کے ایک ہی ترجمہ کی مختلف تشریحات پر مبنی ہیں۔ ایسے فرقوں کو پیدا کر دیا ہے جو بالکل متضاد عقاید رکھتے ہیں۔ تمام مذاہب کی بنیاد روایات پاک نوشتوں اور انسان کے ادراک پر ہوتی جس کے ذریعہ وہ نیک و بد میں تمیز کرتا ہے ہر ایک زمانہ میں الہام اور وحی کی سند کو جو وقعت دیجاتی ہے۔ اسی پر عام حالت کا بہت کچھ انحصار ہوتا ہے۔ اس امر سے تو کسی کو انکار نہیں کہ مذہب بغیر احسان کے ایک بے سُود شے ہے۔ ہم کتب مقدسہ کی چاہے کچھ بھی تشریح کرلیں لیکن اس حقیقت کی کوئی بھی مخالفت نہیں کریگا۔ پس ہم نے ایک عملی اصول قائم کرلیا۔ کہ مذہب بغیر احسان کے بے سُود ہے۔ احسان اور رواداری کو ایکدوسرے سے بہت مشابہت ہے۔ ایک شخص جسمیں احسان کی صفت پائی جاتی ہے وہ یقیناً ان لوگوں سے رواداری کا سلوک کریگا جو مختلف مذہبی عقاید رکھتے ہیں۔ اور

انہیں صرف اس وجہ سے مورد الزام نہیں ٹھہرائیگا کہ وہ معاملات پر ایک مختلف نکتۂ نگاہ سے رائے قائم کرتے ہیں میں یہاں اس رواداری کا ذکر نہیں کرتا جس کے ماتحت ظلم و تمااور فریب سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ یا اس حماقت نرمی کی طرف اشارہ نہیں کرتا جو قاتلوں اور بدمعاشوں کو بلا تمیز معاف کر دیتی ہے یہاں میرا مقصد اس رواداری سے ہے۔ جو اس عقیدے پر کاربند ہے کہ تمام نیک لوگ جو خداوند تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اپنے ہمسایہ کے حقوق کو ادا کرتے ہیں۔ ان کے لئے نجات حاصل کرنا ممکن ہے۔ ایک بھیڑ چرانے کے عوض ایک انسان کو پھانسی پر لٹکا دینے کی سزا کو سمجھنا آسان ہے۔ جس کا ایک وقت اس ملک میں عام رواج تھا لیکن ان لوگوں کے قلب کی کیفیت کا اندازہ لگانا نہایت دشوار ہے۔ جو اپنے دیگر ابنائے جنس کو اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اور بغیر کسی جرم کے ارتکاب کے صرف مذہبی عقائد کے اختلاف کی وجہ سے آگ کی نذر کر دیتے تھے بعض لوگ کہدینگے کہ یہ سزائیں ایک گذشتہ زمانہ کی باتیں ہیں۔ ہمارا آجکل یہ طرز عمل نہیں۔ ہاں شاید نہ۔ لیکن میں ایک سوال پوچھتا ہوں۔ کیا ایک ابنائے جنس کے جسم کو جلا دینا جیسا کہ مقدس انکوئزیشن کے متعصب عیسائی کیا کرتے تھے رواداری کے زیادہ قریب ہے یا اسکی تمام زندگی جسم اور روح کو ہمیشہ کیلئے جہنم کی آگ میں ڈال دینا جیسا کہ موجودہ عیسائی کرتے ہیں۔ اگر ایک انسان الوہیت مسیح تثلیث۔ کفارہ اور عشاء ربانی کے عقاید پر ایمان نہیں لاتا۔ اور انہیں نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتا۔ تو وہ اس وجہ سے ہرگز کسی انسانی قانون یا احکام الٰہی کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اس پر بھی ہمارے نیکدل عیسائی نہایت وثوق سے کہتے ہیں کہ ایسا شخص نجات نہیں پا سکتا یا بالفاظ دیگر وہ اسے ایک ابدی جہنم میں دھکیل رہے ہیں ان کے اس فعل میں رواداری کا نام ونشان نہیں۔ اگر اسی کا نام رواداری ہے۔ تو یہ پولوس کی تعلیم کے عین مخالف ہے۔ وہ اسکی تعریف یوں کرتا ہے۔ رواداری ازنسبہ بلند کرتی ہے۔ نہایت حلیم الطبع اور مہربان ہے کسی بدی کا خیال نہیں کرتی۔ سچائی میں مسرت حاصل کرتی ہے اور نہایت بردبار ہے لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ وہی لوگ جنہیں اگر کہا جائے کہ تم پولوس

کے عقاید پر ایمان نہیں رکھتے تو وہ استغفار پڑھنے لگیں لیکن عملی طور پر ان کی یہ حالت ہے کہ وہ رواداری کے پہلے اصولوں سے ہی بیگانہ ہیں۔ اور وہ بنی نوع انسان کی رُوح کے متعلق اس صفت کا اظہار نہیں کرتے۔ مختلف مذاہب اور خیالات کے مطابق شاید رواداری کی بھی مختلف اقسام ہوں لیکن میں اس قدر تو ضرور جانتا ہوں کہ مجھے بار بار کہا گیا ہے کہ میرے لئے نجات حاصل کرنا ناممکن ہے۔ یہ میرے گناہ کے سبب نہیں جو درحقیقت میری نجات میں مانع ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اس کا سبب چند ایک عقاید پر ایمان نہ لانا ہے۔ جو عیسائیت کے اوائل زمانہ سے پادریوں کو اپنے پیشرؤں سے ورثہ میں ملتے رہے ہیں یقیناً ایسا مذہب جو دل پر تو کوئی اثر پیدا نہیں کرتا۔ اور انسانی کو قید کرنا چاہتا ہے نقائص سے خالی نہیں۔ مختلف عیسائی فرقوں کے علماء اناجیل کی تشریح کرنے میں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ ان کی تقریریں اور تحریریں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ ایک ہی کلیسیا سے تعلق نہیں رکھتے۔ رومن چرچ۔ گریک چرچ۔ پروٹسٹنٹ۔ انگلیکن اور تمام چھوٹے چھوٹے فرقے اناجیل کے ہی پیرو ہیں۔ قرآن کریم جو اناجیل کی صداقت پر ایک دلیل ہے۔ اور اُسے تکمّل کرنیوالا ہے۔ ان تمام فرقوں کے لئے ایک سربمہر خزانہ ہے۔ اس تنگدلی کی کیا وجہ ہے۔ ایک ایسی کتاب کا مطالعہ کیوں نہیں کیا جاتا جسے کروڑوں انسان مقدس اور الہامی کتاب مانتے ہیں۔ کون ایسا شخص ہے جو ان آیات کو پڑھ کر متاثر نہیں ہوتا +

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم لہٗ ما فی السمٰوات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ من علمہٖ الا بما شآء وسع کرسیہ السمٰوات والارض ولا یؤدہٗ حفظھما وھو العلی العظیم

ترجمہ۔ اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ سنبھالنے والا نہ اسکو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو اسکے

اذن کے بغیر اسکی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔ جو کچھ لوگوں کو پیش آرہا ہے اور جو کچھ انکے بعد ہونیوالا ہے وہ اسی کو معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے۔ مگر جتنی وہ چاہے۔ اسکی کرسی آسمان اور زمین سب پر قادر ہے۔ اور آسمان اور زمین کی حفاظت اس پر مطلق گراں نہیں وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے

قرآن کریم میں جو خداوند تعالیٰ کا کلام ہے ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے اس قسم کی بہت سی آیات آئی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جو لوگ انجیل کو پڑھتے ہیں وہ قرآن کریم کا مطالعہ بھی ضرور کرینگے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جس انصاف رواداری اور فراخدلی کی مثال قائم کی ہے ہمیں اسکی پیروی کرنی چاہیئے۔ بدقسمتی سے مختلف انبیاء کے پیرو انکی تعلیم کی روح کو نظر انداز کر دیتے ہیں طبائع کا یہ رجحان عالمگیر واقع ہوا ہے جن لوگوں نے دیگر عیسائی فرقوں کو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا آگ میں جلوا دیا انہیں کون حضرت مسیح کا سچا پیرو کہ سکتا ہے حلیمی اور رواداری کی روح کہاں ہے جس پر مسیح ناصری اسقدر زور دیتے رہے ہیں برادران اسلام کی خدمت میں گذارش کرونگا۔ کہ ہمارا پاک اور سادہ مذہب تمام مغربی ممالک میں اس طریق سے پیش کیا جائے کہ کچھ عرصہ کے بعد تمام دنیا اسلام قبول کرلے۔ اس روشنی کے زمانہ میں گو یہ عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن ہزاروں ایسے عیسائی موجود ہیں جن کا یہ ایمان ہے اور وہ اعلان کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو جو موجودہ عیسائیت کے عقاید کو تسلیم نہیں کرتے کبھی نجات نہیں ملسکتی۔ ان امور سے ہمارے دل و دماغ کو ایک صدمہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ ان عقاید کو حضرت مسیح نے تعلیم نہیں کیا۔ یہ اصل تو بعد میں اسلئے بنائے گئے۔ تاکہ کلیسیا کو اعلے تجارتی پیمانہ پر چلایا جائے اور دنیاوی اقتدار کو حاصل کرنے میں ہر ممکن طریق کو عمل میں لایا جائے۔ اس عیسائیت کی بنیاد سنگدل پادریوں اور سینٹ گریگوری جیسے لوگوں نے حضرت مسیح کے آسمان پر چڑھنے کے تین سو سال بعد رکھی۔ یہ عیسائیت حضرت مسیح کی تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ یہ تو ہر ایک جانتا ہے کہ عیسائی مذہب مشرق میں پیدا ہوا اور گذشتہ صدیوں کے دوران میں مغربی ممالک میں پھیلگیا۔ اسلئے یہ امر بھی ہرگز بعید از قیاس نہیں

کہ اسلام جس کا مسکن مشرق ہے اور وہ ناقابل فہم عقاید اور ظاہری رسومات سے بھی پاک ہے کیوں مغربی ممالک میں نہ پھیل جائے جبکہ وہاں لامذہبی کی رو نہایت سرعت سے چل رہی ہے۔ اور کلیسیا کی ظاہری رسومات نے عوام کے متاع صبر و ادراک کو تباہ کر دیا ہے اسلام کلیسیا کی طرح پادریوں کے توسط اور وسیلہ کا حامی نہیں۔ اور نہ ہی وہ لوگوں سے ایسے غلط عقاید کو منواتا ہے جو ادراک کے خلاف ہوں۔ یہ مذہب سائنسدان اور تعلیمیافتہ لوگوں میں ویسا ہی مقبول ہو گا جیسا سادہ طبیعت اور ناتعلیمیافتہ طبقہ میں۔

آخری الہام کی ضرورت

(از قلم - بی - داؤد شاہ صاحب مبلغ اسلام)

والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین - لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنٰہ اسفل سافلین الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلھم اجر غیر ممنون ۔ فما یکذبک بعد بالدین ۔ الیس اللہ باحکم الحٰکمین ۔

ترجمہ - انجیر اور زیتون اور طور سینین اور اس شہر کی قسم جس میں ہر طرح کا امن ہے۔ کہ ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا۔ پھر ہم اسکو کمتر سے کمتر مخلوق کے درجے میں لوٹا لائے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کیلئے آخرت میں اجر بے انتہا ہے۔ اے پیغمبر اب کون ہے جو تجھے روز جزا کے بارے میں تم کو جھوٹا سمجھے کیا خداوند تعالیٰ نے انسان کو بلا مقصد پیدا کیا اور کیا اس تمام کائنات کا وجود ایک عبث فعل ہے۔ کیا اس نے محض وقت گزارنے کے لئے یہ کارخانہ بنا دیا۔ یا اللہ کے رحم کا یہی تقاضا تھا کہ انسان کو ایک ایسے گناہ کے بدلے میں جس کا وہ ذمہ وار نہیں ابدی جہنم میں ڈال دے۔ کیا ایک لمحہ کیلئے بھی تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ خداوند تعالیٰ کو انسانی مصائب کے نظارے سے خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے جیسے ہمارے ہندو برادران

کرم کے نام سے موسوم کرتے ہیں نہیں انسان کی پیدائش میں خداوند تعالیٰ کے یہ مقاصد نہ تھے۔ بلکہ جیسا قرآن کریم فرماتا ہے انسان کی پیدائش کی اصلی غرض اسکی پوشیدہ استعدادوں اور قوی کو بارآور کرنا ہے اور اسے ایک ایسے مقام پر پہنچانا ہے جہاں وہ اپنا تعلق خداوند تعالیٰ سے قائم کرے جو رب العالمین ہے۔ تمام سچے مذاہب کا نصب العین اسی بلند مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ یہ ایک مسلمامر ہے مذہب اسلام میں بھی اسی مقصد کا اظہار ہے۔ خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے کیلئے ہمیں یقیناً ایک ایسی ہدایت کی ضرورت ہے جو خدا کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہو۔ الہام الٰہی کی روشنی میں ہی ہماری پوشیدہ طاقتیں ظاہر ہو سکتی ہیں بعینہٖ عالم نباتات میں جس طرح ایک بیج آسمانی بارش سے بارآور ہو جاتا ہے۔ انسان اپنے قوی کی نشوونما ان قوانین اور اخلاقیات پر عمل پیرا ہو کر کر سکتا ہے جنہیں خداوند تعالےٰ نے ظاہر کیا۔ کیا قدرت کے ہر ایک قانون سے جو اس دنیا میں کام کر رہا ہے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہر ایک شے کس طرح اپنی نجات میں کوشش کر رہی ہے اجرام فلکی پر غور کرو۔ کیا وہ قانون پر عمل پیرا ہو کر ایک ہی مقصد کے حصول میں کوشاں نہیں۔ روئے زمین پر نگاہ ڈالو تمام جاندار اور بیجان چیزیں نباتات۔ دریا پہاڑ اسی ایک قانون کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں۔ گو بظاہر یہ تمام اشیا ایکدوسرے سے مختلف نظر آتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کو دیکھو جو اس دنیا میں ہر لحظہ ہوتی رہتی ہیں۔ پیدائش اور موت ایک چیز کا بننا اور بگڑنا ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم فطرت انسانی پر غور کریں تو روشن ہو جائیگا کہ انسان کو بھی کائنات کی دیگر اشیاء کی طرح اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے قانون کی ویسی ہی ضرورت ہے۔ اگر ہم مان لیں کہ ایک خاص مقام پر پہنچنے کیلئے انسان کسی دوسرے کی راہنمائی کا محتاج ہے۔ تو دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کون ہماری راہنمائی ایسے طریق سے کر سکتا ہے جس سے ہمارے باطنی قوی کا اظہار بھی ہو جائے اور ہم قرب الٰہی بھی حاصل کر لیں۔ اگر ہم ایک انسان سے اپنی راہنمائی کی توقع رکھیں تو یقیناً وہ ہمیں صحیح راہ پر نہیں چلا سکتا گو وہ کتنا ہی قابل اور فلسفہ دان کیوں نہ ہو۔ انسانی فلسفہ درحقیقت بیکار لوگوں کی کھیل کود ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ آج تک کوئی فلسفی انسانی زندگی کے معمہ کو حل نہ کر سکا صرف خداوند تعالےٰ کا الہام ہی اس مشکل کو رفع کر سکتا ہے اور انسانی زندگی کے مقصد کو ظاہر کر کے ہمیں صراط مستقیم پر چلا سکتا ہے۔ جس پر گامزن ہو کر ہم نجات حاصل کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم الہام الٰہی کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس ان فی ذالک لآیة لقوم یتفکرون (سورۃ النحل رکوع ۸) ترجمہ۔ ان کے پیٹ سے ایک چیز نکلتی ہے (شہد) جس کی رنگتیں کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ اس میں لوگوں کی شفا ہے۔ بیشک غور کرنیوالوں کیلئے اس میں ایک نشانی ہے اس مثال سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ خداوند تعالیٰ کا الہام ایک مقصد کو بیان فرماتا ہے جسے انسان محض اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اس موقعہ پر قوانین قدرت کو شہد کی مکھی کی مثال میں بیان فرمایا ہے جن کے ماتحت وہ مختلف پھولوں کے رس کو جمع کر کے ان سے شہد پیدا کرتی ہے۔ ایک حقیر سی شے تقاضائے فطرت کے مطابق قوانین الٰہی کی پابندی کرتے ہوئے وہ چیز پیدا کرتی ہے جسے بنی نوع انسان کی متحدہ کوشش بھی نہیں بنا سکتی۔ اس مادی مثال سے درحقیقت یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ عالم روحانیات میں بھی قوانین الٰہی بعینہٖ اسی طرح عمل کرتے ہیں۔ نبی کریم صلعم نے فطرتاً قوانین الٰہی پر عمل کرتے ہوئے خداوند تعالےٰ کی طرف سے الہام پا کر روحانیات اور اخلاقیات میں ان تمام امور کو جو دنیا کے مختلف مذاہب کی روح کہے جا سکتے ہیں قرآن کریم میں جمع کر دیا۔ اب یہ امر تو واضح ہو گیا۔ کہ صرف انبیاء ہی الہام کے ذریعے صراط مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو ظاہر کیا ہے کہ ابتدائے زمانہ سے ہر قوم میں انبیاء کی بعثت ہوتی رہی ہے۔ الہام پر ایمان لانا اسلام کا ایک ابتدائی اصول ہے صرف قرآن کریم کو ہی خدا کا کلام ماننے پر زور نہیں دیا گیا۔ بلکہ تمام صحیفوں اور مقدس کتب کو جو مختلف اقوام پر نازل ہوتی رہیں خدا کی طرف سے ماننا ضروری ہے دیگر اقوام اس اصول کو خاص شرائط کے ساتھ مانتی ہیں بعض کا خیال ہے کہ بنی نوع انسان پر صرف ایک مرتبہ ہی الہام نازل ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ الہام ایک خاص قوم تک ہی محدود ہے۔ لیکن

ایک اور قوم کا ایمان ہے کہ الہام کا دروازہ ایک خاص زمانہ کے بعد بند ہو گیا۔ اسلام نے ظاہر ہو کر الہام اور صفات خداوندی کے متعلق نہایت وسیع خیالات کی تلقین کی۔ قرآن کریم الہام کو وقتی اور قومی حدود میں مقید نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اس کتاب نے دنیا میں یہ اصول پھیلایا کہ ہر ایک قوم کو خداوند تعالیٰ نے الہام کی برکات سے متمتع کیا۔ الہام کی عدم موجودگی میں کوئی قوم بھی خداوند تعالےٰ سے اپنا تعلق قائم نہیں کر سکتی۔ اسلئے یہ ضروری ہؤا کہ وہ خدا جو رب العالمین ہے جس طرح ہر انسان کو مادی ضروریات بہم پہنچاتا ہے۔ اسی طرح اسے ہر ایک کو روحانی برکات سے بھی حصہ دینا چاہئے۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ ترجمہ کوئی قوم ایسی نہیں جسمیں ڈر انے والا نہ آیا ہو +

دنیا کے تمام مذاہب میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اور مختلف مذاہب کو سچا مانتے اور تمام انبیاء پر ایمان لانے کو صفت ایمان قرار دیتا ہے یہی اس مذہب کا ایک امتیازی نشان ہے۔ وما انزل من قبلك کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ تمام اقوام پر الہام نازل ہوتا رہا۔ الہام کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے بعد ہم یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے کہ موجودہ الہامی کتب میں سے کونسی کتاب اپنی اصلی پاکیزگی میں پائی جاتی ہے۔ جو صراط مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی کر سکے۔ خداوند تعالیٰ نور السمٰوات والارض ہے۔ اسلئے اس کا مذہب جو حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیا علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا وہ بھی عالمگیر ہونا چاہئے۔ یہ تو ایک عام فہم دلیل ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ لا تبدیل لخلق اللہ ذالك الدین القیم ترجمہ۔ یہ خدا کی سرشت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی بناوٹ میں رد و بدل نہیں ہو سکتا یہی سیدھا دین ہے + (سورۃ الروم ع ۴)

پرانے زمانوں میں جب خداوند تعالیٰ کا الہام جو کسی خاص قوم پر نازل ہوتا رہا وہ ذرائع آمد و رفت کی عدم موجودگی کے سبب اور ممالک میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسلئے ہر ایک نبی کی بعثت اسی ایک قوم کی ہدایت کیلئے ہوتی رہی +

بنی اسرائیل کے تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کی راہنمائی کیلئے نازل ہوتے رہے۔ اس حقیقت کا ثبوت قرآن کریم اور انجیل سے ملتا ہے لیکن باوجود اس امر کے آجکل کے مشنری پولوسی عیسائیت کے غلط مذہب کی پیروی کرتے ہوئے جسے وہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ دنیا پر یہ ظاہر کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کا مذہب ایک عالمگیر مذہب ہے حالانکہ حضرت مسیح کے اپنے الفاظ موجود ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کے سوا سے تمام اور قومیں کتوں اور سوروں سے بہتر نہیں۔ انجیل کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کیلئے نازل ہوئے۔ قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے۔ ورسولاً الی بنی اسرائیل اور پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف (آل عمران ع ۵) ایک عیسائی مفسر اگر ان امور کو سمجھے تو قرآن کریم کے ان الفاظ ویوم نبعث من کل امۃٍ شھید (سورۃ النحل ع ۱) ترجمہ۔ اور اس روز جب ہم ہر ایک اُمت میں سے گواہ اُٹھا کر کھڑا کرینگے۔ کو پڑھ کر وہ بہت حیران ہوگا۔ کیونکہ اس آیت کی رُو سے تو ہندوستان چین اور جاپان میں کسی سچے نبی کی بعثت پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن یہ معاملہ اس سے زیادہ پریشان کرنیوالا ہے۔ کہ وہ لوگ جو بنی اسرائیل کے قبیلہ میں تو سینکڑوں انبیا کے وجود کو مانتے ہیں لیکن دیگر ممالک اور کثیر التعداد اقوام میں ایک نبی کی ہستی کو تسلیم کرنے میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔ اسلام اس تنگدلی اور ان محدود خیالات کو رد کرتا ہے جو اللہ کے رُوحانی دائرہ کو اسقدر تنگ کر دیتے ہیں جو صرف بنی اسرائیل کا ہی خدا نہیں بلکہ وہ رب العالمین ہے۔ پس یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا کہ مختلف اقوام جو وقتی مجبوریوں کے باعث ایکدوسرے سے بے تعلق اور جدا پڑی تھیں ان پر جو مذہب خدا کی طرف سے نازل ہوا وہ ایک ہی تھا +

امتداد زمانہ کے سبب مختلف اقوام میں آمدورفت اور خبر رسانی کے ذرائع قائم ہو جانے سے تبادلہ خیالات ہونے لگا۔ دنیا کے تمام ممالک کی اقوام جو بلحاظ زبان اوضاع و اطوار ایکدوسرے سے بالکل جدا تھیں۔ اب اس عالمگیر میلان کے پیدا ہونے سے ایک ہی مرکز کی طرف رجوع

کرنے لگیں۔ اسلئے اب ایک ایسے مذہب کی ضرورت محسوس ہوئی جو مذاہب عالم کے بہترین اصولوں اور تمام کمالات کا جامع ہو لیکن اس دوران میں کوئی مذہب بھی انسانی دستبرد سے نہ بچ سکا الہامی کتب میں لوگوں کی مداخلت سے متضاد خیالات پیدا ہو گئے۔ نبی کریم صلعم کی بعثت سے پہلے تمام مقدس کتابیں الہام الٰہی اور انسانی الحاق کا مجموعہ بنی ہوئی تھیں اس جگہ وسمنسٹر کے کینن بارنز کی رائے کو تحریر کر دینا بیجا نہ ہوگا۔ جو آپ نے پرانے عہدنامہ کے متعلق ظاہر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ پرانے عہد نامہ میں یہودیوں کا علم ادب موجود ہے جس سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے انبیا نے کس طرح خدا کا تصور قائم کیا۔ جس پر بعد میں حضرت مسیح ایمان لائے۔ اور نہایت جوش و خروش سے اسکی تلقین کرتے رہے۔ لیکن پرانے عہدنامہ میں وہ قصہ کہانیاں پائی جاتی ہیں۔ جو عوام میں مشہور ہیں ہمیں غلط تاریخ اور پرانے زمانہ کی وحشیانہ رسومات کا بھی ذکر ہے جو صفات خداوندی کے متعلق نہایت قبیح خیالات پر مبنی تھیں بچے کتاب پیدائش کی حکایات کو پڑھتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہیں جھوٹا تصور کرنے لگتے ہیں۔ ہمیں اس امر سے حیران نہیں ہونا چاہئے کہ خود اراکین کلیسیا پرانے عہدنامہ کی تکذیب کر رہے ہیں۔ نئے عہدنامہ سے بھی یہی سلوک ہو رہا ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کو بیشک نظرانداز کردو لیکن یہاں تو انجیل کے حامیوں کا نئے عہدنامہ کی سچائی پر ایمان نہیں۔ ہم اس امر پر زیادہ زور نہیں دینگے۔ کیونکہ دنیا پر اس حقیقت کا انکشاف ہو چکا ہے۔ کہ دو ہزار سال کے بعد عیسائیت کی مقدس کتابوں میں بہت کم سچائی باقی رہ گئی ہے لنڈن ٹائمز مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۳ء کے اس اقتباس کے بعد ہم معاملہ کو قارئین کے فیصلہ پر چھوڑتے ہیں:۔

وہ پادری جو خدا اور انسان کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم نئے اور پرانے عہدنامے اور کلیسیا کے تمام مکتوبات پر ایمان لائینگے۔ اب یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اناجیل کی چاروں کتابوں میں حضرت مسیح کی پیدائش زندگی اور دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق غلط روایات درج ہیں۔ الٰہیات کے پروفیسر اور دیگر اراکین کلیسیا حضرت مسیح کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ جو کلیسیا کے مروجہ مذہب کے عین برعکس ہیں پس حضرت موسیٰ پر جو الہام ہوا۔ اور حضرت مسیح پر جو کتاب نازل کی گئی وہ انسانی مداخلت

اور الحاق کے باعث ایسی کثیف ہوگئی کہ ہم جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنے سے عاجز ہیں کیا وہ خدا جو رب۔ رحمٰن اور رحیم کی صفات رکھتا ہی بنی نوع انسان کی اس گمراہی کو دیکھ سکتا تھا کہ وہ ایک ایسی کتاب کے سبب ذلّت میں پڑے رہیں۔ جسے وہ اپنی نا اہلیت سے کلام الٰہی سمجھے بیٹھے تھے۔ حالانکہ وہ خالصتاً خدا کا کلام نہ تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پرانے صحیفوں سے اپنے فہم وادراک کی روشنی میں ایک انتخاب کر کے خدا کے آخری الہام یعنی قرآن کریم سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ بیس صدیاں گزر چکیں لیکن وہ اس خیال میں کامیاب نہو سکے یہی وہ حقیقت ہے جسکا اظہار قرآن کریم نے شہد کی مکھی کی مثال دیکر کیا جسطرح ایک شہد کی مکھی فطرتاً قوانین قدرت کے ماتحت وہ کام کرتی ہے جسے تمام دنیا کے انسان ملکر بھی سرانجام نہیں دے سکتے بعینہٖ اسیطرح ایک نبی عالم روحانیات میں قوانین الٰہی کی پیروی کرتے ہوئے خداوند تعالےٰ سے الہام پاکر تمام دنیا کی تعلیمات اور کل مذاہب کے صحیح اصولونکو ایک کتاب میں اسطرح جمع کر سکتا ہے کہ یہ مجموعہ ہمیشہ کیلئے انسانی دستبرد سے محفوظ ہے محض انسانی کوشش ایک ایسی جامع کتاب پیدا نہیں کر سکتی جو تمام مذاہب کی تعلیمات اور صحیح اصولوں پر مشتمل ہو۔ ان امور سے کیا ہم اس نتیجہ پر نہیں پہنچتے کہ ہم قرآن کریم کے محتاج تھے۔ وما انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدًی ورحمۃ لقوم یومنون۔ (سورۃ النحل ع ۷)

ترجمہ۔ اور ہمنے تم پر کتاب اسی غرض سے اتاری ہے کہ جن باتوں میں اختلاف کر رہے ہیں وہ انہیں اچھی طرح سمجھا دو اور ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔

موجودہ زمانہ میں بہت سی مذہبی تحریکات ایسی ہیں جو مختلف الہامی کتابوں کے انتخاب سے جسمیں قرآن کریم بھی شامل ہے اپنے لئے ایک کتاب مرتب کرنا چاہتی ہیں اگر ہمیں ایک ایسے انتخاب کی ضرورت ہے۔ تو اسے خداوند تعالیٰ کے دست قدرت سے بہتر کون مرتب کر سکتا ہے کیونکہ اسے تو علم ہے کہ ایک کتاب میں اس کا اپنا کلام کتنا ہے اور انسان نے کس قدر آمیزش کی ہے۔ قرآن کریم ایک ایسے انتخاب کا دعویٰ کرتا ہے۔ رسول من اللہ تلوا صحفا مطھرۃ (سورۃ البینہ) ترجمہ۔ خدا کیطرف سے رسول جو مقدس اوراق پڑھ کر سنائے۔

اب ہم سورۃ التین کے مفہوم پر غور کرتے ہیں جو مضمون کے شروع میں درج کی گئی ہے اس سے بھی ہم یہی نتیجہ نکالنے کی کوشش کرینگے۔ کہ قرآن کریم ہی وہ ہدایت ہے جو بنی نوع انسان کو صراط مستقیم پر چلا کر ان کی نجات کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس سورۃ میں یہودیت اور اسلام کا

مقابلہ کیا ہے التین یعنی انجیر سے بنی اسرائیل کا مذہب مراد ہے جو انجیل کے مطابق خشک ہو جائیگی
اور زیتون سے اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ انسان صحیح اصولوں پر عمل پیرا ہو کر نہایت
بلند مقام کو حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ غلط اصول قائم کرے تو نہایت پست حالت
تک پہنچ جاتا ہے۔ کوہ سینا پر حضرت موسیٰ کو جو الہام ہوا۔ اسے التین کہا ہے اور
مکہ معظمہ میں نبی کریم صلعم پر جو کتاب نازل ہوئی اُسے زیتون سے نسبت دی ہے۔ اناجیل کے
مفسر مسلمہ طور سے اس امر کو مانتے ہیں کہ انجیر سے یہودی مذہب مراد ہے۔ اس کا
ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے جو متی باب ۲۱ میں یوں درج ہے حضرت مسیح علی الصباح
ایکدفعہ بیتھانی سے آ رہے تھے۔ آپ کو بھوک محسوس ہوئی۔ قریب ہی ایک انجیر کا درخت
تھا۔ آپ انجیریں توڑنے کیلئے اسکے نزدیک گئے۔ درخت پر صرف پتے تھے۔ اور
کوئی انجیر نہ تھی۔ آپ نے اس درخت پر لعنت بھیجی۔ اور وہ جڑوں تک سوکھ گیا انجیل
کے مفسر اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کا یہ فعل ظاہر کرتا ہے کہ آپنے یہود کو رد کیا
اس فعل سے دراصل یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ یہود ایک انجیر کے درخت کی مشابہ ہیں جو
بے ثمر ہے اور اس پر صرف پتے لگے ہوئے ہیں۔ جو انکے نیک اعمال کے قائمقام ہیں
لیکن تین کے مرجھا جانے سے بظاہری نشان بھی جاتا رہا۔ یہود کا رد حضرت مسیح
کی باغ والی مثال (متی باب ۲۱ آیت ۴۳) سے ظاہر ہے۔ اس کے آخری الفاظ
نہایت معنی خیز ہیں۔ نبی کریم صلعم پر جو الہام نازل ہوا اُسے زیتون سے تشبیہ دی ہے +

مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا
کوکب دری یوقد من شجرۃ مبٰرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ

(سورۃ النور ع ۴) ترجمہ۔ اس نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں ایک چراغ ہو
اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے۔ قندیل گویا وہ ایک موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ ہے
زیتون کے ایک مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے۔ کہ جو نہ مشرق کی جانب ہے نہ مغرب کی +
قرآن کریم جو خداوند تعالیٰ کا آخری الہام ہے نہایت واضح طور سے بیان کرتا ہے کہ پرانا عہدنامہ
جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا اور نیا عہدنامہ جو حضرت [illegible] کو دیا گیا انجیر کے درخت کی طرح دُنیا سے

اُٹھ گئے۔ اور زیتون کے درخت سے ایک نئی روشنی پیدا ہوئی جو ہمیشہ جلتی رہیگی۔ کیونکہ اس کا تعلق نہ مشرق سے ہے نہ مغرب سے۔ بلکہ اس کا نور تمام زمانوں میں کل بنی نوع انسان کیلئے قائم رہیگا۔ اس کے مقابل حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر جو الہام ہوئے وہ صرف ایک خاص وقت اور زمانہ کیلئے تھے +

سورۃ التین میں اس حقیقت کا اظہار ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کی تکمیل نہایت ہی اعلیٰ اجزا سے کی ہے۔ اور اس میں ترقی کرنے کی لامحدود استعدادیں رکھ دی ہیں لیکن انسان میں پستی کی طرف جانے کا میلان بھی ہے جو اسے نہایت ہی رذیل بنا دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ سے لے کر نبی کریم صلعم تک تمام انبیا اسی ایک امر پر زور دیتے رہے کہ احکام الٰہی کی فرمانبرداری میں ہی انسان کی ترقی کا راز ہے۔ اسلئے جب کہا جاتا ہے کہ ان احکام کی فرمانبرداری کرو تو ہمیں پہلے یہ علم ہونا چاہئے۔ کہ یہ احکام خدا کی طرف سے ہیں یا کسی انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ اگر آپ تمام الہامی کتب کو اس معیار پر پرکھیں تو لا محالہ آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے جو الہام خاتم الانبیاء رسول عربی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر تیرہ سو برس ہوئے نازل کیا وہی تمام انسانوں کے لئے ایک سچی ہدایت ہے۔ نبی کریم صلعم کی زندگی تمام تاریخی شبہات سے پاک ہے۔ گزشتہ ہزار سال سے زاید عرصہ میں اس آخری الہام کی پاکیزگی کو قائم رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوا اسلئے ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم ہی ہماری نجات کا واحد ذریعہ ہے نبی کریم صلعم نہ صرف ایک حق کتاب ہمارے لئے چھوڑ گئے۔ بلکہ آپ کی روزانہ زندگی اور اخلاق فاضلہ میں اس کتاب کی ایک صحیح تفسیر بھی ہمیں مل گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قرآن ہی آپ کا اسوہ حسنہ ہے۔ وانك لعلی خلق عظیم۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (سورہ آل عمران ع ۴)

ترجمہ۔ کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو دوست رکھے اور تم کو تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے +

پاک روایات

قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے

حضرت عمرؓ کی نسبت یہ روایت مشہور ہے کہ آپ رعایا کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے اپنی سلطنت کے مختلف ممالک میں دورہ کرتے تھے۔ اسی ارادہ سے ایکدفعہ آپ ملک شام میں سفر کر رہے تھے۔ اور وہاں کے لوگوں کی تمام شکایات خود سنتے تھے دارالسلطنت میں واپس آتے ہوئے راستہ میں ایک ویران مقام پر آپ نے ایک خیمہ لگا ہوا دیکھا۔ آپ خیمہ کی طرف بڑھے جس میں ایک بڑھیا عورت رہتی تھی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اُسے عمرؓ کے متعلق کچھ علم ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ وہ شام سے واپس ہو گیا ہے لیکن عمرؓ پر چیف ہے کیونکہ اس نے مجھے ایک دانہ بھی نہیں دیا۔ آپنے کہا اے خاتون اس ویران جگہ میں عمر کو تمہارے متعلق کیا خبر ہو سکتی ہے۔ وہ عورت بولی اگر عمر کو اپنی رعایا کے متعلق علم نہیں تو اسے عنان حکومت کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ اس قدر متاثر ہوئے کہ آپکے آنسو نکل آئے۔

عبدالرحمنؓ جو صحابہؓ میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمرؓ میرے گھر تشریف لائے میں نے کہا آپنے یہ تکلیف کیوں کی۔ آپ مجھے بلوا بھیجتے میں آپ کیخدمت میں حاضر ہونے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے ابھی خبر ملی ہے کہ قافلہ شہر کے باہر ٹھیرا ہوا ہے مسافر بیچارے تھکے ماندے ہونگے۔ ہم چلکر انکی حفاظت کرتے ہیں۔ ہم دونوں اس جگہ گئے اور تمام رات قافلہ کی نگہبانی کرتے رہے +

ایک بدو نے آکر خلیفہ سے یوں خطاب کیا۔ اے عمر اگر کسی راحت کا وجود ہے تو وہ جنت کی راحت ہے میری لڑکیوں اور ان کی ماں کیلئے کپڑے مہیا کرو اور خدا کی قسم تجھے یہ کرنا ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اگر میں تیری اس درخواست کو قبول نہ کروں تو کیا ہوگا۔ اس پر بدو نے کہا قیامت کے دن تو میری نسبت سوال کیا جائیگا۔ اس وقت تو پریشان ہوگا۔ اور بہشت اور دوزخ میں سے ایک چیز تجھے ملیگی۔ حضرت عمر کے نرم دل پر ایک گہرا اثر پیدا ہوا آپ اسقدر روئے کہ ریش مبارک تر ہوگئی۔ آپ نے ایک ہی قمیص جو گھر میں تھی بدو کے حوالہ کردی۔



دارالخلافہ مدینہ میں ایکدفعہ ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر ٹھیر گیا۔ حضرت عمرؓ خود اسکی حفاظت کیلئے تشریف لے گئے۔ رات کے وقت کسی کے رونے کی آواز آئی آپ اس طرف گئے۔ اور دیکھا کہ ایک بچہ ماں کی گود میں رو رہا ہے۔ کچھ دیر کے بعد جب آپ پھر ادھر سے گزرے تو بچے کو روتے سنا۔ آپ نے ترش روئی سے اس عورت کو فرمایا کہ تو بڑی سنگدل ماں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ تمہیں اصلیت کا علم نہیں۔ عمرؓ نے یہ فرمان صادر کیا ہے کہ جب تک ایک بچہ ماں کا دودھ پیتا رہے اسکی پرورش کیلئے خزانۂ عامرہ سے کوئی وظیفہ نہ دیا جائے۔ اسلئے میں اس بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں۔ اور اسکے رونے کی یہی وجہ ہے۔ حضرت عمر کے دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ اور آپ بول اُٹھے اے عمر تجھ پر حیف ہے۔ نہ معلوم کتنے بچوں کا خون تیری گردن پر ہوگا۔ دوسرے دن یہ اعلان ہوا کہ بچے کی پیدائش کے دن سے ہی وظیفہ شروع ہونا چاہئے۔



اسلم جو حضرت عمرؓ کے خادم تھے روایت کرتے ہیں۔ کہ حسب معمول حضرت عمرؓ رعایا کی حالت کا مشاہدہ کرنے کیلئے ایک رات باہر تشریف لے گئے۔ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر جب آپ سرار کے مقام پر پہنچے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور بچے اسکے گرد بیٹھے رو رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کئی وقت سے بچوں نے کچھ نہیں کھایا۔ کیونکہ گھر میں کوئی چیز نہ تھی۔ بچوں کے بہلانے کیلئے آگ پر جو ہنڈیا چڑھی تھی۔ اسمیں سوائے پانی کے اور کچھ نہ تھا۔ حضرت عمر اُٹھے

اور مدینہ میں واپس آکر آٹا گوشت مکھن اور کھجور کو ایک کپڑے میں باندھ کر اسلم سے کہا کہ میری پیٹھ پر لدوا دو۔ اسلم نے کہا میں اُسے اُٹھا کر لے چلتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا قیامت کے دن تو میرا بوجھ نہیں اُٹھائیگا۔ اور گٹھڑی کو پیٹھ پر اُٹھا کر اس عورت کے پاس لیگئے۔ عورت نے کھانا پکانا شروع کیا اور آپ آگ جلانے میں اسکی امداد کرتے رہے۔ جب کھانا پک چکا تو بچوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ اور اچھلنے کودنے لگے۔ حضرت عمرؓ کو یہ دیکھ کر جو مسرت ہوئی وہ بیان نہیں ہوسکتی۔ عورت نے کہا خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ عمرؓ کی بجائے آپ کو خلافت کے بلند عُہدہ پر ممتاز ہونا چاہئے۔ اس غریب عورت کو کیا علم تھا۔ کہ اس کا محسن عمرؓ کے سوا اور کوئی نہیں +

ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں؟

مسٹر فرینکلن بوئلن ترکوں کی دوستی کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔

ایم پوائنکارے سے ملاقات کرنے کے بعد مسٹر فرینکلن بوئلن نے ایک طویل مکتوب پریس کے نام بھیجا جسمیں بیان کیا کہ جب مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ جنگ کا آغاز ہونیوالا ہے تو میں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے بذریعہ تار استدعا کی کہ جب تک میں ان سے ملاقات نہ کرلوں وہ کوئی فوجی نقل و حرکت نہ کریں اور کسی سیاسی تدبیر پر عمل پیرا نہ ہوں۔ امن قائم رکھنے میں جو خدمات میں نے سرانجام دیں۔ اور جو دوستانہ تعلقات میں نے ترکوں سے قائم کیئے وہ میرے لئے فخر کا موجب ہیں یہ میں سمجھتا ہوں انگورہ کے سردارہ سے ملا۔ اور اسکی فاتح اور مظفر افواج کی پیشقدمی کو مدانیہ کانفرنس کے منعقد ہونے تک روکے رکھا جو امور غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے مدانیہ کانفرنس کے متعلق طے کیئے حکومتوں کو ان کی اطلاع دیگئی! اور بعینہٖ وہی امور مدانیہ میں تسلیم ہوئے۔ دنیا غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے زیر احسان ہے۔

اپنے فاتح لشکر کی پیشقدمی کو دارالسلطنت سے پچیس میل کے فاصلہ پر روک کر فرانس کی تدابیر پر عمل کرنا غازی ممدوح کیلئے کوئی آسان بات نہ تھی جبکہ آپ کے لشکر میں ۱۵۰۰۰۰ جانباز سپاہی اور اسی قدر ریزرو فوج موجود تھی۔ اگر ترکوں کو صلح کی دلی خواہش نہ ہوتی تو وہ قسطنطنیہ پر دو ہفتہ پہلے قابض ہو سکتے تھے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی فراست نے تمام دُنیا کو اپنا مرہون منت بنا لیا ہے۔ ترکوں نے ایکدفعہ بھی عہد شکنی نہیں کی اور کبھی ناجائز مطالبات پیش نہیں کئے۔ جو بعد میں پورے نہ ہوگئے ہوں۔ فرانس نے قسطنطنیہ کو غیر جانبدار علاقہ تسلیم کرنے اور تھریس کی واپسی کے متعلق اتحادیوں پر اعتماد رکھنے کی درخواست کی فرانس کا یہ بھی ایک مطالبہ تھا کہ چناق پر ابھی حملہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہاں انگریزی فوج نہایت کمزور حالت میں تھی۔ حکومتیں اپنی طاقت کی نمائش سے ترکوں کو نہیں روک سکیں۔ بلکہ ان کا ہر ایک ایسا فعل عارضی صلح میں روک پیدا کرتا رہا۔ جس سے افواج کو قابو میں رکھنا اور بھی دشوار ہو گیا۔ ترک اپنی مرضی سے نہایت اچھا برتاؤ کرتے رہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک اور عالمگیر جنگ برپا کرنے کا کوئی حق نہیں واقعات نے ظاہر کر دیا کہ جہاں طاقت ناکام رہی وہاں دانشمندی کامیاب ثابت ہوئی۔ برطانی افواج کے پہنچنے سے جو خطرہ پیدا ہوا مسٹر لوئلن نے اس کا بھی ذکر کیا ترک حیران تھے کہ اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنا کونسی عقلمندی ہے اور انگلستان کے متعلق ان کے دل میں شبہات پیدا ہوئے + ٹائمز مورخہ ۱۷ - اکتوبر ۱۹۲۲ء



برطانیہ اور اسلام - ایک آگاہی

مسٹر آرتھر مور "جونیو ایج" کے ایڈیٹر ہیں۔ اور حال ہی میں فارس اور افغانستان میں ٹائمز کے خاص نامہ نگار رہ چکے ہیں۔ سنٹرل ایشیا سوسائٹی کو ایڈریس کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ مشرق کا ایک اہم امر یہ ہے کہ روس جو شہنشاہیت کا حامی تھا۔ اب نیست ونابود ہو چکا ہے۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ایکسو پچاس سال سے اسلام کی سیاسی زندگی کا دارومدار روس اور برطانیہ کی توازن قوت پر رہا ہے۔ ایک عرصہ سے اسلام کو علم ہے کہ

ہلال کے مقابل صلیب کو غلبہ حاصل ہو۔ اسلئے حفاظت خود اختیاری کے خیال نے روس اور برطانیہ کے درمیان توازن قائم رکھنے کو ہی مناسب سمجھا۔ ہندوستان جو مشرق میں سونے کی چڑیا ہے وہ انگریزوں کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے وہ مقابلۃً قناعت اختیار کئے رہے۔ برطانیہ کی دوستی روس کے حملہ میں ایک روک ہوگئی۔ سنہ ۱۹۱۷ء کے بعد حالات میں جو مکمل تبدیلی پیدا ہوئی انگلستان نے اُسے پوری طرح محسوس نہیں کیا۔ مشرق کو ہم اب بھی روسی خطرے سے ڈرا رہے ہیں۔ لیکن اس مقصد میں بالکل ناکامیاب رہتے ہیں۔ مشرق کو اب پورا علم ہوچکا ہے کہ روس کی جانب سے اب کوئی فوجی خطرہ نہیں رہا۔ اسلام کو بولشوزیم کی کوئی حاجت نہیں وہ بولشیوسٹ لوگوں کو ایک نادان گروہ تصور کرتے ہیں جن کے دماغ میں ایک جنون سمایا ہوا ہے۔ جس کے سبب انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے ملک کی تباہی کے سامان پیدا کئے۔ دوسری طرف عارضی صلح کے بعد برطانیہ ایک عہد شکن فوجی طاقت کے لباس میں ظاہر ہوئی ہے جس کی جوع الارضی کوہ قاف کیسپین۔ فارس۔ کردستان عراق عرب فلسطین اور قسطنطنیہ کو لے کر بھی سیر نہ ہوئی۔ برطانیہ اور اسلام کا رشتہ اتحاد ایک مشروط معاملہ تھا۔ روسی خطرے کے معدوم ہوجانے سے اسلام برطانیہ کے مقابلہ سے ہراساں ہے۔ خاص کر جبکہ وہ جنگ کے لئے پیش دستی کر رہا ہے۔ ٹائمز مورخہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء

ہندوستان میں بولشوسٹ خطرہ

سنہ ۱۹۲۰ء کے موسم گرما میں ہجرت کی تحریک کے شروع ہونے سے بولشوزم کو ہندوستان میں اپنا اثر پھیلانے کا پہلا موقع ملا۔ کئی سو کی تعداد میں مہاجرین مذہبی جوش کے ماتحت افغانستان کی سرحد کو عبور کرکے روسی ممالک میں جا پہنچے۔ مہاجرین کے جانے سے روس نے اپنی مشرقی حکمت عملی کو مکمل کرلیا اور ہندوستان کے ذریعہ برطانیہ پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ ایک انقلاب کی آرزو نے بدامنی پیدا کرکے اس حملہ کی تجاویز کو اور بھی تقویت بخشی۔ بولشوسٹ اصولوں کی اشاعت کیلئے جو سکول قائم کئے

گئے تھے۔ ایسے میں ان مہاجرین کو بھی داخل کیا گیا۔ اور رائے (Roy) جیسے مشہور و معروف ہندوستانی انقلاب پسندوں کو یورپ سے بلا کر ان کی تعلیم و تربیت اور انتظام پر لگایا گیا۔ افغانستان اور سرحدی قبائل کی فوجی ترتیب اور تنظیم کیلئے جمال پاشا کابل روانہ ہوئے۔ تاکہ ہندوستان کے اندرونی فسادات سے فائدہ اٹھا کر حملہ کیا جائے۔

مہاجرین ماسکو یونیورسٹی میں۔ اب تک بالشویسٹ نہایت کامیابی سے اپنی تجاویز عمل میں لاتے رہے لیکن اس کے بعد انہیں مشکلات کا سامنا ہوا۔ سرحدی قبائل کو بولشیویسٹ اصولوں پر قائم کرنا ایک سہل کام نہ تھا۔ بلکہ یہ غیر یقینی معاملہ وقت اور گراں سرمایہ کو چاہتا تھا۔ افغانستان برطانیہ اور روس کی مخالفت سے فائدہ اُٹھاتا رہا لیکن وہ اس امر کا قائل نہ ہوا۔ کہ افغانستان میں روسی اثر کی زیادتی اس کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ ان اشاعتی سکولوں میں ہندوستانی طلباء نے محسوس کیا کہ جو اصول انہیں سکھائے جاتے ہیں وہ انہیں ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اور جو خوراک انہیں دی جاتی ہے وہ فاقہ کشی کی حالت سے چنداں بہتر نہیں۔ اسلئے پہلا موقعہ ہاتھ لگنے پر وہ اپنے گھروں میں ہندوستان واپس آگئے۔ بولشویسٹ حکمت عملی میں اب تبدیلی واقع ہوئی۔ فوجی حملے کے خیالات بالکل ترک کر دئے گئے یا انہیں ایک وقت کیلئے نظر انداز کر دیا گیا۔ اشاعت کا کام نہایت زور و شور سے شروع ہوا۔ جس کیلئے پوشیدہ ذرائع اختیار کئے گئے جو مہاجرین باقی رہ گئے انہیں اعلےٰ تعلیم کیلئے ماسکو کی اس یونیورسٹی میں بھیجا گیا جو مشرق میں کارکن پیدا کرنے کی غرض سے قائم کی گئی تھی تاکہ وہ ہندوستان کے مزدور پیشہ اور زراعتی طبقہ میں اپنے نمائندوں اور لٹریچر کے ذریعہ اشاعت کا کام کریں۔ وسط ایشیا کی مسلمان رعایا کے متعلق روس کے طرز عمل میں ایک تبدیلی پیدا ہو گئی۔ ان واقعات نے موجودہ زمانہ میں ایک خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ روس نے تجربہ سے بہت سبق حاصل کئے ہیں۔ اور اپنے طریق عمل کو تبدیل شدہ حالات کے مطابق بنا رہا ہے وہ اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اسلام ان کے اصولوں کو جذب نہیں کریگا۔ اور برطانیہ کے اقتدار کو تباہ کرنے کا صرف یہی ایک طریق ہے کہ وہ اسلام کے

دوست بن جائیں۔ وسط ایشیا میں جبراً بولشوزم پھیلانے کی تدابیر کو ترک کر دیا گیا۔ اور اسلام کو بحیثیت ایک مذہب تسلیم کر کے قاضیوں کی عدالتیں اور مسجدوں کے ساتھ مکتب قائم کئے گئے اور عورتوں کے پردے کی عزت کیجاتی ہے۔ ترکمان اور ازبک قبائل نے ایک فوجی سپہ حاصل کر کے انور پاشا کے ماتحت بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اب روسیوں کا مقصد یہ ہے کہ مشرقی بخارا اور فرغانہ میں اس طریق سے اقتدار حاصل کریں کہ قبائل کی ابتدائی طرز حکومت کا بھی دخل رہے۔ ان تدابیر سے یہ مُراد ہے کہ روسی حکومت کو مقبولیت حاصل ہو۔ افغانی مداخلت کی آرزو اور روس اور افغانستان کے درمیان ایک اسلامی سلطنت کے قیام کی خواہش کسی طرح دور ہو جائے +

ہندوستان کو برانگیختہ کرنے کی کوشش

سیاسیات میں روسی، اپنے نمونہ کو کابل کی حکومت کیلئے بینظیر خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں برطانیہ کے خلاف افغانستان کی آزادی کے حامی ظاہر کرتے ہیں۔ مختلف پوشیدہ طریقوں سے ہندوستان کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔ بولشیوسٹ لوگ ہندوستان کی تمام تحریکات کی پُشت و پناہ بنے ہوئے ہیں۔ تاکہ ہندوستان میں ایک نہایت متعصب فوج پیدا ہو جو ایک عام سرحدی حملے کا موجب بن کر آئیں شریک ہو جائے۔ اکالی سکھوں کو اسی جانب سے تقویت پہنچ رہی ہے۔ تمام تجارتی اور سیاسی بےچینی و بدامنی کابل میں روسی سفیر اور یورپ کی انقلاب پسند جماعتوں کی توجہ کو فوراً مبذول کرتی ہے الغرض بولشیوسٹ لوگوں نے اپنا اثر پھیلانے کے لئے تمام ذرائع استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دراصل ان کا پہلا مقصد برطانیہ پر حملہ کرنا ہے۔ اور جن ممالک میں ان کا اثر پھیل چکا ہے۔ انہیں ایک عالمگیر انقلاب کے لئے تیار کرنا ان کی دوسری غرض ہے +

اسلام سے اتحاد پیدا کرنا ہی ایک علاج ہے۔

ان حالات میں یہ علاج بالکل عیاں ہے۔ گو یہ ایک سہل امر نہیں۔ کیونکہ برطانیہ اہل اسلام کی نظروں میں بعید گر چکا ہے۔ اول حکومت برطانیہ اور انگلستان کی پبلک کو یہ احساس پیدا ہو اور وہ عملاً اس پر قائل ہوں کہ مسلمانوں کے خیالات اور جذبات سلطنت کی یکجہتی اور ترقی میں

حقیقی اہمیت رکھتے ہیں۔ دوئم ہمیں ابن الوقتی کی پالیسی کو ترک کرنا چاہئے جس پر دوران جنگ میں ہم عمل پیرا رہے ہیں مشرقی اقوام کے ساتھ ہمیں پھر نہایت دیانتداری سے برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور جنگ کی شاندار نصائح پر کان نہ دھر کر چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی پیٹھ ٹھونک کر ہمیں جنگ پر آمادہ نہیں کرنا چاہئے مشرقی اقوام کے ساتھ غیر جانبدار رہ کر ہر قسم کی سازش سے احتراز رکھنے اور کمزور اقوام کی بغرضانہ امداد کرنے میں ہی ہماری طاقت کا راز ہے ہم نے اپنا اعتماد گنوا دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں بے چینی اور بدمتی پھیل گئی ہے اگر ہم اس اعتماد کو پھر حاصل کرلیں تو ہمیں بولشیوازم اور اسلام کے اتحاد سے کوئی خوف نہیں ✦ (ٹائمز مورخہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

ہندوستان میں برطانیہ کا رُعب و داب۔

یونانیوں کی شکست نے ہندوستان میں برطانیہ کے رُعب داب کو بے حد کم کردیا ہے۔ گویا یہ انگریزی افواج کی شکست تھی۔ ہندوستان کے مسلمان محسوس کرنے لگے ہیں کہ وہ ایک فاتح قوم ہے۔ ترکی مطالبات کو تسلیم کرانے کیلئے وہ گورنمنٹ آف انڈیا کو ترغیب دیتے ہیں۔ اور اسے خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ترکی مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو ہندوستانی مسلمان عملی طور پر مخالفانہ رویہ اختیار کرلینگے۔ اور ہندوستان میں ایک نازک حالت رُونما ہوجائیگی۔ عام ہندوستانی مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ان پر اپنے ترکی بھائیوں کی مدد کرنا فرض ہے۔ کیونکہ ترکی دنیا کی واحد اسلامی سلطنت ہے۔ یہ نہ صرف حامیانِ خلافت کا عقیدہ ہے بلکہ وفادار گورنمنٹ کے آدمی بھی اسی امر کے قائل ہیں۔ وہ ترکی مطالبات کو انصاف کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور کوئی دلائل سننا نہیں چاہتے۔ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ہم یونانیوں اور ارمنیوں کی گردنوں میں پھر ترکی حکومت کا جوا ڈالنا نہیں چاہتے تو وہ اسکو عیسائی تعصب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ جواب ملتا ہے۔ کہ آپ نے یونانی حکومت کے جوئے کو ترکوں کی گردنوں میں ڈالنے کیلئے کونسا دقیقہ فروگذاشت کیا ہے۔ اور قتل عام کرنے میں یونانی بھی کسی سے کم نہیں۔ اگر برطانیہ نے ترکوں کی مخالفت کی تو ہندوستان میں

ایک اہم خطرہ پیدا ہو جائیگا۔ یہاں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور ہندوستانی فوج کا ایک کثیر حصہ مسلمان ہے۔ گویہ تمام لوگ خشک بارُود ہیں۔ تاہم بہت بلد مشتعل ہو سکتے ہیں سکھوں کا جوش خطرناک حدود تک پہنچگیا ہے۔ ہندو جو عدم تعاون کے حامی ہیں۔ موجودہ حالات سے پُورا فائدہ اُٹھانے کیلئے تیار ہیں +

مانچسٹر گارڈین مورخہ ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء

بابت دفتر ووکنگ مسلم مشن ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر نقشہ	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر نقشہ	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن تقسیم	عا	۰	۱۰	۷۷۲	خرچ ووکنگ مشن	عا۳	۰	۰	۳۶۳
قیمت سالانہ اسلامک ریویو و نفقہ	عا۲	۰	۵	۴۸۰	خرچ اسلامک ریویو	عا۴	۰	۰	۳۵۰
میزان		۰	۱۵	۱۲۵۲	میزان		۰	۰	۷۱۳

دستخط۔ ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن لاہور

نقشہ عا تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء

نام معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	نام معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب ایم ایم عبداللہ صاحب میسور	۰	۸	۳	امداد مشن جناب منہاج الدین صاحب الخیر ٹھنڈہ	۰	۰	۵
" " خواجہ عبدالغنی صاحب۔ لاہور	۰	۰	۵	" " محمد صدیق صاحب بمبئی			۵
" " امانت محمد	۶	۱۵	۰	" " شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۱۵

معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب عبدالکریم صاحب کالکی رانچی	۰	۰	۱۰	امداد مشن جناب منشی محمد عالم صاحب کورٹ اہلکار ضلع فیروزپور	۰	۰	۱۰
" " سید محبوب علی صاحب گوالیار	۰	۸	۲	" " عطا محمد صاحب " " "	۰	۸	۵
" " فضل الدین صاحب اکودیا	۰	۰	۵	" " اللہ دتا صاحب " "	۰	۸	۰
" " مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۲۰	" اسٹاف لوئر مڈل آؤٹ معرفت جناب عبداللطیف صاحب مدرس	۰	۸	۴
" " تاج الدین صاحب کابلی کرچی	-	۰	۵	" جناب احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
" " فاطمہ بی بی لاہور	۰	۰	۱	" نور غنی صاحب گوجرانوالہ	۰	۰	۱۵
" " نصر اللہ خان صاحب ولد علی احمد صاحب بہاولپور	۰	۰	۴	" " مسٹر ایم عبداللہ صاحب میسور	۰	۸	۳
" جناب والدہ صاحبہ خلیل احمد صاحب لاہور	۰	۰	۴	ماہواری چندہ از دفتر احمدیہ انجمن	۶	۲	۳۵۴
" معرفت جناب حق نواز خان صاحب بھٹنڈہ	۰	۸	۱۸	نصف حصہ وصیت ۲۵۰ نصف	۰	۰	۲۵۰
" جناب شاہ محمد صاحب سب انسپکٹر کوٹ بھائی فیروزپور	-	-	۱۵	واپسی قرضہ منشی مظہر الحق صاحب	۰	۰	۵
				میزان	۰	۱۰	۶۷۲

نقشہ نمبر ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء

	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم - جناب نصر اللہ شریف صاحب بی اے بمبئی			۲
" " " جی۔ ایچ۔ کے آنہ مختار	۰	۸	۵
" قاضی میاں امیر بخش صاحب لدھیانہ	۰	۸	۵
" فروخت کتب	۰	۵	۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۰	۴۶۷
کل میزان	۰	۵	۴۸۰

نقشہ نمبر ۳ تفصیل اخراجات مشن در ہندوستان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء

تنخواہ عملہ ووکنگ مشن بابت ماہ نومبر ۱۹۲۲ء ۰ — ۰ — ۳۶۳

نقشہ نمبر ۴
تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء

تنخواہ عملہ اسلامک ریویو ۰ — ۰ — ۳۵۰

برقعۂ نو ایجاد

ہندوستان کے ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول ہے مختلف نمائشوں سے بارہ طلائی و نقرئی تمغے حاصل کر چکا ہے
آپ بھی منگا کر خود ملاحظہ فرمائیں اور دیگر خواتین کو معائنہ کا موقع دیں یہ برقعہ نو ایجاد دو حصوں میں منقسم ہے +

بالائی حصہ

سر سے شروع ہو کر ہاتھوں کی لمبان تک رہتا ہے - اس میں ہماری ایجاد کردہ ٹوپی لگی ہوئی ہے جو نقاب کو چہرے سے الگ رکھتی ہے - تا کہ چہرے پر لگنے سے دم نہ گھبرائے ! اور نہ باہر سے چہرہ کا خاکہ معلوم ہو سکے +

قیمت

سفید [illegible] و [illegible]
خوبصورت آرام دہ اور پردہ دار ہونے کے علاوہ زمانہ کے حسب حال ہے +

خط

برقعہ پہنچا ماشاءاللہ بہت ہی عمدہ ہے پردہ پوشی اور جسم کو آرام دینے کیلئے اس سے عمدہ برقعہ ممکن نہیں خوش وضع ہے اور ہیئت ظاہری کو نہیں بگاڑتا میں اس کو پہن کر بہت ہی مسرور ہوئی +

از جناب ایم فضل خاں صاحب ۳۳۳
لائلپور

زیریں حصہ

مثل ڈھیلے ڈھالے اور کافی گھیر دار کوٹ کے ہے پیر کے ٹخنے تک رہتا ہے کوٹ ہی کے مانند سامنے کے رخ بٹن لگے ہوئے ہیں پہلو میں ہاتھ نکالنے کیلئے جگہ ہے رومال وغیرہ رکھنے کیلئے جیب بھی بنی ہوئی ہے +

قیمت

رنگین [illegible] و [illegible]
ریل کے سفر - ڈولی اور گاڑی کی سواری وغیرہ میں نہایت آسائش و آرام دیتا ہے +

آج ہی کندھے سے قد کی لمبان اور سر کے دور کی نہایت صحیح ناپ روانہ کریں +
اور بشرط واپسی منگوائیں

ٹوپیاں

صحیح وضع
عمدہ تر اسٹف

عام بازاری ساخت سے مختلف اعلیٰ قسم
خلافت - امان - جرنل - کلپ وغیرہ
[illegible]

آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر
تصاویر
مفت طلب کریں

خاتون سٹور نمبر ۱۲ امین الدولہ پارک لکھنؤ

[illegible]

موسم سرما کا بے نظیر تحفہ

سلاجیت

جو لوگ دماغی محنت کے عادی ہیں ان کے لئے پیندرہ واثر مفرد دوائی خالص سلاجیت
دماغی [illegible] کے لئے مفید ہے۔ یہ دوائی [illegible] مقوی اعصاب معدہ و باہ ہے۔ گردہ و
مثانہ کو مضبوط کرتی ہے۔ [illegible] درد کمر یا دیگر دردوں کو بھی جڑ سے [illegible]
ضعف [illegible] دور کرتی ہے۔ ہر ایک قسم کی کمزوری کیلئے اکسیر ہے۔ وکلاء طلباء
[illegible] کیلئے مفید ہے۔ تمام [illegible] کے بعد اس کے استعمال [illegible]
[illegible] استعمال سے بہت کم [illegible]
[illegible] استعمال کرتے ہیں قیمت [illegible]
[illegible]

[illegible] سلاجیت [illegible]

فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کیلئے یہ ایک ہی دوا ہے

آجکل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار اور طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے۔ ان میں عموماً کونین پڑی ہے اسلئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک تو روک دیتی ہیں لیکن جڑ سے آرام نہیں کر سکتی ہیں۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں یکدم آرام کرنے کا خاص گن رکھتی ہے۔ اور عوام کے فائدہ کو مدنظر رکھکر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ اسمیں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے چار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور بگڑی غذا ہضم کو سدھارتی ہے (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے قیمت فی شیشی کلاں [illegible] خورد ۔ ۱ محصول کلاں [illegible] خورد [illegible]

داد کا مرہم

ہر وقت کے کھجانے سے آرام کرتا ہے

دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب بہادر ریاست شنکرپور ضلع بھاگلپور سے کیا تحریر فرماتے ہیں "دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں ہر وقت کی پریشانی سے نجات پا گیا ہوں میں آپ کا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں"۔ اس کے استعمال کرنیوالے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کی طرح مداح ہیں کیونکہ [illegible] مرہم کے استعمال سے ہی تکلیف کے یکدم اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۶ محصول [illegible]

کونین کی گولیاں

یہ چار گرین کی خوبصورت چھوٹی چھوٹی کونین کی گولیاں شکر میں لپٹی ہیں۔ اور شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہیں۔ کونین کا استعمال کرنا ہو تو گولیاں اپنے پاس رکھئے۔ [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

دلچسپ مکالمہ

باپ (دروازہ کھٹکھٹا کر) ارے بھئی دروازہ تو کھولو۔

بیٹا (دریچہ سے جھانک کر) اماں جان ایک شخص ابا کو ملنے آئے ہیں۔

ماں۔ بیٹا جواب دے دو کہ ابا جان ابھی باہر گئے ہیں۔

بیٹا۔ بابوجی ابا جان گھر پر نہیں ہیں کہیں باہر گئے ہیں۔

باپ (پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر) ارے بیٹا دروازہ کھولو میں ہی تمہارا ابا ہوں +

بیٹا (ماں سے) اماں جان دروازے پر کھڑا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں لب و لہجہ سب انہی کا ہے آواز بھی ملتی ہے مگر شکل وہ نہیں ہے ابا جان بڈھے ہیں داڑھی سفید ہو چکی ہے مگر یہ شخص تو بالکل جوان معلوم ہوتا ہے۔ داڑھی بالکل سیاہ ہے +

ماں۔ بیٹا جا کر دروازہ کھول دو دیکھو مرد آئیں تشریف رکھیں گے تمہارے ابا کے کوئی عزیز دوست ہوں گے۔ دروازہ کھلنے پر وہ صاحب بلا تکلف زنانخانہ کی طرف چل پڑے جسے دیکھ کر ماں اور بیٹا دونوں حیران تھے کہ یہ شخص کون ہے جو خواہ نخواہ اندر گھسا آتا ہے +

خاوند (بیوی اور بیٹے سے) آپ ششدر کیوں تعجب کرتے ہو میرے ایک دوست نے شیخ فیروز الدین لائلپوری سے خضاب فیروزی منگایا تھا۔ میں نے بھی آزمائش لگا کر دیکھا یہ بھی کا جادو بھرا اثر ہے کہ بغیر تکلیف اور تردد تین منٹ میں بال سیاہ ملائم قدرتی انداز کے ہو گئے جب سے تم مجھے پہچان نہ سکے سیاہ بال کو سنکر دنگ رہ گئے اور خوش ہو کر کہا کہ آپ بھی ضرور اسکی چند شیشیاں منگوائیں +

بیوی۔ میاں ایسی چیز تو غالباً بہت مہنگی ہوگی۔

خاوند۔ جی تو یہی ہے کہ مہنگی بھی نہیں ایک شیشی صرف ۸عہ میں ملتی ہے جو احتیاط سے استعمال کیا جائے تو چھ ماہ کیلئے کافی ہے اور ایک چھ شیشی کا خرچ محصولڈاک صرف ۸عہ ہے +

بیوی۔ ہاں میاں ایک بات مجھے اور یاد آئی ہے کہ اگر یہ دوائی رنگ نہ دے تو پھر کیا کیا جائے +

خاوند۔ مجھ کا دعوے ہے کہ اگر خضاب فیروزی بالوں کو سیاہ کرے جسم پر داغ دھبہ نہ ڈالے یا اس میں کاسٹک تیزاب ہو تو ہر شخص کا

پچاس روپے کا دعوے کر کے بطور ہرجانہ لے سکتا ہے

بیوی۔ تو آپ بھی تین شیشیاں منگائیں کچھ میں اپنے میکے بطور سوغات بھیج دوں گی۔

بڑے میاں نے فوراً تین شیشیوں کا آرڈر بنام

مینیجر خضاب فیروزی لائلپور (پنجاب) بھیج دیا

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام منشی عبدالرشید چھپوا کر خواجہ عبدالعزیز نے اشاعت اسلام لاہور سے شائع کیا

[illegible]

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام

جلد ۹ | بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر (۳)

فہرست مضامین

[illegible]

مندرجہ ذیل طریقوں سے ہمارے معاونین رسالہ اشاعت اسلام کی امداد فرما سکتے ہیں۔

۱۔ ہر ایک خریدار رسالہ ازراہ کرم اپنے حلقۂ اثر میں سے کم از کم تین جدید خریدار فراہم کر کے امداد رسالہ کرے۔

۲۔ غیر مسلم احباب کے لئے مقامی لائبریریوں کے نام رسالہ جاری کرائیے۔

۳۔ معاونین رسالہ اپنے اپنے ہاں کے رؤساء کو رسالہ کی مالی امداد کے لئے آمادہ کریں۔

۴۔ رسالہ ہذا کی سابقہ جلدیں خود بھی خرید فرمائیں۔ اور اپنے حلقۂ اثر میں دیگر احباب کو خرید کے لئے تحریک فرمائیں۔

مینیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور

قیمتی جواہر ریزے کوڑیوں کے دام

یعنی

رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ جلدیں

جلد			قیمت
جلد اول	سنہ ۱۹۱۳ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء	۱۶ رسالے	
جلد	سنہ ۱۹۱۵ء	۸ رسالے	
جلد	سنہ ۱۹۱۶ء	مکمل	
جلد	سنہ ۱۹۱۷ء	۱۰ رسالے	
جلد	سنہ ۱۹۱۸ء	۱۱ پرچے	
جلد	سنہ ۱۹۱۹ء	مکمل	
جلد	سنہ ۱۹۲۰ء	مکمل	
جلد	سنہ ۱۹۲۱ء	[illegible]	
جلد	سنہ ۱۹۲۲ء	[illegible]	

فہرست مضامین [illegible]



Princess Ola Hassan

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ مارچ ۱۹۲۳ء نمبر (۳)

شذرات

فوٹو اس ماہ کے رسالہ کو ایک امریکن نژاد خاتون پرنسس حسن کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے جس نے موجودہ سلطان مصر کے چچا زاد بھائی شہزادہ ابراہیم حسن سے شادی کی۔ یہ خاتون عید الضحیٰ کے موقعہ پر مشرف باسلام ہوئی

نامۂ ووکنگ ووکنگ کی تازہ ڈاک مورخہ ۳ جنوری ۱۹۲۳ء سے معلوم ہوتا ہے کہ کاروبار مشن۔ تحریک تبلیغ اسلام روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور مشن آجکل بفضلہ تعالیٰ اس قدر رونق پر ہے کہ گذشتہ دس سال میں اس کو یہ رونق نصیب نہیں ہوئی۔ لوگوں کی توجہ اور جلسوں کی رونق گذشتہ چند ماہ میں عدیم النظیر ہے۔ پچھلے ایٹ ہوم میں جب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ تقریر کیلئے کھڑے ہوئے تو اس وقت سامعین کی تعداد ایک سو دس تھی۔ لنڈن کا مکان اب کافی نہیں۔ ہفتہ میں وہاں دو دن جمعرات اور اتوار جلسہ ہوتا ہے۔ نماز جمعہ کے علاوہ اور کثرت سے لوگ آتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اب چند اعلےٰ طبقہ سے احباب اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اور جو خصوصاً فرقہ ذکور سے ہیں۔ کثرت سی لوگ اسلام کے قریب ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مسلم سوسائٹی کا Associate بناتے ہیں جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ان کو اعلان اسلام سے کسی قدر کسی وجہ سے تامل ہے۔ گذشتہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء میں جنہوں نے اعلان اسلام کیا ہے۔ ان کی تعداد ببیس ہے

اُوپر ہی لیکن ان میں ۱۴ احباب کے اسم گرامی دفتر ہٰذا میں اس وقت تک پہنچے ہیں۔ جن کو ناظرین کرام کی مسرت کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

خادم سیکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور

۱ مس اینی سپیکٹ	۸ مسز کلٹین
۲ مسٹر جارج کرک	۹ مس ہیٹس
۳ مسٹر الفیت سٹورٹ کمپبیل	۱۰ مس جیمبر
۴ مسٹر ایچ برجس	۱۱ مسٹر وہٹمین
۵ مسٹر بین گسپیڈ ومیبرن۔	۱۲ مسز جیمز
۶ مس سیلیا روز ریلی	۱۳ مس جیمز
۷ مس فلاری میکفرڈ	۱۴ مسٹر جیمز ٹرنر

اسلام پر بیجا الزام

اپنی بُرائیوں اور کمزوریوں کیلئے دوسرونکو ذمہ وار ٹھیرانا اور انہیں مورد الزام قرار دینا ایک عام انسانی کمزوری ہے لیکن یورپ کے بین الاقوامی تعلقات اور وہاں کے اخبارات میں اس بدی کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ اسلام نے سیاسی پروپیگنڈا اور عیسائی مشنریوں کی غلط بیانی سے نقصان اُٹھایا ہے۔ اسلئے سنڈے ٹائمز میں ذیل کے الفاظ پڑھنے سے ہمیں کوئی حیرت نہیں ہوتی جبکہ ترکوں کے جائز مطالبات یورو پین حکمت عملی کے خلاف واقع ہوئے ہیں جو کہ یورپ نے ترکوں کو نکالنے کی آخری کوشش میں ناکامیاب رہی +

سنڈے ٹائمز یوں قمطراز ہے :۔

"اسلام ایک فاتح قوم کا مذہب ہے جو تلوار کے ذریعہ پھیلایا جاتا ہے۔ اور دوسری اقوام کو پستی کی حالت میں رکھتا ہے۔ کفار کو مغلوب کرنا نہ صرف ایک سیاسی اصول ہے بلکہ مذہبی فرض گنا جاتا ہے جس کی اجازت خداوند تعالیٰ سے ہے۔ اور اس پر اس سختی سے عمل کیا جاتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے مسلمان حکومت میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان نہ کبھی مساوات

کا سلوک ہوا ہے۔ اور نہ کبھی آئندہ ہوگا۔ مسلمانوں کی کوئی حکومت ایسی نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی ہوگی جس میں رعایا سے بغیر مذہب و ملت کی تمیز کے غیر جانبدارانہ سلوک ہوتا ہو۔"

یہ ایک نئے بنیاد الزام ہے جس کا تعلیمات اسلام میں نام و نشان تک نہیں ملتا ہماری یہ خواہش تھی کہ مسٹر سِٹڈنی بروکس جوان الفاظ کے راقم ہیں قرآن کریم سے کوئی ثبوت پیش کرتے۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں جو تصویر اسلام کی انھوں نے کھینچی ہے وہ قرآن کے عین برعکس ہے۔ ان خیالات کے اظہار سے نہ صرف صاحب موصوف نے اسلام کے خلاف زہر اگلا ہے بلکہ ایک حقیقت کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ اس قسم کے راقم کوئی قومی خدمت نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ ان تحریروں سے وہ قومی خدمت بجا لا رہے ہیں سلطنت برطانیہ کو اسلام سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان الفاظ سے وہ بیشک اپنے ملک کے لوگوں کو ابھار سکتے ہیں لیکن اب ایسی خدمات کی ضرورت نہیں۔ موجودہ حالات میں تو ٹھنڈے دل واقعات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کے خلاف اس قسم کی بدگوئیاں اور الزامات کی اشاعت کرنا مسلمانوں کے دل میں اور بھی زیادہ تنفر پیدا کرنا ہے۔ عوام کو برانگیختہ کرنے کی بجائے ایسے لوگوں کو سلطنت کی حفاظت کا زیادہ خیال ہونا چاہئے۔

الفاظ مندرجہ بالا کو تحریر کرنا سلطنت برطانیہ کے مسلمانوں کے نکتہ نگاہ سے ایک جرم کا ارتکاب ہے۔ وہ اس کا جواب بھی مختلف الفاظ میں دیتے ہیں۔ خلافت کانفرنس کا ایک ریزولیوشن قابل غور ہے۔ گیا۔ یکم جنوری خلافت کانفرنس کے آخری اجلاس میں یہ قرار پایا کہ ٹرکی سے جنگ شروع ہو جانے پر سول نافرمانی اور پولیس اور فوج میں پروپیگنڈا شروع کر دیا جائیگا۔ فوج میں بھرتی ہونے سے روکا جائیگا اور جنگی قرضہ میں روپیہ دینے کی ممانعت کیجائیگی بدیشی کپڑے اور شراب کی دکانوں پر پہرہ لگایا جائیگا اور غلہ کی برآمد کو روکا جائیگا۔ کانفرنس نے اس قرارداد کو بھی پاس کیا کہ خدمات مذکورہ کی خدمات کیلئے ایک جیش بھرتی کیا جائے۔

(ٹائمز مورخہ ۳ جنوری)

زمانہ حال کی ضروریات یوں پوری نہیں ہوسکتیں۔ اس قسم کے راقم مغربی دنیا کی نمائندگی

نہیں کرتے جواب ایک حد تک حقیقت سے آشنا ہو چکی ہے۔ ان الزامات کا مقابلہ صرف
اسلامی لٹریچر کو پھیلانے سے ہی ہو سکتا ہے۔ مغرب میں اب بیداری پیدا ہو رہی ہے
اور وہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ اسلام کے متعلق جو علم انہیں پہنچا ہے۔ وہ صحیح واقعات پر
مبنی نہیں۔ ہم مسلمانوں کی توجہ اس اشد ضرورت کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں +
اسلام کے مختلف پہلوؤں پر مستند تصانیف ہونی چاہئیں۔ اسلام کو اس کے دوست و
دشمن سے یکساں نقصان پہنچا ہے۔ اگر مخالفین نے اسکی توہین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کیا تو حامیان اسلام نے بھی اُس کی عزت برقرار رکھنے کیلئے کوئی سعی نہیں کی +
نہ وہ مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوئے۔ اور نہ مغربی تہذیب نے انہیں جذب کیا
سنڈے ٹائمز میں ایک صاحب ترکوں کے متعلق یہ الفاظ تحریر کرتے ہیں "ہم یہ اعتراف
کرنے کیلئے تیار ہیں کہ مسلمان مغربی تہذیب کو جذب کرنے کے طریق سے صرف نا آشنا
ہی نہیں بلکہ انہیں نہایت ہی بدخیال کرتے ہیں"۔ امریکہ اس تہذیب کو جذب کرنے میں
جو طریق اختیار کر رہا ہے۔ ان کے متعلق ڈیلی ٹیلیگراف یوں رقمطراز ہے :-

"نیویارک میں ایک اشتہار امریکہ کی ندامت کے عنوان سے نہایت جلی حروف میں
شائع ہوا۔ اسمیں ایک سوال پوچھا گیا ہے جو ٹرکی کی تسلی کا موجب ہو گا۔ کیا آپ جانتے
ہیں کہ دنیا میں نہ ترکی [illegible] امریکہ ہی ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں لوگ زندہ جلائے جاتے ہیں۔
[illegible] ۱۹۲۱ء تک چار برس کے عرصہ میں جیسا اس اشتہار میں درج ہے
امریکہ کی پبلک نے اٹھائیس آدمیوں کو زندہ جلا دیا۔ اور ۱۸۸۹ء سے ۱۹۲۲ء تک
۳۴۳۶ آدمیوں کو سزائیں دی گئیں۔ حالانکہ کسی قانون کی رو سے وہ اسکے مستحق نہ تھے
جرائم کی تحت میں ۲۸۰۸ قتل اور ۱۵۷۱ زنا کے مقدمات ہوئے" + جدید تہذیب میں
جذب کرنے کے طریق کا ذکر انڈیا ان دی بیلنس صفحہ ۲۶ پر بھی ہوا ہے۔ موریا میں جب
ترک حکمران تھے تو انھوں نے یونانی آبادی کو نہ جلا وطنی کی سزا دی اور نہ انہیں قتل کیا۔
جیسے کہ ان کی تاریخ اور مردم شماری کی تعداد سے ظاہر ہوتا ہے لیکن جب یورپ نے موریا کو یونان
کے حوالہ کر دیا تو ایک سال کے عرصہ میں وہاں کی ..... مسلم آبادی میں سے اب ایک متنفس

بھی باقی نہیں رہا۔ اسی طرح تھسلی میں چالیس سال یونانی حکومت کے بعد مسلمان ایک لاکھ کی تعداد میں معدوم ہو گئے +

سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۱۹۲۲ء کے درمیان میں اتحادیوں نے غیر یوروپین اقوام کو اپنی تہذیب میں جذب کرنے کی غرض سے ان ہی طریق کو آزمایا۔ ٹرکی میں یونانی مظالم کے متعلق لکھا ہے۔ "کہ مشرقی تھریس پر قبضہ ہوئے ابھی ایک سال نہیں گزرا اس ضلع کی مسلم آبادی کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کے لیئے کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہ پناہگزین ہوں ۔ ۔ ۔ ۳۰۰۰ مسلمان نہایت ابتر اور افسوسناک حالت میں اپنے وطن سے باہر چلے گئے ہیں"۔ اپنی رعایا کے مذہبی معاملات میں دخل دینے اور انہیں تنگ کرنے سے اسلام منع فرماتا ہے۔ صرف یہی ایک امر کہ بلقان کی ریاستیں اب تک قائم ہیں۔ اور ٹرکی دیگر اقوام اور مذہب کا گھر بنا رہا ہے ثابت کرتا ہے۔ کہ ٹرکی میں غیر مسلم اقوام کے حقوق کی نگہداشت ہوتی ہے۔ پروپیگنڈا پھیلانیوالے چاہے کچھ کہیں لیکن وہ واقعات سے انکار نہیں کر سکتے +

حضرت مسیح اپنے زمانہ کے دانشمند انسان تھے

ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ اور ہم آپ کو خداوند تعالیٰ کا رسول اور نبی مانتے ہیں۔ خداوند تعالے نے آپ کو ایک مقصد کیلئے بھیجا تھا۔ اسلئے ہم انہیں اس زمانہ کا ایک دانشمند انسان سمجھتے ہیں لیکن جو لوگ آپ کی الوہیت کے قائل ہیں وہ موجودہ زمانہ میں زیادہ عقلمند ہو گئے ہیں۔ اور اس سبب سے ان کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کی نجات کیلئے جب خدا زمین پر آیا تو آخر وہ ایک انسان ہی ثابت ہوا جسمیں بشری کمزوریاں پائی جاتی تھیں۔ گو اس کے اخلاق بہت اعلےٰ تھے اور وہ نہایت بلند خیال تھا۔ لیکن اس کے خیالات نے کبھی عملی جامہ نہ پہنا اور وہ بیٹھا خواب دیکھا کیا۔ ڈاکٹر ہنسن بشپ اوف ڈرہم ان لوگوں میں سے ہیں۔ آپکی رائے ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح اس زمانہ میں زندہ ہوتے تو وہ زیادہ دانشمند ہوتے

اِن باتوں سے حضرت مسیح کی دانشمندی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ ان لوگوں کی کم فہمی کا اظہار ہوتا ہے۔ جو حضرت مسیح کی طرف ان امور کو منسوب کرتے ہیں جن کا آپ نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ حضرت مسیح اپنے پیروؤں سے یہی کہتے رہے۔ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ اور اس زمانہ اور ضروریات کے مطابق صرف یہود کی اصلاح کیلئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام لے کر آیا ہوں۔ آپ کا خطبۂ کوہی جو اخلاقی نکتۂ نگاہ سے اعلےٰ پایہ کا ہے۔ منکبر یہود کیلئے تھا جو قانون کے الفاظ کو بیحد اہمیت دیتے تھے۔ اور حقیقی روح کو نظرانداز کر دینے کے عادی ہو گئے تھے طلاق کے متعلق یہود کے قانون میں بہت آزادی تھی۔ جو عورتوں کیلئے تکلیف کا موجب تھا۔ حضرت مسیح نے جو اپنے قبیلہ کی اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے طلاق کے متعلق کوئی بہتر قانون رائج نہیں کیا۔ دو ہزار سال پہلے جوڑیا کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہود کا پُرانا قانون مناسب تھا۔ غلطی ان لوگوں کی ہے جو حضرت مسیح کی تعلیم کو عالمگیر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کوئی ایسا دعویٰ نہ تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ مکمل ہدایت لائے۔ اس لئے جو تعلیم آپ نے دی اُسے مکمل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ مکمل ہدایت تو ایک بعد کے نبی پر نازل ہونی تھی۔ اس سوال کو چھوڑ کر کہ تسلی دینے والا کون ہے خود حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو نامکمل تسلیم کیا ہے۔ اس کے علاوہ جب حضرت مسیح کی زندگی کے حالات اور آپ کی تعلیم کی صداقت پر ہی شُبہ ہے تو بشپ اوف ڈرہم کو کوئی حق نہیں کہ وہ حضرت مسیح کی دانشمندی پر حرف رکھے ؛

اسلام میں طلاق کا قانون:۔ اسلام کا یہ دعوےٰ ہے کہ اسکے تمام قوانین اللہ کی طرف سے ہیں اور عالمگیر واقع ہوئے ہیں۔ مغربی ممالک کے قوانین روز بروز اسلام کے قریب آ رہے ہیں۔ ان ممالک میں طلاق کے مقدمات کثرت سے ہوتے ہیں جنہیں فریقین کو بہت ذلت اور ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اسکے برعکس اسلام کے قانون میں طلاق کی اجازت ہے۔ لیکن اسلامی ممالک میں

شاذو نادر ہی طلاق کی طرف رجوع کیا جاتا ہے +

عیسائی محبت:۔ امریکہ کے لوگوں کو یورپ کی اقتصادی حالت کو بحال کرنے پر زور دیتے ہوئے بشپ بلیک یورپ پر ایک اسلامی حملہ کے خطرہ سے بہت خائف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "ٹرکی شکست کھا کر پارہ پارہ ہو گئی لیکن پھر اس نے وہ طاقت حاصل کر لی ہے۔ جو ایک صدی پیشتر اُسے نصیب نہ تھی اور اب وہ پھر یورپ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہے۔ اگر امریکہ نے یورپ کی امداد نہ کی تو مسلمانوں کے اس حملہ سے ایک بڑی سوشل بدامنی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ یہ کوئی ناممکن اور خیالی بات نہیں۔ بلکہ اسے ایک یقینی امر سمجھنا چاہیئے۔ یورپ کی خستہ حالت سے اور ہلال کے مقابل روس کے ماند پڑ جانے کے سبب ہمیں خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ ترک پھر وائنا کے قرب وجوار میں پہنچ جائیں گا ٹرکی کی طاقت تباہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ کل دنیائے اسلام میں پھیلی ہوئی ہے۔ یورپ کا براعظم صرف یکجہتی قائم رکھ کر ہی اس سیلاب کو روک سکتا" ہم حیران ہیں۔ کہ پادری صاحب نے فطرت انسانی کے کسی اعلےٰ جذبہ سے کیوں اپیل نہیں کی۔ صلیبی جنگوں کی روح کو تازہ کرنے سے کیا حاصل ہے۔ یقیناً کلیسیا کی گردن پر اس قدر خون ہے کہ اب اسے کسی نیک کام میں لگ جانا چاہیئے۔ تمام دنیا زخمی اور خون آلود ہو رہی ہے۔ اب اسے جنگ کی خواہش نہیں۔ امن کی ضرورت ہے۔ ترکوں سے اس حسد کی کیا وجہ ہے۔ انکا وجود کیوں اس قدر ناگوار معلوم ہوتا ہے اگر اس نے اپنے وطن مالوف کو حاصل کر لیا ہے۔ جسے تم چھیننا چاہتے تھے اور جسے تم نے چھین لیا۔ تو اس شور و شغب کے کیا معنی ہیں۔ کیا عیسائی محبت کے یہی معنے ہیں کہ صرف عیسائیوں سے محبت کیجائے۔ یہ نہایت حیرانی کا مقام ہے کہ مسیحی کلیسیا کے اراکین آپ کی تعلیمات کے عین برعکس چل رہے ہیں۔ بشپ اوف ڈرہم فرماتے ہیں۔ کہ اگر حضرت مسیح آج زندہ ہوتے تو زیادہ دانشمندی کا اظہار کرتے ہمیں یقین ہے کہ ایک بات تو وہ ضرور

کر گزرتے کہ کلیسیا کے پادریوں کو برطرف کر کے بھیڑوں کے لئے ان سے بہتر گڈریئے تلاش کرتے +

لارڈ ہیڈلے کی جدید تصنیف The three great Prophets

of the World Moses, Jesus and Mohd دُنیا کے مشہور انبیائے ثلاثہ "حضرت موسےٰ عیسیٰ اور محمدؐ" کے متعلق نہایت مسرت سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ یہ چھاپہ خانہ میں جا چکی ہے۔ اور عنقریب چھپ کر تیار ہو جائیگی۔ یہ گرانقدر تصنیف اسلامی لٹریچر میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ جس سے ان جزائر کے لوگوں کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچینگی۔ اور ان پر ظاہر ہو جائیگا کہ اسلام کا حقیقی مشن کیا ہے +

ہم جناب ڈاکٹر محمد غوث صاحب کے جو مقام ٹیپنگ ملک ملایا میں سکونت رکھتے ہیں زیر احسان ہیں۔ آپ نے نہایت فیاضی دلی سے عطیہ مرحمت فرمایا ہے جس نے ہمیں اس تصنیف کو شائع کرنے کے قابل بنادیا۔ جو مثال آپ نے قائم کی اگر دیگر اصحاب بھی اسکی تقلید کریں۔ اور ہماری امداد پر کمربستہ ہو جائیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے +

مغربی تھریس اور عیسائی سیاست

(از قلم مسٹر آر۔ دی۔ لسان)

حکومت خود اختیاری کا مسئلہ جو صلح کانفرنس میں بڑے شد و مد سے پیش کیا گیا۔ اسکی رُو سے مسلمانوں کا حق ہے۔ کہ وہ مغربی تھریس میں جہاں مسلمان کثرت سے آباد ہیں یونانی حکومت کے خلاف سوال کریں جبکہ یونانیوں نے نہ صرف اپنے دشمنوں سے وحشیانہ سلوک روا رکھا بلکہ اپنے ملک کے سیاسی مُدبّروں اور حاکموں کے خلاف بھی نہایت بیرحمی کا اظہار کیا۔ ان کے اس فعل نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی غیر قوم پر حکومت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ کیا یہ احاطۂ امکان سے باہر ہے کہ یونانی ترک آبادی کو تباہ کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور پھر وہی مظالم ڈھائے جائیں گے جو اناطولیہ پر ہوئے اور جہاں متعدد قریہ جات کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ مدبران انگلستان کا فرض ہے کہ وہ ان واقعات کے اعادہ کے امکان کو ہی مٹا دیں۔ اور یونانی [illegible] کی آزادی کو تسلیم کرلیں +

یونان اور ترکی کی جنگ میں یونان کے ساتھ انگلستان کی ہمدردی کا راز اب اِس پوشیدہ خط و کتابت کے ظاہر ہو جانے سے فاش ہوگیا ہے جو مسٹر لائیڈ جارج اور ایم دینیزیلوس کے درمیان ہوتی رہی۔ گلیڈسٹون تو علے الاعلان ترکوں کے خلاف تھا۔ اور وہ چاہتا تھا۔ کہ ترک ہمیشہ کیلئے یورپ سے رحلت کر جائیں۔ وہ ایک ایسی متعصب جماعت کی نمائندگی کرتا تھا جو اپنی سیاست میں مذہب کو بھی ایک اہم جُز تصور کرتی تھی۔ مسٹر لائیڈ جارج بھی اسی کے نقش قدم پر چلکر کلیسیا کی اسی تنگ جماعت کی نمائندگی کا اظہار کرتے رہے۔ اسلام کے ساتھ انگلستان کے جو دوستانہ تعلقات قائم تھے انہیں ان دو وزیر اعظموں نے سخت صدمہ پہنچایا۔ اس کا سبب ظاہر ہے۔ وہ اپنے مذہبی اصولوں کو سلطنت کی حکمت عملی میں دخل دینے سے باز نہ رکھ سکے

انگلستان ایک مسلمان حکومت ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ اس پر یہ واضح ہونا چاہیئے کہ آیندہ وہ کبھی ایسے لوگوں کے ہاتھ میں عنانِ حکومت نہ دے۔ ڈیزریلی نے معاملات کو خوب سمجھا۔ ایک متعصب مذہبی انسان کے نکتۂ نگاہ سے نہیں بلکہ ایک سیاست دان کی حیثیت میں اس نے صاف طور سے دیکھ لیا کہ ٹرکی انگلستان کی دوست ہے اور اسکے ساتھ دوستانہ تعلقات انگلستان کیلئے ہی سُود مند ہیں۔ ان دونوں ممالک کے درمیان رشتۂ اتحاد قائم رہنے سے انگلستان کو بہت فواید حاصل ہوسکتے ہیں اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں۔ سلطنت ٹرکی اسلام کی نمائندگی کرتی ہے اور حکومت برطانیہ میں مسلمان رعایا کی کثرت ہے یونان جو جنگ عظیم میں اتحادیوں کے ساتھ شامل ہوا اسکے ساتھ برطانیہ کا رابطۂ دوستی پیدا کرنا ایک ایسا معاملہ ہے جو آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتا یقیناً یہ فعل سیاسی تدبر سے بہت بعید ہے لیکن مذہبی تعصب کے حامی جو مسیح کی بادشاہت کو دنیا پر جلد قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس طریق سے اسلام او نبی کریم صلعم کے متعلق خیالات کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ دانشمندی کے خیالات اور مسلمانوں کے جذبات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اب حکومت برطانیہ نے اپنی حکمت عملی کو اسلام کے خلاف کرلیا ہے۔ برطانیہ کے مدبروں کو یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے جسے وہ وہیچ و دانستہ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ حکومت برطانیہ میں عیسائیوں کی نسبت مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے، اور ان کے حقوق کی پرواہ نہیں کی گئی۔ اور ان کے جذبات کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ ایتھنز میں یونان کے وزیر کو قتل کرکے یونانی اپنے حقیقی رنگ میں ظاہر ہوگئے۔ جو لوگ یونان کی تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ قوم ہمیشہ سے اپنے راہنماؤں کو جلاوطنی یا موت کی سزا دیتی رہی ہے۔ اہل یونان خونخواری اور احسان فراموشی میں مشہور رہے ہیں۔ وہ مدام اپنے عالی ہمت باشندوں سے ناانصافیاں کرتے رہے ہیں۔ اس رُوح کو انھوں نے اب تک برقرار رکھا ہے۔ بلگیریا۔ تھریس۔ اناطولیہ اور سمرنا میں ان کے مظالم ابھی زبان زد خلق ہیں۔ دوران جنگ میں ترک ہمیشہ دلیر اور شریف رہے ہیں۔ اس کا مذہب مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنا طریق عمل ایسا ہی رکھیں۔ اور انہیں انتقام کی ترغیب نہیں دیتا یونانیوں

نے نہایت بیرحمی سے ایک شخص کو اس کے بستر سے نکال کر اُسے قتل کرنے کیلئے کھڑا کیا کوئی وحشی قوم بھی اس فعل کی مُرتکب نہ ہوتی ۔ مشرق قریب کے مسئلہ میں برطانیہ اس قوم کی حمایت پر کھڑا ہے ۔ اور تھریس کی ترک آبادی کو ان کے رحم دل ہاتھوں میں دینا چاہتا ہے ۔ برطانیہ کی حکمت عملی تو صاف ہے لیکن مشرقی معاملات میں وزیر اعظم کی خفیہ کارروائیوں نے اسکی وقعت کو کم کر دیا ہے ۔ اسکی وقعت اس پوشیدہ خط و کتابت کے چھپ جانے سے اور بھی کم ہو جائیگی +

نیکی و بدی

(از قلم جناب حبیب اللہ لوگر و)

بدی کا مسئلہ آسانی سے حل نہیں ہو سکتا ۔ یہ راز صرف اسلام کے ذریعہ ہی کھلا مسلمانوں کے نزدیک بدی بذات خود کوئی شے نہیں ۔ خداوند تعالےٰ جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے ۔ اس سے جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے وہ نیکی ہی نیکی ہے ۔ قرآن کریم یہی تعلیم دیتا ہے ۔ اگر ہمارا طرز عمل خاص حالات کے موافق ہو تو اس کا نتیجہ لازماً نیکی ہوگی افیون یا دیگر زہریلی اشیا حالات کے مطابق اگر خاص مقدار میں دیجائیں تو تریاق کا اثر رکھتی ہیں ۔ ہر ایک شے کی پیدائش کا ایک مقصد ہے ۔ اور اسکے فواید ہیں ۔ حدود کے تجاوز کرنیسے بدی پیدا ہوتی ہے ۔ الغرض ہر شئے مفید اور مضر بھی ہو سکتی ہے ۔ اگر اس کا صحیح استعمال کیا جائے ۔ تو وہ مفید ثابت ہوگی لیکن اسکی بد استعمالی بدی بن جائیگی ۔ الہام اور علوم سائنس کے ذریعہ ہی ہم کسی شئے کا حقیقی مصرف دریافت کر سکتے ہیں ۔ جو علم ہمیں ان ذرائع سے بہم پہنچتا ہے اگر اسکے خلاف کریں تو ہم بدی کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ اس طرح ہر ایک شئے ایک خاص اندازے میں خیر بنجاتی ہے ۔ اور ایک دوسری مقدار میں شر کا موجب ہو جاتی ہے ۔ یہ حدود اور اندازے خدا کے مقرر کردہ ہیں ۔ اسلئے یہ اٹل اور غیر متبدل ہیں ۔ خیر و شر کے ان اندازوں

ایمان لانا اسلام میں جزو ایمان ہی ہے۔ بالفاظ دیگر اسی ایک امر سے علت و معلول کا نظریہ پیدا ہوتا ہے جو اخلاقی نظام کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ اگر ہم اپنے اعمال کے نیک و بد نتائج پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو ہم کبھی بدی کی راہ اختیار نہیں کرینگے +

ہم ہر ایک زہر کو دوائی کے طور پر ایک خاص مقدار سے زیادہ ہرگز نہیں کھاتے کیونکہ ہمیں اس کے مہلک اثرات کا علم ہے۔ اسی طرح اگر دنیا کو اشیاء کی بد استعمالی کے قبیح نتائج کا علم ہو جائے تو شر کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ جو امور اس مادی دنیا میں صحیح ہیں وہی ہمارے جذبات اور عالم اخلاقیات میں کام کر رہے ہیں۔ ہمارے ہر ایک جذبہ کا صحیح استعمال ہی اور مناسب موقعہ پر اس کا اظہار کرنا اسے اعلےٰ اخلاق اور روحانی نیکی کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ درحقیقت تعلیم اسلامی کی رو سے کسی شئے کے بیجا استعمال کا نام بدی ہے۔ اہل اسلام فطرتی گناہ کے قائل نہیں بلکہ اشیاء کی بد استعمالی ہی گناہ ہے +

کرم کے عقیدہ پر ایک تنقیدی نظر

(از قلم جناب ہربرٹ بلڈ ورتھ)

جو لوگ کرم کے عقیدہ کے قائل ہیں۔ اور اسے شخصی ذمہ داری، اور علت و معلول کا اصول سمجھے ہوئے ہیں۔ ان پر یہ امر واضح ہونا چاہئے۔ کہ کرم کا عقیدہ برہمنوں کے دماغ کی اختراع کا نتیجہ ہے۔ جو ایک مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور خدائی صفات کا دعوے کرنے لگ گئے تھے۔ دیگر ابنائے جنس کے مقابل وہ اپنی ذات کو افضل سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے تئیں خدا کا مظہر خیال کرتے تھے۔ کرم کا عقیدہ ایک ایسے منبع سے نکلا ہے کہ ہم بغیر تحقیق کیئے اور تنقیدی نگاہ ڈالے اسکے قائل نہیں ہو سکتے ایک چھوٹے سے مضمون میں کسی لمبی بحث میں پڑنا تو محال ہے۔ لیکن ہم اسقدر دریافت کرینگے کہ یہ عقیدہ کہاں تک عقل اور انسانی اور سائنس کے مطابق ہے۔ علت و معلول کے عالمگیر

اصول سے اس کا کیا رشتہ ہے۔ اور انسانی نکتۂ نگاہ سے کہاں تک انصاف پر مبنی ہے۔
اِس عقیدہ کے حامی بیان کرتے ہیں کہ دُنیا میں جو شکل مادی اور اخلاقی فرق نظر آتا ہے
وہ سب کرم کی وجہ سے ہے۔ اور یہ علت و معلول کے ہی مترادف ہے۔ بہت سے سائنسدان
اس بے بنیاد دعوئے سے انکار کرتے ہیں مغرب میں تو اسے ایک باطل عقیدہ خیال کیا جاتا ہے
کرم سے جو مفہوم برہمن لیتے ہیں۔ اور جیسے اس عقیدے کے جدید حامی بھی تسلیم کرتے ہیں
اگر اس کو بنظر غور دیکھا جائے تو اس عقیدے کا دارومدار محض رسومات پر رہ جاتا ہے جن کا
اعمال کے ساتھ ایک پوشیدہ تعلق ہے۔ ان اعمال میں مذہبی رنگ ہوتا ہے۔ اس عقیدے کی
رُو سے جزا و سزا اور عدل کے متعلق برہمنوں کے جو خیالات ہیں وہ علت و معلول کے سائنٹفک
اصول کے برعکس واقع ہوئے ہیں۔ اور برہمنوں کے مطابق اِن دیوتاؤں کو تسلیم کرنے سے بھی
جو کرم کے نظام کو قائم رکھے ہوئے ہیں ہم اسے ایک سائنٹیفک اصول ماننے کیلئے تیار نہیں۔
یہ دونوں اصول ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ اور ان کے درمیان ایک خلیج حائل ہے۔ یہ
کوئی حیرانی کا مقام نہیں۔ کیونکہ انسانی تجربے کے بڑھنے سے ہی سائنس کو ترقی ہوئی ہے
یہی وجہ ہے کہ عہد عتیق کے لوگ بہت سے علوم سائنس سے ناآشنا تھے جس کا ثبوت ان کی تحریروں
سے ملتا ہے جو ہم تک پہنچی ہیں۔ پُران اس امر کو واضح کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کتابوں میں فلسفی
خیالات دنیا کی پیدائش کا علم اور دیوتاؤں کی حکایات موجود ہیں۔ ایک سنسکرت کے عالم کی
رائے ہے۔ کہ ان میں تمام علوم کے متعلق غلط تعلیم موجود ہے۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ دراصل
اوائل میں کرم کا تعلق کسی قانون سے نہ تھا۔ بلکہ یہ نجات کی ایک راہ تھی علت و معلول
کے سائنٹیفک اصول میں نجات کا خیال ہرگز نہیں پایا جاتا۔ اور بہت سے امور کے علاوہ اسی سے
ظاہر ہے کہ یہ دونوں اصول ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ زمانۂ قدیم کے لوگ کرم جیسے
غیر معقول اور نامکمل عقیدہ کے ذریعہ مظاہر قدرت کی تشریح کرنے کی کوشش کرتے رہے اُن کا
دماغ سائنس سے ناآشنا تھا۔ اور تجربہ کی عدم موجودگی میں ان کا مشاہدہ بھی صحیح نہ تھا۔ گو خیالات
ایک وحشیانہ زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن برہمنوں کی مطلب برآری کیلئے یہ بہت مفید تھے۔ اور
انہوں نے اپنے فائدے کو مدنظر رکھ کر نہایت چالاکی سے اس عقیدہ کو خوب ہی پیچیدہ رنگ میں

ظاہر کیا۔ البرٹ مول نے اپنی کتاب ہیپناٹزم میں کرم کے متعلق بہت سی طفلانہ حکایات کو
بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک چھوٹے سے شہر کے باشندوں نے آلوؤں کا استعمال ترک کر دیا
کیونکہ ایک عورت جس نے ابھی آدھ گھنٹہ پیشتر آلو کھائے تھے سیڑھیوں سے نیچے گر پڑی تھی
بہت سے لوگ ایسے دلائل کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور ان سے اسی قسم کے نتائج نکالتے ہیں۔ پچھلے
زمانہ کے لوگ کثرت سے ان باتوں کے دلدادہ تھے لیکن آجکل بھی جو لوگ کرم کے عقیدہ
پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ بھی ایسے ہی نتیجوں پر پہنچتے ہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ ایک عقلمند
اور دماغی قابلیت کا انسان بیان کرتا ہے کہ کرم کے نتائج سے ہی تمام حوادث وبلائیں طوفان
اور زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کے تباہ کن خیالات ہی ان امور کی وجہ بن جاتے ہیں تمام
بیماریاں وبائیں اور جرم اور ہر قسم کے قبیح امور صرف کرم کے سبب ہی رونما ہوتے ہیں اس
باطل اصول کے مطابق کہ تمام زلزلے انسان کے تباہ کن خیالات سے پیدا ہوتے ہیں۔
جاپان کے لوگوں کو بہت تنگ مزاج اور بہت غضبناک ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہاں تو ہر دوسرے
دن زلزلہ ہوتا ہے۔ اور انگلستان اس بلا سے بالکل محفوظ ہے لیکن ہرن۔ اور سر ایڈون آرنلڈ
جیسے معتبر اور بیدار مغز سیاحوں کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاپان کے لوگ بہت
خوش طبع واقع ہوئے ہیں۔ ان امور پر غور کرنے سے ہم یہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انسان کے
تباہ کن خیالات کا اصول صحیح نہیں۔ اگر ان حوادث کی وجوہات پر محققانہ نظر ڈالی جائے۔
تو کرم کا عقیدہ نہایت نامکمل اور مضحکہ انگیز معلوم ہوتا ہے۔ پرانے زمانہ کا یہ خیال جو ابھی بہت حد
تک رائج ہے کہ لوگوں کے جرائم اور خیالات طوفان اور زلزلے پیدا کرتے ہیں ظاہر کرتا ہے
کہ انسان کا دماغ گذشتہ زمانہ کی توہم پرستیوں سے ابھی پوری طرح آزاد نہیں ہوا۔ ڈاکٹر
اینڈرسن نہایت جوش وخروش سے اپنی تصنیف ری انکارنیشن (Reincarnation)
میں تحریر کرتا ہے کہ دنیا کرم کے عقیدہ پر ایمان لانے کے سبب پرانے زمانہ کے باطل عقائد سے
آزاد ہو گئی ہے شیطان اہرمن اور بلیک روحیں اسی جہالت اور خوف کے زمانہ میں دھکیل دی گئی
ہیں جس میں وہ پیدا ہوئی تھیں۔ اور اب نیکی بدی کا انحصار علت ومعلول کے غیر مشروط اور
اٹل قانون پر ہو گیا ہے لیکن ڈاکٹر موصوف یہیں تک اکتفا نہیں کرتا جو کچھ آگے تحریر کیا ہے

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیاطین تباہ نہیں ہوتے بلکہ یہ گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا ہر ایک ذرہ ایک طاقتور شیطان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ تمام روئے عالم پر یہ لاکھوں شیطان اور انسان کے تب وکن خیالات چھا جاتے ہیں۔ اور زمین کے خوشنما چہرہ کو بدنما کر دیتے ہیں۔ اور انسان کیلئے خطرے کا موجب بن جاتے ہیں۔ تمام روئے زمین پر ایک وقت میں ۲۰۰۰۰۰۰۰ انسان ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف ہمارے ایک سیارے کی آبادی ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جن کا یہ خیال ہے کہ اور سیاروں میں بھی انسانوں کی آبادی ہے جو ترقی کے مختلف مدارج میں ہیں۔ اب ان شیاطین کی تعداد کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہر ایک انسانوں کے ساتھ ایک شیطان کی پیدائش بھی ضروری ہے۔ یہ تعداد ابھی بہت کم ہے کیونکہ ہمیں تو بتایا جاتا ہے کہ ایک انسان کے ساتھ شیاطین کا لشکر ہوتا ہے۔ وہ ہشیار روحیں جو مٹی جو بدل کر جسم اختیار کر لیتی ہیں وہ اس طریق سے اپنے بداعمال کی سزا بھگتتی ہیں۔ ان بداعمال کے نتائج عالم بالا میں فضا کے اندر ہر وقت آویزاں رہتے ہیں۔ اور روحوں کا نیا جنم لینے پر یہی انہیں عذاب دینے کیلئے بھوت کی طرح ان کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ پرانے زمانہ کی ان توہم پرستیوں سے نکلکر سائنس کی خوشگوار ہوا کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے ؛

(باقی آئندہ)

عیسائیت اپنے ملک میں

بیرونی ممالک کے مشن۔ کیا وہ اِن اخراجات گراں کے مستحق ہیں۔ اڈیٹر ڈیلی ٹیلیگراف کے نام ایک خط

جناب عالی!

کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ بیرونی ممالک کے مشن جو یورپ اور امریکہ کیلئے کثیر اخراجات کا موجب بن رہے ہیں ہم ان کے متعلق یہ دریافت کرنے کی کوشش کریں کہ ان مشنوں نے کون سے مذہبی سوشل اور تعلیمی نتائج پیدا کئے۔ اس معاملہ میں تمام طبقات کے افراد سے اپیل کیجاتی ہے اور انکے جذبات کو ابھارا جاتا ہے جہاں سکول کا ایک چھوٹا سا بچہ ایک پیسہ چندہ میں دیتا ہے وہاں ایک کروڑپتی اپنی وصیت میں غیر ممالک کے لوگوں کو عیسائی بنانے کی غرض کیلئے بہت سا مال چھوڑ جاتا ہے لیکن یہ دولتمند آدمی اس امر کو فراموش کر دیتا ہے جیسے ڈین انج نے ظاہر کیا۔ کہ اگر تعداد کو ہی لیا جائے تو برطانیہ کے لوگ عام طور پر بُت پرستوں سے بہتر نہیں۔ ان گراں اخراجات سے کیا رُوحانی منافع حاصل ہوا۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں رسالہ (Mission Overseas) نے شمار کیا کہ پبلک کے صرف ایک حصہ نے سنہ ۱۹۱۹ء میں ۲۵۰۰،۰۰۰ پونڈ کی ایک گراں رقم بیرونی مشنوں کے چندے میں جمع کی۔ یہ رقم ان رقوم کے علاوہ ہے جو رومن کیتھولک مشن۔ سالویشن آرمی۔ اور امریکن مشن کیلئے فراہم ہوئیں۔ ڈاکٹر لوسٹین کے مطابق سنہ ۱۹۱۷ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا کی مشنری سوسائٹیوں نے بیرونی ممالک میں عیسائیت کو پھیلانے کی غرض سے ۱،۸۰۰،۰۰۰ طلائی ڈالر چندہ میں جمع کئے۔ طبی مشنوں اور تعلیمی کالجوں کو جو رقوم دیگئیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ پچھلے سال چرچ مشنری سوسائٹی نے اپنی آمدنی کے لئے ۰۰۰،۰۰۰،۷ کا مطالبہ کیا جسمیں تخفیف کر کے ۰۰۰،۶۰۰ پونڈ منظور کئے گئے۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ انگلستان اور آئرلینڈ ۰۰۰،۰۰۰،۴ پونڈ سالانہ چندہ جمع کرتے ہیں۔ تجارتی

وجوہات اور بعض سالوں میں کاروبار کے سست ہوجانیکے سبب ان صحیح تعداد کو آپ بیشک کم کرلو لیکن پھر بھی ان رقوم کا مجموعہ اس قدر زیادہ ہو کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ کسی غیر جانبدار ذریعہ سے ہمیں علم ہو کہ ان کثیر اخراجات سے کیا نتائج مترتب ہورہے ہیں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کوئی عیسائی نہیں بنتا - اسی طرح بدھ مذہب میں بھی عیسائیت کی رفتار بہت سست ہے چین - جاپان اور ہندوستان کی تعلیمیافتہ جماعتوں میں بھی چند ایک مثالوں کو چھوڑکر کوئی شخص عیسائیت کو قبول نہیں کرتا - جنوبی افریقہ میں سو سال کی سخت محنت کے بعد کروڑوں رنگدار انسانوں میں سے صرف ۱۵۰۰۰۰ اصلی اور برائے نام عیسائی ہوئے ہیں اور انکے بھی تیس مختلف فرقے ہیں - نائیجیریا میں ۷۵ برس کی مشنری سرگرمی کے بعد ۱۶,۵۰۰,۰۰۰ آبادی میں سے صرف ۴۰,۰۰۰ برائے نام عیسائی بنائے گئے ہیں - اسیطرح اور بہت سی تعداد درج کیجا سکتی ہیں -

تعلیمیافتہ طبقہ میں کامیابی کی کیا امید ہوسکتی ہے جبکہ وہ جانتے ہیں کہ عیسائی اصولوں کو نہ صرف عام ذی فہم لوگ بلکہ کلیسیا کے اراکین بشپ - ڈین اور کینن بھی پرانے [illegible] خیالات کا مجموعہ تصور کرتے ہیں چرچ مشنری سوسائٹی اس امر کو بالکل فراموش کر دیتی ہے گذشتہ ماہ مارچ میں بمقام کولزہل سوسائٹی کی جنرل کمیٹی کا ایک اجلاس ہوا - جس میں نائسین کے مذہب اور ۳۹ اصولوں پر دوبارہ ایمان لانے کا اقرار لیا گیا - اور کلیسیا کے ہر ایک عہدہ دار کیلئے ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا - مرقس کی انجیل کے آخری باب کی پندرھویں آیت جسمیں انجیل کو ہر ایک شخص تک پہنچانے کا حکم ہے - وہ اناجیل کے پرانے نسخوں میں مفقود ہے - یوسیبیس اور جیروم خاص طور پر بیان کرتے ہیں کہ اس انجیل کے تمام قابل اعتبار نسخے آٹھویں آیت پر ختم ہو جاتے ہیں - اسلئے الٰہیات کے عالم تو سولہ ہویں تک تمام آیتوں کی صداقت پر شک کرتے ہیں - بہت سے سیاح افسر اور سوداگر بیان کرتے ہیں کہ عیسائیت سے نومعتقدوں پر مشنری لوگ صرف ملمع چڑھا دیتے ہیں - ورنہ اخلاقی نکتہ نگاہ سے یہ برائے نام عیسائی اپنے مسلم ہندو یا چینی بھائیوں سے ادنےٰ درجہ پر سمجھتے ہیں - درحقیقت ان میں سفید اقوام کی تمام برائیاں آجاتی ہیں - اور وہ اپنے آباو اجداد کے سادہ اخلاق کو ترک کر دیتے ہیں سہیں ...

نہیں کہ سکولوں اور طبی مشنوں کے ذریعہ لوگ عیسائیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ان کے سبب انہیں فائدہ بھی پہنچا ہے لیکن ان سے مشنری تحریک کا حقیقی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ جو در اصل روح کی نجات ہے نا ممکن ہے کہ ان کثیر اخراجات کے بعد جو ہر سال ہوتے ہیں بیرونی ممالک کے باشندوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے لیکن میں تو اس امر کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے قارئین میں سے وہ لوگ جو کلیسیا سے تعلق نہیں رکھتے اور مشن کی عملی حالت کا مشاہدہ کر آئے ہیں اعلان کردیں کہ آیا مشن کے یہ فوائد ان اخراجات گراں اور اس جدوجہد کے مقابل ہیچ ہیں یا نہیں +

آپ کا صادق
ایڈورڈ کلاڈ

کیا مشن قائم رہنے کے مستحق ہیں ؟

مسٹر کلاڈ کے خط کا جواب

ڈاکٹر وارفشوئیزر نے جو بین الاقوامی مشنری کونسل کے امریکن جائنٹ سکرٹری ہیں لندن میں اخبارات کے ایک نمائندے سے کہا۔ کہ مسٹر کلاڈ کے اس چیلنج کو ہم نہایت ہی مبارک تصور کرتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے ڈیلی ٹیلیگراف کے خط میں تحریر کیا ہے اور جس میں وہ سوال کرتے ہیں۔ کہ آیا بیرونی مشن ان اخراجات گراں کے مستحق ہیں یا نہیں اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اخبار غیر جانبدار رہ کر انصاف کی نظر سے اس معاملہ کی تحقیق کرے۔ اور تمام دنیا کے مشہور و معروف لیڈروں پبلک کے نمائندوں تاجروں اور حکمرانوں کی آرائے کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ۱۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ جو سالانہ مشنری تحریک پر صرف ہو رہا ہے۔ اسکے مقابل دنیا میں کون ایسا شعبہ ہے جس پر اسقدر رقم خرچ کر کے ہم بنی نوع انسان کی اتنی خدمت کر سکتے ہوں۔ ڈاکٹر وارفشوئیزر نے صرف چین کی مثال کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔ کیونکہ انہیں اس ملک کا ذاتی تجربہ ہے۔ پیرس کی صلح کانفرنس میں تین مندوبین میں سے دو عیسائی تھے + اور واشنگٹن کانفرنس میں ڈاکٹر وینگ جو چین کی سینٹ کے وائس پریزیڈنٹ رہ چکے ہیں چینی عیسائی تھے اسیطرح ڈاکٹر ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ین جو عرصہ دراز تک وزیر اعظم کے عہدہ پر ممتاز رہے ہیں۔ اور موجودہ وزیر اعظم وانگ چونگ ہوئی بھی عیسائی ہیں

ایک فہرست چین کے مشہور و معروف اور صاحب اقتدار شخصوں کی درج کیجا سکتی ہے جنہیں ہم بجائے نام عیسائی نہیں کہہ سکتے۔ ڈاکٹر وارن شو میٹر اور مسٹر نتھ مکلینن نے جو برٹش مشنری سوسائٹیز کے سکرٹری ہیں مشنری تحریک کے متعلق پبلک کے بہت سے سرکردہ لوگوں کی آراکو شہادت میں پیش کیا گیا ہے۔ اگر ان کے مراتب اور تجربہ پر غور کیا جائے تو ہمیں ان کے خیالات کو مسٹر کلاڈ کے برابر تو ضرور وقعت دینی چاہئے۔ ارل آف بیلبورن۔ لارڈ سیڈنہم۔ سر ولیم میک گراگر۔ سر جان جارڈن۔ سر فرانسس ینگ۔ ہز ہینڈ ان لوگوں میں سے چند ایک ہیں مسٹر مکلینن نے کہا۔ کہ میں سرکاری کاغذات کا حوالہ بھی دے سکتا ہوں مثال کے طور پر جنگ کے دوران میں گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک یادداشت میں پروٹسٹنٹ مشن کے متعلق اپنی پالیسی کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا کہ آئندہ ہم باشندگان ہندوستان کی مادی اور اخلاقی ترقی میں مشنری امداد کو بنظر استحسان دیکھینگے۔ یوگنڈا کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ کی سرکاری کتاب میں درج تھا کہ روحانی نتائج پر بحث کرنے کا یہ موقعہ نہیں لیکن پچھلے چالیس سال کے عرصہ میں اخلاقی حالت بہت حد تک تبدیل ہو چکی ہے۔ اور اس تبدیلی میں عیسائی مشن کا کچھ کم حصہ نہیں جنوبی افریقہ کے باشندگان کی کمیشن نے ۱۹۰۵ء کی رپورٹ میں بیان کیا کہ یہاں کے باشندے صرف عیسائی مذہب اور اخلاق قبول کرنے سے ہی ترقی کر سکتے ہیں +

مسٹر کلاڈ نے جو اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسلامی ممالک میں کوئی ترقی نہیں ہوئی اس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سفیر آنریبل ہنری مور گینتھا کی رائے کو ظاہر کرتا ہوں جو ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۶ء تک ٹرکی میں مقیم رہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مشنری صحیح خیال پر عمل پیرا ہیں۔ وہ معاملہ کی تہ پر پہنچتے ہیں۔ اور ایسے دماغی۔ مادی۔ اخلاقی اور مذہبی امور بہم پہنچاتے ہیں کہ جن پر حقیقی تہذیب کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ دیگر ممالک کے لوگوں سے جو عیسائی نہیں ایسی ہی معتبر شہادت ملسکتی ہے۔ ڈاکٹر ولینگٹن کو جو انگلستان میں چین کے سفیر بھی رہ چکے ہیں اور خود عیسائی نہیں فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنے اور بہت سے ہم وطنوں کی طرح مشنری کام کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ہز پرنس ٹوکوگاوا۔ نے جو واشنگٹن کانفرنس میں جاپان کے اعلےٰ سفیر تھے ذیل کے الفاظ کہے یعنی نوع انسان کے موجودہ خیالات آزادی مساوات اور اخوت سب کی خواہشات کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ عیسائیت سے ہے +

لندن پریس ہوس میں خطباتِ جمعہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ و نتوکل علیہ۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ **ترجمہ**۔ تمام تعریف اللہ کیلئے ہے ہم اسکی حمد کرتے ہیں۔ اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم اس سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے بُرے اعمال سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں۔ اور وہ جس کو ہدایت دیتا ہے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے گمراہ چھوڑ دے اسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔

عربی کے ان الفاظ سے ہر ایک اسلامی خطبہ کو شروع کیا جاتا ہے۔ وہ خطبہ جمعہ ہو۔ عید یا نکاح کا خطبہ ہو یا کسی اور موقعہ پر پڑھا جائے۔ ہر ایک مسلمان خُطبہ کو شروع کرنے سے پہلے ان الفاظ کو دوہراتا ہو۔ اگر خطبہ سے لوگوں پر کامیابی کی صحیح راہوں کا ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے تو کسی بھی کیلئے ان الفاظ سے بہتر انتخاب کرنا ناممکن تھا۔ کیونکہ ان الفاظ میں ہماری جدوجہد کیلئے نہ صرف ایک سیدھے راستے کا اظہار ہے بلکہ یہ انسان سے خداوند تعالیٰ کے تعلقات کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ انہی کی بدولت ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ کس حد تک اور کن طریق سے ہم خدا کی امداد طلب کرسکتے ہیں۔ یہ ہمیں انسانی کمزوریوں اور ان گڑھوں سے بھی آگاہ کرتے ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ اسلئے میں ان آیات کے ہر ایک لفظ کو علیحدہ علیحدہ لونگا۔ اور آپ سے کہونگا۔ کہ اپنے طرز عمل اور زندگی کا ان سے مقابلہ کرتے جائیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں تک ان الفاظ کی روح کے مطابق ہے نیز یہی خطبات ہماری ہدایت کیلئے ہوتے ہیں۔ اور میں یہ ظاہر کرونگا۔ کہ ان چند ایک الفاظ میں ہمارے لئے بہترین ہدایت ہے افسوس ہے کہ خطبات کا سننا ہماری مذہبی زندگی کا ایک ایسا غیر دلچسپ عمل ہو گیا ہے

جس سے کوئی ترقی یا اصلاح منصور نہیں ہوتی ۔ جمعہ ہم مسجد میں خطبہ سنتے ہیں لیکن ہماری اخلاقی حالت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ۔ گرجا میں اتوار کی عبادت کی بعینہٖ یہی حالت ہے اسعمالہ میں مسلمانوں کو اپنی زندگی میں ایک تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے اسلامی خطبات ایک اوسط درجہ کے انسانی دماغ سے نہیں نکلتے ۔ وہ دراصل نبی کریم صلعم کے الفاظ ہوتے ہیں جو نسلاً بعد نسلاً بغیر کسی تبدیلی کے آج بھی اسی طرح مسلمانوں کے سامنے پڑھے جاتے ہیں ۔ اور اس وجہ سے ان کی ایک خاص وقعت اور عزت ہونی چاہیئے ۔ نبی کریم صلعم کے الفاظ کی عزت صرف ان پر عمل کرنے سے ہی ہو سکتی ہے ۔ الحمدللہ یہ قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہی ہے ۔ اگر کسی شخص سے ہمیں فائدہ پہنچتا ہے ۔ تو ہم اسکی تعریف یا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے کیلئے عربی زبان میں مدح کا لفظ بھی ہے ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک ایسی بھلائی کا شکریہ ادا کرنے میں جو ہم سے کی گئی ہے حمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ اگر مستقبل میں کسی فائدہ سے کی امید ہو تو وہاں مدح کا لفظ بولا جاتا ہے ۔ حمد کے لفظ میں کمال کی صفت بھی پائی جاتی ہے جس سے یہ مراد ہے کہ جو فائدہ ہمیں خداوند تعالیٰ کی طرف سے پہنچا ہے ۔ وہ ہماری ضروریات کے مطابق ہے لیکن اس لفظ کے ایک تیسرے معنی بھی ہیں ۔ ہم اس فائدہ سے کا شکریہ پوری طرح ادا نہیں کر سکتے ۔ جسے استعمال میں لانے کی ہم اہلیت نہ رکھتے ہوں ۔ اسلئے جب تک ہم خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال نہ کریں ہم درحقیقت اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے ۔ الحمدللہ کے ایک جملے میں ہمیں یقین دلایا ہے کہ اس دنیا میں انسانی جدوجہد اور ضروریات کیلئے تمام اشیاء خداوند تعالیٰ نے پہلے سے ہی پیدا کر دی ہیں ۔ اگر ہم ان اشیا کا صحیح استعمال نہیں کرتے تو صحیح معنوں میں ہم اس کے بندے نہیں کہلا سکتے ۔ اس کے بعد جب ایک شخص یا سب ملکر نحمدہ کہتے ہیں جس سے یہ مراد ہے کہ ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں یا الفاظ دیگر ہم اسکے احسان کی قدر کرتے ہیں لیکن جب ہم خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال نہیں کرتے ۔ تو ہمارا تعریف کرنا ایک عبث فعل ہے ۔ کوئی ذی فہم انسان محض زبانی تعریف کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ۔ کیا ایسی تعریف مضحکہ خیز نہیں کہ زبان پر تو حمد کے الفاظ ہوں ۔ اور عملی حالت یہ

کہ خداوند تعالیٰ کی نعمتوں اور افضال سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔ پس جمعہ کے دن اسلامی منبر سے پہلا سبق جو ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال سے خداوند تعالیٰ کی شکر گزاری کریں۔ ایک سائنسدان جو دارالتجارب میں بیٹھ کر اپنی معلومات سے بنی نوع انسان کی خدمت کرتا ہے۔ وہ اس شخص کی نسبت اللہ کا زیادہ شکر گزار ہے جو ہر روز مسجد میں بیٹھ کر ہزار مرتبہ حمد اور تسبیح پڑھتا ہے۔ اوائل زمانہ کے مسلمان اپنے مذہب کی روح کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور سائنس کے انکشافات اور علوم و فنون کی ترقی کو اپنا فرض سمجھ کر اسی کو خداوند تعالیٰ کی شکر گزاری کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے جمعہ کے دن خداوند تعالیٰ کی حمد اور شکر گزاری کرنا ایک بے معنی فعل ہے۔ اگر ہفتے کے باقی دنوں میں اسی جذبہ کا عملی اظہار نہیں ہوتا +

شکر گزاری کے ان الفاظ کے بعد نستعین کہ کر ہم اللہ کی امداد طلب کرتے ہیں۔ اسکی نعمتوں کا صحیح استعمال کرنے میں ہم غلطی کر سکتے ہیں۔ امداد طلب کرنے کی غرض ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کے صحیح استعمال کا علم عطا فرمائے۔ اگر ہم اس علم سے بے بہرہ ہیں تو ہماری تمام جدوجہد اور زندگی بے سود ہے جہالت ایک لعنت ہے اور اسکے سبب دنیاوی زندگی میں ہمیں جو ٹھوکریں لگتی ہیں۔ اور جو گڑھے ہمارے رستہ میں حائل ہیں سوائے اللہ کے ہمیں ان سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ اسی کو ہر طرح کا علم ہے۔ اور وہی ہمارے اعمال کو کامیاب بنا سکتا ہے لیکن یہاں ایک اور مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ اپنی جہالت کے علاوہ دوسروں کی غلط نصیحت اور بد ارادے ہمارے اعمال کو عبث بنا دیتے ہیں۔ ہم نہ صرف اپنی ہدایت کیلئے مدد مانگتے ہیں۔ بلکہ اور لوگوں کے شر سے بھی پناہ چاہتے ہیں۔ اسلئے امداد طلب کرنے کے بعد نستعین کہ کر ہم خداوند تعالیٰ کی پناہ کیلئے درخواست کرتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل سے نور اور ہدایت کو نازل فرما دیا۔ اور مختلف زمانوں میں اپنے رسولوں کے ذریعے بنی نوع انسان کی راہنمائی کی ہمیں اس پیغام کو جو ان پر نازل ہوا قبول کر کے اس پر عمل کرنا چاہئے الہام پر ایمان لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کو مغضوب کے جملہ میں ظاہر کیا ہے۔ اس مقام پر پہنچکر

انسانی جدوجہد کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ہم نتائج کی توقع رکھتے ہیں۔ اور ہمیں لازماً اللہ پر بھروسہ رکھنا پڑتا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ پانچویں منزل ہے۔ لوگ ان طاقتوں کا صحیح استعمال نہیں کرتے جو انہیں خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ وہ اپنے گردو پیش کے لاانتہا خزانوں کو دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ وہ کامیابی کیلئے صحیح علم کو حاصل کرنے میں کوشاں نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ان ٹھوکروں اور گڑھوں سے جو انکے راستے میں حائل ہیں اپنی کوئی حفاظت کرتے ہیں۔ اور پھر صرف زبانی یہ کہہ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بھروسہ خدا پر ہے۔ ایسا بھروسہ بیوقوفی اور جہالت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس سے خدا کی توہین ہوتی ہے۔ اگر مسلمان اس وقت مصائب میں گرفتار ہیں تو یہ تمام تکالیف انہوں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کی ہیں۔ اور وہ اپنی ذلت کے خود ذمہ وار ہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھنا ہمارے لئے بڑی تسلی کا موجب ہوتا ہے۔ مگر اس امر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ نبی کریم صلعم نے توکل علیہ کے جملے کو پانچویں درجہ پر رکھا ہے۔ کیا ہم نے ان مطالبات کو پورا کر لیا جو پہلے چار جملے ہم سے توقع کرتے ہیں۔ اور جو ہر ایک مسلم خطبہ کا یہ ایک ضروری حصہ سمجھے جاتے ہیں +

ان پانچوں اصولوں کو میں پھر سلسلہ وار بیان کرتا ہوں۔ اور اپنی روزانہ زندگی میں ان پر عمل کرنا آپ کا فرض ہے تفصیلاً انہیں یوں بیان کر سکتے ہیں ہم خداوند تعالےٰ کی تعریف اور شکر ادا کرتے ہیں جس نے یہ تمام اشیا پیدا کیں۔ تاکہ ہم کامیاب زندگی بسر کر سکیں۔ اور ہم اسکی نعمتوں کے صحیح استعمال سے اپنی شکر گزاری کا اظہار کرتے ہیں ہم ان تمام امور سے پناہ مانگتے ہیں۔ جو خدا کی نعمتوں کا جائز فائدہ اٹھانے میں روک پیدا کرتے ہیں۔ ہم ان تمام حقائق پر جو ایمان لاتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ جو خداوند تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ ہماری ہدایت کیلئے نازل فرمائے۔ اور اپنی طرف سے پوری سعی کرنے کے بعد ہم اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں +

میں پھر کہونگا کہ ان پانچ اصولوں پر غور کرو۔ کیا ان پر عمل پیرا ہو کر تم زندگی میں ناکام رہ سکتے ہو۔ تم اپنے ہاتھوں اپنی ذلت اور تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہو۔ ہر جمعہ کو

تمہیں یہ کامیابی کا سبق دیا جاتا ہے لیکن تم اس پر توجہ نہیں کرتے۔ اسلئے خدا نے بھی تمہیں ترک کر دیا ہے۔ خطبہ کے یہ اہم الفاظ ایک اور امر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ انسان میں غلطی کرنے کا میلان موجود ہوتا ہے۔ اور بہائم کے درجہ سے بلند کرنے کیلئے اسے ادراک عطا ہوا لیکن اس نعمت کا صحیح استعمال نہ ہونے سے تباہ کن نتائج پیدا ہوتے ہیں فہم کی عدم موجودگی میں انسان چوپایوں سے بہتر نہیں +

تکالیف۔ ناکامیوں اور غم کی بدولت ہم میں آخر صحیح فیصلہ پر پہنچنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے بعض اوقات جذبات ہمارے ارادے کے خلاف بدی کی طرف لیجاتے ہیں۔ اور ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا لیکن اسکے نتائج بعینہ ایک ایسے گناہ کی مانند ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر کیا جائے۔ ان خطرات سے ہم خدا کی پناہ میں آتے ہیں۔ اسلئے آخری الفاظ میں نہایت ہی خوبصورتی دعا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اسکے بعد انسان کو ایک کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ ان الفاظ میں یقین دلاتا ہے۔ ومن یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ +

جسے اللہ کی جانب سے ہدایت ملتی ہے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ گمراہ چھوڑ دے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔ تم اپنے اعمال سے ہی نیکی کے رستہ پر قائم رہ سکتے ہو۔ خدا کی طرف سے ہدایت نازل ہو چکی۔ اگر اب بھی تم آنکھیں بند کیے رہو اور اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو تو خود اپنے تئیں ظلمات میں رہتے ہو۔ اس حالت میں خدا کا نور تم سے چھین لیا جائیگا۔ اور تم جہالت وتباہی کے قریب پہنچ جاؤ گے۔ خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ اگر تم اپنے گھر کے دروازے بند کر لو تو سورج کی روشنی سے محروم ہو جاؤ گے مسلمانوں کیلئے یہاں ایک سبق ہے۔ ان کا دوبارہ معراج ترقی کو حاصل کرنا انکے اپنے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے اعضاء وجوارح بہترین مشینیں ہیں۔ اور زندگی کے جو اصول قرآن کریم نے بتائے ہیں۔ وہ اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ تمہاری محنت کا ثمرہ ضرور ملیگا۔ جب تک تم اسکی طرف رجوع نہ کرو وہ تمہاری طرف نہیں بڑھیگا۔ اللہ کی نعمتوں کو استعمال میں لاؤ پھر کامیابی یقینی ہے۔ یاد رکھو خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تم شکر گزار رہو گے

تو میں تمہیں زیادہ دونگا۔ اگر تم ناشکر گزاری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا ناشکر گزاری ہے۔ کہ ہم اسکی نعمتوں کو کام میں نہ لائیں یا ان کا صحیح استعمال نہ کریں +

خلافت اسلامیہ

خلافت اسلامیہ کا مسئلہ اسلام اور انگلستان کے کشیدہ تعلقات کی وجہ سے پیدا نہیں ہؤا اور نہ ہی یہ مقصد ہے کہ اسکی آڑ میں گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف اور ترکوں کی ہمدردی میں سیاسی امور کی اشاعت کیجائے۔ اس کے برعکس قرآن کریم کے مطابق خلافت اسلامیہ کا وعدہ خدا کی طرف سے ہؤا ہے۔ اور نبی کریم صلعم کے وصال کے بعد ہی اس کا قیام ہو گیا خلافت اسلام کی تقویت کا موجب بنگئی۔ اور اسی نے قرآن کریم کی پاکیزگی اور صحت کو قائم رکھا اور ہر طرح کی انسانی آمیزش و الحاق سے محفوظ رکھا۔ حالانکہ دیگر مذاہب کی تمام مقدس کتابیں اس دستبرد سے نہ بچ سکیں۔ کیا یہ حیرانی کا مقام ہے کہ ہم مسلمان عزم کئے بیٹھے ہیں کہ خلافت کو قائم رکھنے میں ہر ممکن کوشش سے دریغ نہ کرینگے۔ دنیا میں کسی مذہب پر غور کرو کسی الہامی کتاب کو لو جو خداوند تعالیٰ نے کسی قوم پر اُتاری ہو۔ کیا ان میں سے ایک بھی اپنی اصلی پاکیزگی میں پائی جاتی ہے۔ کیا چند ایک پند و نصائح کچھ دُعاؤں اور کچھ بد دعاؤں اور چند معجزات سے سوا ہمیں حضرت مسیح کے متعلق مزید علم ہے۔ انجیل کی اصلیت کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ فارس میں زرتشت نے جو مذہب پھیلایا۔ اس کے متعلق بہت کم واقفیت بہم پہنچ سکتی ہے کنفیوشس اور بدھ کے مذہب کا بھی یہی حال ہے۔ وید جن پر ہندو مذہب کی بنیاد ہے۔ ان کا بھی یہی حشر ہؤا۔ الغرض کوئی پیغمبر ایسا نہیں جسکے افعال کا ہمیں پورا علم ہوتا کہ اسکی مثال ہماری روزانہ زندگی میں مشعل ہدایت کا کام دے سکے۔ ان تمام کے سوانح ایک ازبر گئے ہیں۔ اور انکی وقعت پرانے زمانے کی حکایات سے زیادہ نہیں یہی وجہ ہے کہ تمام دیگر مذاہب میں ایسے بیشمار فرقے پیدا ہو گئے ہیں جو اصولی عقائد میں ایکدوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں اسلام کے سوا کسی مذہب نے اپنے بانی کی اصلی تعلیمات کو محفوظ نہیں رکھا

رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں اپنا تعلق عیسائیت سے ظاہر کرتے ہیں لیکن کیا ان دونوں فرقوں میں ایسے مشترکہ عقائد ہیں جن پر ایمان لاکر ہم نجات پا سکیں۔ نہیں سے کونسا فرقہ حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق ہے۔ ہم اس تعلیم کے متعلق بہت ہی کم علم رکھتے ہیں۔ کیونکہ جن کتب پر ہمارے علم کی بنیاد ہے۔ انکی سچائی کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جس نے قرآن کریم جیسی الہامی کتاب اپنی اصلی پاکیزگی میں ہمیں عطا کی۔ اگر قرآن کریم کا وجود نہ ہوتا تو لوگ الہام کو ایک گذشتہ حکایت تصور کرتے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کی یہ فضیلت محض اس وجہ سے کہ اسے نازل ہوئے صرف تیرہ سو برس گزرے ہیں لیکن حضرت مسیح کے مذہب میں دو سو یا تین سو سال کے بعد ہی کئی فرقے پیدا ہو گئے۔ یہ محض اس وجہ سے ہوا کہ ان کے پاس آپ کی کوئی صحیح کتاب موجود نہ تھی۔ بدھ کی تعلیم کا بھی یہی حشر ہوا۔ مذاہب میں ان خرابیوں کے پیدا ہو جانے کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ جس سرزمین سے یہ مذہب پیدا ہوتے رہے وہ ملک ایسے بیرونی حملہ آوروں کے قدموں تلے روندے گئے جو اپنے مذہب اور تہذیب و تمدن میں مختلف تھے۔ فارس۔ ہندوستان اور جوڈیا کی تاریخ میں اسکی شہادت ملتی ہے۔ اگر عرب پر بھی بیرونی حملے ہوتے تو کیا اسلام اپنی اصلی حالت میں ہم تک پہنچ سکتا۔ اگر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر غیروں کا تسلط ہو جاتا تو کیا وہ تمام مقامات جو نبی کریم صلعم کی زندگی کی داستان کو زبانِ حال سے بیان کر رہے ہیں۔ اب تک محفوظ رہ سکتے تھے لیکن اسلام کے اس مکمل حالت میں رہنے کی ایک اور وجہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث کی زبان ان صدیوں کے دوران میں بالکل نہیں بگڑی۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آج عربی کے سوا کوئی اور زبان اپنی اصلی پاکیزگی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ عرب کا بیرونی حملوں سے محفوظ رہنا عربی زبان کی پاکیزگی کا موجب ہوا۔ مذہب کی ظاہری رسومات کا جو حشر ہوتا ہے نبی کریم صلعم اس سے لاعلم نہ تھے۔ آپ تو صرف اپنی تعلیمات کو آئندہ نسلوں کے لئے چھوڑنے کے خواہشمند تھے۔ کوئی انسانی کوشش اس خیال میں کامیاب نہ ہو سکتی تھی لیکن خداوند تعالیٰ نے ان الفاظ میں یقین دلایا:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ۔

ترجمہ۔ بیشک ہم ہی نے قرآن اُتارا ہے۔ اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان بھی ہیں اسکے بعد بھی

وعدہ کیا کہ اسلام کی جائے پیدائش بیرونی اثرات سے محفوظ رہیگی۔ وھذا البلد الامین (اور اس شہر کی قسم جسمیں ہر طرح کا امن ہے) وقالوا ان نتبع الھدی معك نتخطف من ارضنا اولم نمکن لھم حرما امنا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر تمہارے ساتھ دین حق کی پیروی کریں تو ہم اپنے ملک سے محروم کردیئے جائینگے۔ لیکن کیا ہمنے انکو حرم (مکہ) میں جہاں ہر طرح کا امن اور اطمینان ہے جگہ نہیں دی +

خداوند تعالی نے تمام مسلمانوں کو حج کا حکم دیا۔ تاکہ تمام روئے زمین کے مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کریں۔ اور بچشم خود ان مقامات کو دیکھیں جہاں نبی کریم صلعم کی پاک زندگی بسر ہوئی۔ اور اس امر پر بھی غور کریں کہ قرآن کریم احادیث اور زبان عربی اپنی اصلی پاکیزگی میں موجود ہیں لیکن یہ تمام امور بغیر دنیاوی سلطنت کے حاصل نہیں ہوتے۔ اس سلطنت کا خلافت کے نام سے قرآن کریم کے ان الفاظ میں ہمیں وعدہ دیا گیا ہے +

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلك فاولئك ھم الفاسقون

ترجمہ۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک عمل بھی کرتے ہیں۔ ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ انکو ملک کی خلافت (یعنی سلطنت) ضرور عنایت کریگا جیسے ان لوگوں کو خلافت عنایت کی تھی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور جس دین کو اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے اسے ضرور مضبوط کریگا اور خوف وخطر جو ان کو لاحق ہے اسکے بعد عنقریب ان کو اسکے بدلے میں امن دیگا کہ ہماری عبادت کیا کرینگے۔ اور کسی چیز کو ہمارا شریک نہ ٹھیرائینگے جو شخص ان (تمام احسانات) کے بعد ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔ کیا یہ محض خیالی باتیں ہیں جو عمل سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں یا حقیقی امر ہیں جن پر واقعات تواریخ شاہد ہے +

تیرہ سو سال کے بعد خلافت کو معرض خطر میں دیکھ کر کیا ہر ایک مسلم دل خون نہیں روتا۔ جبکہ قرآن کی پاکیزگی اور دین اسلام کا استحکام اسی خلافت سے وابستہ ہے۔ وہ سرزمین جو غیر مسلم قدموں سے پاک رہنی چاہئے تھی۔ اب اس کا وہ احترام نہیں رہا نبی کریم صلعم کی یہ آخری خواہش تھی لیکن جنگ کے بعد اسکی پرواہ تک

نہیں کی گئی۔ اسلام جو امن کا مذہب ہے ملک حجاز میں پیدا ہوا لیکن عرب میں اب امن کہاں ہے وہابی اور حجاز کی اقوام ایکدوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اور کیا یہ حیرانی کا مقام نہیں کہ وہابیوں کا سردار ابن سعد اور شاہ حسین دونوں کو انگلستان سے روپیہ بھیجا جاتا ہے۔ یہ کولیشن گورنمنٹ کی حیرت انگیز چال کا نتیجہ ہے بجنور کے اخبار مدینہ میں یہ پڑھ کر ہندوستانی مسلمان انگلستان کے متعلق کیا رائے قائم کرینگے کہ شاہ حسین کی فوج نے اسیران جنگ میں ایک انگریز افسر کو عرب کے لباس میں پایا جو وہابی فوج کی کمان پر تھا۔ ان تمام امور کے بعد جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ کیا ایک انسان جو اپنے دماغ میں ذرہ بھر بھی عقل رکھتا ہے۔ خلافت کی تحریک کو ایسے سیاسی پروپیگنڈا سے نامزد کریگا جو حال ہی میں پیدا ہوا ہو۔ ٹرکی کے ساتھ ہماری محبت کو سمجھ لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ اگر ٹرکی کو خلافت کے اہم فرائض ادا کرنے کے ناقابل بنا دیا گیا تو مجھے خوف ہے کہ ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمان کیا کچھ نہیں کر گزرینگے تمہاری شہنشاہی پالیسی چاہے کچھ بھی ہو لیکن سلطنت میں مسلمان رعایا کی تعداد سب سے زیادہ ہے + اور ہمارے مطالبات کو اسی نسبت سے اہمیت دینی چاہئے مسئلہ خلافت کی بنیاد مذہب پر ہے۔ اور پانچ ارکان اسلام میں سے حج کا رکن اسی سے وابستہ ہے۔ اس امر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ایک مسلمان اپنے مذہب کے لئے ہر طرح کی قربانی کر سکتا ہے خلافت کے بعض پہلو صرف مذہب سے تعلق رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ دنیاوی سلطنت کے مترادف ہے خلیفہ کے معنے ہی جانشین کے ہیں جس سے دنیاوی سلطنت مراد لیجاتی ہے۔ عربی لغت کی کتابیں اس پر شاہد ہیں +

[قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت میں استخلف کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں ہم نے اسکو حاکم بنایا"۔ گو ان الفاظ کا مفہوم بالکل صاف ہے تاہم میں اس واقعہ پر چند محدثین کے اقوال کو اسلئے درج کرتا ہوں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ سب نے متفقہ طور پر یہی معنی کئے ہیں۔

بیضاوی۔ خداوند تعالیٰ انہیں زمین پر خلیفہ بنائیگا یعنی انکو حکمران بنائیگا جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اسی طرح زمین پر ان کا تسلط ہوگا۔

کشاف۔ وہ انہیں زمین کا وارث بنائیگا۔ اور انہیں خلیفہ مقرر کریگا۔

روح المعانی۔ وہ انہیں زمین پر حاکم بنائیگا۔ جسمیں وہ جو کچھ چاہیں کریں جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت میں خودمختار ہوتے ہیں +

" ابن جبیر۔ اللہ غیر مسلموں کی بجائے انہیں یمن کا وارث کریگا۔ اور اس کا حاکم اور سردار بنائیگا
انہیں آیات میں الارض کا لفظ بھی آیا ہے۔ اس سے وہ زمین مراد ہے جس پر خلفا حکمران ہونگے
یہاں بھی اس لفظ کے مفہوم کو ظاہر کرنے کیلئے میں محدثین کی آراء کو بیان کرونگا +
بیضاوی۔ رسول مقبول صلے علیہ وسلم اور آپکے صحابہؓ دس برس تک مکہ میں رہے۔ اور آخر
بوجہ خوف مدینہ میں ہجرت کی یہاں بھی دن رات مسلح رہنا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور
انہیں تمام عرب کا حاکم بنا دیا +
غریب القرآن۔ پس اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور انہیں جزیرۃ العرب کا حاکم بنا دیا۔ وہ کسریٰ کی حکومت
اور خزانوں کے وارث ہوئے +
کشاف۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور انہیں جزیرۃ العرب کا مالک بنا دیا +
فتح البیان۔ ابن اعرابی فرماتے ہیں کہ اس سے عرب و دیگر ممالک مراد ہیں۔ اور یہی خیال درست ہے +
رُوح المعانی۔ عرب سے جیسا بیان ہو چکا ہے جزیرۃ العرب مراد ہے +
ابن کثیر۔ اپنے رسول نبی کریم صلعم سے اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ آپکے پیرو زمین پر خلیفہ بنائے جائینگے پس جب تک
مکہ خیبر تمام جزیرۃ العرب اور یمن کا سارا ملک فتح نہ ہو گیا۔ اور شام کے بعض ممالک سے ٹیکس وصول نہ کر لیا
نبی کریم صلعم کی وفات نہ ہوئی [

خلافت درحقیقت دنیاوی سلطنت ہے۔ اور چونکہ بہت سے مذہبی امور سے وابستہ ہیں اسلئے اسمیں
ایک مذہبی رنگ پیدا ہو گیا ہے خلیفہ تمام اسلامی دنیا کا پیشوا سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ وہ ایک متقی
انسان ہو لیکن یہ نہیں سمجھنا چاہئیے کہ خلیفہ بننے سے ہی اسمیں کوئی تقدس پیدا ہو جاتا ہے اخوت
اسلامی میں وہ اپنے ایک غریب مسلمان بھائی کے برابر ہے محض خلافت کے رتبہ پر ممتاز ہونے سے وہ ایک
متبرک ہستی نہیں بن جاتا جیسا مغرب میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ پاپائے روم کے پیروؤں کی طرح
کوئی مسلمان خلیفہ کی فرمانبرداری کو روحانی ترقی کا موجب نہیں سمجھتا۔ ایک مسلمان ایسے خیال کو اپنے
مذہب کی توہین کا موجب سمجھتا ہے +

اسلام تو سراسر جمہوریت سکھاتا ہے۔ ایک مسلمان اپنے مذہب کے
ذریعہ ہی جمہوریت کا سبق سیکھتا ہے۔ وہ مسجد میں ہر روز پانچ مرتبہ جمہوریت کو عملی رنگ میں مشاہدہ کرتا ہے۔

خداوند تعالیٰ کے حضور میں عالیخاندان بلند مرتبہ اور دولتمند کوئی انسان فوقیت حاصل نہیں کر سکتا کلیسا کی طرح مسجدوں میں کوئی خاص نشستیں نہیں جنہیں اعلیٰ طبقہ کے لوگ روپیہ ادا کر کے پہلی صف میں حاصل کر لیں۔ یہاں تو صف اول کی نشستیں روپے سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جو شخص پہلے آتا ہے وہ آگے بیٹھتا ہے امیر و غریب چھوٹا اور بڑا شاہ و گدا اپنے آسمانی باپ کو سجدہ کرنے کیلئے بلاتمیز سب ایک ہی قطار میں دوش بدوش کھڑے ہو جاتے ہیں اسلام میں سیرت اور اخلاق ہی انسان کی بزرگی کا معیار ہیں۔ تم میں سے وہی انسان سب سے زیادہ قابل عزت ہے جو نیکی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ ایک مسلمان مسجد میں جو خانہ خدا ہے اخوت انسانی کے اصول کا مکمل اظہار دیکھتا ہے لیکن کیا تمام دنیا میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں خدا موجود نہ ہو + اور کیا اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ روئے زمین پر ہر جگہ خدا کی عبادت ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

اینما تولوا فثم وجہ اللہ

پس ایک مسلمان اپنی روزانہ زندگی میں مساوات انسانی کے اصول کو فراموش نہیں کر سکتا۔ ایک مسلمان کے نزدیک وہی شخص عزت کے قابل ہے جو متقی ہو۔ اسلئے وہ ایک لمحہ کیلئے بھی خیال نہیں کر سکتا کہ ایک شخص محض قبائے خلافت سے سرفراز ہو کر کوئی فضیلت حاصل کر لیتا ہے بحیثیت انسان وہ اب بھی وہی ہے جو پہلے تھا صرف اس واقعہ نے اسکی ذات میں کوئی تقدیس پیدا نہیں کر دی الغرض خلیفہ کے دنیاوی جاہ و جلال کا مقصد چند اسلامی ارکان کی حفاظت ہے۔ حجاز اور عرب میں امن قائم رکھنا صلح کی تمام شرائط کو پورا کرنا اور اس کے متعلق اسلام کی گذشتہ روایات کو زندہ رکھنا۔ یہ تمام خلیفہ کے فرائض میں شامل ہیں صرف اس نکتہ نگاہ سے وہ دنیائے اسلام کا مذہبی پیشوا سمجھا جاتا ہے یہ عہدہ اسکی ذات میں کوئی روحانی فضیلت پیدا نہیں کر دیتا پس دنیاوی سلطنت خلافت کا جوہر ہے۔ سلطنت کے بغیر خلافت کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ خلافت کے ساتھ ایک ایسی سلطنت کا ہونا ضروری ہے جو اپنے احکام کو نافذ کر سکے اور اس کے مالی ذرائع اسقدر ہونے چاہئیں کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں جو اخراجات پیش آئیں وہ انہیں پورا کر سکے۔ آج تک تمام اخراجات گراں کے متحمل ٹرکی کے زرخیز علاقے رہے ہیں لیکن عہدنامہ سیورز نے ٹرکی کے پاس سلطنت کا صرف چوتھائی حصہ رہنے دیا ہے۔ اگر اس عہدنامہ کی مالی شرائط کو بحال رکھا گیا تو مراعات کی شرائط کو چھوڑ کر صرف یہی ایک امر ٹرکی کی مالی تباہی کیلئے کافی ہے ایک ایسا

مقام جہاں شرابخانے اور فاحشہ عورتیں موجود ہوں خلیفہ کا دار الحکومت کہلانے کا مستحق ہے۔ مراعات
کی شرائط انہی امور کو چاہتی ہیں۔ انکی رُو سے ملک میں شراب کی تجارت بغیر کسی روک ٹوک کے ہوگی! اور ٹرکی
کی عدالتوں میں اسلامی قانون یوروپین اقوام پر حاوی نہ ہوگا۔ اس طرح اسلامی قانون دار الخلافہ کے
شرابخانوں کا انسداد نہیں کرسکتا۔ ٹرکی ان تمام زرخیز علاقوں کے چھن جانے سے جو اسکی آمدنی
کا ذریعہ تھے خلافت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ اس پر سے تمام اقتصادی باؤ نہ اٹھا
لیا جائے۔ ان شرائط نے ٹرکی کی تجارت کو برباد کردیا ہے۔ ملک کی تجارت کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ اگر
ایک یوروپین سوداگر اسی شئے کو سستی قیمت پر بیچ سکتا ہے۔ ٹرکی میں اشیائے خوردنی کی درآمد روس
اور دیگر یوروپین ممالک سے ہوتی ہے وہ اپنی زمین اسلئے کاشت نہیں کرسکتی کہ مراعات کی شرائط کے ماتحت
بیرونی ممالک کا غلہ اپنے ملک کی پیداوار سے کم قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ ٹرکی کی موجودہ بے چینی دراصل
مراعات کے خلاف ہے کیونکہ ان کی شرائط سے سلطنت ٹرکی تباہ ہوجائیگی۔ اگر میکسیکو کی گورنمنٹ
اپنے ہی قانون کو رائج کرسکتی ہے تو وہی حقوق ٹرکی کو کیوں نہیں دیئے جاتے۔ جو لوگ ٹرکی کی
یوروپین رعایا کو ان کے قانون کے ماتحت نہیں دیکھ سکتے انکیلئے یہ بہتر ہوگا کہ اس قانون میں
سے کسی ایسی بات کو پیش کریں جو تہذیب کے منافی ہو۔ اگر واقعی کوئی ایسا قانون ہے تو اسے منسوخ کردینا
چاہئے کیونکہ یہ مسلم قانون نہیں ہوسکتا۔ میں تو اسمیں کوئی ایسی بات نہیں دیکھتا جو تہذیب کے تقاضے کو
پورا نہ کرتی ہو خلیفہ کی حیثیت میں سلطان اپنے فرائض کو کس طرح ادا کرسکتا ہے + اگر ہندوستان
کے مسلمان اصرار کرتے ہیں کہ خلیفہ کے پاس اتنی سلطنت کا ہونا ضروری ہے کہ جو اسے اپنے عہدہ پر
برقرار رکھ سکے تو کیا یہ ناجائز مطالبہ ہے جو نا عاقبت اندیش اور مفسد لوگ پیش کرتے ہیں یا کیا؟

مہاتما گاندھی

کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی مانند ہیں جیسا کہ بلیک ووڈ میگزین کا ایک راقم انہیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر
ہندوستان کے مسلمانوں نے برطانیہ کے اڑے وقت میں روپے پیسے اور فوجی امدادی پہلوتہی نہیں کی
تو اسکی صرف یہی وجہ تھی کہ انہیں برطانیہ کے اس عہد پر پورا بھروسہ تھا جو اس نے خلافت کو برقرار
رکھنے کے متعلق کیا لیکن عہدنامہ سیورے نے خلافت کو ناکارہ اور کمزور کردیا تو پھر اسکے اغراض و
مقاصد کس طرح پورے ہوسکتے تھے اس عہد شکنی سے لوگوں پر ایک بلائے ناگہانی ٹوٹ پڑی اور طرفہ

کے نام پر ایک دھبّہ لگ گیا۔ سب سے بڑھ کر معیوب بات یہ ہوئی۔ کہ ایک صاف امر کو چھپانے کی غرض سے اس عہد کے الفاظ کی عجیب و غریب تشریحات اور تاویلات ہونے لگیں۔ اس امر پر بحث کرنا ہی فضول ہے۔ کہ خلافت پاپائے روم کے اقتدار کی مانند ہے جو بغیر سلطنت کے قائم رہ سکتی ہے قسطنطنیہ میں رفعت پاشا کی تقریر جو خلافت کے متعلق تھی انگریزی اخبارات نے بہت کچھ نکتہ چینی اور خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہ تقریر قسطنطنیہ کے ایک اخبار وقت میں پوری کی پوری چھپ چکی ہے جسے مطالعہ کرنے کا مجھے بھی موقعہ ملا۔ انگریزی اخبارات میں جو مختصر سی رپورٹ چھپی وہ اس کے مفہوم سے بالکل مختلف ہے رفعت پاشا کی رائے میں خلافت کو قائم کر کے نبی کریم صلعم اور سلیم نے ایک نہایت ہی اہم معاملہ کو تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور اسکی یہی آرزو ہے۔ کہ قسطنطنیہ ہمیشہ کیلئے دارالخلافہ بنا رہے۔ اور اسے ترک مسلمانو کے لئے ایک ضروری شرط قرار دیتا ہے۔ اور اس کا یہ مطالبہ بالکل صحیح ہے کہ خلافت کے حقدار ترک ہی ہیں۔ وہ خود مختار حکومت کے خلاف ہے چاہے وہ ایک بادشاہ کے ہاتھ میں ہو یا ایک پریزیڈنٹ کے۔ اور حال ہی میں مجلس ملیہ انگورہ نے اپنی آئندہ طرز حکومت کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے وہ رفعت پاشا کی پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ حکومت کا یہ طریق بعینہٖ خلافت کی اسی تشریح کے مطابق ہے جو حضرت عمرؓ نے کی یعنی جب تک خلافت قوم کی مرضی کے مطابق نہ ہو وہ خلافت کہلانے کی مستحق ہی نہیں۔ اگر خلافت کو پاپائے روم کی حکومت سے کوئی مشابہت ہوتی تو بلا شبہ بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتیں لیکن خلافت اسلامیہ صرف اس طاقت کو ظاہر کرتی ہے جو چند مذہبی ارکان کے قیام کی ذمہ وار ہے چاہے حکومت کی طرز کچھ بھی ہو لیکن دراصل عملی طور پر یہ طاقت واحد شخص کے ہاتھ میں ہی رہتی ہے گو ضابطہ کی رو سے وہ قوم کو جوابدہ ہوتا ہے اور اپنے اختیارات کی حد سے تجاوز نہیں کرتا۔ قوم کے اس سردار کو آپ بادشاہ کہیں یا پریزیڈنٹ کا لقب دیں لیکن اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہوتا کہ عثمانی حکومت ایک شخص کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اگر مجلس ملیہ انگورہ نے خلافت جیسے اہم معاملہ پر دیگر ضروری مسائل کی وجہ سے جن کا فوری تصفیہ کرنا ضروری تھا۔ جلدی میں آکر کوئی نامکمل اعلان کر دیا ہے تو اس سے دنیائے اسلام میں کوئی بے چینی نہیں پھیل سکتی۔ ترکان احرار کو عثمان کے خاندان سے کوئی عداوت نہیں۔ اور نہ ہی دنیا کے مسلمانوں کو اس گھرانے سے ایسی محبت ہے جو عشق کی حد تک پہنچ گئی ہو خلیفہ کے اختیارات چاہے کتنے بھی محدود ہو جائیں لیکن اگر مجلس ملیہ خلافت کے

تقاضوں کو مکمل طور سے پورا کرتی ہے تو اس سے خلافت میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ حقیقی قوت بیشک مجلس ملت کے ہاتھ میں ہو لیکن اگر خلیفہ کی شخصیت ہی خلافت کو سر انجام دیتی ہے گو وہ سلطان ہو یا مجلس کا صدر تو یہ طریق عمل اسلامی اصول کے خلاف نہیں۔ خلافت کا عہدہ وراثت سے تعلق نہیں رکھتا۔ خلیفہ انتخاب سے منور ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے فرائض منصبی کو ادا نہیں کرتا تو اسے معزول کر سکتے ہیں۔ کیا تخت خلافت پر متمکن ہونے سے پیشتر حضرت عمرؓ نے ذیل کے الفاظ نہیں فرمائے۔ برادران! میرے ذمے آپ کے بہت سے فرائض اور حقوق ہیں۔ آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ میں ملک کی آمدنی کا ناجائز استعمال نہ کروں۔ اور مالیہ وصول کرنے میں بیجا طریق نہ برتوں۔ تمہاری تنخواہوں میں اضافہ کروں۔ سرحد کی حفاظت کرتا رہوں اور تمہیں فضول خطروں میں نہ ڈالوں۔ جہاں کہیں مجھ سے غلطی ہو تمہیں روکنے اور محاسبہ کرنے کا حق ہے۔ عوام کے مشورہ کے بغیر خلافت کا وجود ممکن نہیں۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم صلعم کے جانشین ہونے پر بھی یہی فرمایا۔ اگر میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کرنا تمہارا فرض ہے۔ دمشق کی فیصلہ کن لڑائی کے اختتام پر جو نبی کریم صلعم کی وفات کے چار سال بعد ہوئی مسلم افواج کے سپہ سالار نے معاہدۂ صلح کی شرائط طے کرنے کیلئے دشمن کے لشکر میں بھیجا اور جب مسلمانوں میں بادشاہ ... کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا۔ تم اسباب پر فخر کرتے ہو کہ تمہارا ایک بادشاہ ... ہر ... فوقیت کا دعویٰ نہیں۔ خدانخواستہ اگر اس سے کوئی جرم سرزد ہو۔ تو ہم نے وہی سزا دینگے جو اور لوگوں کو دی جاتی ہے۔ جب تک ترک حضرت عمرؓ کے ان زرین الفاظ پر عمل پیرا رہینگے۔ تو کل مسلم دنیا ان کے ہمراہ ہے۔ اگر مسلم سلطنت کے بانی نے رعایا کو مندرجہ بالا وجوہات پر خلیفہ سے سوال کرنے کا حق عطا کیا تو بعد میں انہی وجوہات کے باعث کسی خلیفہ کے معزول ہونے سے خلافت کی عزت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ مسئلہ خلافت کا تعلق اسلامی دنیا سے ہے۔ خلیفہ کی اندرونی یا خارجہ حکمت عملی چاہے کچھ بھی ہو معاملات اسی کے فیصلہ پر منحصر ہیں تاہم وہ اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرتا اور اب تک اس نے کبھی نہیں کیا۔ کہ ہر ایک مسلمان جہاں کہیں بھی ہو خلافت میں یکساں دلچسپی لیتا ہے اور خلیفہ عوام کی رائے کے خلاف نہیں چل سکتا۔ یہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ برطانیہ کے مفاد خلافت کو برقرار رکھنے میں ہے نیز خلیفہ اور دوستانہ تعلقات سلطنت

برطانیہ کی معصیت طلبی اور امن کا موجب ہونگے اس نکتہ نگاہ سے خلافت کا مسئلہ کسی خاص ملک سے نسبت نہیں۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ صرف ہندوستان کے مسلمان ہی اس معاملہ میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں تیونس کے پریزیڈنٹ نے جو تاریں لارڈ کرزن کو دکھائیں۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرانسیسی مقبوضات کے مسلمان بھی اس مسئلہ میں پوری دلچسپی لیتے ہیں۔ افغانستان میں بھی یہی حال ہے۔ سمرنا کے فتح ہونے پر دنیائے اسلام نے جس مسرت کا اظہار کیا وہ ان رسالوں اور لیڈروں کیلئے ایک سبق ہونا چاہئے جنہیں مسئلہ خلافت کے عالمگیر ہونے پر کچھ شبہ ہے۔ اس موقع پر افغانستان میں جو کچھ ہوا میں اسے خلافت بلیٹن سے لیکر اپنی شہادت میں پیش کرتا ہوں۔ مورخہ ۱۸ ستمبر کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سمرنا کے فتح ہوجانے کی خبر نے یہاں کے باشندوں میں ایک مسرت کی لہر پیدا کردی۔ جو مسجدوں میں نماز شکرانہ ادا کرنے کیلئے جمع ہوئے۔ امیر افغانستان نے اس دن سرکاری چھٹی کا اعلان کیا۔ اور مصطفےٰ کمال پاشا کو ایک طویل تار بھیجی جسمیں انکو علمبردار اسلام کا خطاب دیا +

قاھرہ میں مولود النبی

صفر ۱۳۴۱ھ

(از قلم مسٹر ای۔ لارنس۔ قاہرہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۲ء)

نبی کریم صلعم کی سالگرہ جسے مولود النبی کہا جاتا ہے شمالی افریقہ اور مصری مسلمانوں کے نزدیک اہلِ میں دوسرے درجہ کی تقریب ہے۔ اس مذہبی اور قومی جلسہ میں امسال معمول سے بڑھ کر شان و شوکت کا اظہار ہوا کیونکہ اس بدنصیب ملک اور مشرق قریب کی سیاسی حالت اس سال امید افزا معلوم ہوتی تھی۔ مولود النبی کی تقریب چار دن تک رہتی ہے۔ آخری دن ان رسومات کو بہت شان و شوکت سے ادا کیا جاتا ہے جو اس تقریب کے ساتھ خاص تعلق رکھتی ہیں۔ پہلے تین دن عموماً ایک عام میلے کے طریق پر گزارے جاتے ہیں جسمیں لوگ آخری رسومات ادا کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں اس دوران میں درویشوں اور صوفیوں کی مختلف جماعتیں جو تمام مصر میں پھیلی ہوئی ہیں قاہرہ کے نزدیک عباسیہ کے میدان میں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اس میدان کے چاروں طرف ایک وسیع مربع کی

شکل میں خیمے یا شامیانے نصب کئے جاتے ہیں۔ سب سے چھوٹا ایک بڑے سرکس کے خیمہ کی مانند ہوتا ہے جیسے ہندوستانی دربار کے شامیانوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ درویشوں کی مختلف جماعتیں اگر خیموں میں فروکش ہوتی ہیں۔ اور اس تقریب کے دوران میں اپنے ممبران کی نگہداشت اور طعام کا انتظار کرتی ہیں۔ ازہر کی مشہور یونیورسٹی بادشاہ وزارت اور حکومت کے تمام صیغہ جات کے خیمے جدا جدا ہوتے ہیں جو روشنی اور سامان آرائش میں ایک دوسرے کی ہمسری کرتے ہیں اس میدان کی مشرقی جانب سٹیج کا کام دیتی ہے جہاں اس تقریب کی مختلف رسومات ادا کی جاتی ہیں لیکن یہ سٹیج محض سفید زمین کا قطعہ ہے جو اکیس میل تک سرسبز سے جا ملتا ہے۔ صحرا کے اس برگزیدہ نبی کی تقریب مولود کیلئے صحرا سے بہتر اور کونسا مقام ہوسکتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پہلے تین دن میں ۰۰۰ لوگوں کا مجمع ہوتا ہے جو میدان کے چاروں طرف اپنے خیمے نصب کرتے ہیں۔ اس سال جو تھے دن سے پہلے کل مرد عورتوں اور بچوں کی تعداد ۰۰۰ ۰۰۰ ہم کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس میدان کے نظارہ کو ذرا تصور میں لاؤ جس کی تینوں جانب تو لقمۂ نور ہو رہی ہیں لیکن چوتھی طرف بالکل سیاہ پڑی ہو۔ کوئی شور وغل نہیں بلکہ ریت پر سے دھیمی آواز اٹھتی ہے مشرق کی سیاہی سے ہوا کا ایک جھونکا تاریکی کو دریدہ کر کے سفیدی کو نمودار کرتا ہے۔ اور ۰۰۰ ۰۰۰ ہم لوگوں کا مجمع صبح کی نماز کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ دس بجے صبح کے قریب ہز ایکسیلنسی وزیر اعظم تشریف لاتے ہیں جن کا استقبال وزراء مشائخ علماء قاہرہ فوجی اور دیگر افسر کرتے ہیں ہز ایکسیلنسی کا استقبال عالیجناب شیخ سید عبدالحمید الباقری کی موجودگی میں ہوتا ہے جو اس تقریب کے رکن اعلیٰ اور ایک نہایت ہی بزرگ انسان ہیں۔ شیخ الباقری کو مولود النبی کی تقریب میں یہ خاص عہدہ وراثت میں ملا ہے اور آپ ہی اس کے روحانی پیشوا تصور کیئے جاتے ہیں۔ علم و فضیلت میں آپ کا رتبہ نہایت بلند ہے۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس سال کے قریب ہوگی۔ آپ ضعیف الجثہ ہیں۔ زرد چہرہ سے متانت ٹپکتی ہے آپ برطانیہ کے اعلیٰ بحری افسروں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو اپنی طاقت سے متاثر کر لیتے ہیں کیونکہ یہی طاقت نفس ضبط کی قوت پیدا کر دیتی ہے۔ شیخ الباقری کے شامیانہ کا نظارہ ایک انسان کے دل پر گہرا اثر پیدا کرتا ہے۔ مصر کے تمام سردار اعلیٰ فوجی اور دیگر محکموں کے افسر اور سفیر زرق و برق کا لباس زیب تن کئے ہوئے وہاں موجود ہوتے ہیں۔ عالیجناب شیخ الباقری ایک سیاہ چوغہ میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اور ایک ترکی ٹوپی پہن کر

اسکے گرد ایک سفید عمامہ باندھ لیتے ہیں۔ اس لباس میں آپ کی جاہت دوبالا ہو جاتی ہے۔ آپ کی ذات حقانیت اور اسلام کی زندہ طاقت کی مظہر ہے جس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات اور روحانیت کے سوا اور کسی شئے کی حقیقت نہیں کیونکہ انہی کے ذریعہ انسان کی سیرت میں ترقی ہوتی ہے جس سے وہ اور لوگوں پر حکومت کرنے کے قابل بن سکتا ہے۔ شیخ الباقری جو ہر طرح کی عزت و تکریم کے مستحق ہیں۔ اپنے آباو اجداد کی شان کے ہی لائق ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ سے جا ملتا ہے۔ ایسے عالیخاندان کے متعلق اور الفاظ بیکار ہیں تمام دن شامیانوں میں لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اور ایک بہتے ہوئے دریا کی طرح متواتر چلے آتے ہیں۔ تاکہ اپنے مذہبی اور حکومت کے نمائندوں کی خدمت میں آداب بجا لائیں بعض شامیانوں میں تو ایسا نظارہ ہوتا ہے کہ گویا زمانۂ سلف کے تمام پیغمبر جمع ہو گئے ہیں۔ اور دوسروں میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے کسی دارالخلافہ میں مختلف ممالک کے سفیر مدعو ہیں کسی اور شامیانہ کی طرف رُخ کریں۔ تو وہاں درویش نہایت جوش و خروش سے ناچتے ہوئے نظر آتے ہیں مختلف آوازوں میں سورہ فاتحہ اور نبی کریم صلعم کا شجرۂ نسب دُہرایا جاتا ہے شامیانوں کے اندر اور باہر غرضیکہ ہر جگہ مٹھائی کافی شربت اور سگرٹوں سے لوگوں کی تواضع ہوتی ہے۔ لوگوں کا یہ مجمع ایک سمندر ہے جسمیں بغیر منشیات کے وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے اس اس شور و غل سے وہ آواز کہیں بڑھ کر جوش پیدا کرنیوالی ہے جو لاکھوں زائرین کے قدموں سے پیدا ہوتی ہے۔ درویشوں کی مختلف جماعتیں صحرا کی جانب سے شیخ الباقری کے شامیانہ کی طرف بڑھتی چلی آتی ہیں۔ ان جماعتوں کے سردار جب شیخ کے شامیانہ کے قریب پہنچتے ہیں۔ تو نعروں طبلوں اور نقاروں کے شور سے سلامی ہوتی ہے۔ اس ہجوم میں لوگوں کے لباس کو الگ الگ بیان کرنا ناممکن امر ہے۔ یہی کہدینا کافی ہوگا کہ لوگ مختلف وضع اور رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے یورپین لوگوں کے علاوہ ترک عرب مور بربر۔ کرد سیرین اہل فارس۔ تاتار سوڈانی۔ قرلتیہ اور کاکیشیا کی اقوام غرضیکہ تمام ممالک کے نمائندے یہاں موجود تھے۔ جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس سے کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ نظارہ کسقدر پُر اثر اور نقش پذیر ہوگا۔ یہاں ایک شخص نہ صرف لوگوں کا ہجوم دیکھتا ہے بلکہ اسے ایک چھوٹے پیمانے پر ایک بر اعظم کو دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس مقصود افریقہ اور اسلام اس کے پیش نظر ہوتے ہیں +

اِس مسرت افزا دن میں صرف ایک قابل افسوس بات یہ تھی کہ ایک نہایت شریف النفس اور بلند پایہ کا مسلمان جو سرے کی مسجد کا امام ہے اس خوشی میں میرا شریک نہ ہو سکا۔ مولود النبی کی اس عظیم الشان تقریب میں وہ اپنے آباؤ اجداد اور ملک کا نہایت ہی موزوں نمائندہ ہوتا +

مغرب میں اسلام

لارڈ ہیڈلے کے خیالات

{لارڈ ہیڈلے کی اجازت سے ہم ذیل کا اقتباس ان کی جدید تصنیف Three great Prophets of the World دنیا کے مشہور انبیائے ثلاثہ سے درج کرتے ہیں}

اسلام کے متعلق جو سوالات آئے دن یہاں پوچھے جاتے ہیں وہ میرے لئے تعجب کا موجب نہیں۔ ہر گوشہ سے متلاشیان حق میرے پاس آتے ہیں۔ یا بذریعہ تحریر اہم امور کی تحقیق کرتے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ اس ملک میں بہت سے لوگ حقیقت میں مسلمان ہیں لیکن انہیں اس کے متعلق علم نہیں ایک سادے اور پاکیزہ مذہب کی اس زمانہ میں اشد ضرورت ہے۔ تھوڑے سے اشاعتی کام سے لاکھوں انگریز حلقۂ اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو اپنے پیدائشی مذہب کو اس لئے ترک کر بیٹھے ہیں۔ کہ اسمیں تعصب اور تنگدلی کی تعلیم ہے۔ صرف دس سال کا عرصہ ہوا کہ مسلم مشن ووکنگ کے بانی نے اس سرزمین میں قدم رکھا۔ اور اسلامک ریویو کو شائع کر کے اس کام کو شروع کیا۔ اسے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ باوجود اپنی ان تھک کوششوں اور استقلال کے اتنے قلیل عرصہ میں اسے اسقدر کامیابی نصیب ہوگی۔ برسوں تک کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی لیکن اسکی کمزور مگر شیریں آواز میں تقویت پیدا ہوتی گئی۔ اور آج مختلف مقامات پر لوگ اسکے الفاظ سننے کیلئے نہایت ذوق وشوق سے جمع ہوتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اوقات کا بیشتر حصہ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر مستند تصانیف شائع کرنے میں صرف کرے۔ یہ نہایت ہی تسلی کا موجب ہے کہ اس نے اور ووکنگ مشن کے دیگر کارکنان نے اسلام کے متعلق ان غلط بیانیوں کو رفع کرنے میں جو یہاں پھیلائی جاتی ہیں بہت سا نیک کام کیا ہے ابتدائی کام ختم ہو چکا۔ اور اب ترقی کا زمانہ قریب ہے مغربی

ممالک میں اسلامی لٹریچر کو پھیلانے کی سخت ضرورت ہے۔ اور خاص کر اس وقت جبکہ ہر طرف سے لوگ اسلام کے متعلق تحقیق کرنے لگ گئے ہیں۔ انمیں سے اکثر اسلام کے اصولوں کو مان لیتے ہیں لیکن وہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کی نکتہ چینی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چند سال ہوئے کہ مجھے بھی سخت کلمات سننے پڑے کہ میں نے اپنے آبا و اجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا۔ مجھے ملحد کہا گیا اور نجات سے محروم قرار دیا گیا میں نے ان لوگوں کو بتایا کہ جو مذہب میرے لئے ایک بے معنی شے تھا اسے ترک کرنا یا نہ کرنا برابر ہے صرف ماں باپ کی فرمانبرداری اور انہیں خوش کرنے کیلئے میں بظاہر اس مذہب کو مانتا تھا۔ اب ہمیں ایک زندہ مذہب کی احتیاج ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کی روحانی ترقی کا موجب ہو جو عیسائیت کو چھوڑ کر بت پرستی اور دہریت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اہل اسلام اپنے عقائد کو جبراً نہیں منواتے۔ قرآن کریم تو جبر سے منع فرماتا ہے۔ جن لوگوں سے مجھے بعض امور پر گفتگو کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ اسلام کی معقولیت اور محاسن کے دلدادہ ہو گئے۔ بغیر کسی مذہب کے رہنا بھی ٹھیک نہیں۔ گو مذہبی لوگ بہت ہی متعصب اور ناپسندیدہ واقع ہوتے ہیں۔ ہمیں ایک ایسا مذہب انتخاب کرنا چاہئے جو ناممکنات اور خلاف عقل امور سے پاک ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اگر انگلستان کے لوگ اسلام کی حقیقت سے پوری طرح واقف ہو جائینگے تو فہم و ادراک کی برکات سے جو قدرت نے فطرت انسانی میں ودیعت کر دئیے ہیں بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دینگے۔ بعض لوگ دیدہ و دانستہ نبی کریم صلعم کی طرف غلط تعلیمات اور افعال کو منسوب کرتے رہے ہیں۔ اور مغربی دنیا کے سامنے اسلام کے متعلق غلط بیانیاں کر کے مورد الزام ٹھیرے ہیں۔ اب یہ ظاہر کرنا ہمارا فرض ہے کہ اسلام ایک مستحکم بنیاد پر کھڑا ہے! اور یہ فطرت انسانی کا مذہب ہے جو ادراک کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ مشرق میں بہت سے رسم و رواج ایسے ہیں جو اس ملک سے مختلف ہیں جنہیں لوگ غلط فہمی سے مذہب کا ایک حصہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ انہیں مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کی روح آج بھی وہی ہے جو تیرہ سو برس پہلے تھی محبت اور احسان کی تعلیم نبی کریم صلعم کے ان اخلاق فاضلہ سے صدا آتیں جن کے عملی ثبوت میں آپ نے خطرناک دشمنوں کو معاف کر دیا میں تعداد ازدواج پر چند الفاظ کہونگا۔ کیونکہ عورتوں کو ڈرانے کیلئے یہی مسئلہ پیش کیا جاتا ہے۔ بہت کم ایسے مسلمان ہیں جو ایک سے زیادہ بیویاں کرتے ہیں۔ اس امر سے کسی کو خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ اگر اسلام ایک مسلمہ مذہب کی حیثیت میں یہاں پھیل گیا تو

مغربی اقوام کو اپنے قوانین تبدیل کرنے پڑ گئے ۔ کثرت ازدواج کی رسم جو مشرق میں اوائل زمانہ سے چلی آ رہی ہے بعض متعصب لوگ اسے اسلام کا ایک قانون ظاہر کرتے ہیں +

جیسا ہمیں علم ہے اور مشنری لوگ بھی جانتے ہیں کہ اس رسم کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں حضرت یعقوب کے خاندان میں یہ رسم موجود تھی ۔ اور بغیر کسی روک کے اس پر عمل کیا جاتا تھا ۔ حضرت مسیح اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ اور ان کا اپنا قبیلہ اس سے آزاد نہ تھا ۔ حضرت مسیح نے نہ تو کثرت ازدواج کو روکا ۔ اور نہ ہی اس میں کوئی اصلاح کی عیسائی دنیا میں چودہ صدیوں تک یہ رسم رائج رہی حال ہی میں ضابطہ دیوانی کے نفاد سے جو جسٹینین کے قوانین پر مبنی ہے کثرت ازدواج کا انسداد ہوا ۔ نبی کریم صلعم نے بت شکنی کی ۔ اور ایک ایسے ملک کی اصلاح کی جس پر بت پرستی اور جہالت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے ۔ دیگر بیشمار امور میں ترقی اور بہبودی پیدا کرنے کے علاوہ تعدد ازدواج کی حدود قائم کر کے آپ نے ایک عظیم الشان اصلاح کی ۔ آپ نے ایک شخص کیلئے بیویوں کی تعداد کو مقرر کر دیا ۔ اور ایسی کڑی شرائط لگا دیں کہ اوسط درجے کے انسان کیلئے کثرت ازدواج ناممکن ہو گیا ۔ رسم نکاح میں اصلاح کر کے آپ نے دنیا کے سامنے اخلاق کا اعلیٰ معیار قائم کیا ۔ اسلام میں تعدد ازدواج کا حکم نہیں ۔ بلکہ یہ قانون تو ایک بدی کی اصلاح کیلئے جاری کیا گیا جو گناہ کا موجب تھی ۔ ممکن ہے کہ قارئین میرے اس خیال کو مضحکہ انگیز تصور کریں کہ اسلام موجودہ عیسائیت سے جو زمانہ سلف کے ناممکن امور کا مجموعہ ہے ایک بہتر مذہب ہے ۔ وہ عیسائیت کی فیاضی اور محبت کا ثبوت شفاخانوں اور سکولوں سے دینگے جو رفاہ عام کیلئے جاری ہیں لیکن ایک شخص ان نیک کاموں کا ایک ایسے مذہب سے کوئی تعلق نہیں دیکھتا جو ۷۰۰ برس کے عرصہ میں ان کو معرض وجود میں نہ لا سکا ہو ۔ انہیں تو موجودہ تمدن نے پیدا کیا ہے اور ان کا انحصار بیرونی وجوہات پر ہے جن میں سے ایک بڑا سبب سپین کی اسلامی سلطنت تھی ۔ اسلام نے اس قسم کی نیکیوں اور خیرات کی بڑی تعریف کی ہے ۔ اور یہی وجہ تھی کہ دو صدیوں کے عرصہ میں تمام اسلامی ممالک کے اندر شفاخانے اور سکول قائم ہو گئے اسلام کو موجودہ تہذیب پر اس معاملہ میں فوقیت حاصل ہے کہ بغداد اور غرناطہ کی مسلم یونیورسٹیوں نے نظام الملک اور عبدالرحمٰن کے عہد حکومت میں تمام طالبعلموں پر بغیر مذہب و ملت کی تمیز کے اپنے دروازے کھولدیئے تھے ۔

جہاں انکی ہر طرح نگہداشت کیجاتی تھی۔ اور پبلک ان کے اخراجات کی کفیل ہوتی تھی شفاخانوں اور لائبریریوں کے علاوہ موروں کے زمانہ میں سپین کے ہر ایک شہر میں پبلک حمام ہوا کرتے تھے جنہیں فرڈیننڈ کے عہد میں گرا یا گیا۔ کیونکہ اس وقت عیسائیوں کی تبلیغ میں طہارت اور پاکیزگی کو دخل نہ تھا۔ یہ کوئی ثبوت نہیں کہ یہ سکول اور شفا خانے کسی اور مذہب کے زیر سایہ نہیں چل سکتے۔ شاید وہ ایک ایسے مذہب کے ماتحت بہتر چل سکیں جو نہایت ہی سادہ ہے اور عیسائیت کی طرح تعصب نہیں سکھاتا۔ ایسا مذہب اسلام ہے جو درحقیقت عیسائیت ہی ہے لیکن ان عقائد سے پاک ہے جو انسان نے اس میں داخل کر دیئے ہیں۔ اسلام روح کو مکمل آزادی دیتا ہے کسی پادری یا پوپ کی امداد درکار نہیں جنت کی راہ پر کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا۔ اور ظاہری رسومات کا نام و نشان نہیں۔ ہر ایک مرد عورت اور بچے کیلئے حق کے دروازے یکساں کھلے ہیں۔ اور اسے حاصل کرنے کیلئے وہ کسی پادری حل یا بادشاہ کا محتاج نہیں۔ اپنے دعوی کے ثبوت میں اور مغربی دنیا کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے ہم یہ محکم دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ کہ ایک سچا مسلم دل دہریت اور بت پرستی کے خیالات سے پاک ہوتا ہے۔ یہی ایک امر اسلام کو مستقبل کا عظیم الشان مذہب بنانے کے لئے کافی ہے۔ عیسائیت میں متضاد تعلیمات موجود ہیں لیکن اسلام ان خواہشات کو پورا کرتا ہے جو ایک انسان کے دل میں صبغۃ اللہ کو حاصل کرنے کے لئے موجزن ہوتی ہیں۔

کلیسا کا قانون نامکمل ثابت ہوا

(از قلم مسٹر آر۔ وی لسان)

مسئلہ طلاق کی اصلاح پر ٹائمز میں جو بحث ہو رہی ہے۔ اسی کے متعلق ۱۳ دسمبر کی اشاعت میں مسٹر اینھلسٹان بیلے نے بشپ آف ڈرہم کی رائے کا اظہار کیا جو فرماتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح اس صدی میں زندگی بسر کر لیتے تو بہت ہی دانشمند ہو جاتے۔ اگر آپ دوربینی سے آجکل کے حالات کا اندازہ کر لیتے تو ایک ایسے قانون کی بنیاد رکھتے جو موجودہ قانون سے بالکل ہی مختلف ہوتا۔

عیسائی عقیدہ کے مطابق جب حضرت مسیح الوہیت کا مرتبہ رکھتے ہیں تو اس صورت میں ان کے لئے موجودہ حالات کو دیکھ لینا کونسی مشکل بات تھی۔ اللہ کے بیٹے کی دانشمندی پر حرف رکھنا بے دینی سے کم نہیں۔ اگر آپ اتنے بھی دور بین نہ تھے۔ کہ اس زمانہ کے واقعات پر غور کر لیتے تو پھر آپ کی الوہیت کہاں لے آئی۔ مسیح ناصری درجہ کمال کو نہیں پہنچے کوئی انسان بھی کامل نہیں ہوتا۔ زمانے اور وقت کے لحاظ سے کمال کا معیار بھی مختلف ہوتا ہے۔ اسلام جو نبی کریم صلعم پر بذریعہ الہام نازل ہوا۔ ایک ایسا قانون ہے جو انسان کا تمام ممکن ضروریات کو مناسب ماحول کے مطابق مختلف حالات میں پورا کر سکتا عیسائی مذہب منجانب اللہ نہیں نہیں۔ بلکہ انسان کا بنایا ہوا ہے۔ اپنی موجودہ صورت میں اسے حضرت مسیح کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ مذہب تو پولوس کی اختراع کا نتیجہ ہے۔ اس نے عورتوں کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ بذریعہ الہام نازل نہیں ہوئے عیسائی دنیا میں طلاق کے متعلق جو قانون رائج ہے وہ تمدن اور سوسائٹی کی بہبودی کیلئے تباہ کن ہے۔ اسلام نے نکاح اور طلاق کے قوانین ایک ایسے وقت میں مرتب کئے جبکہ جنگوں کے سبب عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت بڑھ گئی تھی۔ قدرت کا یہ تقاضا ہے کہ ہر ایک عورت کسی مرد کے نکاح میں آئے۔ لیکن عورتوں کی تعداد کے بڑھ جانے سے ان کا ایک بیشتر حصہ خانہ داری کی زندگی سے محروم رہ جاتا ہے اگر کوئی تدبیر اختیار نہ کی جائے تو اس حالت سے جو نتائج پیدا ہونگے وہ عیاں ہیں۔ ان حالات میں سوسائٹی کی صحت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اور یہی وجہ ہے ناجائز تعلقات کو روکنے کی غرض اور ہر ایک عورت کے حقوق کی حفاظت کرنے کیلئے تعدد ازدواج کا قانون نافذ کیا گیا اس طریق سے بہت سی معیوب باتوں کا دفعیہ ہو گیا۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اسلام میں درحقیقت ایک ہی عورت سے شادی کرنے کا حکم ہے لیکن بعض حالات میں اور وقتی ضروریات کے ماتحت تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔

اس امر سے یہ ظاہر ہے کہ قانون کس قدر مکمل اور دانشمندی پر مبنی ہے۔ ملک عرب میں نبی کریم صلعم کے وقت جو حالات پیدا ہو گئے آج یورپ میں بعینہ وہی حالات پائے جاتے ہیں۔ انگلستان میں مردوں کے مقابل عورتیں ایک لاکھ کی تعداد میں زیادہ ہیں۔ یہ عورتیں ایک ایسی زندگی

بد سر کر رہی ہیں۔ جو انسان اور کلیسیا دونوں کی نظروں میں ناجائز ہے۔ ان حالات میں سوسائٹی میں صحیح زندگی اور نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور بہت سے ایسے اتحاد ہو جاتے ہیں جو مردوں اور عورتوں کیلئے یکساں باعث ننگ و عار ہیں لندن اور دیگر بڑے شہروں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات نے کیسی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عوام کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ان تمام برائیوں کی ذمہ داری نکاح اور طلاق کے قوانین پر عائد ہوتی ہے۔ ایک عورت جس کا نکاح ایک شرابخوار وحشی ملزم سے ہو جاتا ہے اس کے لئے اب کوئی چارہ باقی نہیں جس سے وہ اپنی رہائی حاصل کر سکے۔ اسی طرح اگر کسی دیوانے سے اس کا نکاح ہو گیا ہے تو وہ اب کسی صورت سے اپنی جان نہیں چھڑا سکتی۔ اگر اس کے جیتے جی دوسرا نکاح کرنا [illegible] نہیں یا تو وہ عورت ناجائز تعلق پیدا کرے۔ یا فاقہ کی صعوبت اٹھائے۔ کیا یہ کلیسیا جو ایسے بعید از انصاف کی حمایت کرتا ہے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ ٹائمز کے مطابق مسٹر میکینا اور لارڈ بکماسٹر کا خیال ہے کہ پارلیمنٹ کا ایک ایکٹ ان تمام بد اخلاقیوں کا دفعیہ کر سکتا ہے۔ دار العوام اخلاق کا سرچشمہ ہے +

مسٹر سیبے یہ سوال کرتے ہیں کہ بادشاہ کی اجازت سے لوگ تعدد ازدواج پر کاربند ہو جائیں گے۔ یہ انسانی قوانین کی ایک مثال ہے جو نکاح اور طلاق کے متعلق کلیسیا نے قائم کئے۔ یہ قوانین انسانی دماغ سے نکلے ہیں۔ اسلئے وہ کبھی مکمل نہیں ہو سکتے اور ان برائیوں کے دفعیہ میں کامیاب ثابت نہیں ہو سکتے۔ اسلام نے ان مسائل اور دیگر امور پر ایسے مکمل قوانین مرتب کئے جن سے سوسائٹی میں کسی قسم کی ابتری پھیلنے کا اندیشہ نہیں رہا +

شمشیرِ اسلام

سامان جنگ کی تخفیف پر چند خیالات

(از قلم مسٹر روڈولف پکتھال)

مہذب انسان کی فطرت میں یہ خاصہ ہے کہ جب وہ ہر طرف امن قائم کر لیتا ہے اور اسے
ایک طبعی حالت تصور کرنے لگتا ہے تو اس کے بعد وہ ان طریق پر نکتہ چینی کرتا ہے جو قیام امن میں
ممد ہوئے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کہ جس زینہ سے اس نے اس بلند مقام کو حاصل
کیا ہے وہ ایک نہایت ہی حقیر چیز ہے۔ لوگوں کے مقاصد معلوم کرنے کی ہمیں کوئی خواہش نہیں
چاہے وہ بغرضیں ہوں یا وہ اس طریق پر کاربند ہوں۔ کہ نہ خود فائدہ اٹھائیں گے نہ کسی
دوسرے کو اٹھانے دیں گے۔ یہاں صرف یہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ جب تک غیر مہذب اقوام
اور افریقہ کے سیاہ فام لوگ ہمارا پیغام سننے کیلئے آمادہ ہیں مغربی تہذیب کے سیاہ خطرے
سے ہراساں نہیں ہونا چاہئے۔ مہذب لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم نے شمشیر کے
ذریعہ امن قائم کیا لیکن کیا وہ تلوار چلاتے میں حق بجانب تھے۔ ہمارے خیال میں
انہیں کوئی ایسا حق حاصل نہ تھا۔ ایک دوسرے طبقہ کی یہ رائے ہے کہ اگر ہم تلوار نہ چلاتے
تو آج ہمیں اس سوال پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملتا بےغرضانہ خیالات پیدا کرنے کے
لئے امن وامان کا زمانہ ضروری ہے لیکن صرف امن کے زمانہ میں ہی انسان کو بے معنی
باتیں کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ان خیالات کے اظہار سے کوئی مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ کیا
انسان بغیر فوجی طاقت کے قومی زندگی کو برقرار رکھ سکتا۔ اسلام کا یہ منشا نہیں کہ فوجی
طاقت کو نظرانداز کر دیا جائے۔ عیسائی فقیہوں اور ربیوں نے صدیوں تک جنگ
کو کسی خیر اور بہتری کا پیدا کرنے والا نہیں سمجھا بلکہ اسے ایک ایسے شعلے سے مشابہ بتاتے
رہے ہیں جس کے بھڑکنے سے شر پیدا ہوتا ہے۔ ان کے مطابق خدا کا منشا یہی ہے کہ امن
قائم رہے۔ وہ اس اصول کو یوں ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جو تلوار اٹھائیں گے وہ تلوار سے ہلاک ہونگے

اس کے بالمقابل عیسائیوں کا ایک گروہ ہے جو جنگ کو کلیسیا کا مشن تصور کرتا ہے۔
اسلام نے کسی صحیح مقصد کیلئے تلوار اُٹھانے کی ممانعت نہیں کی شرط یہ ہے کہ مقصد
نیک ہو۔ اپنی حفاظت کا خیال ہو کسی ظالم کو تباہ کرنا ہو یا کسی اور برائی کا انسداد ہو
لیکن تمام امور میں خود غرضی کو راہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور لوگوں سے جبریہ اپنے عقائد
منوانے کی اجازت نہیں۔ خدا کے راستہ میں تلوار اُٹھانا جائز ہے
جس سے یہ مُراد ہے۔ کہ ہر ایک انسان کا مذہب چاہے وہ کیسا بھی ہو
مقدس ہے۔ اور تلوار سے اس کی حفاظت کرنا اسلام کا فرض ہے۔
اسلام کی شمشیر اس امن کی مظہر اور حامی ہے جسے خداوندتعالیٰ قائم کرنا چاہتا
ہے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ مختلف زمانوں میں جنگی تحریکات کو روکنا کلیسیا کیلئے
ایک دشوار امر تھا۔ اور وہ ہمیشہ جنگ سے احتراز کرتا رہا ہے۔ تو اس حالت میں کلیسیا
کو حق ہے۔ کہ وہ دیگر مذاہب پر کشت و خون کا الزام لگائے لیکن عیسائی دُنیا نے
کانسٹنٹائن کے تبدیل مذہب کے بعد اور صلیبی جنگوں کے دوران میں ایسا تعصب
اور مذہبی جوش دکھایا۔ کہ یورو شلیم کے دروازے لاشوں کے انبار سے رُک گئے باوجود
ان امور کے عیسائی مشنری تمام دنیا کے کشت و خون اور تعصب کی ذمہ داری مسلمانوں کے
کندھوں پر رکھتے ہیں۔ انجیل نے ایک ایسی جگہ امن کا پیغام دیکر لوگوں کو گمراہ کیا جہاں
امن کا نام و نشان نہ تھا۔ کلیسیا نے اسلام کی سخت مخالفت شروع کی۔ حالانکہ کبھی
مذہب میں دُنیا کے مختلف مسائل کا حل موجود ہے۔ مذہب کا حقیقی مقصد یہی ہوتا ہے
اب ہمیں یہ دریافت کرنا ہے کہ تلوار اُٹھانا کہاں تک گناہ میں شامل ہے۔ جو نہ صرف
بدی کی سرکوبی اور حقوق کی حفاظت کے لئے اٹھائی جاتی ہے (گو ان مقاصد کو حاصل
کرنے میں کسی قوم نے بہت کم تلوار اُٹھائی ہے) بلکہ اپنی حفاظت کیلئے جو نہایت ہی
اہم معاملہ ہے اُسے نیام سے باہر نکالا جاتا ہے ایک قوم کی زندگی کیلئے ضروری ہے کہ
اسمیں اپنی بڑائی کا متکبرانہ خیال ہو۔ اگر مختلف اقوام میں یہ خیال موجود ہے اور عوام
کی آواز دنیا کی تمام کو نسلوں میں سُنی جاتی ہے تو پھر اگر تلوار چلے تو کیا عجب ہے۔ ہمیں یہ بدی ہی

کے آخر میں پریزیڈنٹ کلیولینڈ نے اِس کھیل میں جو مہذب اقوام کی نگاہوں میں نہایت ہی ناپسندیدہ ہے حد سے تجاوز کیا۔ اور لارڈ سالسبری نے بھی ان ہی اصولوں کی حمایت میں ہوا بازوں کے ایک دستہ کو ترتیب دی جس نے بحری جہازوں کی طاقت کو اور بھی دوبالا کر دیا۔ یہ امور ظاہر کرتے ہیں۔ کہ قوم اور افراد کے خیالات میں کیا رخنہ ہوتا ہے۔ اور حکمت عملی میں سینہ زوری کی کچھ کم وقعت نہیں۔ اسلحہ اور سامان جنگ کو کم کرنے کی تجاویز اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ کفایت شعاری اور بچت کے خیالات ایک وقتی جوش پیدا کرکے ان تجاویز کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جوش ٹھنڈا ہو جاتا اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ آخر اس کا سبب کیا ہے۔ اس اصول کے حامی جو محض خیالی پلاؤ پکانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ گو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ اسلحہ اور سامان جنگ میں تخفیف ہو لیکن جن لوگوں نے اس خیال کو عملی جامہ پہنانا ہوتا ہے۔ وہ اس اصول کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اور اسے بھی معمول کے مطابق اپنے روزانہ کام کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ واشنگٹن کانفرنس جو تخفیف اسلحہ میں بڑی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اسکی شرائط کا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر پہلے نہیں تو دس سال کے عرصہ میں امریکہ دنیا کی سب سے بڑی بحری طاقت ہوگی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس کانفرنس کو منعقد کرنے کی تجویز بھی امریکہ کی طرف سے ہی پیش کی گئی تھی بدقسمتی سے یہ امر ان لوگوں کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے جو تخفیف اسلحہ کی تجاویز کو محض لغو تصور کرتے ہیں۔ ان کے مطابق جب تک فطرت انسانی میں تبدیلی واقع نہ ہوگی اور جب تک افراد اور اقوام کی فطرت میں اپنی حفاظت کا خیال موجود ہے ایسے اصول ہمیشہ ناکام رہینگے جس طرح پہلے رہے ہیں +

کوئی قوم جنگجو کہلا کر مورد الزام نہیں ٹھیرتی۔ اگر جنگ واقعی ایک لعنت ہے تو اس کا وجود کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ دنیا سے کبھی معدوم ہو ہی نہیں سکتا۔ اور تہذیب اسے مٹانے سے قاصر ہے۔ دو ہزار سال سے عیسائی دنیا ایک ایسے زمانے کو جو اب ہیں دیکھ رہی جس میں جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ یہ حضرت مسیح کے دوبارہ ظاہر ہونے کا وقت ہے لیکن افسوس کہ ان امید ان کی

موجودہ زمانہ کی علمی ترقی نے پانی پھیر دیا ہے۔ اب تو جنگ کا خاتمہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مختلف اقوام ایکدوسرے کے ہاتھ سے ایک دفعہ ہی تباہ ہو جائیں۔ یا کوئی سیارہ زمین سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کر دے۔ ولسن کی طرح جو لوگ محض خیالات کے دلدادہ ہیں۔ وہ اقوام کو افراد کا مجموعہ سمجھ کر بین الاقوامی جنگ و جدال کو روکنے کے لئے ایک پولیس قائم کرنا چاہتے ہیں جس طرح پولیس کا ایک سپاہی امن قائم رکھنے کا ذمہ وار ہے اسی طرح چند غیر ذمہ وار لوگوں نے ایک جماعت بنالی ہے۔ جسے لیگ بین الاقوامی سے نامزد کیا جاتا ہے۔ اور جس سے یہ امید کیجاتی ہے کہ وہ مختلف اقوام کی افواج اور جنگی جہازوں میں تخفیف کردیگی۔ پولیس کی اگر اہمیت نہیں تو وہ بیکار ہے۔ اگر اہمیت بھی دیجائے تو پھر بھی اسکی طاقت محدود ہے۔ صدیوں سے پولیس قائم ہے لیکن ڈاکوؤں کا انسداد نہیں ہو سکا۔ اور جس طرح زمانہ گزرتا جاتا ہے وہ بھی اپنے فن میں مہارت حاصل کر رہے ہیں۔ پھر لیگ بین الاقوامی صرف ریزولیوشن پاس کر دینے اور رپورٹیں تحریر کرنے سے کس طرح بین الاقوامی ڈاکہ زنی کا سدباب کر سکتی ہے جسے ہم جمہوریت سمجھے ہوئے ہیں وہ نقائص سے خالی نہیں نیکدل بادشاہوں کی خود مختار سلطنتوں میں جن باتوں کا حاصل کرلینا ممکن ہے۔ وہ ایسی جمہوریتوں میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے جہاں معاملات کا دارمدار پبلک رائے پر ہوتا ہے جس کی بنیاد صحیح علم پر نہیں ہوتی۔ جب تک دنیا اسی طریق پر قائم ہے اور آیندہ کی نسلیں ہٹ دھرمی سے ایک نشان کی امید باندھے رہینگی۔ اس وقت تک اسلام کی تلوار اپنی رحمدلی اور سختی سے دنیا کو تباہ کرنیوالی ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ بنی نوع انسان کی بیماریوں کو روکنے میں جراح کے نشتر کا کام دیگی۔ اور کون کہ سکتا ہے۔ کہ ایکدن یہی تلوار ان کا دفعیہ کردیگی +

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

بابت دفتر ووکنگ مسلم مشن ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر تفصیل	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر تفصیل	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	۱ع	۰	۱۳	۳۱۵	خرچ ووکنگ مشن	۳ع	۶	۱۵	۴۴۰
قیمت رسالہ	۲ع	۹	۱۳	۸۳۰	خرچ اسلامک ریویو	۴ع	۰	۰	۳۵۰
میزان		۹	۱۰	۱۱۴۶	میزان		۶	۱۵	۷۹۰

دستخط

آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مشن لاہور

نقشہ نمبر (۱)

تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب شیخ عبد الغنی صاحب کوٹلی میرپور	۰	۰	۲	جناب علی احمد خان صاحب بہاولپور	-	۰	۱۰
؍؍ عباد اللہ خان صاحب سب اوورسیئر	-	۰	۱۲	اشفاق پوسٹل آڈٹ ہڈ ا س معرفت جناب عبد الباسط صاحب	۰	۰	۴
؍؍ منہاج الدین صاحب بھٹنڈا	۰	۰	۵				
؍؍ نذیر احمد صاحب امرتسر	۰	۰	۶	؍؍ اہلیہ میاں محمد خان صاحب اوکاڑہ	۰	۰	۱۵
؍؍ فرید الدین صاحب اندور	۰	۰	۱	؍؍ والدہ خلیل احمد صاحب لاہور	۰	۰	۲
؍؍ تاج الدین صاحب کالی کرچی	۰	-	۸	؍؍ فاطمہ بی بی صاحبہ لاہور	۰	۰	۱

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب سید امیر شاہ صاحب۔ میانوالی	۰	۸	۲	جناب ابراہیم صاحب بھوانی	۰	۰	۱
" بابو فضل الدین صاحب۔ اکوڑیا	۰	۰	۵	ماہواری چندہ از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جنوری سنہ ۱۹۲۳ء	۰	۱۳	۲۲۶
" منشی محمد امیر حسن نشتر کاکوری	۰	۰	۲				
مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب۔ دہلی	۰	۰	۵	دلیپ صنعت منشی مظہر الحق صاحب۔ کلرک	۰	۰	۵
" احسان الحق صاحب۔ میانوالی	۰	۰	۵	میزان	۰	۱۳	۳۱۵

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
معرفت تقسیم حضور حاجی نواب میر حمید اللہ خاں صاحب بھوپال	۰	۰	۱۵۰
قیمت فوٹو	۹	۸	۱
" رسالہ اسلامک ریویو	۰	۵	۶۷۹
میزان	۹	۱۳	۸۳۰

نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن

	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ مشن	۰	۰	۳۶۳
بل ۲۳ سائر۔ سٹیشنری برائے دفتر محاسب ۱۲؎ ۔ لفافہ سادہ ۵ للعہ ۔ گوند ۲؍ ۔ دو رم کاغذ سفید برون برائے اپیل و ریپر رسالہ معطی صاحبان معہ ۶؎ ۔ مزدوری ۲؍ ۔ جلد بندائی فائل رسالہ برائے ریکارڈ مشن ۲؍ ۔ جلد فوٹو معہ کاغذ ایک دستہ برائے سفیر مشن عہ ۔ بیرنگ خطوط ۷؍ ۔ ٹکٹ لفافہ کارڈ لہ للعہ ۔ سٹیشنری للعہ کل میزان	۶	۱۵	۷۷
میزان سائر و عملہ	۶	۱۵	۴۴۰

نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو

	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ اسلامک ریویو	۰	۰	۳۵۰
میزان	۰	۰	۳۵۰

ضروری اعلان

۱۔ رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آجانی چاہیئے ورنہ شکایت معاف ۔

۳۔ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہیئے ۔

۴۔ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہیئے ۔ ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی ۔

۵۔ سالانہ قیمت للعہ ششماہی ۱۲ بیرون از ہندوستان ہے نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہوسکتا ہے

۶۔ جوابطلب خطوط کیلئے ۔ ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے ۔

۷۔ جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائینگے ۔ انکے نام ایکسال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا ۔

۸۔ پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۹۱۴ء لغایت ۱۹۲۰ء فی جلد عہ ۔ ۱۹۲۱ء مجلد سے محصولڈاک بذمہ خریدار ۔

۹۔ مربی رسالہ اسلام وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے ۔

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰	۳۵	۲۰
۶	۳۵	۲۰	۱۲
۳	۲۰	۱۵	[illegible]
۱	[illegible]	صر	[illegible]
اجرت اشتہار پیشگی لی جاوے گی	معاہدہ اشتہار فسخ نہیں ہوسکتا	مدت معینہ کے اندر اشتہار بدل سکتا ہے	اشتہار کے چربے بھجوانے چاہییں

قواعد اشتہارات

۱۔ اگر اشتہار خود کاتب سے لکھوا سکیں تو صرف کاتب کی اجرت اشتہار کی اجرت کے علاوہ اصل لیجائیگی

۲۔ فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جائینگے ۔

۳۔ تائیٹل کے اشتہارات کی اجرت فرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زاید ہوگی ۔

تمام درخواستیں بنام مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہییں

برقعہ نو ایجاد

ہندوستان کے ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول ہے مختلف نمائشوں سے بارہ طلائی و نقرئی تمغے حاصل کر چکا ہے
آپ بھی منگاکر خود ملاحظہ فرمائیں اور دیگر خواتین کو معائنہ کا موقع دیں برقعہ نو ایجاد دو حصوں میں منقسم ہے

بالائی حصہ

سر سے شروع ہو کر ہاتھوں کی لمبان تک رہتا ہے اسمیں ہماری ایجاد کردہ ٹوپی لگی ہوئی ہے جو نقاب کو چہرہ سے الگ رکھتی ہے۔ تاکہ چہرے پر لگنے سے دم نہ ہو لائے اور نہ باہر سے چہرے کا خاکہ معلوم ہو سکے۔

قیمت

سفید ۸ عہ و ۱۲ عہ

خط

برقعہ پہنچا ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ہے ستر پوشی اور جسم کو آرام دینے کیلئے اس سے عمدہ برقعہ ممکن نہیں خوش وضع ہے۔ اور ہیئت ظاہری کو نہیں بگاڑتا۔ میں اسکو پہن کر بہت ہی مسرور ہوئی۔

از جناب

ایم فضل خان صاحب نمبر ۲۳۳ لائلپور

زیرین حصہ

مثل ڈھیلے ڈھالے اور کافی گھیر دار کوٹ کے پیچھے ٹخنے تک رہتا ہے کوٹ ہی کے مانند سامنے کے رخ بٹن لگے ہوئے ہیں پہلو میں ہاتھ نکالنے کے لئے جگہ ہے رومال وغیرہ رکھنے کیلئے جیب لگی ہوئی ہے

قیمت

رنگین ۸ عہ و ۱۲ عہ

خوبصورت آرام دہ اور پردہ دار ہونیکے علاوہ زمانہ کے حسب حال ہے۔۔۔ ریل کے سفر ڈولی اور گاڑی کی سواری وغیرہ میں یکساں آسائش و آرام دیتا ہے۔

آج ہی کندھے سے قد کی لمبان اور سر کے دور کی نہایت صحیح ناپ روانہ کریں۔ اور بشرط واپسی منگوائیں

ٹوپیاں صحیح وضع عمدہ تراش

عام بازاری ساخت سے مختلف قسم خلافت۔ امان۔ جرنل۔ کلپاخ۔ ۱۲ عہ ۸ عہ ۱۲ عہ

آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر **تصاویر** مفت طلب کریں

قتول اسٹورز نمبر ۲ امین الملک لکھنؤ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

گرمی آتشک کی مجرب دوا

اپنا علاج آپ ہی کیجیے

گرمی عموماً بدفعلی سے ہوتی ہے۔ اسکی ابتدائی حالت میں زخم ہوتا ہے اور تھوڑے عرصہ میں دونوں پٹھوں کی گلٹیوں میں ورم ہو جاتا ہے جس کو لوگ باگھی کہتے ہیں۔ کچھ دنوں میں گرمی پھوٹ کر نکلتی ہے اور تمام جسم میں چکتے۔ پھنسیاں گڑھے وغیرہ ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ گلے یا ناک میں زخم ہو جاتا ہے اور سر کے بال اڑنے لگتے ہیں اور گانٹھوں میں درد شروع ہو جاتا ہے جوانی میں لگی ہوئی آتشک کا زہر بڑھاپے تک ستاتا ہے اور باپ سے بیٹے اور پوتے تک کو آتشک کے زہر کے سبب مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔ اس مرض کے آغاز میں سب سے بڑے افسوس کی بات یہ ہوتی ہے کہ زخم کے ہوتے ہی لوگ شرم سے چھپاتے ہیں اور دوا کرتے بھی ہیں تو معمولی آدمیوں کی جس کا اثر اس مرض میں بھی برا ہوتا ہے۔ ان سب باتوں کو بخوبی غور کر کے یہ دوا ایک عرصہ کے تجربہ کے بعد چند ایسی مفید دواؤں سے بنائی گئی ہے جو آتشک کے زہر کو دور کرنے میں مشہور اور مجرب ہیں اسلئے تھوڑے ہی دنوں کے استعمال سے یہ دوا آتشک اور اسکے خرابیوں کو فوراً رفع کر دیتی ہے پینے کی دوا کے ساتھ ہی زخم کیلئے مرہم بھی لگانا چاہیے قیمت فی شیشی عگر مرہم زخم فی ڈبیہ ۸ر

جس کا درد وہی جانتا ہے + دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یوں تو کوئی بھی ایسا مرض نہیں جسکی تکلیف سے مریض نالاں و پریشان نہ ہو لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض خاصکر ناقابل برداشت ہے۔ تکلیف دمہ سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلے جاتے ہیں۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھیے آج انکو کس قدر تکلیف ہے لیکن افسوس کہ اس لاعلاج مرض کی بازاری دوا جو زیادہ تر نشیلی اشیاء دھتورہ بھنگ بلاڈونا پوٹاس [illegible] دیتی ہے اس سے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی یہ دمہ کی ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں بلکہ ہزاروں مریض اس سے شفا پا کر اسکے مداح ہیں آپ بہت کچھ خرچ کیا ہوگا لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزما کر دیکھیے اسمیں کسی قسم کا نقصان نہیں قیمت فی شیشی عہ محصول ڈاک ۲ر اس دوا کے [illegible] [illegible] جاتا رہتا ہے اور جبتک استعمال میں ہے دورہ [illegible]

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ [illegible] صاحب [illegible] [illegible]

مروارید ثلاثہ

براہین نیرّہ حصہ اوّل :- اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن ایک خاتم اور الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہے کل مذہب دیگر کے عقاید اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی ہے قیمت صرف بارہ آنے مجلد ایک روپیہ دو آنے عہ

ام الالسنہ - (زندہ و کامل زبان) اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں اور ابتدا میں سب ملکوں کے آبا و اجداد عربی الاصل تھے قیمت ۱۲؍ مجلد عہ

اسوۂ حسنہ - (زندہ و کامل نبی) اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے اسکو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے تو وہ آپ کی ذات ہے قیمت صرف آٹھ آنے مجلد چودہ آنے ۔۔ (۱۴۸)

نوٹ :- مروارید ثلاثہ اکٹھی اور علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے + + + + + + +

سلک مروارید

یہ اُن دس زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات میں دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے ماتحت "اسلام" پر دیئے۔ + یہ دس جوٹی کے لیکچر در اصل بہت سی علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے قریباً تمام اہم مسایل حل ہو جاتے ہیں ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے تمام ادیان باطلہ کی تردید کیلئے اسمیں کافی مصالحہ موجود ہے عیسائیت کی زہر کیلئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے قیمت بلا جلد عہ مجلد ایک روپیہ چودہ آنے۔

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ۔ غیر مسلمین و نو مسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی و مراسم نماز پر علی الترتیب مکالمات موجود ہ ہندو مسلم اتحاد۔ فرقی اختلاف پر تنقیدی نظر تمام نظام عالم کا اصول امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے اور اسکے متعلق صحیفۂ قدرت سے استدلال۔ حدیث لا تجتمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں۔ حدیث ستفرق امتی علے ثلثۃ و سبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ یعنی بہتر آگ میں جائینگے اور ایک جنت میں اور وہی جماعت ہے کی تشریح۔ شعبہائے ایمان پر بحث اپنے عقائد کا اظہار۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث نزول و وفات مسیح پر روشنی آنے والے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ جناب بہاء اللہ کی بعثت اور جدید الخیال احباب قادیان کی نبوت مخترعہ کا مقابلہ دنیا میں ۔۔۔ ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں یہ کتاب ۔۔۔ [illegible]
[illegible]

مطالعہ اسلام

اس کتاب میں آمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ ان ساتوں اصولوں میں سے کوئی ایک بھی عیسائیت کے منقول اصولوں کا ہم رنگ نہیں بلکہ ان معقولی صداقتوں کا سرچشمہ ہے جو حیات مسلم میں ایک روح پیدا کر دیتے ہیں اور یہی سات اصول ایمان کا حقیقی جزو ہیں اور یہ ایسے وسیع وجامع ہیں کہ انسان کا ہر عمل اور ہر فعل ان کے تحت میں آجاتا ہے خواہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یا انکار کرتا ہو قیمت عہ مجلد عمہ

خطبات عزیزیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبات ہیں جو حضرت خواجہ صاحب ممدوح نے اپنے قیام لندن میں نا آشنایان اسلام کو اسلام سے معروف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کیلئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے تھے (۱) مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات (۱) میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی (۲) خدا کی کاشتکاری (۳) اسلام ہی بپتسمہ کا جانشین ہے (۴) الہام ایک فیض ربوبیت ہے قیمت ۲ر (۲) توحید و دعا و تصوف - (۱) توحید الٰہی (۲) اللہ تعالیٰ کی تعلیم کردہ دعا اور استجابت (۳) تصوف قیمت ۲ر (۳) خطبات عیدین (۱) عمل میں آزادی (۲) قربانی کی حقیقت (۳) سنت ابراہیم قیمت ۲ر (۴) دہریوں اور ملحدین کو خطاب (۱) اسلام اور عیسائیت بنیادی اصول اور انکا مقابلہ کیمبرج کا وہ مشہور لیکچر جو ایک ملحدین کی کلب کی فرمائش پر طلبائے کیمبرج یونیورسٹی کو دیا گیا قیمت ۲ر (۵) اسلام اور دیگر مذاہب (۱) خصوصیات اسلام (بمقام پیرس) (۲) اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں اسلام کی ضرورت (بمقام لندن) قیمت عہ یہی وہ تقریر ہے جس کو سنکر یورپ کی توجہ اسلام کیطرف ہوئی ۲ر (۶) حقوق نسواں (۱) عورت بحیثیت بیوی بہن اور ماں اسلام نے کیا کیا انقلاب پیدا کیا (۲) ایک خطبہ نکاح جو مسجد ووکنگ میں ہوا ۲ر مکمل سٹ خطبات بلا جلد ۱۲ر مجلد ایک روپیہ ۔۔۔ ۔۔۔

مکالمات ملیہ

وہ مکالمات یعنی گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور دیگر معلمان مذاہب غیر میں انگلستان فرانس اور دیگر مقامات وممالک میں وقتاً فوقتاً مضامین متعلقہ اسلام عیسائیت ہندو مذہب بدھ مذہب دہریت پر مختلف لشپوں - پادریوں اور مذہب کے دیگر بڑے بڑے علماء سے ہوئیں انہیں جمع کیا گیا ہے یہ گفتگوئیں نہ صرف اسلام اور دوسرے مذہب پر روشنی ڈالتی ہیں بلکہ بہت سے دیگر امور مذہبی پر ایک سبق ہو سکتی ہیں یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جنکو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے راہ نمائی کیلئے نہایت ہی مفید ہے گفتگوئیں سوال جواب کے رنگ میں ہیں معترض حضرت خواجہ صاحب پہ اعتراض کرتا ہے پھر حضرت خواجہ صاحب جواب دیتے ہیں

قیمت :- بلا جلد تیرہ آنے مجلد ایک روپیہ تین آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ (عہ)

صلائے عصر بہ اہل ہمت

ایک معرکۃ الآرا فارسی نظم ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ۱۹۲۱ء میں انگلستان تشریف لے جاتے ہوئے لکھی تھی نظم کیا ہے ایک نشان بیداری ہے - جو اسلامیوں کی سوئی ہوئی قوم کو غفلت وہلاکت کی نیند سے بیدار کرنیکے لئے ظاہر ہوا ہے کامیابی وکامرانی کی منزل تک پہنچنے کیلئے کونسی بات ہماری سد راہ ہے آپ صلائے نصرت کو پڑھئے جس میں صحیح قرآنی تعلیم کے مطابق مسلمانوں کو گمگشتہ فرائض یاد دلائے گئے ہیں اور خلافت مقدسہ اسلامیہ کی حفاظت کے اصول بتائے گئے ہیں قیمت ۸ر مجلد آٹھ آنے ۸ر

مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر قیمت ۲ر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ملنے کا پتہ :- مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

خالص ممیرے کا سرمہ

یہ سرمہ امراض چشم کیلئے از حد مفید ہے۔ فخر الہند علامۃ الدہر حضرت مولانا عبد الباری صاحب قبلہ مدظلہ اور امام احرار حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد و ڈاکٹر محمد عالم صاحب سابق شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ نے بھی اسکی صداقت و اصلیت کے متعلق تصدیق فرمائی ہے۔ اسکے علاوہ اکثر مشہور و معروف اطبا مثلاً حکیم فقیر محمد صاحب چشتی تلمیذ عالیجناب حاذق الملک حکیم عبد المجید خان صاحب مرحوم دہلی، حکیم سید عالم شاہ صاحب لاہور۔ حکیم آغا علی صاحب لاہور، حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب لیکچرار پنجاب یونیورسٹی لاہور، حکیم اصغر علی شاہ و حکیم فتح علی شاہ صاحب لاہور، حکیم سید حمید شاہ صاحب لاہور حاذق الہند حکیم سید ظفریاب علی صاحب شاگرد مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب وغیرہم نے بھی اپنی تحریری سندات عطاء کی ہیں، سرمہ کے علاوہ خالص ممیرا بھی برائے فروخت موجود ہے خلیفہ صاحب کا دعویٰ ہے کہ ممیرے متعلق مزید اطمینان کیلئے جو صاحب چاہیں وہ براہ راست مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں اسکے علاوہ عالیجناب نواب محمد ممتاز یار الدولہ سیف آباد دکن اور حکیم عالیجاہ فغنا کلکتہ و جناب حکیم ابو یوسف اصفہانی بمبئی و جناب سول سرجن الوا کلکتہ نے بھی مہر تصدیق اسکے متعلق فرمائی ہے۔

ملنے کا پتہ

ایم خلیفہ منیجر سرمہ اکبری وزیر آباد لاہور

سندھی سہاگ

کیا کہتے ہیں؟

سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ
سندھی سہاگ

کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا۔

ایک دلچسپ مکالمہ

ماں: (دروازے پر کھٹکھٹا کر) ارے منی دروازہ دیکھو
بیٹا: دیکھتا ہوں ابا جان! ایک شخص ابا کو ملنے آئے ہیں
ماں: بیٹا جواب دو کہ ابا جان ابھی باہر گئے ہیں۔
بیٹا: ابو جی! ابا جان گھر پر نہیں کیونکہ بازار گئے ہیں +
باپ: (پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر) بیٹا دروازہ کھولو میں ہی تمہارا ابا تو ہوں +
بیٹا: اماں یہ [illegible] دروازے پر کھڑا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں لیکن میں تو سب [illegible] ابا جان بوڑھے ہیں داڑھی سفید ہو چکی ہے۔ مگر یہ شخص بالکل جوان معلوم ہوتا ہے۔ داڑھی بالکل سیاہ ہے +
ماں: بیٹا جا کر دروازہ کھول دو [illegible] تشریف رکھیں تمہارا [illegible] کوئی عزیز دوست ہوگا۔ دروازہ کھلنے پر خاوند بلا تکلف بیوی کی طرف چل پڑے۔ جسے دیکھ کر ماں اور بیٹا دونوں حیران تھے کہ یہ شخص کون ہے جو خواہ مخواہ اندر گھسا آتا ہے +

خاوند: [illegible] میں نے فیروز الدین [illegible] سے خضاب فیروزی منگایا تھا میں نے بھی آزما کر دیکھا۔ یہ ایسی کا جادو بھرا اثر ہے کہ بغیر تکلیف اور دس منٹ میں بال سیاہ مائل قدرتی انداز کے ہو گئے ہیں جس سے تم مجھے پہچان نہ سکے [illegible] اور خوش ہو کر کہا کہ آپ بھی ضرور یہی خضاب منگا لیں +
بیوی: میاں ایسی چیز تو ضرور بہت مہنگی ہوگی +
خاوند: نہیں [illegible] ایک شیشی صرف [illegible] میں ملتی ہے جو [illegible] استعمال کی جائے تو [illegible] کافی ہے اور ایک [illegible] شیشی کا خرچ محصول ڈاک صرف [illegible] ہے +
بیوی: ہاں میاں ایک بات مجھے اور یاد آئی ہے کہ اگر یہ دوائی رنگت [illegible] کیا جائے +
خاوند: [illegible] کا دعوے ہے کہ اگر خضاب فیروزی بالکل سیاہ [illegible] داغ دھبے یا [illegible] کا شک ثابت ہو تو ہر شخص کا

پچاس روپے کا دعوے کر کے بطور ہرجانہ لے سکتا ہے

بیوی: تو آپ بھی [illegible] شیشیاں منگائیں۔ کچھ میں اپنے میکے بطور سوغات بھیج دوں گی۔

بڑے میاں نے فوراً تین شیشیوں کا آرڈر بنام

مینیجر صاحب خضاب فیروزی لائل پور (پنجاب) بھیج دیا

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ل

ممالک غیر کے لئے صہ
قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

نمبر ۱۰۲

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان
اردو ترجمہ

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام
بی اے ایل ایل بی

جلد (۹) | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء | نمبر (۴)

فہرست مضامین

درخواستیں خریداری بنام مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ایک دلچسپ مکالمہ

ماں دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز۔ اری بیٹی دروازہ کھولو

بیٹا (دریچے سے جھانک کر) اماں جان ایک شخص ابا کو ملنے آئے ہیں۔

ماں جواب دو کہ ابا باہر گئے ہیں۔

بیٹا بابو جی! ابا جان گھر پر نہیں کہیں باہر گئے ہیں

باپ (زور زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر) بیٹا دروازہ کھولو۔ میں ہی تمہارا ابا ہوں۔

بیٹا (ماں سے) اماں جان دروازہ پر کھڑا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں۔ لباس تو سب ابا کا ہے آواز بھی ملتی ہے۔ مگر شکل وہ نہیں ہے۔ ابا جان کی مونچھیں داڑھی سفید ہو چکی ہے مگر یہ شخص جوان معلوم ہوتا ہے داڑھی بالکل سیاہ ہے

ماں۔ بیٹا جا کر دروازہ کھول دو۔ کہو مردانے میں تشریف رکھیں غالباً تمہارے ابا کے کوئی عزیز دوست ہوں گے۔ دروازہ کھلنے پر وہ صاحب بے تکلف اندر تشریف لے آئے جسے دیکھ کر ماں اور بیٹا دونوں حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے جو خواہ مخواہ اندر آگیا

خاوند۔ بیوی اور بیٹے سے آپ اس قدر تعجب کیوں کرتے ہو یہ ایک دوست نے شیخ فیروز الدین اینڈ سنز سے خضاب فیروزی منگوایا تھا میں نے بھی اس کا تجربہ کیا یہ اسی کا معجزہ ہے کہ بغیر تکلیف اور تھوڑی مدت میں بال سیاہ ملائم چمکیلے ہو گئے ہیں جس سے تم مجھے پہچان نہ سکے اس بات کو سن کر وہ دنگ رہ گئے اور خوش ہو کر کہا کہ آپ بھی ضرور اس کی چند شیشیاں منگوائیں۔

بیوی۔ میاں ایسی چیز تو غالباً بہت مہنگی ہوگی۔

خاوند۔ خوبی تو یہی ہے کہ مہنگی بھی نہیں ایک شیشی [illegible] میں ملتی ہے جو احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جائے تو چھ ماہ کیلئے کافی ہے اور ایک سے چھ شیشی کا خرچ محصول ڈاک صرف [illegible] ہے

بیوی۔ ہاں میاں ایک بات مجھے اور یاد آئی ہے کہ اگر یہ بالوں کو رنگ نہ دے تو پھر کیا کیا جائے۔

خاوند۔ موجد کا دعویٰ ہے کہ اگر خضاب فیروزی بالوں کو سیاہ نہ کرے سوائے [illegible] یا اس میں کاسٹک تیزاب ثابت کر دے تو

پچاس روپے کا دعویٰ کر کے بطور ہرجانہ لے سکتا ہے

بیوی۔ تو آپ بھی تین شیشیاں منگائیں بچے میں اپنے میکے بطور سوغات بھیجوں گی۔

بڑے میاں نے فوراً تین شیشیوں کا آرڈر بنام

مینیجر خضاب فیروزی لائل پور پنجاب بھیجا



Fâtima — Mr Abdul Bari Burrows, Mrs Râbia Burrows — Fahmîda

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

شذرات

ماہ مارچ کے رسالہ میں ۴ نومسلمین کے اسمائے گرامی درج ہوئے تھے۔ انکے علاوہ حضرت خواجہ صاحب مسجد ووکنگ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مس برٹ اور دو میاں بیوی مسٹر اور مسز ولکنز مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب ایک مقام پر چند مسلسل لیکچر دینے کی غرض سے تشریف لیگئے وہاں اُن پر اچھا اثر ہوا اور چند ہفتہ تک وہ ملاقات کرتے رہے۔ یہ نہایت مسرت کا مقام ہے۔ کہ مسٹر ولکنز ایک اچھے خاندانی انسان ہیں۔ اور اسلام کے ایک عمدہ مبلغ بن سکتے ہیں۔ کیونکہ پلیٹ فارم پر اچھی تقریر کر سکتے ہیں۔ آپ ہر روز قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تیسرے صاحب مسٹر سولومن ہیں جو کانگو (افریقہ) سے تشریف لائے ہیں۔ جہاں آپ اسلامک ریویو کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ جو انکی عقیدت کا موجب ہوا۔ آخر ووکنگ میں آکر اسلام کا اعلان کیا۔

موجودہ حالات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موصل کے معاملہ نے لاسین کانفرنس کی کامیابی کو روک دیا ہے۔ ترکی اُفق پر دوبارہ سیاہ بادل چھا گئے ہیں مجلس عالیہ ملیہ نے اعلیٰحضرت غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو جو اس وقت دورے پر تھے۔ اس نازک حالت میں مشورہ کی غرض سے فوراً طلب کیا ہے۔ ٹائمز کا بیان ہے کہ سمرنا کو چھوڑنے سے پہلے غازی موصوف اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لیگئے اور وہاں افسروں اور بہت سے لوگوں کی موجودگی میں کھڑے ہو کر آنا ڈولی کے اس فرزند ارجمند نے بہت دیر تک دعا کی۔ اور

ذیل کے الفاظ میں اپنے جذبات کو ظاہر کیا:۔
"میں اپنی والدہ کی رُوح کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ٹرکی نے جس آزادی کو حاصل کیا ہے میں اسکی حفاظت کرونگا میں اپنی والدہ کے ساتھ قبر میں جاؤنگا لیکن ٹرکی کی خود مختاری کو جو اس نے اپنا خون بہا کر حاصل کی ہے کبھی خطرے میں نہیں ڈالونگا" یہ بلند جذبات جو ایک انسان کے سینے کو مشتعل کر دیتے ہیں روایات اسلامی کی شان کے عین مطابق ہیں +

اسلام میں عورت کی حیثیت پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے خیالات اسلام عورت اور مرد کے درمیان مساوات قائم کرتا ہے۔ اگر اسلام نے دنیا میں آکر بنی نوع انسان کی اور کوئی خدمت نہ کی ہوتی تو عورتوں کو آزاد کرنا ہی تمام دنیا میں اسکی عزت قائم کرنیکے لئے کافی تھا۔ بدقسمتی سے اور امور کی طرح اس کے متعلق بھی مغربی دنیا میں عجیب وغریب خیالات کی اشاعت کی گئی ہے۔ ان صفحات میں ہم اکثر ان غلط خیالات کی تردید کر کے اسلام میں عورتوں کے صحیح رُتبہ کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔ قارئین کو یہ سُنکر نہایت مسرت ہوگی کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا جنکی ذات سے ٹرکی میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے یہی خیال رکھتے ہیں جو آپنے معلمین کی ایسوسی ایشن میں ایک پبلک ایڈریس کے دوران میں بمقام بروسہ ظاہر کئے "تعلیم اور عملی زندگی میں عورتوں کو ہمارے برابر ہونا چاہئے۔ اسلام کے اوائل زمانہ سے ہی ایسی عورتیں ہوتی رہی ہیں۔ جو اپنے وقت میں علم وفضل تصنیف اور تقریر میں مشہور تھیں۔ اور بغیر کسی کی امداد کے انہوں نے سکول جاری کئے اور وہ لیکچر دیا کرتی تھیں۔ اسلام تو عورتوں کو مردوں کے برابر تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ موجودہ جنگ میں ترکی عورتوں نے مردوں کا تمام کام سنبھال لیا۔ یہانتک کہ فوج کیلئے سامان جنگ اور رسد رسانی کا کام بھی وہی کیا کرتی تھیں۔ ان کا یہ طرز عمل ایک سوشل اصول کے ماتحت تھا۔ کہ سوسائٹی کو بہتر اور مضبوط بنانے میں عورتوں کو مردوں کا ہاتھ بٹانا ضروری ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ترکی عورتیں اپنی زندگی بیکاری اور کاہلی میں گزار دیتی ہیں لیکن یہ ایک بیجا الزام ہے۔ بسوائے بڑے بڑے شہروں کے ترکی کی تمام عورتیں قومی کام میں مردوں کے برابر حصہ لیتی ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں عورتوں کو اپنے خاوندوں سے علیحدہ رہنا پڑتا ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ ہم انہیں مذہبی احکام سے زیادہ پردے میں رکھتے ہیں۔ بلاشبہ عورتوں کو نقاب اور پردے میں رہنا چاہئے۔ اس معاملہ میں رسم کی پابندی بہت ہوتی ہے۔ عورتوں کو بالکل

پوشیدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح قومی زندگی میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ اور ترقی کی رفتار رک جاتی ہے خواتین! تمہیں قومی زندگی میں ضرور شرکت اختیار کرنی چاہیئے۔ زمانہ سلف کی مانند تمہیں سوسائٹی کیلئے اپنے تئیں کارآمد ثابت کرنا چاہیئے۔ اور اپنے ملک کی سوشل زندگی میں شامل ہو کر ان لوگوں کی غلط بیانی کو ظاہر کر دینا چاہیئے جو تم پر بیجا الزام لگاتے ہیں + مارننگ پوسٹ ۹ ۲ جنوری ۱۹۲۳ء

فارن مشن کی ضرورت پر آج کل اخباری دنیا میں بہت چرچا ہو رہا ہے۔ جو لوگ مشن کی اہمیت کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چرچ ٹائمز ان کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ اور ۲۶ جنوری کے لیڈر میں تحریر کرتا ہے۔ کہ صرف یہی قدر جاننا کافی ہے۔ کہ حضرت مسیح کے حواریوں کو ہر ایک انسان تک انجیل پہنچانے کا حکم تھا یہ در اصل مرقس کے سولھویں باب کی پندرھویں آیت کی طرف اشارہ ہے اس مضمون میں کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اگر یہ اخبار دلائل کی طرف رجوع کرے۔ تو کلیسیا کا نمائندہ نہیں رہ سکتا۔ کلیسیا کی مانند چرچ ٹائمز بھی اوراک انسانی سے بلند ہے۔ عوام کی جہالت اور تعصب ہی دو ایسے امور ہیں جن سے یہ فائدہ حاصل کرتا ہے۔ اور کلیسیا کی پیروی کرتے ہوئے اس اخبار نے انہی دو امور سے کام لیا ہے۔ اس بحث کا دارو مدار مرقس کے مندرجہ بالا حوالہ پر ہے جس کا الحاقی ہونا سب تسلیم کرتے ہیں۔ انجیل کی بعض اڈیشنوں میں حاشیہ پر واضح طور سے لکھدیا گیا ہے کہ اصلی نسخوں میں یہ آیت نہیں پائی جاتی۔ اور چرچ ٹائمز یقیناً اس سے لاعلم نہیں لیکن عوام کی مذہبی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ اس کے بعد یہ اسلام کو معرض بحث میں لاتا ہے کیونکہ فارن مشن کے مخالفین کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ مذہب عیسائیت پر فوقیت نہیں رکھتا تو اسکے برابر ضرور ہے۔ اس نے پھر اسی پرانی حکایت کو دہرایا ہے۔ کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے اور اس کے بالمقابل عیسائی نہایت با اخلاق اور مہذب انسان ہیں۔ یہ سب کچھ کلیسیا کی گذشتہ روایات کے عین مطابق ہے۔ اور ہمیں اس کی طرف چنداں التفات نہیں کرنا چاہیئے۔ چرچ ٹائمز کو ہم صرف یہ چیلنج دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ انجیل سے یہ ثابت کرے۔ کہ حضرت مسیح ایک عالمگیر پیغام لے کر آئے تھے جسے ہر ایک انسان تک پہنچا دینا فرض ہے +

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین ط

فتنۂ ارتداد

برادرانِ اسلام سے اپیل

کونسی مصیبت اسلام پر آنیوالی تھی جس کی خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں دیدی۔ یہ وقت بھی اسلام پر آنیوالا تھا جس کے متعلق فرمایا۔ یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا سب قومیں تم پر اسطرح آئیں گی جس طرح بھوکے کھانے کے پیالے کیطرف دوڑتے ہیں۔ اسلام کے لئے عیسائیت کا حملہ جس نے اپنی ساری قوتوں کو جمع کرکے نہ صرف اسلام کی ترقی کا رستہ بند کرنا چاہا ہے۔ بلکہ خود مسلمان قوموں کو دائرہ عیسائیت میں لانے کیلئے پورا زور صرف کردیا ہے۔ کافی بڑا فتنہ تھا۔ ہمارے قریب ہی اسلامی جزائر میں چالیس ہزار فرزندان اسلام سید البشر کی غلامی سے نکلکر بندگان صلیب میں داخل ہوگئے۔ اور اس ہندوستان میں بھی دس ہزار کی تعداد میں توحید کے جھنڈے کو چھوڑ کر تثلیث کے علم کے نیچے چلے گئے۔ مگر ہمنے ایک ایک دو دو کے ارتداد کی پروانہ کی۔ اور یہی سمجھ رکھا کہ اس سے اسلام کو کچھ نقصان نہیں ہمیں اس خواب سے بیدار کرنے کے لئے فتنۂ ارتداد ایک نئے رنگ میں نمودار ہوا۔ اور یکایک یہ آواز ہمارے کانوں میں پڑی کہ ہمارے ساڑھے چار لاکھ راجپوت بھائیوں کو اسلام سے منحرف کرنے کیلئے ہمارے برادران وطن پورا زور صرف کررہے ہیں۔ ان کے بہترین دماغ اندر ہی اندر اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک مدت سے لگے ہوئے تھے۔ اور زر کثیر اس غرض کیلئے صرف کررہے تھے۔ مگر ہم خود اپنے اس ملک کے بھائیوں کے حالات سے اسقدر ناواقف تھے۔ کہ یا تو ہمیں اصل حالات کا پتہ نہ لگا۔ اور یا اگر کچھ علم ہوا۔ تو ہمنے ایک کروٹ لیکر پہلو بدل لیا! اور پھر سو گئے + ہمیں کسی دوسرے مذہب یا قوم پر رنج نہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ کیوں مذہب اسلام سے لوگونکو منحرف کرتا

چاہتے ہیں۔ اگر انہیں یقین ہے کہ حق اور صداقت ان کے پاس ہے تو جس طرح ہمارا فرض ہے کہ اس حق اور صداقت کو جو ہمارے پاس ہے دوسروں تک پہنچائیں۔ ہم ان کی طرف سے کسی رنجش اور کدورت کو دل میں لائے بغیر انہیں بھی اجازت دیتے ہیں۔ کہ اگر ان کے پاس حق اور صداقت ہے۔ تو اسے ہم تک پہنچائیں۔ ہم اپنے دل ہر حق اور صداقت کیلئے کھولے بیٹھے ہیں۔ ہاں ہم دوسروں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے دلوں کو بھی حق اور صداقت کیلئے کھولیں۔ اور ہماری باتوں کو بھی ٹھنڈے دل سے سنیں۔ اسلام صرف دنیا میں ایک کھلا میدان چاہتا ہے۔ اور اسے اپنی صداقت کی قوت پر پورا بھروسہ ہے۔ کہ وہ خود بخود صاف دلوں کو اپنی طرف جھکا لیگا۔ اور اس کے اندر وہ دلکشی کا سامان ہے کہ وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیگا۔ ہم اسے ایک مبارک نشان سمجھتے ہیں۔ کہ سب مذاہب کھلے طور پر میدان میں نکل آئیں۔ اور جب اصل غرض دنیا میں محبت اور آشتی پھیلانا ہے تو بغیر ایک دوسرے کے ساتھ کدورت و رنج رکھنے کے اصول صحیحہ پر جن پر مذہب کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ ہاں اس کشمکش میں جو شروع ہوئی ہے۔ ہمارے لئے ایک سبق بھی ہے۔ کہ دنیا میں بغیر جدوجہد کے زندگی ناممکن ہے ہمیں کھلے لفظوں میں یہ تعلیم دیگئی تھی۔ کہ تم میں ایک گروہ ایسا موجود رہے۔ جو دنیا جہان کے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا رہے۔ ہم نے جب سے اس اپنے فرض اولین کی طرف سے غفلت شعاری کی۔ اور ہمارا قدم آگے بڑھنے سے رک گیا (گو یہ سچ ہے کہ اسلام اپنی اندرونی طاقت سے باوجود ہماری غفلت کے بھی کچھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا رہا) تو نتیجہ وہی ہوا۔ جو ہونا چاہئے تھا۔ یعنی ہمارا قدم پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ کیونکہ دنیا میں یا ترقی ہے یا تنزل ایک حالت پر قیام کسی چیز کا نہیں۔ جب ہم نے اشاعت اسلام کے مقدس فرض سے غفلت اختیار کی۔ اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی جدوجہد کو چھوڑ دیا۔ تو دوسروں نے ہمیں اپنے اندر جذب کرنے کی جدوجہد شروع کردی۔ جب ہم بڑھنے سے رکے تو دوسرے ہم پر بڑھے اور آج ہمیں اشاعت اسلام کی جگہ حفاظت اسلام کی فکر پڑی۔ سو یہ فتنہ ارتداد گو کتنا بھی ہم اسے ایک مصیبت اپنے لئے خیال کریں۔ ہمارے لئے اس رنگ میں ایک برکت اور رحمت بھی ہے کہ ہمیں اپنی خواب سے بیدار کر کے پھر دنیا میں قدم آگے بڑھانے کا موقعہ دیگا ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است

.. میں پھر دوہرانا چاہتا ہوں - کہ ہمیں اپنے ہندو برادران وطن پر کوئی رنج نہ ہونا چاہئیے کہ وہ کہیں
مسلمانوں کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش کرتے ہیں - یہ ان کا حق ہے جس طرح ہمارا یہ حق ہے
کہ ہم ہندوؤں کو مسلمان کریں - ہم ہر قوم کیلئے مذہبی آزادی چاہتے ہیں جس طرح اپنے لئے چاہتے
ہیں البتہ ہمیں اگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ وہ سیدھا طریق اس بارے میں اختیار نہیں کیا گیا جو
خدا کا نام پھیلانیوالوں کو اختیار کرنا چاہئیے - بلکہ فی الحقیقت پولیٹیکل اغراض کو مذہبی لباس
پہنایا گیا ہے - ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے ہندو برادران وطن نے کبھی بھی اپنے مذہب کو ایک
تبلیغی مذہب نہیں سمجھا انہوں نے اسے جیسا کہ فی الواقع یہ ابتدا سے تھا - ایک قومی اور ملکی
مذہب سمجھا - ان کی آسمانی کتاب میں ان کے لئے کوئی ہدایت موجود نہیں کہ وہ اپنے مذہب میں
دوسری قوموں کو بھی داخل کریں - ان کے بزرگوں کا کوئی نمونہ ان کے سامنے موجود نہیں کہ قدیم
ایام سے کبھی ان بزرگوں نے اپنے مذہب میں کسی دوسری قوم کو داخل کیا ہو - اس خیال کی ابتدا
آریہ سماج سے ہوئی - جس کی تہ میں پولیٹیکل مقاصد کام کر رہے ہیں - اور ان کے اصول "شدھی"
کو اس زمانہ میں بھی دوسرے ہندو راہنماؤں نے غلط سمجھا اور غلط قرار دیا - اور اس بات پر ہمیشہ
سناتن دھرم کی طرف سے جو ہمارے ہندو برادران وطن کا اصل مذہب ہے، اعتراض ہوا کہ آریہ سماج کا یہ
مسلک ہندو مذہب کے خلاف ہے - گویا یہ شدھی نہیں بلکہ اشدھی ہے - سناتن دھرم کی یہ مخالفت آج تک
بڑے زور شور سے قائم رہی ہے - مگر جب سے ہندوستان میں سوراج کا خیال مضبوط ہوا ہے آریہ سماج
کی اس تحریک کی مخالفت ہمارے برادران وطن کی طرف سے کمزور ہوتی چلی گئی ہے - یہاں تک کہ رفتہ
رفتہ آریہ سماج اس پولیٹیکل مقصد کو دوسری ہندو سوسائٹیوں کا مطمح نظر بنانے میں کامیاب
ہو گئی ہے - اور سناتن دھرم کی سبھاؤں نے جگہ جگہ اپنے اصول مذہبی کو ملکی اغراض کے سامنے قربان کرنا
شروع کر دیا ہے - اور نہ صرف سناتن دھرم سبھاؤں میں "شدھی" یا "اشدھی" کے جواز پر ریزولیوشن
پاس ہونے شروع ہو گئے ہیں - بلکہ ہر قسم کے لوگ جن کا تعلق باہم صرف اس قدر ہے - کہ وہ ایک عام لفظ
"ہندو" کے ماتحت اپنے آپ کو رکھنا پسند کرتے ہیں - اور اصول مذہبی میں ان کا کوئی بھی اتحاد
نہیں مسلمان راجپوتوں کو ہندو مذہب میں داخل کرنے کیلئے پورے زور سے میدان عمل میں کود پڑے
ہیں - اور آریہ سماجی سناتن دھرمی بلکہ جینیوں تک مصروف پیکار ہیں - اگر یہ کام کسی مذہبی

اصول پر ہوتا تو ہرگز یہ مختلف عقائد رکھنے والے لوگ ایک نہ ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ ہمارے ہندو برادران وطن کی پولیٹیکل اغراض متحد ہیں۔ اسلئے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سب ایک ہو گئے ہیں۔ اور اصل غرض صرف اسقدر ہے کہ مسلمانوں کی طاقت کو کمزور کیا جائے۔ یہ واقعات ہیں۔ خواہ ہمارے ہندو بھائی انہیں اوپر سے کچھ بھی رنگ دیں مگر اس تمام شورش کی تہ میں جو بات کام کر رہی ہے وہ ایک ہی ہے۔ کہ ہندوؤں کی طاقت اسقدر زبردست ہو جائے۔ کہ اسکے مقابل پر اور کوئی طاقت ہندوستان میں کام کرنیوالی نہ رہے آئے دن بڑے بڑے ہندو لیڈران جو اپنی قوم کو یہ کہکر ابھارتے ہیں۔ کہ ہندو کمزور ہیں۔ انہیں اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہئے۔ اس کا کیا منشا ہے۔ کس بات میں ہندو کمزور ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے ایک مسلمان کیلئے چار ہندو موجود ہیں تجارت کے لحاظ سے مسلمان کسی شمار میں ہی نہیں تعلیم کے لحاظ سے مسلمانوں کا اپنے برادران وطن سے مقابلہ کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ سرکاری ملازمتیں بڑے بڑے عہدے سب برادران وطن کے ہاتھ میں ہیں۔ روپیہ سب ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان تمام طاقتوں کے ہندو قوم کے ہاتھ میں ہوتے ہوئے ان کا یہ کہنا کہ ہندو کمزور ہیں محض مسلمانوں کی طاقت کو اور کمزور کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ اور خود "شدھی" کی تحریک اسی غرض کو حاصل کرنے کیلئے ایک آلہ بنائی گئی ہے ۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور کیا کر رہے ہیں؟ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسوقت ہمیں اس بات کی تو پروا نہ کرنی چاہئے کہ کچھ اچھوت اس تحریک کے اثر کے نیچے دین اسلام کو چھوڑنے بھی جا رہے ہیں اور یہ توقع بھی نہ رکھنی چاہئے کہ ہم جاتے ہی فوراً ہر ایک موقعہ پر ناکہ بندی کر لیں گے۔ اسلام کے خلاف یہ طاقت ایک عرصہ سے کام کر رہی ہے۔ اور اندر ہی اندر بہت کچھ ہو چکا ہے۔ اس اثر کو ہم ایکدن میں زائل نہیں کر سکتے۔ بعض باتیں ایسی ہیں۔ کہ ان کا ہمارے پاس کوئی جواب بھی نہیں ہے۔ مثلاً جسطرح عیسائیت نے پہلے مال و دولت کے زور سے بعض مسلمانوں کو مغلوب کر لیا جنہیں عموماً اسلام کی خبر نہ تھی۔ اسیطرح ہمارے برادران وطن کے ہاتھ میں بھی مال و دولت کی طاقت زبردست ہے۔ اور گو یہ بالکل قدرتی بات ہے۔ اور اسلام کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ ہم اپنے بھائیوں کے مصائب میں انکی خبرگیری کریں لیکن دین و ایمان کو پیسوں سے خریدنا اسلام کے نزدیک ایک جرم ہے۔ ہاں ہمارے ہاتھ میں صداقت ہے اور صداقت ایک ایسی زبردست چیز ہے۔ کہ دنیا کے تمام سامان اس کے مقابل پر ہیچ ہو جاتے ہیں گو ایک وقت میں ان کا کتنا بھی غلبہ نظر آئے۔ وہ سب باتیں جو حق کو پھیرنے کیلئے کی جاتی ہیں گو وہ

ساحروں کے حبال اور عصی کی طرح ایک وقت دوڑتی نظر آئیں ۔مگر جب حق کا زبردست عصا جو مسلمانوں کے ہاتھ میں دیا گیا ہے ۔ان پر پڑیگا تو انہیں تلقف ما صنعوا کا مصداق کردیگا ۔ہاں ہمیں ضرورت ہے اسوقت پوری جدوجہد کی اور قرآن کریم کی تعلیم کو ان تک پہنچانے کی جن کی طرف ہمنے صدیوں غفلت برتی ۔یہانتک کہ انہیں علم بھی نہ رہا ۔کہ مذہب اسلام کیا ہے ۔اگر مسلمانوں نے اس وقت اپنے فرض کو سمجھا اور اشاعت اسلام کے کام کو سب کاموں پر مقدم کرلیا تو وہ نتیجہ بھی دیکھ لینگے جسکا وعدہ قرآن کریم کی آیت مندرجہ صدر میں دیا گیا ہے کہ ایک شخص مرتد ہوگا ۔تو اللہ تعالیٰ ایک قوم کی قوم کو اس جگہ لائیگا ۔ ہمارے ہندو بھائی اگر مذہب کیطرف توجہ کرینگے تو انہیں بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ مذہب اگر کوئی رکھنے کے قابل ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے ۔ہاں ہمارا فرض اب اسقدر ہے ۔کہ انتھک کوشش سے ایک ایک غیر مسلم کے کان تک اسلام کا پاک پیغام پہنچا دیں ۔

جہانتک میں سمجھتا ہوں مسلمانوں میں کام کرنیوالے آدمیوں کی کمی نہیں لیکن دو ضرورتیں بڑی سخت ہیں پہلی ضرورت روپے کی فراہمی کی ہے اور دوسری ضرورت روپے کے انتظام کی مسلمانوں کا بہت سا روپیہ خیرات پر خرچ ہوتا ہے بہت لوگ مسلمانوں میں سے زکوۃ بھی دیتے ہیں لیکن اس روپے کا بیجا مصرف بہت ہو رہا ہے اور اعلے درجہ کی اہم اسلامی ضرورتوں کی خیرات نکالنے والوں کا خیال نہیں جاتا وہ اپنے اپنے تنگ دائرہ میں محل بے محل روپے کو خرچ کر دیتے ہیں ۔اور نہیں دیکھتے کہ سب سے مقدم قومی ضرورتیں کونسی ہیں ۔اسلامی اخبارات اس پہلو پر زور دیکر اس وقت مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرسکتے ہیں ۔کہ وہ اپنی خیرات کے روپے میں مقدم حصہ اشاعت و حفاظت اسلام کا رکھیں اور ہر ایک مسلمان اپنی آمدنی میں سے ایک مقرر حصہ خواہ وہ ایک پیسہ فی روپیہ یا اس سے بھی کم ہو اشاعت کیلئے نکالے ۔اور مستورات کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کیطرف توجہ دلائی جائے ۔غرض ہر طرح سے مسلمان پبلک میں یہ روح پیدا کی جائے ۔کہ وہ اپنی خیرات اور اپنی آمدنیوں میں سے ایک مقرر حصہ اشاعت اسلام کیلئے نکالیں جو مسلمان اس خطرناک فتنہ کی آگ کے بجھانے میں کچھ حصہ نہیں لیتا اس کے دل میں اسلام کی محبت برائے نام ہے ۔

دوسری ضرورت اس روپے کا انتظام ہے ۔اور میں سمجھتا ہوں یہ پہلی ضرورت پر بھی مقدم ہے قومی فنڈز کے انتظام کے درست نہ ہونے سے مسلمان پبلک کو بہت حد تک بددل کر رکھا ہے گذشتہ دو تین سال میں جسقدر مثالیں قائم ہوئی ہیں ۔وہ بھی حوصلہ شکن ہیں ۔اسلئے اسبارے میں پہلے سے کافی اہتمام ضروری ہے

کہ جمع شدہ روپے میں کسی قسم کا تصرف بیجا نہ ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک دو افراد کی بے جا بطلی یا لالچ سے اس عظیم الشان قومی کام کو نقصان پہنچے ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کام صرف پانچ لاکھ راجپوتوں کیلئے نہیں نہ صرف جگہ جگہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے مسلمان ہیں جو اپنے مذہب سے بیخبر ہیں۔ اور صد عن سبیل اللہ کی تحریک ایک جگہ کام سے ناکام ہو کر دوسری طرف رُخ کر سکتی ہے۔ اس کا فکر ہمیں آج سے ہونا چاہئے۔ اور ان علاقوں کو اسی وقت سے سنبھالنا چاہئے۔ بلکہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ جو ہمارا کام حفاظت اسلام کے لئے شروع ہو گا محض ایک تمہیدی کام ہے۔ جبتک کہ ہم اشاعت اسلام کی فکر نہیں کرینگے اس وقت تک ہمیشہ ہمیں ان مصائب کا مقابلہ ہوگا۔ ہندوستان میں چوبیس کروڑ انسان ہمارے سامنے موجود ہیں۔ انکو جبتک اسلام کا پاک پیغام پہنچایا نہ جائے جب تک ہم اس فرض سے سبکدوش نہ ہونگے۔ ہم نے گویا اصل کام کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہمیں آج سے اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور اس لئے ہمیں سرمایہ کا پختہ انتظام کرنا چاہئے سو اوّل تو ایسا روپیہ کسی ایسی انجمن کے ہاتھ میں جانا چاہئے۔ جو میدان عمل اُتر چکی ہے۔ اور جس کے مبلغین نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ دوم ایسی تمام انجمنوں کو چاہئے۔ کہ حتے الوسع اپنے آپ کو رجسٹر کرالیں۔ تاکہ حساب کتاب کی باقاعدگی کا پختہ انتظام ہو۔ اور عہدیداران انجمن پوری احتیاط سے کام کریں۔ سوم ایسی تمام انجمنوں کو اپنا وہ حساب کتاب جو اس کام سے تعلق رکھتا ہے ماہوار شائع کر دینا چاہئے جس میں ماہوار آمد اور بالتفصیل خرچ شائع ہوتا رہے۔ اس اشاعت کا انتظام یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ایک انجمن ایک ایک اخبار کو حساب و کتاب شائع کرنے کیلئے خاص کرلے اور یوں بھی کہ سب انجمنوں کا حساب ایک مشترکہ انتظام کے ماتحت یکجائی طور پر شائع ہو۔ شائع شدہ حساب و کتاب میں یہ بھی دکھانا ضروری ہوگا۔ کہ روپیہ جو انجمن کی تحویل میں ہے وہ کس کے ہاتھ میں ہے۔ اور پانچ سو روپے سے زاید لقایا کسی سرکاری بنک میں جمع ہونا چاہئے۔ ان تمام تجاویز کی ضرورت ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش آتی ہے جو مختلف مقامات پر روپے کے حساب کتاب کے متعلق گذشتہ سالوں میں رونما ہو چکے ہیں۔ اگر واقعی اس کام کو مستقل طور پر چلانا مدنظر ہے۔ اور بغیر اس کے چلانے کے مسلمانوں کی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ تو حساب و کتاب کے متعلق ان احتیاطوں کا اختیار کرنا نہایت ضروری ہے +

بالآخر میں یہ بھی کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جمعیتہ العلماء تو میدان عمل میں اُتر آئی ہے۔ مگر خلافت کمیٹیاں کس وقت کا انتظار کر رہی ہیں۔ کیا ان کی غرض حفاظت اسلام نہیں خلافت کمیٹیاں اصولاً مذہبی کمیٹیاں

ہیں اور مذہب اسلام کی حفاظت ان کی اصل غرض ہے ۔ یہ حملہ خلافت پر حملہ سے کم وقعت نہیں رکھتا ہندو مسلم اتحاد کو ہرگز نہ چھوڑا جائے ۔اس کا قائم رکھنا بلا شبہ ضروری ہے اور جس قدر ممکن ہو اس کو زور لگایا جائے ۔ مگر اس اتحاد کے یہ معنے نہیں کرنے چاہئیں ۔ کہ اگر ہندو برادران وطن کی طرف سے ہمیں کچھ نقصان پہنچ رہا ہو تو ہم اس کا انسداد بھی نہ کرینگے ۔ ہندو مسلم ہی نہیں بلکہ کُل قوموں کا اِتحاد اسلام کی تعلیم میں داخل ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر اتحاد کی بنیاد اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم کسی قوم کے مذہبی پیشواؤں اور اسکی مقدس کتابوں کو نہ صرف بُرا نہیں کہیں گے بلکہ ان کی عزت کرینگے ۔ صلح اور اتحاد کا پیغام اسلام کی طرف سے تو آج تیرہ سو سال سے موجود ہے ۔ ہاں دنیا کی دوسری قوموں نے ابھی اپنے دلوں کو نہیں کھولا اور وہ اس وسعت قلبی سے کام نہیں لیتے ۔ کہ وہ بھی اسلام کی مقدس کتاب اور اسلام کے مقدس بانی کی عزت و احترام کو اسی طرح اپنے عقائد مذہبی میں داخل کریں ۔ جس طرح اسلام نے دوسری قوموں کے متعلق اس قسم کے اصول کو اپنے عقاید مذہبی میں داخل کیا ہے ۔ غرض

ہندو مسلم اتحاد

کیلئے جو کچھ کوشش ہو سکے خلافت کمیٹیاں اب بھی کریں ۔ اور ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان جس نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہو ۔ اس کے ساتھ احسان کرنا ہمارا فرض ہو ۔ ہمارے برادران وطن نے اگر ایک وقت ہمیں مسئلہ خلافت کے طے کرنے میں امداد کا وعدہ دیا ہو ۔ تو ہمیں ان کے اس احسان کو بھی یاد رکھنا چاہئے ۔ اور ان کے کسی مقصد میں جسمیں ہمارے مذہب پر حملہ نہ ہوتا ہو ۔ مدد دینے کیلئے تیار رہنا چاہئے ۔ جہانتک ممکن ہو انہیں کسی قسم کا رنج بھی نہیں پہنچانا چاہئے اسلام تو ہمیں دشمنوں کے متعلق یہ تعلیم دیتا ہو کہ عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منھم مودۃ تو جس قوم کے ساتھ ہمارا ہمسائیگت کا تعلق ہو دن رات کا معاملہ ہو ۔ ان میں فرداً فرداً ہمارے دوستی کے بھی تعلقات ہیں ۔ اس نے مشکلات کے وقت ہمارا ساتھ بھی دیا ہو ۔ گو وہ رفاقت عمل کے رنگ میں ظہور پذیر بھی نہ ہوئی ہو ۔ اس قوم سے کسی قسم کی بدمعاملگی اسلام کی تعلیم نہیں ۔ بلکہ ان کے دلوں سے ہمیں اس غلط خیال کو بھی اپنے حسن سلوک سے دور کرنے کا کوشش کرنی چاہئے ۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہو ۔ ہاں باللہ تعالیٰ کا

احسان ہے جس کا ذکر کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ اس نے آج بھی اللہ مولیٰ کے ارشاد کو سچا کر دکھایا جیسا آغاز اسلام میں سچا کر دکھایا تھا۔ اس نے خلافت کا استحکام محض اپنے فضل سے کیا۔ اور ہمارے تمام ریزولیوشنوں اور منتوں کو ناکام رکھا۔ تا کہ اسلام اگر شرمندہ ہو تو صرف اپنے مولیٰ کے احسان سے شرمندہ ہو کسی دوسری قوم کے احسان سے اسے شرمندگی حاصل نہ ہو۔ اور یوں ہمیں سبق سکھایا کہ ہم بھی دوسری قوموں سے دوستی تو رکھیں مگر ان تعلقات میں کوئی شائبہ شرک کا نہ ہو۔ اور ہماری نظر صرف اپنے مولیٰ کی نصرت پر ہو +

خلافت کمیٹیوں کو میں بالخصوص اسلئے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کے فنڈوں میں کچھ نہ کچھ روپیہ اس وقت موجود ہوگا۔ وہ اُسے اس نیک کام پر خرچ کریں۔ کیونکہ یہ ایک فوری ضرورت ہے۔ نئے فنڈ جمع ہونے کیلئے آخر وقت لگیگا۔ آخر مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا بھی خدمت خلافت ہی ہے جب تک کہ یہ تحریک آہستہ آہستہ مسلمانوں میں قوت پکڑے۔ جو روپیہ اس وقت ایسے قومی فنڈز میں جمع ہے جس کی فوری ضرورت سردست دوسری طرف نہیں اسے اس کام پر لگایا جائے +

بالآخر میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہماری انجمن یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کام میں جہانتک اسکی طاقت تھی حصہ لیا ہے۔ اگر ہمارا نیا نیا کام جو جرمنی اور امریکہ میں اسی سال شروع ہو چکا ہے۔ نہ ہوتا تو ہم اللہ کے فضل سے بیس مبلغ بھی اس کام پر بھیج سکتے تھے لیکن چونکہ جو اہم کام عیسائیت میں اشاعت اسلام کے لئے شروع ہو چکا ہے اسکو روکا نہیں جا سکتا تھا اسلئے اس تحریک کے ابتدا میں ہی ہم نے چار مبلغ جنمیں سے مولوی عبدالحق صاحب جو مشہور فاضل سنسکرت ہیں۔ اور مولوی عصمت اللہ صاحب بھی مشہور واعظ ہیں جو مباحثات میں کئی جگہ آریہ سماج کے مقابل پر اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کر چکے ہیں شامل ہیں اس علاقہ میں بھیج دیئے تھے جنمیں سے دو نے علاقہ آگرہ میں اور دو نے علاقہ گڑ گانوہ میں کام شروع کیا۔ اور اب علاقہ گڑگانوہ کو سردست چھوڑ کر چاروں آدمی علاقہ ارتداد میں کام کر رہے ہیں۔ اور دو اور آدمی آجکل میں روانہ کرنیوالے ہیں جنمیں سے ایک کے اخراجات کا انتظام ہمنے صرف اپنی جماعت کی مستورات کے ذمہ ڈالا ہے۔ یوں ہمارے چھ آدمی اس علاقہ میں کام کرنیوالے ہو جائیں گے۔ اگر

فنڈز کی قلت نہ ہوتی تو ہم اس تعداد کو بہت بڑھا سکتے تھے۔ البتہ یہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ جلد ہی کم سے کم بارہ مبلغ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کیلئے خاص کر دیئے جائیں۔ اور اگر خدا نے توفیق دی اور کافی سرمایہ کا انتظام ہو گیا۔ تو اس سے بھی یہ تعداد بڑھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ چند ایک ٹریکٹ ہندی زبان میں نکلوا کر تقسیم کرنے کے لئے تیار کرائے جا رہے ہیں۔ ہماری انجمن ایک رجسٹرڈ انجمن ہے۔ اور بل ہائے اخراجات باقاعدہ پڑتال ہونے کے بعد پاس ہوتے ہیں۔ زائد روپیہ امپیریل بینک میں جمع رہتا ہے۔ اور اس شعبہ کے آمد و اخراجات کی اشاعت کا آئندہ سے پورا انتظام ہو جائیگا۔ اور جو اصحاب کوئی رقم اس کار خیر کے لئے انجمن ہذا کو بھیجیں گے۔ ان کے اسمائے گرامی اخبار پیغام صلح میں شائع ہو جایا کرینگے۔ باقاعدہ رسیدات بھی معطی صاحبان کے نام ارسال ہوتی رہیں گی۔ ہمارے بالمقابل جو کچھ کوشش ہو رہی ہے۔ وہ بہت بڑی ہے۔ آریہ سماج کے اپنے ذرائع ہی کچھ کم نہ تھے۔ کہ سناتن دھرم کے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کو مرتد کرنے کا پورا تہیہ کُل ہندو قوم نے یک زبان ہو کر کر لیا ہے۔ اور ہندو ریاستیں بھی مدد دے رہی ہیں اسلئے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے

اپیل

کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک فرد کو اس کار خیر میں حصہ لینا اور اس فتنہ کی آگ کو بجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

نوٹ۔ جملہ رقوم جو اس غرض کے لئے بھیجی جائیں صراحت سے منی آرڈر کے کوپن میں لکھ دیا ئے۔ کہ یہ فتنۂ ارتداد کے متعلق ہیں۔ اور روپیہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ارسال کیا جائے۔

محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تاریخ کے چھ عظیم الشان انسان

(از قلم محمد یعقوب خان صاحب بی - اے - بی ٹی)

مسٹر ایچ - جی ولز نے جو دنیا کی تاریخ کے مصنف ہیں سٹرینڈ میگزین میں تاریخ کے چھ عظیم الشان انسانوں کی ایک فہرست درج کی ہے وہ انہیں بلحاظ سیرت اور بنی نوع انسان پر ایک گہرا اثر پیدا کرنے کے سبب تمام انسانوں میں افضل خیال کرتے ہیں - بڑے بڑے مؤرخین سائنسدان فلسفیوں اور ماہرین فنون کا تذکرہ کرنے کے بعد وہ حضرت موسیٰ عیسیٰ نبی کریم صلعم مہاتما بدھ اور کنفیوشش جیسی ہستیوں کو بھی ان کے بلند مقام سے طلب کر کے شہادت کیلئے پیش کرتے ہیں - اور ان پر جرح کرنے کے بعد اپنا فیصلہ سناتے ہیں - ہم نہیں کہہ سکتے کہ مسٹر موصوف نے ایک جج کا عالیمرتبہ اپنے لئے کیوں تجویز کر لیا ہے - جی برنارڈ شا جو ایک مشہور و معروف مصنف ہیں - اس سوال کو احمقانہ خیال کرتے ہیں - میرے نزدیک ایک ایسے مورخ کیلئے جو صرف واقعات اور انسانوں کے متعلق تحریر کرتا ہے - یہ نہایت ہی مضحکہ انگیز معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی محدود استعداد سے ایسی عظیم الشان ہستیوں پر رائے زنی کرے - جو اس دنیا میں ایک گہرا اثر چھوڑ گئے ہیں - وہی انسان ان پاک لوگوں پر نگاہ ڈال سکتا ہے - جو خود اس دنیاوی زندگی کے گرداب سے گزر چکا ہو - اور جس نے اس طوفان کا تجربہ کر لیا ہو - ایک عالی مرتبہ انسان ہی کسی دوسرے کی عظمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے - ایکدفعہ نبی کریم صلعم کے زمانہ میں حضرت موسیٰؑ اور آپؐ کی فضیلت پر ایک یہودی اور مسلمان میں بحث

ہوئی۔ آپ نے اس مسلمان کو تنبیہ کی اور فرمایا۔ کہ "مجھے یونس نبی پر بھی فضیلت مت دو۔ سر اُولیور لاج کا یہ قول بجا ہے۔ کہ حقیقی بزرگی کو دریافت کرنا انہی لوگوں کو سزاوار ہے۔ جو خود کسی بلند مقام پر پہنچ گئے ہوں۔ اس امر سے انکار نہیں کہ مسٹر ولز نے نہایت خوبی سے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔ وہ اپنے قارئین سے خوب واقف ہیں۔ اور انہیں اس مقابلہ میں سب سے بڑا رُتبہ عطا کرنے کیلئے زیادہ تامل نہیں کرنا پڑا۔ حضرت مسیح کے بعد وہ دیگر انبیاء کو لیتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو نہایت لاپرواہی سے وہ برطرف کر دیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں کوئی ایسی شہادت نہیں ملتی جو یہ ثابت کر سکے کہ حضرت موسیٰؑ کبھی نازل ہوئے تھے۔ گویا حضرت موسیٰؑ تاریخی حیثیت میں اس نبی سے کم درجہ پر ہیں۔ جو آپ کے ہی قانون پر عمل کرانے کے لئے آیا۔ کنفیوشس کو وہ اس رُتبہ کے لائق نہیں سمجھتے کیونکہ اسکی تعلیمات حضرت مسیح کی طرح عالمگیر نہیں۔ یہاں وہ اس امر کو بھول گئے ہیں۔ یا دیدہ و دانستہ اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح کا مشن ہرگز عالمگیر نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ بچوں کی روٹی کتوں کے سامنے پھینکنا ٹھیک نہیں۔ اس قسم کے مقابلے ہمیشہ ناموزوں ہوتے ہیں۔ اور خاص کر جبکہ وہ اخلاقیات اور روحانیات کے اُن درخشندہ ستاروں کے درمیان کئے جائیں۔ اسلام میں تمام انبیاء کی یکساں عزت کرنا فرض ہے چاہے وہ حضرت ابراہیم ہوں حضرت موسیٰؑ عیسےٰؑ ہوں یا بدھ کرشن اور کنفیوشس ہوں +

قولوا امنّا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احدٍ منھم ونحن لہٗ مسلمون (ترجمہ) کہو کہ ہم تو

اللہ پر ایمان لائے۔ اور جو ہم پر اُترا اور جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر اُترا۔ اُس پر اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جو کتاب ملی اس پر جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا۔ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں سمجھتے۔ اور ہم خدا کے فرمانبردار ہیں۔ ایک مسلمان ہرگز انبیاء میں اس طرح مقابلہ نہیں کرتا۔ جیسے گھوڑ دوڑ کے میدان میں گھوڑوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلعم کے ذکر میں مسٹر ولز دانشمندی کو بالائے طاق رکھ کر اپنی تنگ مزاجی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور بہت سی بیجا اور نامناسب باتیں کہ دیتے ہیں۔ انہی خیالات کے متعلق میں یہاں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ "میں اُن لوگوں میں سے نہیں جو قرآن کو ایک بہت بلند مرتبہ دیتے ہیں۔ میرے پاس اس کے دو ترجمے موجود ہیں۔ اور میں نے اُسے پسند کرنے کیلئے بڑی کوشش کی ہے لیکن میں اس کی تعریف کرنے سے مجبور ہوں"۔ یہ موقع نہیں۔ اور نہ ہی اتنی گنجائش ہے۔ کہ میں مسٹر ولز کے لئے قرآن کریم کے تمام محاسن بیان کر سکوں۔ یہاں ان پر میں صرف ایک سرسری نگاہ ڈالوں گا۔ مندرجہ بالا آیت کو ہی لو۔ کیا اسکی نظیر کسی انسانی قانون یا الہامی کتاب میں ملسکتی ہے۔ ایک عالمگیر اخوت کا اصول جو نہایت ہی بلند خیالات پر مبنی ہے۔ اور جس کی ضرورت کا احساس تمام دُنیا کو ہو رہا ہے۔ تم اُسے ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ذیل کی آیت پر بھی غور کرو :-

ان الذین امنو والذین ھادوا والنصرٰی والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (ترجمہ) بیشک مسلمان یہودی اور عیسائی اور صابی ان میں سے جو لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے۔ اور اچھے کام کرتے رہے تو اُن کا اجر

ان کے پروردگار کے ہاں ملیگا - اور نہ ان پر خوف طاری ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے
خیالات کی وسعت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے - کیا ان
تمام تعصب اور خونریزیوں کی بیخکنی نہیں ہو جاتی جو مختلف زمانوں میں انسان قومی اور
مذہبی فوقیت کے خیال سے ایکدوسرے کے خلاف کرتے رہے ہیں + کسی خاص قوم سے
تعلق رکھنا تمہاری نجات کا موجب نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا انحصار تمہاری روزانہ زندگی
کے طرز عمل اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نگہداشت پر ہے - بالفاظ دیگر نجات
کا دارومدار اعمال پر ہے نہ کہ عقائد پر - ان خیالات سے شخصی ذمہ واری کا احساس بڑھ
جاتا ہے - سوسائٹی کی اخلاقی حالت میں ترقی پیدا ہوکر مذہبی تعصب اور قومی عناد
دور ہو جاتا ہے - یہ صرف قرآن کریم کا ہی امتیازی نشان ہے - جس کی تعریف کرنے
پر مسٹر ولز اپنے تئیں مجبور نہ کر سکے - ان دو مثالوں سے ان پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ قرآن
کریم کی شان میں جو کچھ انہوں نے کہا ہے - وہ درحقیقت ان سے بہتر الفاظ
کا مستحق ہے مسٹر ولز کا قرآن کریم کی قدر و منزلت نہ کرنا آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے - وہ
اسکی زبان سے ناآشنا ہیں - اور اس کا مطالعہ ترجموں کے ذریعہ سے کرتے ہیں لیکن ترجمہ میں
زبان کی خوبی اور لطافت مفقود ہو جاتی ہے - ہمیں امید تھی کہ نبی کریم صلعم اور
اسلام کا ذکر کرتے ہوئے وہ انصاف سے کام لیں گے - لیکن ایک ایسی ہستی کے
متعلق انہوں نے نہایت ہی بیجا خیالات کا اظہار کیا ہے - جسے دوست و دشمن
یکزبان ہوکر تمام انبیاء میں سب سے بڑھ کر کامیاب پیغمبر تسلیم کرتے ہیں - ذیل میں ان کے
الفاظ کو درج کیا جاتا ہے :-

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سیرت میں اخلاق فاضلہ کے ساتھ بہت سی انسانی کمزوریاں
بھی پائی جاتی تھیں انکی کئی بیویاں تھیں اور انکی وجہ سے بہت سی تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں
ان خانگی مشکلات سے نجات حاصل کرنے کے لئے وہ بارہا خداوند تعالی سے اس خاص
مقصد کے حصول میں الہام نازل فرمانے کیلئے دعا کرتے تھے - وہ متکبر اور خواہشات کے
تابع تھے - اسلئے میں انہیں عظیم الشان انسانوں کی فہرست میں درج نہیں کرتا "+

لیکن واقعات کچھ اور ظاہر کرتے ہیں۔ نبی کریم صلعم زندگی کے مختلف شعبوں سے گزرے اور طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالے گئے۔ مگر ان تمام میں سے صحیح سالم نکلے۔ ایسے نازک حالات میں جبکہ حضرت مسیحؑ جیسا انسان بھی چلا یا۔

"اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"

نبی کریم صلعم کا استقلال ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ دشمن غار کے منہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ آپؐ اپنے ہمراہی کی تسلی کیلئے فرماتے ہیں

"خوف مت کرو۔ کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے"

آپؐ صد درجہ کے حلیم الطبع تھے۔ جب حضرت مسیحؑ کو ستایا جاتا ہے تو آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں "اے میرے باپ انہیں معاف کر دے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں" لیکن نبی کریم صلعم سے بعینہٖ انہی حالات میں نہایت بلند خیالات کا اظہار ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا "اے خدا میری قوم کی ہدایت کر کیونکہ انہیں علم نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں" ایذا رسانی کے علاوہ حضرت مسیح کو اور آزمائشوں میں بھی ڈالا گیا۔ انہیں تو شیطان نے خواب میں ورغلایا۔ اس کے برعکس نبی کریم صلعم کو حقیقت میں طرح طرح کی تکالیف سے گزرنا پڑا۔ ایذائیں اٹھا کر بھی جب آپ اپنے مقصد سے نہ ٹلے تو دشمنوں نے وہ تمام چیزیں پیش کیں جن کی ایک حریص انسان خواہش کر سکتا ہے۔ بادشاہت مال و دولت اور حسن کی لالچ دیگئی۔ لیکن آپ نے ان سب کو نہایت حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ "اگر تم میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دو پھر بھی میں اس مقصد سے باز نہ آؤنگا جب تک یہ کامیاب نہ ہو جائے۔ گو اس کوشش میں مجھے اپنی جان سے بھی گزرنا پڑے"۔ بنی نوع انسان پر جو اثر آپ نے پیدا کیا۔ اب میں اس کے متعلق چند الفاظ کہونگا۔ اس معاملہ میں نبی کریم صلعم ایک ایسے بلند مقام پر ہیں۔ کہ کسی کو اتنی جرات نہیں کہ آپ کی ہمسری کا دعویٰ کرے جو شخص ایکدفعہ آپ کے زیر اثر آیا۔ پھر وہ عمر بھر کیلئے آپ کا ہی ہو رہا۔ زید آپؐ کے آزاد کردہ غلام

تھے۔ ان کے والد نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلو گے۔ یا رسول اللہ کے پاس ٹھہرو گے تو زید نے نبی کریم صلعم کے پاس رہنے کو ہی ترجیح دی۔ مسٹر ولز بیشک تلاش کرلیں لیکن صحابہ کرام میں یہودا اسکریوطی کیطرح کوئی شخص نظر نہیں آئیگا۔ جس نے اپنے آقا کو چاندی کے چند درہموں کے عوض بیچ دیا ہو۔ صرف یہی نہیں کہ آپ کے پیروؤں میں سے کسی نے بیوفائی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ وہ ہر وقت آپ کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ حضرت مسیح کے حواریوں نے عقلمندی کو بہادری پر ترجیح دی۔ اور صلیب کے موقعہ پر فرار ہو گئے۔ صحابہؓ نے اپنی زندگی کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے نبی کریم صلعم کی حفاظت کی۔ یہ تاریخی واقعات ہیں۔ کوئی پرانے زمانہ کی قصہ کہانی نہیں۔ یہ حیرانی کا مقام ہے کہ مسٹر ولز جیسا مؤرخ ان واقعات کو ایسے موقع پر نظرانداز کر دے۔ جبکہ وہ لوگوں کو مدارج عطا کر رہا ہے۔ ایک اور اعتراض کہ آپ کی بہت سی بیویاں تھیں کسی متعصب انسان کی زبان سے ہی نکل سکتا تھا۔ لیکن یہ مسٹر ولز جیسے مہذب اور تعلیمیافتہ شخص کیلئے ہرگز سزاوار نہیں۔ ایک شخص جو پچیس سال کی عمر عرب جیسے گرم ملک میں نہایت عفت اور پاکدامنی سے گزار دیتا ہے۔ اور پھر اس جوانی کے عالم میں ایک بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ جو عمر میں اس سے پندرہ سال بڑی ہے۔ پھر ایک ایسے انسان کو مورد الزام ٹھیرانا ایک بدی کا ارتکاب نہیں تو اور کیا ہے۔ جس کے دماغ میں ذرا بھی عقل ہے۔ وہ کبھی مان سکتا ہے کہ ایک انسان جیسے اپنے جذبات پر اسقدر ضبط ہو۔ وہ اپنی زندگی کے آخری سات سال میں یکلخت اپنی سادگی کو چھوڑ کر شہوت رانی کی غرض سے شادیاں کرلیگا۔ ایک نیک شخص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے پاکباز انسان میں سوائے نیکی کے اور کچھ نہ دیکھیگا۔ برنارڈ شا نے بجا کہا ہے۔ کہ اگر نبی کریم صلعم کو بشیرا سکے کہ آپ خزانہ عامرہ میں سے ایک پیسہ خرچ کرتے یا حکمران ہوتے صلیب پر چڑھا دیا جاتا۔ اور اگر حضرت مسیح روم اور یہودیوں کی طاقت کو زائل ہوتا دیکھ لیتے اور

حقیقت میں یہود کے بادشاہ بنجاتے تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک با عصمت شہید کا مرتبہ حاصل کرتے اور حضرت مسیح ایک تردامن حکمران اور فاتح ہوتے۔ سچی بزرگی وہ ہے کہ جس کا اعتراف دشمن بھی کریں +

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں نبی کریم صلعم کے متعلق بوسورتھ سمتھ کی رائے کو ظاہر کرونگا۔ ان سے بہت پیشتر کارلائل نے بھی آپ کو انبیا کا سردار کہا ہے مسٹر ولز کی طرح مسٹر بوسورتھ سمتھ نے اسلام کے متعلق ترجموں سے علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اسے اصلی عربی کی کتابوں سے پڑھا ہے مشرق کے ماہر اور کیمبرج کی شہرت والے مصنف نے اپنی کتاب محمدؐ اور محمڈن ازم میں تحریر کیا ہے کہ آپ مذہب اور سلطنت کے پیشوا تھے۔ آپ کو پاپائے روم اور سیزر کا رتبہ حاصل تھا۔ لیکن آپؐ نے پاپائے روم کی طرح کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ اور سیزر کا عظیم الشان لشکر موجود نہ تھا۔ کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی۔ محلات کا نام و نشان نہ تھا۔ اور سامان کی عدم موجودگی میں اگر کوئی شخص خداوند تعالیٰ کی طرف سے حکمران ہونے کا دعویٰ کر سکتا تھا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ کیونکہ ظاہری نشانات کے باوجود آپ کو پوری طاقت حاصل تھی۔ درباری شان و شوکت اور رسومات سے آپ بلند تر تھے۔ بادشاہوں کے لئے یہ امور تو زندگی کا ایک ضروری جزو سمجھے جاتے ہیں لیکن نبی کریم صلعم کی نظر حقیقت پر تھی ظاہری شان و شوکت کی آپؐ کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہ تھی۔

آپ کی خانگی اور پبلک زندگی نہایت سادہ تھی۔ مخالفین نے گو آپ کی تعلیم کو رد کیا۔ لیکن وہ تمام یک زبان ہو کر آپ کی نیکی۔ عدل دانشمندی اور رحمدلی کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ نبی کریم صلعم جیسی بے مثل ہستی نے ایک سلطنت قوم اور مذہب کی بنیاد رکھی۔ آپؐ ایک امّی انسان تھے۔ لیکن دنیا کو ایک ایسی کتاب عطا کی جسمیں اگر نظم کی صفات پائی جاتی ہیں۔ تو وہ ایک مجموعہ قوانین بھی ہے اور انجیل بھی جسے آج تمام دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اسے پاکیزگی اور سچائی کا ایک معجزہ تصور کرتا ہے۔ یہی ایک معجزہ ہے

جس کا دعویٰ نبی کریم صلعم نے کیا۔ آپ کی صداقت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ عیسائیت بھی ایکدن آپ کو خداوند تعالےٰ کا ایک سچا پیغمبر مان لیگی +

خطبہ جمعہ

اِس خُطبہ میں میں قرآن کریم کی آخری دو سُورتوں کو لونگا جنمیں ایک مسلمان کو ان بدیوں سے پناہ مانگنے کیلئے کہا گیا ہے۔ جو اسے دنیاوی زندگی میں پیش آتی ہیں۔ اور اسکی کامیابی میں سدراہ بن جاتی ہیں۔ ایک کتاب جو انسان کی کامیابی کو الہام کا حقیقی مقصد ظاہر کرتی ہو۔ اس کے خاتمہ کے لئے ان آیات سے بڑھ کر اور کونسے الفاظ موزون ہوسکتے ہیں۔ قرآن نے کامیابی سے یہ مراد لی ہو کہ انسان کے پوشیدہ قوٰی کا اظہار ہو جائے۔ اور اسکی مختلف قابلیتیں نشو و نما پاکر اپنے کمال کو پہنچ جائیں۔ جب تک ایک مسلمان اس مقصد کے حصول میں جدوجہد نہیں کرتا۔ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔ کونسی الہامی کتاب بنی نوع انسان کو اس سے بہتر پیغام دے سکتی ہے۔ جو صراط مستقیم کی طرف انکی راہنمائی کرسکے۔ یہ راستہ دشواریوں اور گڑھوں سے خالی نہیں لیکن قرآن کریم نے ان ٹھوکروں سے بچنے کا علاج بھی بیان کردیا ہے۔ قرآن کریم کی آخری دو سورتوں میں ان بدیوں کا ذکر ہی جن کے مقابلہ میں انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں خداوند تعالیٰ کے رحم کے سوا اس کیلئے کوئی پناہ نہیں تیرہ سو برس پیشتر قرآن کریم نے اس حقیقت کا اظہار کیا جس کا اعلان اب مغربی دنیا میں ہربرٹ سپنسر کے ذریعہ ہوا کہ دنیا میں ہر ایک شے جو مادی اخلاقی دماغی اور روحانی حالت سے تعلق رکھتی ہے بتدریج ترقی پر ہے۔ خداوند تعالیٰ کی پہلی صفت جو لفظ ربّ سے ظاہر ہوتی ہو وہ ارتقاے

شاہد ہے۔ قدرت کی ہر ایک شے کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی اور حرارت اس کے صبح سے نصف النہار تک ترقی کرنے سے بڑھتی جاتی ہے۔ اسی طرح کائنات کی ہر ایک شے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ اور اس منزل کے دوران میں اگر بیرونی اسباب حائل نہ ہو جائیں تو ان کے پوشیدہ خواص کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ یہ انکشاف ہی ترقی کی پہلی منزل ہے۔ اور آیندہ ترقی اسی اصول کے صحیح عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک انسان اپنی جانب سے پوری کوشش اور جدوجہد کے باوجود ناکام رہ سکتا ہے۔ اسلئے ہم اس خدا کی پناہ چاہتے ہیں جو تمام اشیا کو بارآور کرنیوالا ہے +

خداوند تعالیٰ سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ خیر ہے۔ اسکی بد استعمالی ہی بدی بن جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک شے میں کچھ نہ کچھ بدی بھی پوشیدہ ہے۔ گو اس بدی کا اظہار انسان کی اپنی بد استعمالی سے ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات ہماری لاعلمی اس کی وجہ بنجاتی ہے۔ ان حالات میں ہم خداوند تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ وہ ہمیں اس تمام شر سے محفوظ رکھے جو کائنات کی اشیا میں موجود ہے +

اس کے بعد وہ بدی ہے جو ہمارے غلط فیصلہ پر پہنچنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اپنی زندگی کے مختلف حالات میں قدم قدم پر علم اور تجربہ کے باوجود ہم اپنے تئیں تاریکی میں پاتے ہیں۔ ایک غلط رائے قائم کر لینے سے یا ایک ناموزوں قدم اٹھانے سے کتنی تجاویز اور کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں۔ اور کسقدر مال و دولت ضائع ہو جاتا ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ وقتی جوش کے ماتحت ہم ایک ایسا فعل کر بیٹھتے ہیں جو ہماری تباہی کا موجب بن جاتا ہے۔ اکثر ہمیں ایسی مشکلات پیش آتی ہیں کہ چاروں طرف سے ناامیدی چھا جاتی ہے اور ہم نہیں سوچ سکتے۔ کہ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ قرآن کریم نے اسے ایک تاریک گھڑی کہا ہے ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں کسی فیصلہ پر پہنچ کر ہم اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اوروں کے مشورے سے ہمیں ان میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ لوگوں کا یہ مشورہ نیک نیتی پر مبنی ہو سکتا ہے اور بد ارادے سے بھی اس کے محرک ہو سکتے ہیں۔ ناکامی کے خوف اور غلط مشورے سے ہمارے پائے استقلال متزلزل ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کا حسد

اور کینہ بسا اوقات ہماری کامیابی میں روک پیدا کر دیتا ہے۔ یہ تمام بُرائیاں ہمارے اختیار سے باہر ہیں۔ اگر خداوند تعالیٰ امداد نہ کرے۔ تو کوئی انسان کامیابی کی اُمید نہیں کر سکتا۔ ہم اور لوگوں کے مشورہ کے محتاج ہیں لیکن غلط مشورہ ہماری نہایت کامیاب تجاویز کو ناکامی میں ڈال دیتا ہے۔ ان بُرائیوں سے بھی ہم خداوند تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ دو قسم کی اور برائیاں بھی ہیں جو ہمیں کامیاب ہونے سے روکتی ہیں۔ بدی کی تحریک جو اور لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ یا اس عالم سے ظاہر ہوتی ہے جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ قدرت کی بیجان اشیا بھی بعض اوقات ہمیں بدی پر مائل کر دیتی ہیں۔ رات کی تاریکی جس میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا بدی کی محرک بن جاتی ہے۔ ایک ایسی شئے جسے ہم نہ دیکھ سکیں۔ اور نہ چھو سکیں عربی میں جن کہلاتی ہے +

الغرض کامیابی کی راہ میں ہمیں ذیل کی چھ قسم کی بدیوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے کائنات کی اشیاء میں جو بُرائیاں موجود ہیں۔ غلط رائے غلط مشورہ جس سے ہمارے استقلال میں فرق آجاتا ہے۔ اور لوگوں کا حسد اور کینہ۔ بدی کی تحریک جو انسان کی طرف سے ہوتی ہے یا اس عالم سے ظاہر ہوتی ہے جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے قرآن نے ذیل کی آیات میں ان تمام بدیوں سے اللہ کی پناہ چاہنے کیلئے فرمایا ہے :۔

قل اعوذ برب الفلق ۝ من شر ما خلق ۝ ومن شر غاسق اذا وقب ۝ ومن شر النفثٰت فی العقد ۝ ومن شر حاسد اذا حسد (ترجمہ) کہو کہ میں تمام مخلوقات کی شر سے صبح کے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ تمام چیزوں پر چھا جائے +

قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس (ترجمہ) کہو میں شیطان سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور جنات اور آدمی جو وسوسہ انداز ہوتے ہیں۔ ان کے شر سے میں لوگوں کے پروردگار اور لوگوں کے حقیقی بادشاہ اور ان کے معبود کی پناہ مانگتا ہوں +

دنیائے اسلام جو مغرب کے اقتصادی دباؤ سے تباہی کے قریب پہنچ چکی تھی۔ پھر اپنی ترقی اور استحکام میں کوشاں ہو رہی ہے مسلمانوں کو تاریک گھڑیوں میں اور اسید افزا حالات میں یکساں خداوند تعالیٰ کی ہدایت طلب کرنی چاہیئے۔ اپنے تمام معاملات میں انہیں خود مختاری کی ضرورت ہے۔ انہیں اپنی رائے اور خداوند تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے اور اپنے ہمسایوں کی آواز پر کان نہیں دھرنا چاہیئے گو وہ مشرق سے تعلق رکھتے ہوں یا مغرب سے۔ انہیں ہر قسم کے حسد اور قومی عناد کو نظر انداز کر کے اپنے مقصد کے حصول میں نہایت استقلال سے کام لینا چاہیئے +

کرم کے عقیدہ پر ایک تنقیدی نظر

(گذشتہ سے پیوستہ)

(از قلم ہربرٹ بلڈ ورتھ)

یہ حیرانی کا مقام ہے کہ والدین وحشیانہ عقائد رکھ کر اپنی اولاد کو آخری وقت میں دم توڑنے کے لئے سڑکوں کے کنارے پھینک دیتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں مشاہدہ میں آچکی ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے ماں کی محبت کو بہت ہی شدید پیدا کیا ہے لیکن توہم پرستی اس کی بھی مطلق پرواہ نہیں کرتی چین اور ملک جاوا کے لوگوں کا یہی حال ہے۔ وہاں دفن کرنے کی بجائے بچوں کی لاشوں کو پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ بتایا جاتا تھا۔ کہ تجہیز و تکفین کے اخراجات سے بچنے کیلئے یہ لوگ اس طریق پر کاربند ہیں لیکن در اصل لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک بچے کی موت اس کے کسی گذشتہ جنم کے گناہوں کی وجہ سے واقع ہوتی ہے اور اس زندگی میں اسے کرم کے نتائج ملتے ہیں۔ اسلئے چین میں جب بچے قریب المرگ ہوتے انہیں سڑکوں کے کنارے پھینک دیا جاتا والدین بچوں کو

گھر میں نہیں مرنے دیتے کیونکہ ان کا ایمان ہے کہ بچے موت کے بعد ناپاک روحوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ گھر کے اندر مر جائیں تو تمام خاندان پر مصیبت آجاتی ہے +
چیسٹر بالکومب جو چین میں کئی سال تک ریاستہائے متحدہ امریکہ کی سفارت میں ترجمان اور سکرٹری رہ چکے ہیں۔ اپنی کتاب The real Chinaman میں تحریر کرتے ہیں +

ایک اجنبی جو مشاہدہ کا عادی ہے اسے چین میں آکر ایک امر سے بہت سی حیرانی ہوتی ہے۔ وہ مختلف عمر اور قد و قامت کے بچوں کو بازاروں میں کھیلتا ہوا دیکھتا ہے۔ لوگوں کی طرز زندگی اور سند یافتہ ڈاکٹروں کی عدم موجودگی میں وہ اتنا تو ضرور سمجھ لیتا ہے۔ کہ بچوں کی شرح اموات ایک مغربی شہر کے برابر تو ضرور ہوگی۔ لیکن اسے کبھی کسی بچے کا جنازہ نظر نہیں آتا۔ وہ اس معمہ کو حل کرنیکی بہت کوشش کرتا ہے۔ اور اپنے کسی چینی دوست سے اسکے متعلق سوال بھی کرتا ہے۔ مگر اسے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ کیونکہ چینی لوگوں کے نزدیک اس قسم کی گفتگو بدتہذیبی میں داخل ہے۔ اور اسے بدقسمتی کا نشان سمجھا جاتا ہے لیکن اگر وہ کبھی علے الصباح بازار میں نکل جائے۔ تو اس پر یہ ہیبتناک راز کھلجاتا جاتا ہے۔ جس طرح مجھے کئی بار دیکھنے کا اتفاق ہوا وہ بھی ایک بڑی سی بیل گاڑی دیکھیگا جس میں بچوں کی لاشوں کا ایک ڈھیر ہوگا۔ میں نے اس گاڑی میں سو سو برہنہ لاشیں نہایت بے ترتیبی سے پھینکی ہوئی دیکھی ہیں۔ یہ گاڑیاں ہر رات بازاروں میں گشت لگاتی ہیں۔ اور لاشوں کو اٹھاتی ہیں۔ اور جن میں سے بعض کو کتے خراب کر دیتے ہیں۔ انہیں شہر کے باہر ایک گڑھے میں پھینک دیا جاتا ہے جسے بغیر بجھے ہوئے چونے سے پر کر دیتے ہیں۔ یہ تمام بچے ایک نہایت ہی وحشیانہ توہم پرستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ چین کے لوگوں میں توہم پرستی نے کسقدر گھر کر لیا ہے۔ ان امور کو بیان کرنا ضروری تھا۔ مغربی ممالک میں بچوں کی شرح اموات میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے۔ اگر پبلک اس معاملہ میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرے۔ مفلس طبقہ اور

امرا کے درمیان بچوں کی شرح اموات میں دو اور ایک کی نسبت بعض مقامات پر اگر غربا میں چار بچے ضائع ہوتے ہیں تو اس کے مقابل اعلیٰ طبقہ کا ایک بچہ مرتا ہے۔ اسکے اسباب ظاہر ہیں۔ ناقص غذا اور غربت اور جہالت کی وجہ سے طریق پرورش میں والدین کی بے پرواہی صرف غربت کے دور ہونے سے ان کا ازالہ ہوسکتا ہے۔ غربت کو دور کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اور کرم کے عقیدہ کی تعلیم دینے سے جو غربت کو اس دنیا میں پچھلے جنم کے نتائج بھگتنے کیلئے ضروری خیال کرتا ہے۔ اور اسے خداوند تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہے۔ یہ مقصد حل نہیں ہوسکتا۔ کرم کے عقیدے نے نوع انسان کے بچوں سے تو یہ سلوک کیا۔ اور اب یہ دعویٰ ہے کہ مرد عورتوں کے تعلقات کو جو بہت پست ہو گئے ہیں۔ یہ عقیدہ ان میں پھر پاکیزگی پیدا کردیگا۔ کیا مشرق میں جہاں یہ عقیدہ عام طور پر مانا جاتا ہے۔ یہ نتائج ظاہر ہو گئے۔ مشرق میں عورتوں کی موجودہ اور گذشتہ حالت اس دعویٰ کو غلط ثابت کررہی ہے۔ مشرق نے اس عقیدے پر ایمان لاکر عورت کو اس دنیا میں اور آخرت میں بھی نہایت پست مقام دیا ہے۔ شودر ایک حقیر ذات ہے لیکن شودر عورت سے بیحد نفرت کیجاتی ہے +

ہندوستان میں ایک عورت کا مذہب یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ پہلے وہ اپنے والد کی فرمانبرداری کرے۔ اور اسکے بعد اپنے خاوند کی مطیع رہے۔ اور امور خانہ داری کی طرف توجہ رکھے۔ انگلستان میں بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو عورت کے دائرہ عمل کو انہی حدود میں رکھنا چاہتے ہیں۔ بنی نوع انسان پر اس عقیدہ نے کیا اثر کیا۔ کیا ان میں رشتہ اخوت قائم ہوگیا۔ ہندوستان جو کرم کے عقیدہ کا گھر ہے۔ اور جس نے سو پشتوں تک لوگوں کے دلوں پر اپنا تسلط جمائے رکھا ہے۔ اس سوال کا جواب دے یہاں تو اتنی مختلف ذاتیں ہیں۔ اور ان میں ایسی تفریق ہے کہ ایک مغربی انسان انہیں سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسلام کی روشن اور فراخ دل تعلیمات نے ذات پات کے امتیازات کو دور کردیا ہے۔ صرف یہی ایک مذہب ہے جو ہندوستان کو ابھار سکتا ہے۔ گذشتہ پچاس سال کے عرصہ میں یہ ظاہر ہوا ہے کہ ہندوستان کے مختلف

فرقوں میں باہمی تعلقات پیدا ہونے کی اُمید ہو۔ تجربہ اور انسانی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمنے کرم کے عقیدہ پر نظر ڈالی ہو لیکن ہم نے اسمیں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو۔ یہ عقیدہ لوگوں میں بیگانگت بڑھاتا ہے عورتوں کے رتبہ کو کم کرتا ہے۔ اور بچوں کی زندگی کو معرض خطر میں ڈالتا ہے خصوصاً یہ کمزور بچوں کیلئے جو اپنے تنومند بھائیوں سے کسی حالت میں کم نہیں۔ نہایت خطرناک ثابت ہؤا ہے +

ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں

ہندوستان کی بیچینی۔ سلطنت برطانیہ خود ایک چھوٹی سی دُنیا ہو جسمیں بہت سی قومیں آباد ہیں لیکن ان تمام کے مقابلہ پر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے اور یہی وجہ ہو کہ بعض اوقات برطانیہ کو ایک مسلمان حکومت کہا جاتا ہو علاوہ ازیں برطانیہ ایک عیسائی حکومت بھی ہو۔ یہ دونوں مذاہب خدا کے ماننے والے ہیں اور دونوں کا یکساں ایمان ہو کہ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے عاجزی اختیار کرنا انسان کا فرض ہو۔ جو لوگ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اگر انہیں بھی یہی خیال ہو تو اب بھی امن قائم ہوسکتا ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ نے اپنی تصنیف The House Divided میں اسی خیال کو ظاہر کیا ہے۔ اور اسمیں ہندوستان کی موجودہ بدامنی کے اسباب کو نہایت وضاحت اور قابلیت سے بیان کیا ہے۔ آپ کی رائے میں ہندوستان کی حالت ابھی تک لاعلاج نہیں ہوگئی۔ لاعلمی اور کم فہمی کے سبب یہ تمام مشکلات رُونما ہوئی ہیں جہالت کے سبب دو قوموں کے مابین بیگانگت پیدا ہوگئی ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ برطانیہ نے ہندوستان کی طرف سے بے اعتنائی اختیار کررکھی ہو۔ اور برطانیہ کے متعلق ہندوستان کے دل میں شبہات پیدا ہوگئے ہیں۔ صرف ایکدوسرے کو سمجھنے سے ہی ہمدردی اور

ایکدوسرے کی خیرخواہی پیدا ہو سکتی ہو خواجہ صاحب نے اس امر پر اظہار تاسف کیا ہے
کہ انگلستان کے اخباروں میں ہندوستان کے معاملات اور نکتہ نگاہ کو مطلق کوئی
اہمیت نہیں دیجاتی۔ اگر اخباروں میں اِن کا چرچا ہو تو بہت فوائد حاصل ہو سکتے
ہیں یہ مشرق قریب کے معاملات کو لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ اسلام اور عیسائیت کے
درمیان رسہ کشی ہو رہی ہو۔ درحقیقت یہ ایک غلط خیال جم گیا ہو بعض لوگ جنہیں
مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں پڑا۔ وہ جب کبھی مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں تو اپنے
تئیں کسی گزشتہ صدی کا صلیبی جنگجو تصور کرتے ہیں جو صلاح الدین کو
تباہ کرنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہے۔ یہ سب لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اسلام کو
عیسائیوں سے کوئی دشمنی نہیں۔ اور حضرت مسیح کے پیرووں کو مسلمانوں
سے نفرت نہیں ہونی چاہئے یمصنف نے ایک سچے مسلمان اور عیسائیوں
کے خیرخواہ کی حیثیت میں ان خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ جو ہندوستان اور سلطنت
برطانیہ کا ایک باشندہ اور شہنشاہ معظم کی وفادار رعایا میں سے ہے۔ اور جسے
اپنے ملک اور قوم کی ترقی کا یقین ہو۔ آپ کی نیک نیتی کے متعلق شک و شبہ
کی گنجائش نہیں یسلطنت کے مختلف حصے محض اس لئے ایکدوسرے سے جدا ہو رہے
ہیں۔ کہ ان کے درمیان غلط فہمی پھیلی ہوئی ہو۔ اور وہ مذہب کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھتے
جس تاریکی میں ہندوستانی اور اہل انگلستان بھٹک رہے ہیں۔ آپ نے اسے رفع کرنے
کی بہت کوشش کی ہو۔ اور اس تصنیف میں نہ صرف یہ بتایا ہو کہ ہندوستان کس
حد تک انقلاب پسند ہو گیا ہو۔ اور سکھ جیسی وفادار قوم اس بدامنی میں برطانیہ کے
خلاف برسرپیکار نظر آتی ہو بلکہ قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت کیا ہے
کہ اسلام اور عیسائیت جسے حضرت مسیح نے تعلیم کیا وہ ایک ہی درخت کی مختلف
شاخیں ہیں۔ اس تصنیف کے ایکسو پچاس صفحات میں ان تمام بیماریوں کی
نہایت غور سے تشخیص کی گئی ہو جو انگلستان اور ہندوستان کو لاحق ہیں۔ اور ان خطرات
کو ظاہر کیا ہو جو ترکوں کے خلاف متعصبانہ خیالات کی اشاعت سے پیدا ہو رہے ہیں

خلافت کا مسئلہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور انگلستان کا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں اگر نئے خلیفہ کا تقرر قرآن کریم کے مطابق ہو تو مسلمانوں کی نظروں میں اسکی وہی عظمت ہوگی جو گذشتہ سلاطین کی ہوا کرتی تھی۔ خواجہ صاحب کو کامل یقین ہے کہ برطانیہ نے ابھی انصاف کو ترک نہیں کر دیا۔ اور اس کتاب میں مشرق قریب اور ہندوستان کے مسائل کو اہل انگلستان کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کیا وہ ایشیائے کوچک اور اہل ہندوستان کو بھی اس طرف مائل کرینگے۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات سے ہمیں بتایا ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیوں سے کوئی دشمنی نہیں کیونکہ وہ بھی حضرت مسیح کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ کیا اب وہ مسلمانوں کی توجہ ان آیات کی طرف مبذول کرینگے جو دغا بازی اور جھوٹ سے منع فرماتی ہیں۔ اور نفاد کے ناجائز استعمال سے روکتی ہے۔ اور جنمیں نیکی وفاداری اور ایفائے عہد کی تعلیم موجود ہے۔ صرف ہماری کوششوں سے ہی اسلام کے ساتھ رشتۂ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دوسری جانب سے بھی اسکی خواہش موجود نہ ہو۔ اگر مسجد ووکنگ کا امام اسی قدر کوششیں اہل مغرب کے خیالات کو مشرقی اقوام تک پہنچانے کی طرف صرف کرے تو بہت سی مشکلات دور ہو کر یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ بہت سے دقیق مسائل کو جس خوبی سے حل کیا ہے۔ اور آپ کی اعتدال پسندی پر ہم آپ کو مبارکباد دیتے +

دی ناٹنگھم گارڈین مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۲ء

حضرت خواجہ صاحب کی اس جدید تصنیف The House Divided کے چند اوراق کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرام کیا جاتا ہے +

برطانیہ کے حقیقی جذبات کے متعلق ہندوستان کی غلط فہمی کا اندازہ لگا لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ انگلستان میں ایک ایسی بدروح موجود ہے جو مشرق قریب کے متعلق صحیح معلومات کو تاریکی میں رکھنے اور غلط بیانات شائع کرنے میں نہایت

مستعدی کا اظہار کرتی ہے۔ اور اہل انگلستان کی رائے کو تبدیل کرنے میں ہر ممکن طریق سے کام لیا جاتا ہے۔ اخباروں اور مشہور و معروف رسالوں میں وحشیانہ مظالم اور دردناک خونریزیوں کے متعلق فرضی حکایات درج کیجاتی ہیں۔ انکی اہمیت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرے روز ان کی تردید بھی ہو جاتی ہے۔ ایکدن ہر ایک اخبار میں یہی چرچا تھا۔ کہ فتحمند ترک سمرنا کے ایک زنانہ سکول سے ایک سو لڑکیوں کو بھگا کر لے گئے۔ اور انہیں جبراً حرم میں داخل کر لیا کیونکہ ان کے لئے یہی رحم دلانہ سزا تجویز کیجا سکتی تھی۔ وہاں ان سے جو سلوک بیان کیا جاتا ہے۔ اسے سنکر ہر ایک مہذب انسان خواہ وہ انگریز ہو یا ترک جوش میں آجاتا ہے۔ ایتھنز میں ان سو لڑکیوں کے صحیح و سلامت پہنچنے کے متعلق دوسرے روز ہی سرکاری اطلاع موصول ہوتی ہے۔ جسے بہت کم اخبار شائع کرنے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ مالٹا سے ایک شخص سمرنا میں کمالی افواج کی زیادتیوں کے چشمدید حالات کے متعلق رپورٹ بھیجتا ہے جسمیں ترکوں کو موردِ الزام ٹھیرایا جاتا ہے۔ اگر قارئین غور سے دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو شخص ان واقعات کو بچشم خود ملاحظہ کرنے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اس کے لئے سمرنا سے مالٹا تک سفر کر کے اس معین تاریخ پر اپنی رپورٹ شائع کرنا ایک ناممکن امر ہے۔ ۱۴۔ اکتوبر کو جب اس کے متعلق تمام واقعات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئے تو اس پر بھی مسٹر لائڈ جارج نے مانچسٹر کی تقریر میں ترکوں پر یہ الزام لگایا کہ وہ اپنے ہی مشہور و معروف شہر سمرنا کی بربادی کے خود ذمہ وار ہیں۔ اور تمام خونریزیوں اور تاخت و تاراج کے واقعات کو مسلمہ امور سمجھ کر انکی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ گذشتہ چند ہفتوں میں ان کا محض نئے سرے سے دہرانا پایہ کو پہنچ چکا تھا۔ دراصل جن فرضی کہانیوں سے ترکوں پر الزام لگائے جاتے ہیں۔ وہ عوام کے دل پر ایک گہرا اثر پیدا کر دیتی ہیں۔ بعد میں جب انہی واقعات کی تردید شائع ہوتی ہے۔ تو وہ اسکی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ انسانی دماغ کی یہی حالت ہے مسٹر ٹی۔ پی

اوکانر نے گذشتہ سال دس ہزار بیگناہ یونانیوں کے قتل عام کے واقعہ سے دارالعوام میں جوش کی ایک لہر دوڑا دی۔ لیکن بعد میں ظاہر ہو گیا۔ کہ یونانیوں نے یہ غلط افواہ تھریس اور اناطولیہ میں اپنے مظالم پر پردہ پوشی کرنے کی غرض سے مشہور کر دی تھی۔ تحقیق کرنے کے بعد ان مظالم کی تصدیق ہو گئی۔ غلط بیانات کی بنا پر جو لوگ افواہیں مشہور کرتے ہیں۔ انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ میرا مدعا یہ نہیں کہ میں اپنے ہم مذہبوں کو تمام گناہوں سے جو ان سے سرزد ہوئے ہیں۔ بری الذمہ قرار دوں۔ میں ان بے بنیاد افواہوں پر اظہار تاسف کرتا ہوں۔ جن کے ذریعہ صحیح علم کو قوم سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ میں اس معاملہ کو حقیر نہیں سمجھتا۔ اب حالت ایسی نازک ہو گئی ہے۔ کہ نئی وزارت میں کوئی غیر معمولی قابلیت کا مدبر ہی اسے سنبھال سکتا ہے۔ جیسا میں انڈیا اِن دی بیلنس میں بیان کر چکا ہوں۔ لوگ مشرق قریب کے تمام معاملات کو اسلام اور عیسائیت کے درمیان ایک رسہ کشی تصور کرنے لگ گئے ہیں۔ ایک طرف تو سلطنت برطانیہ کو سب سے بڑی مسلم طاقت ہونے کا دعویٰ ہے جس کی حکومت میں مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس کے برعکس برطانیہ کے گذشتہ وزراء کے رویہ نے لاعلم اور سادہ لوح طبقہ کو یہ یقین دلا دیا ہے کہ ہر جگہ عیسائیت کی حمایت اور عیسائیوں کی حفاظت برطانیہ کا مقدس مشن ہے۔ یہاں تک کہ ایتھنز سے انگلستان کو بذریعہ تار خبر دی جاتی ہے کہ عیسائیوں کی حفاظت کرو۔ اور یونانیوں کو اس اجل سے بچاؤ۔ جو ان کی تاک میں بیٹھی ہے سابق وزیراعظم نے اپنی مانچسٹر کی منحوس تقریر میں اس فتنہ کو کم کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ گذشتہ واقعات کو چھوڑ کر اس نازک حالت میں ایسے جذبات کے اظہار سے لوگوں کو غلط راہ پر لگانے کی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ ایک لمحہ کیلئے غور کرو۔ کہ انگلستان اور دنیائے اسلام کے مابین دوستانہ تعلقات قائم ہونے اشد ضروری ہیں۔ ہندوستان میں آٹھ کروڑ مسلمان ہیں۔ اور ان سے تین گنا زیادہ

ہندو آبادی ان کے جذبات اور مطالبات کو جائز تصور کرتے ہوئے ان کی حمایت پر آمادہ ہے۔ ملایا کی مسلم آبادی تین کروڑ کے قریب ہے۔ مشرقی مغربی اور جنوبی افریقہ میں بھی بہت سے مسلمان آباد ہیں۔ عراق عرب فلسطین حجاز اسلامی ممالک ہیں اس تعداد میں ان مسلمانوں کو بھی شامل کر لو۔ جو برطانیہ کی نو آبادیوں میں رہتے ہیں۔ یقیناً اب ایک ایسی حکمت عملی اختیار کرنے کا وقت آ گیا ہے جو انصاف پر مبنی ہوتا۔ کہ اسے قبول کیا جا سکے میں نے نہایت رنج اور خوف سے ان واقعات کی ترقی کو دیکھا ہے۔ جن سے برطانیہ کو ایک خطرۂ عظیم لاحق ہو گیا ہے۔ جبکہ تمام مسلم دنیا تھریس اور اناطولیہ میں یونانی مظالم اور خونریزیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہی تھی۔ تو اس وقت انگلستان کے لوگوں کو ان بدقسمت مسلمانوں کی ہلاکت کا کوئی خیال نہ تھا۔ بلکہ یونانیوں پر ترکوں کے مظالم کی بے بنیاد افواہوں سے ان کے دلوں کو متعصب بنایا جا رہا تھا۔ بالفاظ دیگر سلطنت میں رعایا کا نصف حصہ عیسائیوں کی مذمت میں لگایا ہوا تھا۔ اور دوسرا مسلمانوں کے خلاف زہر اُگل رہا تھا۔ اگر برطانیہ کی رعایا میں ان دو جماعتوں کے تعلقات روز بروز اسی طرح کشیدہ ہوتے گئے۔ اور عیسائیت اور اسلام میں نفرت بڑھتی گئی تو جو نتائج پیدا ہونگے۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اور محتاج بیان نہیں لیکن حالت اس کے عین برعکس ہونی چاہیئے۔ اسلام کو حضرت مسیح کے پیروؤں سے کوئی عناد نہیں آپ کی تعلیم تو یہ تھی۔ کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرو۔ گو اب تک اس تعلیم پر عمل نہیں ہوا عیسائی اگر اپنے آقا کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں مسلمانوں سے کوئی نفرت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ عیسائیت اور اسلام ایک ہی ماخذ سے نکلے ہیں۔ اور اگر دونوں مذاہب کے پیروؤں میں سے ہر ایک اپنے آقا کے احکام کی فرمانبرداری میں لگ جائے تو امور سلطنت میں یہ مسئلہ جس کا تصفیہ بہت مشکل ثابت ہوا ہے آسانی سے حل ہو جائیگا۔ اس معاملہ میں ڈپلومیسی اور حکمت عملی کو دخل دینے سے کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ لوگ ڈپلومیسی کو دھوکہ بازی کے مترادف سمجھنے لگ گئے۔ اگر وہ ایسا

خیال کریں تو حق بجانب ہیں۔ جبکہ انگلستان کی بعض جماعتوں میں (جو درحقیقت قوم کی نمائندگی نہیں کرتیں۔ گو بیرونی ممالک میں انہی کو قوم کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے) ترکی فتوحات کو کم وقعت ظاہر کرنے کی ہر ممکن کوشش کیجاتی ہے۔ اور میدان جنگ میں ترکوں نے بہادری اور شرافت کے سبب جو نام شروع سے پیدا کیا ہے۔ اس پر دھبہ لگانے کیلئے بہت جدوجہد ہوتی ہے۔ ہندوستان کی تمام مسجدوں میں دعائیں مانگی گئیں۔ اور کثیر مجمعوں نے اکٹھے ہو کر نہایت عاجزی سے ان فتوحات پر جو انہیں اپنے ترک بھائیوں کی وجہ سے حاصل ہوئیں بارگاہ ایزدی میں اپنا شکرانہ ادا کیا۔ ایک خاندان جسمیں باہمی پھوٹ ہو قائم نہیں رہ سکتا۔ تو کیا ایک سلطنت میں امن رہ سکتا ہے، جبکہ مذہبی اور قومی منافرت اسمیں نہایت شدت کے ساتھ موجود ہو۔ اور خاص کر اس حالت میں جبکہ غیر انگریزی اقوام کو علم ہو گیا ہو۔ کہ وزارت کا ایک حصہ ان کی مخالفت پر اڑا رہیگا۔ چالاک یونانی سلطنت برطانیہ کی کمزوری کو خوب جانتے تھے۔ اسلئے وہ یہی پیغام بھیجتے رہے۔ کہ عیسائی قوم کو بچاؤ عیسائیت کی حفاظت کرو۔ اور انہیں یقین تھا۔ کہ برطانیہ اس آواز کو سنیگا۔ بعض اوقات ہم سوچتے ہیں کہ کیا یونانی واقعی عیسائی ہیں۔ اور ان قلیل التعداد عیسائی اقوام کو جن کا اسقدر چرچا ہے امن کے شہزادہ سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ خیر جو کچھ بھی ہو انہیں اپنی مطلب براری کا ڈھنگ خوب یاد ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے۔ کہ بنی نوع انسان کے نام سے کیوں اپیل نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہوگا انہیں تجربہ نے بتا دیا ہے کہ برطانیہ کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنا ہی ان کے لئے سودمند ہے۔ ان معاملات نے حالات کو اور بھی نازک بنا دیا ہے۔ دنیائے اسلام بہت پس و پیش کے بعد اب یقین کرنے لگ گئی ہے۔ کہ جنگ دراصل عیسائیت اور اسلام کے درمیان ہے۔ اور انگلستان عیسائیت کی حمایت پر کمربستہ ہے۔ انگلستان کے مدبرین پر اب یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی حکمت عملی کے ذریعہ اسے غلط ثابت کریں۔ انگلستان اس وقت میزان میں ہے۔ اس کا امتحان ہو رہا ہے۔ اسے خیال ہونا چاہئے کہ وہ نااہل ثابت نہ ہو۔ مسٹر شارٹ سابق ہوم سکرٹری نے مورخہ ۶ ستمبر کو گورنمنٹ کی

طرف سے کہا کہ برطانیہ نے اپنے طرز عمل سے اپنی مسلم رعایا کے حقوق کی نگہداشت کی ہے اور حکومت کے مقاصد کے متعلق غلط بیانی کی وجہ سے یہ موجودہ خطرناک حالت پیدا ہوگئی ہے۔ اور دشمن نے شرارت سے ہمارے خلاف یہ پروپیگنڈا پھیلایا ہے۔ کیا واقعی یہ سچ ہے۔ اس تصنیف سے میرا یہ مقصد ہے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کے دل میں جو خیالات موجزن ہیں انہیں ظاہر کروں۔ اور شبہات اور فرضی امور کو چھوڑ کر ان وجوہات کو بیان کروں جو ان خیالات کے پیدا کرنے میں ممد ہوئے۔ اس کے بعد میں سوال کروں گا کہ آیا دشمن نے انہیں پیدا کر دیا ہے +

قلیل التعداد عیسائی اقوام

قلیل التعداد عیسائی اقوام کا مسئلہ اور ان کی حفاظت کا سوال کئی سالوں سے مدبرین یورپ کی زبان پر ہے۔ اور اس کا چرچا اخبار ہی دنیا میں بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ ایسا نیک خیال ہے کہ ایک مسلمان جو اپنے مذہبی اصولوں کی سچائی کا قائل ہے کبھی اس کی مخالفت نہیں کریگا۔ اگر اس کا مقصد ان قلیل التعداد عیسائی اقوام کی حمایت کرنا ہے جن پر ترک یا دیگر غیر عیسائی اقوام صرف عیسائی ہونے کی وجہ سے ظلم کرتی ہیں۔ تو مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ ان کی حفاظت کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو ہتھیار اٹھائیں۔ ایک مسلمان کا مذہب اس پر یہ فرض عائد کرتا ہے۔ اور تمام مقدس کتب میں صرف قرآن کریم ہی مذہبی آزادی کی خاطر تلوار اٹھانے کا حکم دیتا ہے۔ اگر مذہب کی آڑ میں دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنے کی خواہش ہو تو وہ دیگر معاملہ ہے۔ کیا یہ قلیل التعداد عیسائی اقوام ترکوں کی حکومت میں رہکر انہی کے خلاف دیگر عیسائی سلطنتوں سے سازشیں کر سکتی ہیں۔ کیا یہ بغاوت نہیں۔ کیا ان اقوام کی حفاظت عیسائیت کی حفاظت کے مترادف ہو سکتی ہے۔ یا انہیں بغاوت پر آمادہ کرنا ہے۔ ارمنی اور یونانی ترکی کی رعایا تھے۔ لیکن جنگ یورپ میں یہ ان سلطنتوں کی امداد کرتے رہے جو ترکی کے خلاف جنگ کر رہی تھیں۔ تم نے روجر کیسمنٹ کو بلا چون وچرا پھانسی پر لٹکا دیا۔ لیکن جب ترک اسی جرم کے عوض یہ سزا دیتے ہیں تو تم انہیں جلاد اور قاتل کا خطاب دیتے ہو۔ ہندوستان اور

مشرق میں قلیل التعداد عیسائی اقوام کے پروپیگنڈا کو اسی نکتۂ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور بدقسمتی سے واقعات اسکی صداقت پر شاہد ہیں مسلم دنیا عیسائی اقوام کی حفاظت کے خیال کو محض باطل سمجھتی ہے۔ اور اسے ٹرکی کے ملکی معاملات میں بیرونی مداخلت کیلئے ایک بہانہ تصور کرتی ہے۔ تاکہ اس طریق سے دباؤ ڈال کر ٹرکی کے خلاف اعلان جنگ کیلئے ایک حیلہ ڈھونڈا جائے۔ اگر ان حکایات کا مقصد جیسا کہ دنیا پر ظاہر کیا جاتا ہے بنی نوع انسان کی خدمت ہی ہوتی تو مسٹر لائڈ جارج کی حکومت تھریس اور اناطولیہ میں یونانی مظالم کو اس اطمینان سے نہ دیکھ سکتی۔ کیا ترک بنی نوع انسان میں سے نہیں جن کے نام سے یونانیوں اور ارمنوں کی حفاظت کیلئے آواز بلند کی جاتی۔ اسلام کی طرح ہی عیسائیت بھی نسل انسانی کی خدمت کا ہی ایک دوسرا نام ہے اور اس معاملہ میں ایک مسلمان اور عیسائی کے درمیان کوئی مخالفت نہیں ہونی چاہئے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ مسلمان نسل انسانی کی خدمت کے دعاوی میں نیک نیتی کا اظہار نہیں دیکھتے۔ اور ان کا یہ خیال بلاوجہ نہیں۔ جب ترکوں کو محکوم بنانے اور تباہ کرنے کا سوال ہوتا ہے۔ تو وہ مدبرین جو قلیل التعداد عیسائی اقوام کی طرف سے نسل انسانی کی حمایت کے مدعی ہوتے ہیں۔ یہ کسی ہمدردی کا اظہار نہیں کرتے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کا مقصد خدمت خلق اللہ کی بجائے کچھ اور ہے۔ ایک عیسائی حکومت اگر کسی قوم کی تباہی کو اطمینان سے دیکھتی ہے تو وہ عیسائی حکومت کہلانے کی مستحق نہیں لیکن بدقسمتی سے مسٹر لائڈ جارج اور ان کے رفقاء نے ایسا ہی کیا۔ تھریس اور اناطولیہ میں یونانی قبضہ کے بعد جو واقعات رونما ہوئے ان کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کرنا ان کیلئے کوئی قابل فخر بات نہ تھی۔ ان افسوسناک واقعات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ مشرق میں عام طور پر اور اسلامی ممالک میں خصوصاً لوگوں کو یقین ہو گیا ہے کہ قلیل التعداد عیسائی اقوام کا سوال حکومت ٹرکی کو کمزور کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ اور اپنا تسلط جمانے اور علمبرداریاں قائم کرنے کے لئے ایک حیلہ جوئی

ہے۔ عہد نامہ سیورز کی شرائط پر غور کرنے سے اس خیال کو اور بھی تقویت ہوتی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ ترکوں کی حکومت میں غیر مسلم اقوام کو مذہبی آزادی حاصل نہیں۔ اگر واقعی ایسا ہی تو بروئے قرآن ترکوں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ رعایا کے مذہبی معاملات میں دخل دینا اور ان کی آزادی سلب کرنا اسلامی اصولوں کے منافی ہے ترکوں کے خلاف اگر یہ الزام پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو اسلامی دنیا کی ہمدردی اُن سے منقطع ہو جائیگی لیکن واقعات اس الزام کو محض بے بنیاد ثابت کر رہے ہیں اسلئے مسلمان اس پر کان نہیں دھرتے سپین اور سسلی کے واقعات دیرینہ حکایات ہیں وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلم آبادی کا جو حشر ہوا۔ اس کے اعادہ کی یہاں حاجت نہیں لیکن صدیوں کی اسلامی حکومت کے بعد قلیل التعداد عیسائی اقوام آج بھی عیسائی ہیں سالونیکا کی مثال زمانہ حال سے تعلق رکھتی ہے۔ وہاں آبادی میں مسلمانوں کی کثرت تھی لیکن اب وہ کہاں ہیں۔ اس کے برعکس آرمینیا اور بلقان کی ریاستوں کا وجود ان تمام الزامات کی تردید کرتا ہے جو ترکوں کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جو اقوام یہاں رہتی ہیں۔ وہ اس امر کا زندہ ثبوت ہیں کہ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کی زندگی ہر طرح محفوظ ہے۔ ہندوستان کی مثال پر غور کر لو۔ ایک ہزار سال کی اسلامی حکومت کے بعد ہمیں کیا دکھائی دیتا ہے .... ہی کی کل آبادی میں سے دو تہائی سے زیادہ حصہ آج تک غیر مسلم ہے۔ اور جو آٹھ کروڑ مسلمان ہیں وہ بھی ان لوگوں کی اولادیں ہیں جو باہر سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے۔ ان میں عرب پٹھان مغل سیّد اور بلوچ شامل ہیں۔ تبلیغ کے ذریعہ جو لوگ مسلمان ہوئے وہ بہت کم ہے۔ یہ تاریخی واقعات ہیں۔ اور اس نتیجہ پر پہنچنے کیلئے کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں کہ اسلام نے جہاں کہیں قدم رکھا ہے وہاں کے باشندوں کی زندگی کو کبھی معرض خطر میں نہیں ڈالا۔ اور غیر مسلموں کی بہبودی کے لئے ہمیشہ سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ آیات قرآنی کے مفہوم کو توڑ موڑ کر اپنا مقصد نکال لینا اور اسلام کی تعلیمات پر نکتہ چینی کرنا دشمنان اسلام کا خاصہ رہا ہے مسلمان بھی اب اس حقیقت کو سمجھنے لگ گئے ہیں سابق وزیر اعظم نے اپنی

مانچسٹر کی تقریر میں کہا کہ خدا نے مجھے ایک تلوار عطا کی ہے۔ اور جب تک اس نے مجھے طاقت دے رکھی ہے میں اسے عیسائیوں کی حفاظت میں چلاؤں گا۔ جنگ سے لوگ بہت تنگ آ گئے ہیں۔ اور وزیر اعظم کے ان الفاظ سے اخباروں میں ایک بحث چھڑ گئی بعض تلوار چلانے کی بجائے انہیں چوگان تھماتے ہوئے ظاہر کرنا چاہتے ہیں لیکن میں اس خیال کو ظاہر کرنے کی جرات کرتا ہوں۔ کہ بعض اوقات بنی نوع انسان کی ہمدردی کا فرض تلوار کو نیام میں ڈالنے سے ہی ادا ہو سکتا ہے۔ انصاف کا یہ تقاضا نہیں۔ کہ ہم ایک قوم پر تشدد اور ظلم ہوتا دیکھیں اور انکی مذہبی آزادی کو معرض خطر میں پا کر نہایت اطمینان سے علیحدہ کھڑے رہیں۔ حضرت مسیحؑ جیسے رحمدل انسان کو بھی کہنا پڑا۔ کہ وہ دنیا میں تلوار اور آگ پھیلانے آئے ہیں بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ ان میں جنگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیا حضرت مسیح بغیر ہتھیار اُٹھائے ایک مظلوم قوم کے مصائب کو دیکھ سکتے تھے۔ اگر آپ کو اتنی مہلت ملتی تو آپ ضرور جنگ کرتے۔ نبی کریم صلعم نے ان حالات میں جنگ کرنے کی اجازت دی ہے اور یہ فرما کر کہ تلوار کے سایہ میں بہشت ہے" اسے ایک نیکی قرار دیا۔ اسلام کو ایک مدت سے تلوار کا مذہب کہہ کر بدنام کیا جا رہا ہے لیکن یہ گذشتہ زمانوں کی باتیں ہیں۔ جنگ یورپ کے دوران میں خود انگلیں کلیسیا نے جنگ کو حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ گو ایک راقم نے اسلامک ریویو میں ظاہر کر دیا تھا۔ کہ بشپ اوف لندن اور چیمسفورڈ اپنی جنگ کی تقریروں میں حضرت مسیح کی پیروی کرنے کی بجائے نبی کریم صلعم کے نقش قدم پر چلے ہیں پس مظلوم عیسائیوں کی حمایت میں تلوار اٹھانے کیلئے مسلمانوں کو مسٹر لائیڈ جارج سے کلی اتفاق ہے۔ اگر مذہبی عقاید کی وجہ سے کسی مسلم یا غیر مسلم قوم پر تشدد ہوتا ہے۔ تو اسکی حفاظت میں تلوار اٹھانا ہمارا ایک مذہبی فرض ہے پس ہم سابق وزیر اعظم کے اس خیال کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کیلئے ہر طرح اُن کی امداد کیلئے تیار ہیں لیکن اس مقصد کے حصول میں جو طریق انکی گورنمنٹ نے استعمال کیئے۔ وہ بہت ہی نامناسب تھے۔ یہ ممکن ہے کہ اس معاملہ میں

حضرت مسیح کی تعلیمات نے انکی کوئی راہنمائی نہ کی ہو۔ اناجیل کے قارئین کو تلوار اٹھانے کے متعلق جو متضاد تعلیمات نظر آتی ہیں۔ وہ ایک مسلم کی نگاہ میں حقیقت پر مبنی ہیں۔ حالات کے مطابق مختلف طریق پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور جو امر ایک خاص موقعہ پر قابل اعتراض خیال کیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حالت میں اسی پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کے الفاظ میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دراصل یہ احکام مختلف حالات کے مطابق ہیں۔ جن کی تشریح کرنے کی آپ کو مہلت نہ ملی۔ اسلئے آپ نے ایک دوسرے معلم کا وعدہ دیا۔ جو مسلمانوں کے مطابق حضرت نبی کریم صلعم کی ذات بابرکات میں پورا ہوا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے اس اہم شعبہ پر روشنی ڈالی۔ اور اپنے قول و فعل سے ظاہر کر دیا کہ کن حالات میں خداوند تعالیٰ کے ایک بیٹے کو دنیا میں تلوار اور آگ پھیلانی چاہئے۔ اور کس وقت اسے اپنے دشمنوں سے بھی محبت کا سلوک کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح کے الفاظ کو قرآن کریم کی روشنی میں پڑھو تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان میں حقیقت کا اظہار ہے۔ ورنہ وہ ناقابل عمل اور متضاد معلوم ہوتے ہیں۔ پادری لوگ بھی اکثر ان کے صحیح مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اور انہیں محض سیاسی امور تصور کرتے ہیں لیکن ایک مسلمان انہیں ایسا نہیں سمجھتا۔ اسکے نزدیک دراصل یہی تعلیمات قابل عمل اور قابل فہم ہیں۔ اس جگہ مسلمانوں کے جنگی اخلاق کا ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا۔ مسٹر بونر لا نے جو نئے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ صلح کی پالیسی پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سب کو ان کا شکرگزار ہونا چاہئے لیکن کوئی شخص پیشگوئی نہیں کر سکتا۔ کہ کس وقت بنی نوع پر ایک نئے جنگ کی مصیبت ٹوٹ پڑیگی۔ اگر مسٹر لائڈ جارج خود نہیں تو کوئی آئندہ کا لائڈ جارج شاید ان الفاظ میں اپنے لئے کوئی اشارہ دیکھے۔ اگر ایک عیسائی سلطنت عیسائیوں کی حمایت میں تلوار اٹھائے تو ایک مسلمان قرآن کریم کے ان اصولوں کی رو سے جو ذیل میں درج ہیں اسکی امداد پر کھڑا ہو جائیگا۔ گو اسے ایک مسلم طاقت سے ہی کیوں نہ مقابلہ کرنا پڑے بعض حالات

بس قرآن کریم جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ سب سے پہلے مذہب کے لئے اسے جائز قرار دیا ہے یہاں مذہب سے صرف اسلام ہی مراد نہیں۔ جب کوئی عبادت کی جگہ خطرہ میں ہو۔ چاہے وہ عیسائیوں کی ہو۔ یہودیوں ہندوؤں بدھ والوں مسلمانوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتی ہو تو ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اسے بچانے کیلئے اپنا خون بہا دے +

اُذن للذین یقٰتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز (ترجمہ) جن پر حملہ ہو انہیں جنگ کرنے کی اجازت ہے۔ اسلئے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ مظلوم لوگ جو صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے۔ اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹواتا رہتا تو صومعے اور گرجے اور یہودیوں کے عبادتخانے اور مسجدیں جنمیں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔ اور جو اللہ کیلئے مدد کریگا۔ اللہ بھی ضرور اسکی مدد کریگا۔ یقیناً اللہ زبردست اور غالب ہے +

ارکان اسلام

ذیل میں اس لیکچر کا ترجمہ ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مورخہ ۱۱ جنوری کو مسلم پریئر ہوس
(لندن میں ایک ایٹ ہوم کے موقعہ پر دیا+)

اسلام جو احکام الٰہی کی فرمانبرداری کا مذہب ہے۔ اسے کوئی ایسا ضابطہ قانون تصور نہیں کرنا چاہئے۔ جس اور اک انسانی کو دخل نہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری راہنمائی کے لئے چند ایک غیر متبدل اصول ہوتے ہیں۔ اس زندگی کے ہر قدم پر ہمارے سامنے دو راہیں ہوتی ہیں۔ جن کے انتخاب پر ہمارے آئندہ رنج و راحت کا دارومدار ہوتا ہے۔ اگر سنگ راہ اور دیگر نشانات سفر میں امداد دیتے ہیں۔ تو کیا زندگی کے سفر کو ختم کرنے کے لئے ہم اسی قسم کی ہدایات کے محتاج نہیں۔ انسانی تجربہ اور علم جو تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے ہمارے قوانین بھی تجربہ کا ہی نتیجہ ہیں لیکن انسان اپنے علم اور مشاہدہ سے ان امور کو دریافت نہیں کرسکتا۔ جن کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں۔ اس کے علاوہ اگر تمام انسانی کوششوں کا مقصد ان قویٰ عالیہ کی ترقی ہے۔ جو ایک انسان اور حیوان میں تفریق پیدا کرتے ہیں تو یہ ایک حقیقت ہے کہ جو کچھ ہمیں انسانی تجربے سے حاصل ہوا ہے وہ بہت حد تک محض بہیمیت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اور انسان کے مکتوبات میں ایسا حصہ بہت کم ہے جو ہمارے پوشیدہ قویٰ کے اظہار میں ممد ہو سکے۔ کیا ہم خداوند تعالےٰ سے ہدایت کی توقع نہ کریں جس نے ہماری فطرت میں ترقی کیلئے استعداد رکھ دی ہے۔ قرآن کریم ہماری زندگی کے متعلق کوئی پُر تکلف آئین بندی نہیں کرتا۔ بلکہ اس نے چند وسیع اصول بیان کر دیئے ہیں جنہیں انسان کو اپنے فہم سے کام لینے کی بھی گنجائش موجود ہے۔ قدم قدم پر اس کتاب نے ہمارے لئے دو مختلف راہیں ظاہر کر دی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ وھدینٰہ النجدین

(اور اسکو نیکی اور بدی کے دونوں راستے بھی دکھا دیئے) +

ان الفاظ میں خداوند تعالیٰ کے اٹل قوانین کی طرف اشارہ ہے۔ کیا ہماری سائنٹیفک تحقیقات نے اس سچائی کو ظاہر نہیں کر دیا۔ ہماری تمام ایجادیں جو سائنس سے تعلق رکھتی ہیں۔ در اصل ان سے بھی ہمیں چند غیر متبدل قوانین کا علم ہوتا ہے لیکن ان قوانین کا استعمال ہم اپنی سمجھ کے مطابق کرتے ہیں۔ اور اپنی عملی زندگی میں انہیں ملحوظ رکھنے سے ہمیں بیشمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جو کچھ اس مادی حالت کے متعلق صحیح ہو وہی اخلاقیات اور روحانیات کے عالم میں بھی درست ہے۔ علم ریاضی کے عمل میں پہلے ہم چند اصولوں کو صحیح مان لیتے ہیں۔ گو بظاہر وہ صحیح معلوم نہیں ہوتے لیکن ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور آخر میں ہم انہی اصولوں کو صحیح پاتے ہیں۔ کیا ہمیں اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی میں ان اصولوں کی ضرورت نہیں۔ اگر ہے تو قرآن کریم نے ہمیں ایسے اصول بتائے ہیں۔ اس نے چند حدود مقرر کردی ہیں۔ اور ہماری راہنمائی کیلئے نشان رکھ دیئے ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ ہمنے کرنا ہو۔ وہ اپنی کوشش سے ہی کرنا ہو۔ یہ کتاب فہم و ادراک کا صحیح استعمال سکھاتی ہیں۔ اور ہمیں ہر قسم کی غلطیوں اور ٹھوکروں سے محفوظ رکھتی ہو۔ ایک دانشمند کے طریق سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ بعض مشنری جنہیں اپنی کتاب میں کوئی ہدایت نہیں ملتی۔ وہ اس نقص کو ایک خوبی کے رنگ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور قرآن کریم پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ اس کے قوانین نے انسان کی آزادی رائے اور خود مختاری میں رخنہ اندازی کی ہو۔ کاش وہ دیگر شعبہائے زندگی میں بھی اس خود مختاری اور آزادی رائے پر عمل کر سکتے۔ ٹھوکروں سے بچنے کیلئے ایک مقررشدہ راہ پر چلنا ضروری ہو۔ اور ہماری تادیب و تربیت اور فرمانبرداری قوانین کا میلان پیدا کرنے کیلئے چند ایسی مشقوں پر عمل کرنا لازمی ہو جو ہمیں گناہ کے ارتکاب سے باز رکھیں۔ ایسی فطرت پیدا کرنے کا بہترین طریق یہی ہو۔ کہ ہم ان چیزوں کو ترک کرنا سیکھیں جو ہمارے قبضہ میں ہیں۔ کیونکہ دوسروں کی اشیاء کو حاصل کرنے کا خیال

ہی ہمیں گناہ کی ترغیب دلاتا ہے۔ مثلاً مجھے روپے کی ضرورت ہے۔ اسے دوسروں سے ناجائز طریق پر حاصل کرنا گناہ کا موجب ہوگا۔ لیکن اگر میں اپنے روپے کو خیرات میں دینے کا عادی ہوں تو میں ہرگز لوگوں سے روپیہ نہیں لوٹوں گا۔ اس طرح کھانا پینا اور دیگر نفسانی خواہشات تمام انسانی جدوجہد کی محرک ہوتی ہیں اگر ہم غلط راہ اختیار کرکے ان اشیاء سے اپنی خواہشات کو پورا کریں جو ہمارے قبضہ میں نہیں۔ اور نہ ہی ان کے استعمال کا ہمیں کوئی حق ہے تو ہم ایک گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لیکن ایک انسان جو اپنے مقبوضات کے استعمال سے پرہیز کر سکتا ہے۔ وہ کبھی اوروں کی اشیاء کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھیگا ماہ رمضان میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ روزہ کوئی فاقہ کشی نہیں۔ ہم دن کے متعدد گھنٹوں میں ہر قسم کے اکل و شرب سے اجتناب کرکے بھوک کو برداشت کرنا سیکھتے ہیں۔ اگر میں خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ماہ رمضان میں تعلقات زناشوئی کو بھی ترک کر دیتا ہوں تو پھر مجھ سے کس طرح کوئی ایسی ناجائز حرکت سرزد ہوگی جو خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ ہماری تادیب و تہذیب کے لئے پانچ ارکان اسلام یعنی کلمۂ طیبہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ میں اس قسم کی ریاضتیں موجود ہیں۔ تمام جرائم اور قانون شکنی پر محور کر لو۔ ان سب کی تہ میں دوسروں کی اشیاء پر ناجائز طریق سے قابض ہونے کی خواہش ہوگی۔ ارکان اسلام کی ادائیگی میں ہم انہی امور سے پرہیز کرنا سیکھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے جب ہم اپنے جائز مقبوضات کو ترک کرنے کے عادی ہو گئے ہیں تو پھر ہمیں اور لوگوں کی اشیاء کو حاصل کرنے کی خواہش کس طرح ہو سکتی ہے۔ دنیا میں لوگوں کا اپنی ذاتی رائے کو حد سے زیادہ وقعت دینا بہت سے فساد کا موجب ہوتا ہے لیکن ایک مسلم لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذاتی رائے کو رضائے الٰہی کے ماتحت رکھیگا۔ اپنے وقت کو نہایت قیمتی سمجھ کر اسے بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف نہ کرنا بہت ضرر رساں ہے ہمیں دنیاوی مشاغل سے علیحدہ

کرنے کی غرض سے پانچوقت کی نماز کو فرض قرار دیا۔ خورونوش اور عورتوں سے ناجائز تعلقات ہی جرائم کے بیشتر حصہ کے ذمہ وار ہیں۔ انسان کے سفلی جذبات کو روکنے کیلئے ماہ رمضان کے روزے نہایت خوشگوار اثر رکھتے ہیں۔ مال و دولت کی لالچ ایک اور بدی ہے لیکن اسلام نے زکوٰۃ کے فریضہ کو قائم کر کے ہمیں ان لوگوں پر ہنسنے کا موقعہ دیا جو دولت کی پرستش میں لگے ہوئے ہیں +

حُبُّ الوطنی ایک قابل تعریف جذبہ ہے لیکن اسی کے ناجائز استعمال سے دُنیا میں کشت وخون ہوتے ہیں۔ حُبّ الوطنی کے غلط خیال نے قوموں کو ایکدوسرے کے خلاف اُبھارا ہے۔ اور جنگ و جدال کرائے ہیں۔ اپنے ملک کی محبت کا احساس نہایت اعلیٰ ہے لیکن یہی خداوندتعالیٰ کی مرضی کے خلاف دیگر اقوام کی تباہی کا موجب بن کر ایک بدترین گناہ ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ خداوندتعالیٰ کی آواز پر وہ اپنے گھربار و عزیز و اقارب اور وطن کو چھوڑ دے۔ حج کے موقعہ پر ایک مسلمان یہ سبق حاصل کرتا ہے۔ ملک عرب میں داخل ہو کر وہ اپنے لباس کو جو دنیاوی جاہ وجلال اور زینت کا ظاہری نشان ہے اُتار دیتا ہے۔ اور صرف دو چادروں سے اپنے بدن کو ڈھانکتا ہے وہ اپنے بال بچوں۔ مکانات۔ روپے۔ پیسے۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی شئے کو ترک کر دیتا ہے جو فطرتِ انسانی کو گناہ کی طرف مائل کر سکتی ہے۔ ایک مسلمان اپنے محبوب کے دروازے پر پہنچ کر ایک عاشق کی طرح اسکے گھر کا طواف کرتا ہے اور زمین پر سربسجود ہوتا ہے۔ خاک سے ہی وہ پیدا ہوا ہے۔ اور خاک میں ہی اس نے ملنا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک جانور کی قربانی کرتا ہے۔ جو انسان کی حیوانی فطرت کے مترادف ہے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ انسان میں مسلم فطرت پیدا کرنے کیلئے حج ایک آخری ریاضت ہے مسلمانوں کو میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حج کے دن ایک جانور کی قربانی کرنے سے درصل یہ مُراد ہے کہ تم اپنی حیوانی خواہشات کو قربان کرنے کے لئے تیار رہو۔ اس قربانی کے بعد اگر

تم نے اپنی حرص و ہوا کو ترک نہیں کیا۔ تو تم نے کسی دیوتا کے مزبح پر بھینٹ چڑھائی اور تم دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرنیوالے ہو۔

لاسین کانفرنس کی ناکامیابی

(لارڈ کرزن کی ذمہ واری)

گیارہ ہفتے تک بحث مباحثہ اور گفتگو جاری رہنے کے بعد مشرق قریب کی صلح کانفرنس جو لاسین میں منعقد کی گئی تھی۔ چند ایسے امور کی وجہ سے ناکامیاب رہی جنہیں پیش کر کے برطانیہ کے مندوبین کو اور نفاق نہ پیدا کرنا چاہئے تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشرق قریب کا معاملہ ان امور کے سبب جن کا تصفیہ ممکن تھا پھر التوا میں پڑ گیا ہے۔ کانفرنس اسلئے ناکام رہی کہ بحیثیت قوم ترکوں کے جائز مطالبات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اس عہد نامہ نے مراعات کو منسوخ قرار دیا۔ کیونکہ اُن کی رُو سے بیرُونی ممالک کے باشندوں کے لئے خاص عدالتیں تھیں۔ جن کی بجائے چند مشیر قانون مقرر کرنے کی تجویز ہوئی۔ جو ترکی عدالتوں میں اتحادی رعایا کے مقدمات کی سماعت کریں۔ ترکوں نے اعتراض کیا کہ ان کی عدالتوں میں غیر ممالک کے جج نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس طریق سے ان کے شاہانہ حقوق پامال ہوتے ہیں۔ اور یہ ترمیم پیش کی۔ کہ اتحادی رعایا کے مقدمات کی سماعت بیرونی ممالک کے وکلاء کے رُوبرو ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ صلحنامہ کی بعض اقتصادی شرائط جو تجارتی معاملات کیلئے بین الاقوامی عدالت کے قیام کو چاہتی ہیں۔ انہیں ابھی زیر تجویز رکھا جائے۔ تاکہ بعد میں ان پر غور کیا جاسکے۔ اتحادی مندوبین نے ترکوں کی ان تجاویز کو قبول نہ کیا۔ اور کانفرنس کا خاتمہ کر دیا۔ ہم ان کے اس فیصلے پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ

انگلستان کی پبلک بھی لارڈ کرزن اور ان کے رفقا کے اس طرز عمل کو پسند نہیں کریگی۔ کواٹرلی ریویو نے بجا کہا ہے۔ کہ ہمیں موجودہ زمانہ کے ترکو نکو بوڑھے یا جوان ترک خیال کرنے کی بجائے انہیں نئے ترک سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اب وہ ایک قوم ہے اور پہلے کبھی وہ اس حالت میں نہ تھے۔ اور سلطنتوں کی نسبت برطانیہ پر سب سے بڑھ کر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ ترکوں کو ایک قوم کا رتبہ حاصل کرنے میں مدد دے۔ کانفرنس کے دوران میں شروع سے آخر تک برطانیہ کے مندوبین نے لارڈ کرزن کی زیر کردگی نہایت ناعاقبت اندیشی سے اپنے طرز عمل کو اس کے عین برعکس رکھا ہے۔ قدم قدم پر وہ ان تجاویز کی مخالفت کرتے رہے ہیں جن کا مقصد ٹرکی کو ایک خود مختار سلطنت کا رتبہ دینا تھا۔ لارڈ کرزن نے بہت لڑائی جھگڑے کے بعد اپنا پلہ بھاری رکھا ہے۔ اور انہیں ہرگز یہ احساس نہیں ہوا۔ کہ دنیا میں سب سے بڑی مسلم طاقت کی حیثیت میں برطانیہ کا اہم فرض تھا۔ کہ مشرق قریب میں ٹرکی کو ایک خود مختار سلطنت قائم کرنے میں امداد دیتا لیکن ترکوں نے اتحادی مندوبین سے ہر ایک معاملہ پر گفتگو کر کے اور انہیں بہت سی مراعات دیکر اپنی دانشمندی کا اظہار کیا ہے جو معلومات دستیاب ہو سکتی تھیں۔ انکی بنا پر ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ ترک واقعی امن قائم رکھنے کے خواہاں تھے۔ ابناؤں کے بند کرنے اور گیلی پولی پر فوج رکھنے کے متعلق انہوں نے اپنے مطالبات چھوڑ دیئے۔ اور ان تمام شرائط کو منظور کر لیا جو قلیل التعداد اقوام مالیات عثمانیہ کے پبلک قرضے سرحد تھریس ریلوے کے حساب اور قسطنطنیہ اور تھریس میں ترکی فوج کو محدود کرنے کے متعلق تھیں۔ ایک سال کے بعد وہ موصل کی بحث کو بھی لیگ بین الاقوامی کے سپرد کرنے پر رضامند ہو گئے تھے بشرطیکہ اس عرصہ میں سب کے حقوق کو برابر تسلیم کیا جائے +

عصمت پاشا اور ان کے رفقا صرف اپنے ملک کی عدالتوں میں ٹرکی کی خودمختاری پر مصر تھے۔ اور یہ واقعی حیرانی کی بات ہے کہ صرف اس وجہ سے کانفرنس ناکام رہی۔ لارڈ کرزن میں شروع سے یہ نقص رہا ہے کہ وہ اہم امور اور غیر ضروری باتوں میں تمیز

رہا ہے کہ وہ اہم امور اور غیر ضروری باتوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ بارہا ایسا ہؤا ہے کہ ضروری امور کو نظر انداز کر کے وہ حقیر باتوں پر بہت اصرار کرتے رہے ہیں۔ انکی اس غلطی سے برطانیہ نے جو کانفرنس میں ہر طرح کی فوقیت رکھتا تھا مشرقی یورپ اور مغربی ایشیا میں امن قائم کرنے کا ایک بڑا موقعہ ہاتھ سے گنوا دیا ہے۔ فرانس کی سازش سے یہ کانفرنس کو ناکامی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی اسکی وجہ کیپیچولیشن کا معاملہ ہے جس کے متعلق ہمارے تمام مطالبات کو ترکوں نے تسلیم کر لیا۔ اور نہ ترکوں کی ضد او جہالت اس کا موجب ہوئی۔ کیونکہ ترکی مندوبین ہر طرح مصالحت کیلئے تیار تھے لاسین کانفرنس محض اس لئے عبث ثابت ہوئی۔ کہ ترکوں کے قومی جذبات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ برطانیہ جس نے جاپان کو بیرونی مداخلت سے رہائی دلائی اُسے ٹرکی کی جائز خواہشات کو پورا کرنے میں پیشقدمی کرنی چاہئے تھی۔ کوئی عقلمند انسان ٹرکش عدالتوں کے حق سماعت پر جنگ کا وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا۔ اور صرف اسی ایک سبب سے کانفرنس کا بیٹھ جانا نہایت مضحکہ انگیز ہے۔ اس سے جو خطرہ پیدا ہو گیا جب لوگ اسکی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے۔ تو وہ کیا رائے قائم کریں گے +

ڈیلی میل مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۳ء

لندن میں کیا کمی ہے

ترقی کے حامی دنیا میں ہر طرف رواداری کے آوازے کسنے ہیں۔ انگلستان سے بڑھ کر اور کہیں اس کے متعلق اتنا شور نہیں ہوتا تجارت کی ترقی کو ہر قسم کی علمی روشنی اور تمدن کا معیار سمجھا جاتا ہے لیکن دنیا میں اس لفاق اور فرقہ بندی کی سرزمین کے بالمقابل شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں رواداری کی اتنی کمی ہو رواداری بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو عملی رنگ میں ظاہر ہو اور دوسری صرف مداخلت سے محترز رہتی ہے۔ اس کا عملی اظہار تو شاذ و نادر ہی ہوتا ہے لیکن دیگر مذاہب میں مداخلت نہ کرتا

بھی ایک بڑی نیکی ہے جو اختلافات کے درمیان زندگی کی ایک راہ تجویز کر دیتی ہے۔ اور دوسروں کی جہالت کو برداشت کرتی ہے۔ اس کے بالمقابل عملی رواداری میں ہم دوسروں کو جاہل تصور نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی طرح انہیں بھی انسان سمجھ کر ان سے وہی سلوک کرتے ہیں جسکی ہم اپنی ذات کیلئے خواہش رکھتے ہیں۔ مذہبی رواداری کی تاریخ میں اوائل سے ہی اسلام نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی اجازت سے ایک فرمان صادر کیا۔ جس میں عیسائیوں کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ اور انہیں ناقوس بجانے اور اپنے مقدس دنوں میں صلیب اُٹھا کر جلوس نکالنے کی اجازت دی۔ اسلام نے ہمیشہ رواداری کی ایک روشن مثال قائم کی ہے۔ اور آج بھی وہ اس کا اظہار کر رہا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلعم کا یہی حکم ہے۔ آپ نے خود نجران اور گرد و نواح کے عیسائیوں کو ان کے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کا یقین دلایا۔ حضرت عمرؓ نے فتح مصر کے بعد عیسائی گرجوں کی جائداد کو محفوظ رکھا۔ اور پادریوں کی پرورش کے لئے جو وظیفہ انہیں گذشتہ حکومت سے ملا کرتا تھا اسے برقرار رکھا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مرو کے اُسقف نے بشپ سائمن کو عربوں کے متعلق تحریر کیا۔ کہ وہ عیسائی مذہب پر حملہ نہیں کرتے بلکہ اسکی مدد کرتے ہیں۔ وہ ہمارے خدا اور ولیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہمارے گرجوں اور خانقاہوں کیلئے عطیہ دیتے ہیں۔ مختلف زمانوں میں جہاں کہیں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ خواہ سپین یا جنوبی یورپ میں ہو یا افریقہ اور ہندوستان میں ہمیں یہی نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ مسلمانوں کی رواداری کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک ہزار سال کی مسلم حکومت کے بعد آج ہزاروں کی تعداد میں ہندو مندر اور عبادتگاہیں موجود ہیں۔ گو آجکل ہندوستان میں اسلامی سلطنت نہیں لیکن مسلمان ریاستوں میں وہی رواج اب تک پایا جاتا ہے۔ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال جن کی والدہ ماجدہ نے نہایت فیاضی سے مسجد ووکنگ کو تعمیر کرایا۔ انہوں نے خود عیسائیوں کے گرجا کے لئے ایک قطعہ زمین عطا کر کے ویسی ہی فراخدلی کا اظہار کیا ہے۔ ہز ہائنس حضور نظام حیدر آباد ہندوستان کے فرمانرواؤں

میں بہت ہی بلند درجہ رکھتے ہیں آپ عیسائی ہندو اور زرتشت مذہب والوں کی امداد
کیلئے بلا تمیز ریاست کے خزانہ سے روپیہ عطا کرتے ہیں۔ فرمانروائے حیدر آباد نے
اپنا قدم اس سے بھی آگے اٹھایا ہے۔ یہ کسے علم نہیں کہ گائے ہندوؤں کی نگاہوں میں ایک
نہایت ہی متبرک جانور ہے۔ اور اسے ذبح کرنے کا خیال ایک سچے ہندو کو برافروختہ کرنے
کیلئے کافی ہے۔ اس مسلمان حکمران نے نہایت دانشمندی سے ہندوؤں کے جذبات
کی عزت کرتے ہوئے اپنی ریاست میں گاؤکشی کو حکماً ممنوع قرار دیا ہے۔ رواداری کی
اس بلند مثال پر عوام کا عمل پیدا ہوتا ان سے ایک بڑی توقع رکھتا ہے۔ لوگ یہ
پیش کر سکتے ہیں۔ کہ ایسی رواداری ایک خودمختار ریاست میں ہی ممکن ہو سکتی ہے
لیکن اس فعل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی رواداری ایک عملی اور حقیقی رواداری ہے۔ انگلستان
جو سب سے بڑی مسلم حکومت کا دارالخلافہ ہے۔ اس کا اس معاملہ میں کیا طرز عمل ہے۔ لندن
میں کوئی مسجد نہیں۔ کیا سب سے بڑی مسلم حکومت کیلئے یہ دانشمندی کا فعل نہ ہوگا کہ اپنی
رعایا کے ایک کثیر حصہ کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے۔ وہ اس کمی کو پورا کردے فرانس
نے جس کے اسلامی مقبوضات انگلستان کے مقابل پر ہیچ ہیں اس طرف پیشقدمی
کی ہے۔ اور بلدیہ پیرس نے مسجد کی تعمیر کیلئے ایک قطعہ زمین دیا ہے جس کا سنگ بنیاد
فرانس کے اراکین حکومت نے رکھا۔ فرانس کا یہ فعل ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنی
رعایا کے مذہب کو سرکاری طور سے تسلیم کر لیا ہے۔ کیا انگلستان ایسے مدبرانہ
فعل کی پیروی نہیں کر سکتا۔ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں انگلستان کے
حالات فرانس سے مختلف ہیں۔ فرانس میں کوئی شاہی مذہب نہیں۔ انگلستان
میں ایک شاہی مذہب ہے۔ لیکن اسے سلطنت سے کوئی مالی امداد نہیں ملتی۔ اور
ٹیکس ادا کرنے والوں سے اسکے لئے ایک پیسہ نہیں لیا جاتا۔ انگلستان میں
کوئی مذہب ایسا نہیں جسے سرکاری امداد ملتی ہو۔ جو مذہب کسی خلاف قانون فعل کی
تلقین نہ کرتا ہو۔ وہ اپنے لئے پرستش کی جگہ بنا سکتا ہے لیکن اسے حکومت سے
کسی مالی امداد کی توقع نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں شاہی کلیسیا اور دیگر مذاہب کے

[illegible]

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

[illegible]

[illegible]

ضروری اعلان

۱- رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

۲- رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہیے ۔ ورنہ شکایت معاف ۔

۳- رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہیے ۔

۴- خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہیے ۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکنے کی شکایت قابل معافی ہوگی ۔

۵- سالانہ قیمت ... ششماہی ... بیرون از ہندوستان ... نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے ۔

۶- جواب طلب خطوط کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے ۔

۷- جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائیں گے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا

۸- ابتدائی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۹۱۴ء لغایت ۱۹۲۰ء فی جلد ... و ۱۹۲۱ء ... فی جلد ... محصول ڈاک بذمہ خریدار

۹- مربی رسالہ اشاعت اسلام وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے ۔

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اجرت اشتہار پیشگی لی جاوے گی ۔ معاوضہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا ۔ مدت معینہ کے اندر اشتہار بدلا جا سکتا ہے ۔ اشتہار کے ہمراہ چھپوانے کا خرچ ...

... [illegible]

۲- فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جاویں گے ۔

۳- ٹائٹل پیج کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۵۰ فیصدی زائد ہوگی ۔

تمام درخواستیں بنام

مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

برقعہ نو ایجاد

ہندوستان کے ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول ہے۔ مختلف نمائشوں سے بارہ طلائی و نقرئی تمغے حاصل کر چکا ہے
آپ بھی منگا کر خود ملاحظہ فرمائیں اور دیگر خواتین کو معائنہ کا موقع دیں۔ برقعہ نو ایجاد دو حصوں میں منقسم ہے۔

بالائی حصہ

سر سے شروع ہو کر ہاتھوں کی لمبان تک رہتا ہے۔ اسمیں ہماری ایجاد کردہ ٹوپی لگی ہوئی ہے۔ جو نقاب کو چہرہ سے الگ رکھتی ہے۔ تاکہ چہرے پر لگنے سے دم نہ گھٹے اور نہ باہر سے چہرہ کا خاکہ معلوم ہو

قیمت

سفید [illegible] و [illegible]

خط

برقعہ پہنچا۔ ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ہے۔ ستر پوشی اور جسم کو آرام دینے کے لئے اس سے عمدہ برقعہ ممکن نہیں خوش وضع ہے۔ اور ہیئت ظاہری کو نہیں بگاڑتا ہیں۔ اسکو پہن کر بہت مسرور ہوئی۔

از جناب

ایم فضل خان صاحب

۳۳ لائل پور

زیریں حصہ

شلوار ڈھیلے ڈھالے یا کلاں گھیر دار کوٹ کے پیر کے ٹخنے تک رہتا ہے۔ کوٹ ہی کی ناف سامنے کے رخ میں لگے ہوئے ہیں پہلو میں ہاتھ نکالنے کے لئے جگہ ہے۔ رومال وغیرہ رکھنے کیلئے جیب لگی ہوئی ہے۔

قیمت

رنگین [illegible] و [illegible]

خوبصورت آرام دہ اور پردہ دار ہونے کے علاوہ زمانہ کے حسب حال ہے۔ ریل کے سفر و ڈولی وغیرہ کی سواری میں یکساں آسائش و آرام دیتا ہے۔

آج ہی کندھے سے قد کی لمبان اور سر کے دور کی نسبت صحیح ناپ روانہ کریں۔ اور بذریعہ وی پی منگوائیں

ٹوپیاں
صحیح وضع
عمدہ تراش

عام بازاری ساخت سے مختلف اعلیٰ قسم
خلافت۔ امان۔ جرنل۔ کلب۔ اخ
[illegible]

آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر
تصاویر
مفت طلب کریں

خاتون اسٹور نمبر ۱۲ امین الدولہ پارک لکھنؤ

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی امام مسجد ووکنگ انگلستان

راز حیات یا انجیل عمل

اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ نقصان ۔ ترقی ۔ تنزل انسان کے اپنے اعمال کے نتائج ہیں حقیقت ۔ تقدیر کیا ہے یورپ کی موجودہ ترقی قوت عمل کا نتیجہ ہے مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے مسلم سلطنتوں کا سقوط قرآنی تعلیم سے انحراف کا نتیجہ ہے یورپ کی جنگ عظیم کی بنا کمرشلزم تھی نہ کہ حقوق انسانی کی حفاظت حقیقت عبادت و دعا انسان اپنی کوششوں سے خدا کے فضل کا منہ دیکھتا ہے ۔ موجودہ بیداری پر بحث ۔ عدم تعاون کا وہی پہلو اختیار کرنا چاہیئے جس کی اجازت قرآن نے دی ہے اگر ہماری غلط کاریاں ہمارے اختیار اور رضامندی سے نہیں ہوئیں تو پھر خدا کا میزان عمل کچھ معنی نہیں رکھتا ۔ خدا انسان کو قوت ارادی و تمیز عطا کر کے ایک دستور العمل دیتا ہے ۔ اور انسان اچھے یا برے نتائج خود مرتب کرتا ہے ۔ کوشش کے بغیر انسان کو کچھ نہیں ملسکتا مسلمانوں کے دولت یا مال اسباب نہیں تو نہ سہی ۔ مگر ان میں جزو قوت عمل موجود ہے تو کل دنیا ان کا وطن ہے حجم ۲۴۸ صفحات تقطیع [illegible] ۱۶۲ صفحات قیمت [illegible] ۔ مجلد [illegible]

ضرورت الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے کو تیار نہیں ہوتے یہی حال یورپ میں بعض کا ہے ۔ اس میں سائنٹیفک طریق پر بتلایا ہے کہ الہام کی انسان کو سخت ضرورت ہے ۔

قیمت بلا جلد [illegible] مجلد [illegible]

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں موجودہ زمانہ کے مطابق مسلمانوں کی ہر شعبۂ زندگی پر روشنی ڈالی ہے ۔ اس میں نہایت مؤثر طریق سے بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب تمدن کی جان ہے اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے توحید سے ہی حقوق انسانی کی حفاظت ہوتی ہے دنیوی دولت و ثروت ۔ حکومت و شوکت ۔ الغرض سب کچھ توحید کی خیر و برکت سے ہے قیمت بلا جلد [illegible] مجلد صرف ایک روپیہ پانچ آنے (۱ روپیہ ۵ آنے)

سلک مروارید

یہ ان زبردست معرکۃ الآرا اردو لیکچروں کا مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات میں دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنیکے لئے مختلف موضوع کے ماتحت اسلام پر دیئے ۔ یہ دس چوٹی کے لیکچر دراصل بہت سے علمی ۔ ادبی ۔ اخلاقی تمدنی ۔ معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا ۔ اس میں ہمارے موجودہ زمانہ کی لڑائی میں اسلام کے قریباً تمام اہم مسائل حل ہو چکے ہیں ۔ ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے ۔ تمام ادیان باطلہ کی تردید کیلئے اس میں کافی مصالحہ موجود ہے عیسائیت کے زہر کے لئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے

قیمت بلا جلد [illegible] ۔ مجلد ایک روپیہ [illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل بالمقابل اسلامیہ کالج لاہور

مرواریدِ ثلاثہ براہینِ نیّرہ حصہ اول۔ اسمیں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن ایک تام و کامل الہامی کتاب ہے جسمیں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر نگاہ ڈالی ہے۔ کل مذاہب دیگر کے عقائد اور اصولوں پر نہایت منطقی بحث کی ہے قیمت صرف ۱۲؍ مجلد ایک روپیہ دو آنے۔ ام الالسنہ (زندہ و کامل زبان) اپنی نوع کی یہ پہلی کتاب اردو انگریزی لٹریچر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ عربی الہامی زبان ہے اور کل دنیا کی زبانیں اس سے نکلی ہیں اور ابتداء میں سب ملکوں کے آباؤ اجداد عربی الاصل تھے قیمت ۱۲؍ مجلد عہ۔ اسوۂ حسنہ (زندہ و کامل نبی) اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اگر کوئی نبی کامل ہو سکتا ہے تو وہ آپ کی ذات ہے قیمت صرف آٹھ آنے۔ مجلد چودہ آنے۔

نوٹ:۔ مرواریدِ ثلاثہ اکٹھی اور علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ۔ غیر مسلمین و مسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی وغیرہ اہم تاریخی علمی و فرہنگی مکالمہ موجودہ ہندو مسلم اتحاد فرقی اختلاف پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصول امور میں متحد ہو کر اپنی فروع میں اختلاف کرنا مسلّم ہے۔ اور اسکے متعلق صحیفۂ قدرت کے استدلال حدیث لا تجتمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح سب نام نہاد فرقے اسلام کے اصول ایک ہیں۔ حدیث ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی بہتر آگ میں جا پڑینگے اور ایک جنت میں اور وہی جماعت ہے کی تشریح۔ تقسیمات ایمان پر بحث۔ اپنے عقائد کا اظہار۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث۔ نزول صفات مسیح پر روشنی۔ آنے والے مسیح کے مسئلہ پہ بحث۔ جناب بہاء اللہ کی نبوت اور سعید الخیال احباب قادیان کی نبوت مخترعہ کا مقابلہ۔ دنیا میں ضرورت نبوت۔ اخیر میں ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ یہ کتاب اس یگانگت و اخوت و ذہنیت کو دور کر دیگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں۔ سیاسی تصادم کے وقت جمیع مسلمانوں کو متحد و متفق ہو کر کام کرنے کے لئے تیار کرے گی۔ ۲۱۲ صفحہ قسم اول عہ۔ دوم ۱۲؍ مجلد عہ و عہ

مطالعۂ اسلام اس کتاب میں آمنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان ساتوں اصولوں میں سے ایک بھی عیسائیت کے منقولی اصولوں کا ہمرنگ نہیں۔ بلکہ ان معقولی صداقتوں کا سرچشمہ ہے جو حیات مسلم میں ایک روح پیدا کر دیتے ہیں۔ اور یہی سات اصول ایمان کا حقیقی جزو ہیں۔ اور واضح و صحیح اور جامع ہیں کہ انسان کا ہر عمل اور فعل ان کے تحت میں آجاتا ہے۔ خواہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یا انکار کرتا ہو۔ قیمت عہ مجلد عہ

ملنے کا پتہ: مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل بالمقابل اسلامیہ کالج لاہور

خطبات غربیہ یہ وہ معرکۃ الآرا خطبات ہیں جو حضرت خواجہ صاحب موصوف نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معروف کرانے اور ان پر حقانیت اسلام منکشف کرانے کے لئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دئیے۔

(۱) **مسجد ووکنگ کے ابتدائی خطبات** (۱) میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی (۲) خدا کی کامل تصویر (۳) اسلام ہی چشمۂ تسکین ہے (۴) الہام ایک فیض ربوبیت ہے۔ قیمت ۸ر (۲) **توحید۔ دعا۔ تصوف** (۱) توحید الٰہی۔ (۲) اللہ تعالےٰ کی تعلیم کردہ دعا اور استجابت (۴) تصوف قیمت ۴ر (۳) **خطبات عیدین** (۱) عمل میں آزادی (۲) قربانی کی حقیقت (۳) سنت ابراہیم قیمت ۴ر (۴) **دہریوں اور ملحدین کو خطاب** (۱) اسلام اور عیسائیت۔ بنیادی اصول اور ان کا مقابلہ۔ کیمبرج کا وہ مشہور لیکچر جو ایک ملحدین کی کلب کی فرمائش پر طلباء کیمبرج یونیورسٹی کو دیا گیا۔ قیمت ۲ر (۵) **اسلام اور دیگر مذاہب** (۱) خصوصیات اسلام (بمقام پیرس) اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں اسلام کی ضرورت (بمقام لندن) قیمت ۴ر وہ تقریر ہے جس کو سنکر یورپ کی توجہ اسلام کی طرف ہوئی ۳ر (۶) **حقوق نسواں** (۱) عورت نے یہودیت سے چلکر اسلام تک کیا کیا انقلاب دیکھے۔ (۲) ایک خطبہ نکاح جو مسجد ووکنگ میں ہوا۔ ۴ر مکمل سٹ خطبات بلا جلد ۱۲ر مجلد ایک روپیہ دو آنہ (عہ)

مکالمات ملیہ وہ مکالمات یعنی گفتگوئیں یا بحثیں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور دیگر مبلغان مذاہب غیر میں انگلستان۔ فرانس اور دیگر مقامات وممالک میں وقتاً فوقتاً مضامین متعلقہ اسلام عیسائیت۔ ہندو مذہب۔ بدھ مذہب۔ دہریت پر مختلف لیڈروں پادریوں اور مذہب کے دیگر بڑے بڑے علماء سے ہوئیں۔ اسمیں جمع کی گئی ہیں۔ یہ گفتگوئیں نہ صرف اسلام اور دوسرے مذاہب پر روشنی ڈالتی ہیں بلکہ بہت سے دیگر امور مذہبی پر ایک سبق ہوسکتی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مسلم اصحاب جنکو مخالفین اسلام سے بحث کرنی پڑتی ہے ان کے لئے نہایت ہی مفید ہیں گفتگوئیں سوال و جواب کے رنگ میں ہیں۔ معترض حضرت خواجہ صاحب پر اعتراض کرتا ہے۔ پھر حضرت خواجہ جواب دیتے ہیں قیمت بلا جلد ۱۲ر مجلد ایک روپیہ تین آنے۔ . . . . عہ

صلائے عام (صلا زحرب بہ اہل ہمت) ایک معرکۃ الآرا فارسی نظم ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے ۱۹۲۱ء میں انگلستان تشریف لیجاتے ہوئے لکھی تھی۔ نظم کیا ہے ایک نقارۂ بیداری ہے جو اسلامیوں کی سوئی ہوئی قوم کو غفلت و ہلاکت کی نیند سے بیدار کرنیکے لئے ظاہر ہوا ہے۔ کامیابی و کامرانی کی منزل تک پہنچنے کے لئے کونکونسی بات سد راہ ہے۔ آپ صلائے نصرت کو پڑھئے جس میں صحیح قرآنی تعلیم کے مطابق مسلمانوں کو ان کے فرائض یاد دلائے گئے ہیں۔ اور خلافت مقدسہ اسلامیہ کی حفاظت کے اصول بتائے گئے ہیں قیمت ۶ر مجلد ۸ر

مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر قیمت ۶ر

ملنے کا پتہ

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل بالمقابل اسلامیہ کالج لاہور

خالص ممیرے کا سرمہ

یہ سرمہ امراض چشم کے لئے از حد مفید ہے۔ فخر الہند علامۃ الدہر حضرت مولنا عبد الباری صاحب قبلہ مدظلہ اور امام احرار حضرت مولنا ابوالکلام صاحب آزاد و ڈاکٹر محمد عالم صاحب سابق شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ نے بھی اس کی صداقت و اصلیت کے متعلق تصدیق فرمائی ہے۔ اسکے علاوہ اکثر مشہور و معروف اطبا مثلاً حکیم فقیر محمد صاحب چشتی تلمیذ عالیجناب حاذق الملک حکیم عبد المجید خان صاحب مرحوم دہلی، حکیم سید عالم شاہ صاحب لاہور، حکیم آغا علی صاحب لاہور حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب لیکچرار پنجاب یونیورسٹی لاہور، حکیم اصغر علی شاہ و حکیم فتح علی شاہ صاحب لاہور، حکیم سید حیدر شاہ صاحب لاہور، حاذق الہند حکیم سید ظفریاب علی صاحب شاگرد مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب وغیرہم نے بھی اپنی تحریری سندات عطا کی ہیں۔ سرمہ کے علاوہ خالص ممیرا بھی برائے فروخت موجود ہے۔ میرا دعوے ہے کہ ممیرے کے متعلق مزید اطمینان کے لئے جو صاحب چاہیں وہ براہ راست مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ عالیجناب نواب محمد ممتاز یار الدولہ سیف آباد دکن اور حکیم عالیجا فعنار کلکتہ و جناب حکیم ابو یوسف اصفہانی بمبئی و جناب سول سرجن اللوا کلکتہ نے بھی مہر تصدیق اس کے متعلق فرمائی ہے۔

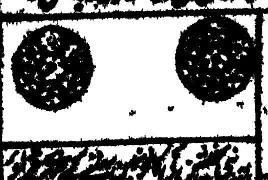
قیمت فی تولہ دو روپے (عہ)

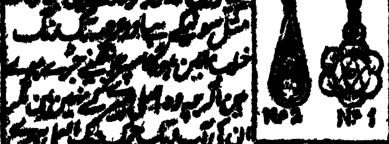
ملنے کا پتہ

اے۔ ایم خلیفہ مینجر سرمہ اکبری دروازہ لاہور











مندرجہ ذیل [illegible] ادارہ اشاعت اسلام
[illegible]

۱- ہر ایک خریدار رسالہ اشاعت اسلام [illegible]
کر کے رسالہ کی امداد کر سکتا ہے۔

۲- جو شخص احباب کے لیے [illegible] رسالہ جاری کرائے۔

۳- سارے رسالہ اپنے [illegible] کے ہاتھ رسالہ کی [illegible] امداد [illegible]

۴- رسالہ کی ساتھ [illegible] خرید [illegible]
کو خرید کے لیے تحریک فرمائیں۔

منیجر ادارہ اشاعت اسلام لاہور

قیمتی جواہر ریزے کوڑیوں کے دام

رسالہ اشاعت اسلام کی مکمل جلدیں

جلد	سال	بابت	رسالے	قیمت
جلد اوّل	[illegible]	[illegible]	رسالے	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	رسالے	[illegible]
جلد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جلد	[illegible]	[illegible]	رسالے	[illegible]
جلد	[illegible]	[illegible]	رسالے	[illegible]
جلد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جلد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جلد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

ممالک غیر کیلئے ۵ر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸
قیمت چار روپے آٹھ آنے

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۹) بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء نمبر (۵)

فہرست مضامین

صفحہ

درخواست ہائے خریداری اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ایک دلچسپ مکالمہ

باپ دروازہ کھٹکھٹا کر ارے بھئی دروازہ تو کھولو

بیٹا (دریچہ سے جھانک کر) اماں جان ایک شخص ابا کو ملنے آئے ہیں۔

اماں کیا جواب دوں کہ ابا باہر گئے ہیں۔

بیٹا - جی ابا جان گھر پر نہیں کہیں باہر گئے ہیں

باپ پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا (بیٹا دروازہ کھولو میں ہی تمہارا ابا ہوں۔

بیٹا (اماں سے) اباجان دروازہ پر کھڑا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں لباس تو سب انہی کا ہے آواز بھی ملتی ہے مگر شکل وہ نہیں ہے ابا جان کے تو ڈاڑھی سفید تھی مگر یہ شخص جوان معلوم ہوتا ہے جس کی ڈاڑھی بالکل سیاہ ہے

ماں بیٹا جا کر دروازہ کھولو دیکھو مردانے میں تشریف رکھیں غالباً تمہارے ابا کے کوئی عزیز دوست ہوں گے۔ دروازہ کھلنے پر وہ صاحب بلا تکلف زنانے کی طرف چل پڑے جسے دیکھ کر ماں اور بیٹا دونوں [illegible] کہ یہ شخص ہے جو خواہ مخواہ [illegible]

خاوند بیوی اور بیٹے سے آپ اسقدر تعجب کیوں کرتے ہو میرے ایک دوست شیخ فیروزالدین لائلپور سے خضاب فیروزی منگایا تھا میں نے بھی آزمانا شروع کیا یہ ایسی جادو بھرا اثر ہے کہ بغیر تکلیف اور تردد تین منٹ میں بال سیاہ ملائم چمکدار قدرتی انداز کے ہو گئے ہیں جس سے تم مجھے پہچان سکے اب تو کوشش کر وہ تنگ رہ گئے اور خوش ہو کر کہا کہ آپ بھی ضرور اسکی چند شیشیاں منگوائیں +

بیوی میاں ایسی چیز تو غالباً بہت مہنگی ہوگی۔

خاوند جی ہاں تو یہی ہے کہ مہنگی بھی نہیں ایک شیشی صرف [illegible] میں ملتی ہے جو احتیاط کے ساتھ استعمال کی جائے تو چھ ماہ کیلئے کافی ہے اور ایک سے چھ شیشی کا خرچ محصول ڈاک صرف [illegible]

بیوی ہاں میاں ایک بات مجھے اور یاد آئی ہے کہ اگر [illegible] ثابت ہوئے تو پھر کیا کیا جائے۔۔

خاوند [illegible] اگر خضاب فیروزی بالوں کو سیاہ [illegible] نہ کرے [illegible] یا اس کا رنگ تیزاب ہو تو ہر شخص

پچاس روپے کا دعوے کرکے بطور ہرجانہ لے سکتا ہے

بیوی تو آپ بھی تین شیشیاں منگائیں کچھ میں اپنے لئے بطور سوغات بھیج دیجئے۔ بڑے میاں نے فوراً تین شیشیوں کا

آرڈر بنام

منیجر خضاب فیروزی لائلپور پنجاب بھیج دیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

شذرات

برٹش مسلم سوسائٹی لندن برٹش مسلم سوسائٹی لندن جہانتک ہم سمجھتے ہیں محتاج تعارف نہیں۔ سوسائٹی مذکورہ عرصہ سے ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی زیر سرپرستی کام کر رہی ہے جس میں کہ اہالیانِ لندن بلاتمیز رنگ و مذہب شامل ہوتے اور اس کے اجلاسوں میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ گو سوسائٹی مذکورہ ایک سوشل رنگ کی ہے لیکن در اصل اسکی غرض باشندگان انگلستان کے ساتھ باہمی میل و ملاپ سے اس شدید تنفر و بیگانگت کو ان کے دلوں سے محو کرنا ہے جو پادر صاحبان کی غلط بیانوں نے اسلام کے متعلق ان کے قلوب پر منقش کر دی ہوئی ہیں۔ سوسائٹی کے اجلاس بفضلہ تعالیٰ اسلام کے حق میں مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اس کے صدر عالیجناب رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ (نومسلم) ہیں۔ اور اسکے وزیر اعلےٰ جناب حبیب اللہ صاحب لوگرو (نومسلم) ہیں *

• برٹش مسلم سوسائٹی لندن علمی، ادبی و مذہبی مشاغل میں کمال سرگرمی سے منہمک ہے۔ اسکی روز افزوں

ترقی پر ہی ایت ہوم اور اجلاسوں میں سامعین کی تعداد ترقی پر ہی مختلف طبقہ کے احباب بلا امتیاز مذہب وملت سمیں شامل ہوتے ہیں۔ اور ممبروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہی۔ ہر جمعرات بہی خواہان وممبران سوسائٹی و دیگر احباب جو اسلام سی دلچسپی رکھتے ہیں تمام کے تمام نہایت جوش و سرگرمی سی لندن مسلم ہوس میں اتنی کثیر تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ کہ نماز گاہ (لندن مسلم پریئر ہوس) میں تل بھر جگہ نہیں رہتی۔ چپہ چپہ زمین تک ہجوم سی پر ہو جاتی ہی قلت مکانیت کا مسئلہ سوسائٹی کے...... زیر غور ہی اسید کیجاتی ہے کہ بہت ہی جلد سوسائٹی کسی فراخ و وسیع مکان میں منتقل ہو جاویگی۔ یہ سوشل اجتماع فوائد سی خالی نہیں اور خصوصیت سی نتیجہ خیز دکشش کا موجب ہوتے ہیں ان میں لوگوں کو مساویانہ ایکدوسرے سی ملنے اور بات چیت کرنے کا موقعہ ملتا ہی احباب مجلس بلا امتیاز مذہب و ملت۔ رتبہ و درجہ کے آزادانہ بے تکلفانہ باہم ملتے ہنستے اور بات چیت کرتے ہیں۔ ان مواقع پر مختلف طبقہ کے لوگ آپس میں محبت و آشتی کا اظہار کرتے ہیں۔ حاضرین جلسہ میں سی ہر ایک چہرہ بشاش اور باطنی مسرت و انبساط سی منور نظر آتا ہے۔ اخوت اسلامی کی حقیقی روح جو سرزمین یورپ میں بالکل مفقود ہی۔ ان مواقع پر جلوہ گر ہوتی ہی۔ یہ عملی برادرانہ محبت وشفقت کا سلوک مساویانہ مجالست ایک بڑے سی بڑے فصیح و بلیغ لیکچر کا اثر اپنے اندر رکھتے ہیں، گذشتہ اجلاس جو اس سوسائٹی کا منعقد ہوا اسمیں ڈیڑھ گھنٹہ میل و ملاپ میں گذر گیا۔ اسکے بعد صدر مجلس نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان سی استدعا کی کہ وہ تعلیمات اسلامی پر کچھ گوہر افشانی فرمائیں۔ جس پر حضرت امام اٹھے اور انھوں نے چند خیالات کا اظہار فرمایا۔ جنھوں نے ایک باضابطہ لیکچر کی صورت اختیار کرلی۔ اور کہ جو اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان کے مارچ ۱۹۲۳ء نمبر میں "ارکان اسلام" کے عنوان کے نیچے شائع ہوئے

حضرت خواجہ صاحب کے بعد میر مجلس عالیجناب رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ اور دیگر مجلس جے۔ ڈبلیو لوگر و مسٹر حبیب اللہ صاحب نے رقت آمیز تقاریر فرمائیں اور اپنے نومسلم بھائیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ اب وقت ہے کہ وہ میدان عمل میں اتریں اور

پیام اسلام کو اپنے ان لکھو کہا یوروپین بھائی و بہنوں تک پہنچائیں۔ جو تلاش حق و روشنی میں سرگرداں اور تاریکی میں ٹامک ٹوئے مار رہے ہیں۔ پھر سامعین میں سے چند احباب نے انکے خیالات کی تائید کی اور اپنے خیالات کا اظہار مسئلہ زیر بحث کے متعلق فرمایا۔ بہر حال سوسائٹی مذکورہ کے پیش نظر ایک شاندار مستقبل ہے کیونکہ اس عشق و محبت کی آگ کو سامنے رکھکر جو سوسائٹی مذکورہ کے ممبران و بہی خواہان کے اندر مشعل اسلام کو چار ارکان عالم میں پہنچانے کیلئے بھڑک اٹھی ہے یہ امید کیجاتی ہے۔ جلد ہی ہزاروں کی تعداد میں بہت سے قلب مضطر تر تثلیث میں اپنی حقیقی راحت و نجات مذہب اسلام ہی میں پائیں گے۔ والسلام

خادم

سکرٹری مسلم مشن ووکنگ (انگلستان)

برانچ آفس - عزیز منزل - لاہور (پنجاب)

حضرت خواجہ صاحب کی نئی تصنیف

گذشتہ دو ماہ سے حضرت خواجہ صاحب ایک نئی انگریزی تصنیف میں لندن میں مصروف تھے۔ جو الحمد للہ تعالیٰ ختم ہوگئی ہے۔ جس میں ان تمام مذہبی تحریکات جدیدہ پر مفصل بحث ہے۔ جو مذہبی رنگ میں مغربی دنیا کے اس حصہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں جو مذہب کلیسیا سے بیزار ہو چکا ہے۔ جس میں یہ دکھلایا گیا ہے۔ کہ وہ سب کے سب مختلف شکلوں میں اسلام کا پیش خیمہ ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں اسلام کا ایک نقشہ دیا ہے۔ جس میں باطنیات اسلام پر بھی بحث کی ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب تبلیغ اسلام کے کام میں بہت مفید ثابت ہوگی +

آکسفورڈ میں مدرسہ دینیات

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس سال آکسفورڈ میں چھٹی اگست سے سترہ اگست تک کیلئے دینیات کا ایک مدرسہ قائم ہوا ہے جس کا موضوع اسلام کی تعلیم ہی رکھا گیا ہے۔ اس مدرسہ میں

دُنیات حاضرہ کے مختلف پہلو کے زیر عنوان تقریباً چالیس درس دیئے جائینگے مضمون مذکور پر فلسفہ۔ نفسیات۔ مذہب۔ مطالعۂ انجیل تفصیلی مذہب پر نیات طبعیات اور ادبیات کو سامنے رکھکر بحث کیجائیگی۔ پہلا درس چھٹی اگست کی شام کو ٹرنٹی کالج کے ہال میں منعقد ہوگا۔ مدرسین کی فہرست میں دینیات کے بڑے بڑے مشہور و معروف فاضلوں کے نام درج ہیں۔ پورے نصاب کی فیس۔ جو ایک پونڈ مقرر ہے ادا کرنے پر مرد عورت دونوں کو داخلہ کی اجازت ہوگی +

ماہِ صیام

ہر بالغ مُسلم و مُسلمہ پر فرض ہے کہ ہر سال میں ایک ماہ برابر روزے رکھے۔ یہ قمری مہینہ جو اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی کیلئے مختص ہے۔ ماہ رمضان کے پیارے نام سے موسوم ہے۔ جو ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۲۳ء سے اس سال شروع ہوا ہے۔

ان ایام میں ہر روزہ دار پر فرض ہے کہ وہ تمام قسم کے اکل و شرب تعلقات زناشوئی و تمباکو نوشی سے صبح صادق (یعنی ایک گھنٹہ طلوع آفتاب سے پیشتر) سے لیکر غروب آفتاب تک محترز رہے لیکن اوقاتِ شب ان قیود سے آزاد ہیں اور تمہیں انکی اجازت ہے۔ وہ لوگ جو ارذل عمر تک پہنچ گئے ہوں یا بیمار ہوں یا جسمانی طور پر اسقدر کمزور ہوں کہ روزہ نہ رکھ سکتے ہوں۔ انکو روزوں کی معافی ہے۔ وہ جو سفر میں ہوں۔ وہ گھر واپس لوٹ کر اس گنتی کو پورا کر سکتے ہیں +

بہر حال اس متبرک مہینہ میں جہانتک بھی ممکن ہو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے اوقات کا زیادہ تر حصہ عبادتِ الٰہی میں مصروف رہیں۔ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کریں اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری سے دعائیں کریں۔ ہر قسم کی مکروہ و ناپاک و فحش کلام سے اجتناب کریں۔ کثرت سے صدقہ و خیرات کریں +

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان)

مسلم مشن ووکنگ انگلستان جو گذشتہ دس سال سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی-اے- ایل ایل بی مبلغ اسلام کی سرکردگی میں یورپ میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہا ہے- وہ اسلامی دنیا میں محتاج تعارف نہیں- ہر کس و ناکس اسکی خدمات جلیلہ سے واقف ہے- تحریر ہذا کے ذریعہ ہمیں جملہ مسلمین تک اور خصوصاً ان بہی خواہان مشن تک کہ جنہوں نے وقتاً فوقتاً مشن کی مالی امداد فرمائی ہے اس عرضداشت کو پہنچانا منظور ہے- کہ مشن مذکورہ کو اس وقت کسی قدر مالی مشکلات ہیں- اسکی وجہ کچھ تو تجارتی نقصان جو کل دنیا میں ہو رہے ہیں- ان کا اثر بہت حد تک ہمارے معاونین پر پڑا ہے- چنانچہ جن کی طرف سے مستقل بڑی بڑی امداد آتی تھی- وہ غریب اس وقت تباہ حال ہو کر مدد دینے کے قابل نہیں رہے- دوسری طرف ہندوستان میں مختلف قومی ملی و سیاسی تحریکات نے اس طرف مسلم احباب کی توجہ کو کم کر دیا ہے اسلئے مجبوراً ہمیں اپنی آواز ان ہمدردان اسلام تک پہنچانے کیلئے یہ تحریر شائع کرنی پڑی ہے- جو اس مشن کا یورپ میں استحکام و قیام مسلمانوں کیلئے ازبس مفید و ضروری سمجھتے ہیں- برادران اسلام! وہ دن ہماری قومی موت کا ہو گا- اگر خدانخواستہ مشن مذکورہ کو مالی اضطراری کی وجہ سے آپ جیسے مخلص و غیرتمند مسلمانوں کی موجودگی میں اس پرچم اسلامی کو سرزمین تثلیث سے بادل ناخواستہ اکھاڑنا پڑا جو آج بھی دس سال سے فضاے مغرب میں اپنی پوری آب و تاب سے لہرا رہا ہے- بزرگان دین! یہ وہی ننھا سا پودا ہے جس کی ۱۹۱۳ء سے آپ اپنے مال و زر سے آبیاری فرما رہے ہیں- جو بفضلہ تعالیٰ آپ کی پیہم و مسلسل توجہ سے اس وقت ایک نخل برومند میں منتقل ہو چکا ہے اور کہ جو اپنا میٹھا پھل بھی دے چکا ہے- برادران دین! یہ مشن اب کوئی وہمی و قیاسی بات نہیں یہ ایک حقیقت ہے- اور مسلمانوں کی خاص توجہ کا محتاج و مستحق ہے- میں اس امر کے مخالف نہیں کہ باقی قومی و ملی تحریکات میں حصہ لیا جائے! اور مسلمانان ہند اپنی تمام تر توجہ مشن ووکنگ انگلستان کی طرف ہی مبذول فرمائیں- بلکہ میری اصل غرض تحریر ہذا سے یہ ہے کہ کیسے ہی سب قومی کاموں میں کچھ نہ کچھ حصہ لینا ازبس ضروری ہے لیکن یہ امر بھی قرین مصلحت نہیں کہ ایک چلتے ہوئے کام کی طرف صد درجہ کی بے التفاتی و بے پرواہی برتی جائے مسلمانوں کے اکثر مفید کام اسی طرح تباہ ہوتے

ہیں۔ جو وہ انکو ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسلئے ان مختصر سے سیدھے سادے الفاظ میں بہی خواہان مشن سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس آڑے وقت میں مشن کی ماہواری مالی امداد فرمائیں۔ خواہ وہ ماہواری رقم ۸ ر ماہوار ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے دوستوں کو اس میں شریک فرمائیں۔ مشن کی حمایت یہ ہے جو اردو کتب حضرت خواجہ صاحب نے تصنیف فرمائی ہیں (۱۔ راز حیات۔ ۲۔ مکالمات طیبہ۔ ۳۔ ضرورت الہام۔ ۴۔ توجہ سنے الاسلام۔ ۵۔ صلائے نصرت) ان کی خریداری فرمائیں۔ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی مجریہ ووکنگ کی خود بھی خریداری فرمائیں اور انگریزی دان حلقہ میں اسکی توسیع اشاعت فرمائیں کیونکہ یہ سب کچھ مشن کی امداد ہی ہے +

ہمارے تجارتی احباب کی مستقل امداد کے بند ہونیسے مشن پر بہت سے مزید اخراجات کا بوجھ آن پڑا ہے۔ جو مشن کی طاقت سے باہر ہے۔ اسلئے مشن کی مالی حالت قابل توجہ ہے۔ اور مسلم احباب کی خاص ہمت کا موقع ہے چھوٹے سے بہت کا سوال نہیں ہونا چاہئے جو کچھ ہو سکے اسقدر عطا فرمائیں اس پاک تحریک کو یورپ میں زندہ رکھنا ہمارا سب کا اہم ترین مذہبی فرض ہے۔ اسکو بچانے کیلئے ہاتھ جس قدر بڑھ سکے بڑھائیں اور داخل حسنات ہوں۔ اگلے رسالہ میں انشاء اللہ تعالیٰ مشن ووکنگ انگلستان کا مفصل حساب آمد و خرچ سال ۱۹۲۲ء مشتہر کیا جائیگا

اس کے علاوہ مشن کی تبلیغی جد و جہد کے متعلق عرض یہ ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی سعید روح تعلیمات اسلام کے سامنے سرنگوں ہوتی رہتی ہے۔ نیو لیف اسلام کا سلسلہ جاری ہے۔ برٹش مسلم سوسائٹی نمایاں طور پر تبلیغی کام میں نہایت سرگرمی سے حصہ لے رہی ہے جسکے اجلاس لندن میں بڑی جمعیت و جمہوریت سے ہو رہے ہیں۔ اور وہ لوگ آزادانہ بے تکلف اس سوسائٹی میں آکر آپس میں ملتے جلتے اور بات چیت کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ بہت سی کار آمد مفید انگریزی کتب (مصنفہ حضرت خواجہ صاحب) شائع ہو چکی ہیں۔ اور کچھ زیر تصنیف ہیں جنہوں نے یورپین نگاہ میں مشن کی حیثیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اسوقت ہماری تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز خاص لندن ہے۔ اور اسی کو ہم مستقل طور پر تبلیغی جد و جہد کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ اسکے علاوہ مسجد ووکنگ انگلستان میں بھی ہمارا ہیڈ آفس ہے جو لندن سے پچیس میل کے فاصلہ پر ہے جہاں ہمارے مبلغین رہتے ہیں۔ ماہوار اسلامک ریویو کا دفتر ووکنگ سے لندن قائم کیا گیا ہے۔ ہر اتوار و جمعرات یعنی ہفتہ میں دو یوم لندن میں اجلاس منعقد ہوتے ہیں سامعین کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے۔ والسلام

خادم۔ سکرٹری **مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور**

ضروری نوٹ:۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور (پنجاب) ہونی چاہئے

التماس ضروری

سنہ ۱۹۲۲ء کے اختتام پر ہم رسالہ اشاعت اسلام کی موجودہ حالت کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کر چکے ہیں
لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اس کی طرف بہت کم توجہ فرمائی ہے۔ امید تو یہ تھی کہ وہ اس رسالہ
کی دینی و ملی خدمات کو مدنظر رکھ کر اور اس کی ہستی کو خطرے میں سمجھ کر جس میں کہ خطرہ ہے، اسے بچانے کی کوشش
کرینگے لیکن آج رمضان سے سال اعلان کو چار مہینے ہو چکے ہیں ہمیں رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ حالت
میں کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی وہ اب بھی ناظرین کی نظر عنایت کا محتاج ہے اور ہمیں اب بھی ان سے
یہی توقع ہے کہ وہ اس کو امید و بیم کی حالت سے نکالنے کیلئے مقدور بھر کوشش کرینگے۔ رسائل کے مصارف
بڑے گرانبار ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آئے دن ہم بہت سے رسائل کو مردہ ہوتا دیکھتے ہیں جن کی ہستی قوم و ملک کیلئے
اگر وہ زندہ رہتے تو نہایت ہی سود مند ہوتی۔ رسالہ اشاعت اسلام کی حیات سوخت بھی نازک ہے۔ اور اس کی اہمیت
کے متعلق ہمارے خیال میں صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ یہ ہندوستان میں اسلامی رسالہ ہے جو سب سے زیادہ اہمیت اس کے نزدیک مذہب ہی کی ہے
عیسائیوں کے جو رسالے اپنے مذہب کے متعلق یا اسلام کے خلاف شائع ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد اشاعت کا اگر
ہمارے رسائل کی اشاعت سے مقابلہ کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ ان کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی
نہیں ہے وہ رسائل مسلمانوں کو اپنے مذہب سے برگشتہ کرنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو کر مفت تقسیم ہوتے
ہیں۔ ان کی قوم ان کی پشت پناہی تشکیل کے طور پر ہوا کرتی ہے۔ دیمبر کے مہینے میں سالانہ رپورٹ دیکھئے یہ رسالے لاکھوں کی تعداد میں شائع
ہوتا ہے اور اسلام کے خلاف کھلا رہتا ہے ہم مسلمان ان کو چپ چاپ دیکھتے ہیں۔ کیا انہوں نے اس پر کارروائی کا تریاق بھی سوچا؟
رسالہ اشاعت اسلام نے گذشتہ نو سال میں بفضل تعالیٰ اپنے اجراء کی اصل اغراض و مقاصد کو جس طرح پورا کیا ہے۔ وہ
ناظرین کرام سے پوشیدہ نہیں۔ رسالہ ہذا نے پاک دین متین کو جملہ معاندین کے مہلک حملوں کی زد سے بچانے اور
مسلمانوں میں دوبارہ روحانیت پیدا کرنے اور عامۃ المسلمین کو جہالت کے خطرناک گڑھے سے بچانے اور
مخالفین کے دام تزویر سے محفوظ رکھنے کا جو ذریعہ اس رسالہ نے برتا ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ پس ہم ناظرین کرام سے
مؤدبانہ التماس ہے کہ ایسے پرآشوب زمانہ میں جبکہ چاروں طرف سے مخالفین نے اسلام کو منہ کی پھونکوں سے بجھانے کا
تہیہ کر لیا ہے ضروری ہے کہ ایسے قیمتی رسالہ کے استحکام و قیام کے بارہ میں اعانت و اشاعت رسالہ کی طرف
توجہ کیجائے۔ ہمارے نزدیک یہ ایک محض تحصیل حاصل و غیر ضروری امر ہے کہ رسالہ کی توسیع اشاعت و اعانت کے لئے
یار بار طول طویل الفاظ میں زیادہ قلم فرسائی کی جائے۔ کیونکہ ہمارے روشن دماغ ناظرین اس کی اہمیت سے کما حقہ آگاہ ہیں

ان سیدھے سادھے الفاظ سے بڑھکر ہمیں اور کوئی پرشوکت تاکیدی الفاظ نہیں ملسکتے جو اپنی قوم کو بیدار کرنے کیلئے ہم معرض تحریر میں لائیں ہماری عاجزانہ درخواست میں اثر ڈالنا فعل خداوندی ہے جو ہمارے حیطۂ قدرت سے بالکل باہر ہے۔ اسلئے ہم ہر ایک بہی خواہ رسالہ کی خدمت میں پُرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد جہانتک ان سے ممکن ہو اپنی ہمت و استطاعت سے خود بھی فرمائیں اور اپنے حلقۂ اثر میں بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ رسالہ کی موجودہ خریداری اس کے گرانبار اخراجات کی متحمل نہیں ہے ہماری گذشتہ اپیل پر جس کو چار ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے والا مرتبت قدر قدرت عالیحضرت حضور شیخ صاحب منگرول نے التفات کریمانہ فرما کر اپنی اخلاص مندی و ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ دکھلایا لیکن دیگر احباب نے اس معاملہ میں بہت بے رغبتی دکھلائی ہے۔ اس دھیما پن کی وجہ بجز اسکے کیا ہو سکتی ہے کہ ہمارے ناظرین کرام کے اعصاب حمیت اعانت میں ابھی پورا جوش پیدا نہیں ہوا۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ہماری اپیل اس طرح رائیگان جاتی۔ رسالہ کے مفاد تو اس امر کے متقاضی تھے۔ کہ مسلمانوں کا کوئی فرد خواندہ یا ناخواندہ اس رسالہ کی خریداری سے محروم نہ رہتا اور اسکی مالی امداد کرتا۔

جس شہرۂ آفاق رسالہ انگریزی اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان کا یہ ترجمہ ہے اسکے مضامین کا تمام ممالک غیر امریکہ، افریقہ اور یورپ وغیرہ میں سکہ جم چکا ہے۔ اور اس کے عدیم النظیر مضامین نے دنیا بھر میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے جس سے مخالفین کے دلوں میں بھی تلاش حق کی تحریکیں پیدا ہو گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹانے کی توفیق بخشے۔ رسالہ کی سب سے بڑی مالی امداد اسکی خریداری کو بڑھانا ہے + والسلام

منیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور عزیز منزل

خطبۂ جمعہ

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط

کہدو اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں - اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا

کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے - اور وہ بیشک بخشنے والا مہربان ہے - اور اپنے

اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

پروردگار کی طرف رجوع ہو جاؤ - اور اسکی فرمانبرداری کرو - مگر اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ نازل ہو اور پھر اسوقت تم کو مدد نہ ملے

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

اور تمہارے پروردگار کی طرف سے جو بہترین چیز تم پر نازل ہوئی ہے - اس پر چلو - اس سے

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى

پہلے کہ یکایک تم پر عذاب آ نازل ہو اور تم کو خبر بھی نہ ہو اور کوئی کہنے لگے کہ ائے افسوس میری اس کوتاہی پر

مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ

جو میں نے پاس خدا ملحوظ رکھنے میں کی - اور میں تو ان باتوں پر ہنستا ہی رہا - اور کہے کہ

لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ

اگر خدا مجھے ہدایت دیتا تو میں پرہیزگاروں میں سے ہوتا - یا عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے کہ

لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا

اے کاش مجھے لوٹ کر دنیا میں جانا نصیب ہو تو میں بھی نیکوں میں ہوں ہاں میرے احکام تجھ کو پہنچ گئے تو تو نے جھٹلایا

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ

اور تکبر کیا - اور منکروں میں سے ایک تو بھی تھا - اور قیامت کے دن دیکھو گے کہ جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ بولا

وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

ان کے منہ کالے ہونگے - کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟ اور جو لوگ پرہیزگاری کرتے رہے ہیں

بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ

خدا کامیابی کے ساتھ نجات دیگا - انکو برائی نہیں پہنچیگی اور نہ وہ آزردہ ہونگے - اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَالَّذِيْنَ
ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے ۔ آسمان و زمین کی کنجیاں اسی کی ہیں ۔ اور جو لوگ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۵۳-۳۹ آیات ۶۳
خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے وہی گھاٹے میں رہیں گے ۔

"اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو کیونکہ وہ گناہوں کو معاف فرماتا ہے" ایک خوشخبری ہے ۔ ایک بشارت ہے لیکن مشروط بہ شرائط "ایمان لاؤ اور تم امن میں ہو" کا عقیدہ مسیحیت کے پیروؤں کے لئے مایہ ناز ہوگا ۔ مگر اسلام اعمال ہی کو نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہے ہمیں بتایا گیا ہے کہ نئے عہد نامہ پر ایمان لانا یا مسیحی عقاید پر یقین رکھنا ہی اخلاق انسانی میں ایک اعجاز نما تبدیلی پیدا کر دیتا ہے ۔ ایسا ہی ہوگا ۔ لیکن اگر حق ہے ۔ اور باطل باطل ہے ۔ تو پھر مسیحی زندگی اور مسیحی اخلاق میں اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں ملتی ۔ مجھے اس وقت کلیسیا کے عقاید سے بحث نہیں ۔ بلکہ میرا خطاب صرف تم مسلمانوں سے ہے ۔ اور تمہارے ذریعہ سے تمام دنیا کے مسلمانوں سے ہے ۔ جو آیات لوسمہ میں نے ابھی تلاوت کی ہیں ۔ وہ مسلمانوں کی موجودہ حالت پر پورے طور سے حاوی ہیں اور اُنہیں جدا جدا بیان کر دیا ہے ۔ کہ ہمارے اخلاق و اعمال کیا ہونے چاہئیں مثال کے طور پر ہم کسی بیماری کو لیتا ہوں مرض کا حملہ یکدم ہو جایا کرتا ہے ۔ مگر ایسا اتفاق بہت کم ہوتا ہے کہ مرض ہماری ہی بے اعتدالیوں کا بدلہ نہیں فوراً ہو جیسے بلکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہماری مسلسل خلاف ورزیوں کا نتیجہ ہوتا ہے ۔ جب کوئی ابتلا آ موجود ہوتی ہے تو ہم بیمار ہو جاتے ہیں ۔ اور ہم دل ہی دل میں مانتے ہیں ۔ کہ طبیب نے جو مشورہ ہمیں دیا تھا اس پر ہنسنا ہماری حماقت تھی بعض وقت ہم کہتے ہیں ۔ کہ ہمیں اسباب کا علم نہ تھا ۔ کہ کونسی باتیں ہمارے لئے مضر ثابت ہونگی لیکن اس حالت میں بھی ہم یہی چاہتے ہیں ۔ کہ ہمیں صحت ہو جائے ۔ اور پھر ہم کبھی قانون قدرت کی خلاف ورزی نہ کرینگے ۔ مگر یہ ارادے خواہ انہیں کتنی بھی صداقت کیوں نہ ہو اب کسی کام کے نہیں ۔ یہی حالت بعض کی حالت میں نا امیدی کا شائبہ بہت کم ہوتا ہے وہ باتیں میں جا سے بعض نے

نجات دیکر صحت دے سکتی ہیں۔ پہلی مضرات سے پرہیز اور دوسری قوت اندفاع
مرض جو طبیعت کو پہلے ہی سے اس کے جسم میں موجود ہو ۔

اگر ہم ہمیشہ قانون قدرت کی پیروی کرتے۔ تو ہمیں کبھی بیماری کا منہ
نہ دیکھنا پڑتا۔ جو کچھ میں نے طبعی امراض اور ان سے نجات حاصل کرنے کے متعلق
کہا ہے۔ اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ تو پھر بعینہ یہی حال ہماری اخلاقی معاشرتی
اقتصادی اور سیاسی صحت کا ہے۔ چنانچہ آج کے خطبہ کا مضمون بھی یہی ہے
اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ یعنے اپنے پروردگار کیطرف رجوع
ہو جاؤ اور اسکی فرمانبرداری کرو قبل اسکے کہ تم پر عذاب آنازل ہو۔ اس سے متنبہ کر کے
قرآن مجید آیت ۵۴ اور ۵۵ میں ابتلا اور مصیبت کے وقت تمہارے دل کی حالت بیان
کرتا ہے۔ ابتلا مختلف صورتوں میں رونما ہو سکتی ہے۔ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اس کا
بین ثبوت ہے۔ اس سے چھٹکارا کیونکر ہو ہمیں نجات کہاں ملیگی؟ خدا تعالے
آیت ۶۱ میں وہ علاج بتاتا ہے۔ جو اس مرض کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ وَیُنَجِّی اللّٰهُ
الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اور
جو لوگ پرہیزگاری کرتے رہے ہیں۔ ان کو خدا کامیابی کے ساتھ نجات دیگا۔ اُن کو
ایذا نہیں پہنچیگی۔ اور وہ آزردہ نہیں ہونگے۔ اگر اس پرہیز سے جو مریض طبعی قوانین کی
پیروی ہے اور اس قوت اندفاع مرض سے جو اس کے اپنے جسم میں موجود تھی صحت حاصل
کر سکتا ہے۔ تو پھر میں تم سے کہتا ہوں۔ نہیں! تمہارا قرآن اور تمہارا خدا تم سے
کہتا ہے۔ کہ تم ان مصیبتوں اور ابتلاؤں سے جو آج اسلامی دنیا پر چھا رہی ہیں کبھی
چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی غلط کاریوں سے پرہیز نہ کرو گے۔ اور
جب تک کہ تم ان مشکلات کا جو تمہارے راستے میں حائل ہیں انسداد و اندفاع نہ کرو گے
اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو اَللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ
لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور
ہر چیز اسی کے اختیار میں ہے۔ آسمان اور زمین کے خزانے اسی کے لئے ہیں۔ اور وہ انہیں

کو ملتے ہیں جو آمِنُوا الی رَبِّکُمْ اور اَسْلِمُوا لَہٗ کے زمرے میں شامل ہیں +
مسیحی مبلغین کو میری یہ باتیں تمسخر آمیز معلوم ہوتی ہونگی۔ وہ اپنے اس لطف خداوندی کے خزانے پر نازاں ہونگے۔ جو ان کے باطل عقیدے میں مذہب اپنے ہم خیالوں کو عطا کرتا ہے لیکن دُنیائے مسیحیت کے افعال ان تمام احکام کی تکذیب کرتے ہیں جو پادری صاحب اپنے منبر پر چڑھ کر انہیں سُناتے ہیں۔ کلیسیا کا مذہب محض دین پر ایمان لاتا ہے عمل سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ اس کے برخلاف اسلام کے نزدیک ایمان جس میں عمل نہ ہو۔ کوئی معنی نہیں رکھتا لیکن آج دونوں مذاہب کے پیرو اپنی اپنی تعلیم کی گویا تردید کر رہے ہیں۔ آج قوت عمل کے لحاظ سے مسلمان عیسائی بنے ہوئے ہیں۔ اور عیسائی مسلمان۔ عیسائی دنیاوی کاروبار میں اپنے مذہب کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے۔ عمل ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔ مگر مسلمانوں نے اپنی تمام کامیابیوں کا انحصار صرف اپنے ایمان پر رکھا ہوا ہے انہیں سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ان کی نجات عمل ہی میں پوشیدہ ہے۔ اسی سہو بعد کا نتیجہ ہے۔ کہ ہم مصائب وحوادث کے دام میں گرفتار ہیں۔ اور اسی کا تدارک کرنے کے بعد ہم زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کر سکتے ہیں +

عمر ابن الخطاب

قبل اسلام

زمانہ نے ایسی ایسی عظیم الشان ہستیوں کے کارنامے اپنی آنکھوں سے دیکھے جو صفحۂ عالم پر اپنا لازوال نام چھوڑ گئے۔ اس نے بڑی بڑی قوموں کو کبھی اچھلتے ہوئے دل سے اور کبھی نہایت بے پروائی سے نیست اور نیست سے ہست ہوتے دیکھا لیکن ان فتوحات کی مثال جو ایک بدو قوم کو دس سال چھ ماہ اور چار دن کے قلیل عرصہ میں حاصل ہوئیں اسکی نظر سے کبھی نہ گذری ہوگی۔ کوئی مؤرخ جس نے تاریخ عالم کا بنظر امعان مطالعہ کیا ہے اس قسم کی ایک نظیر بھی پیش نہیں کرسکتا۔ جس کے حالات اور واقعات عظمت و شوکت کے لحاظ سے ان واقعات اور حالات سے لگا کھا سکتے ہوں۔ یہ فاتح ایک منکسر المزاج سیدھا سادا۔ نیک طینت۔ نرم گفتگو اور ذی اختیار شخص ہو۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی بڑا باعزم اور بڑی طاقت اور قوت کا مالک بھی ہو۔ اور پھر ایک دنیا اسکی عزت و عظمت اور تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو ٭

ہزیمت خوردوں کا اکثر یہ حال دیکھا گیا ہے۔ کہ ان سے آہ و بکا کی دل ہلا دینے والی آوازیں آتی ہیں۔ اور ان پر ایسی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ جو بیان سے باہر ہیں لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ مفتوحہ علاقہ کے لوگوں نے اپنے ہی ترسے اور اپنی قوم کے حکمرانوں اور سرداروں کی غلامی کے جوئے سے اپنی گردنیں نکالنے کیلئے اکثر حضرت عمر کی فاتح افواج کو خوش آمدید کہا۔ اور ان کے فاتحانہ نقارہ کو کامرانی اور خوش حالی کے دنوں کا سچا پیغامبر جانا۔ اس صداقت پر تمام تاریخ عالم شاہد ہے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ مفتوحہ علاقہ میں کسی فوج کی پیشقدمی اکثر اور ہمیشہ آتشزدگی قتل و غارت اور اور ہزاروں قسم کی وحشیانہ اور بہیمانہ خباثتیں اور شرارتیں ساتھ لاتی ہے جن کا ذکر ایسے

زبان قاصر ہے۔ دوسری طرف اسلام کے ابتدائی فاتحین عموماً اور خصوصاً حضرت عمرؓ کے حالات تاریخ کا ایک زرین ورق ہیں۔ ایک شریفانہ اور درخشاں مثال ہیں جو ہمیں دوسرے زمانوں میں کسی جنگجو قوم کے کارناموں میں نہیں ملتے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اور متعصب سے متعصب تاریخ دان بھی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مغلوب دشمن کے ساتھ وہ سلوک کیا۔ کہ ان کے گھر مسرت اور شادمانی کا منظر بن گئے۔ حضرت عمر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جانشین تھے۔ ان کے عہد خلافت میں علاوہ توسیع حدود مملکت کے بہت سے اہم واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اسلام کی قوت دوسری خلافتوں کے مقابلہ میں آپ کے عہد خلافت میں بہت ترقی کر گئی۔ اور تبلیغ و اشاعت کا کام بہت بڑے پیمانہ پر ہوا۔ حضرت عمر کی خلافت بہادری۔ شجاعت۔ حوصلہ۔ عزم۔ ثابت قدمی قومی حمیت و غیرت۔ جانفروشی۔ ایثار۔ صداقت۔ دیانت اور امانت میں ایک نمایاں پہلو لئے ہوئے ہے۔ اور جو اور زمانوں میں کہیں نظر نہیں آتی۔ خلیفہ ایک ایسا شخص ہی جو بالکل معمولی اور سیدھے سادے کپڑے پہنتا ہے اور ایک عام مزدور کی طرح اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے اپنی زیست کا سامان بہم پہنچاتا ہی۔ جبکہ اس کے پاس لاکھوں جاں نثار خادم اور کروڑوں روپے موجود ہیں۔ جبکہ اسے سیاسی ملکی اور دینی اختیارات حاصل ہیں جبکہ ریل تار کی آسانیاں بھی مہیا نہیں۔ اور ہر کی قوم لکھنے پڑھنے سے بھی ناواقف ہے وہ جنگ کے میدانوں میں اپنی افواج کا انتظام و انصرام کرتا ہے۔ اور انکے نام احکام جاری کرتا ہے۔ بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتوں کو تہ و بالا کر دیتا ہی بڑی بڑی متکبر مغرور اور دولتمند قوموں کے غرور خاک میں ملا دیتا ہے۔ اور یہ سب کچھ وہ اپنی ذاتی شوکت و عظمت کے لئے نہیں کرتا۔ بلکہ صرف خدائے عزوجل کی خوشنودی کیلئے کرتا ہی۔ وہ ایک ایسی ہستی ہی جس کے حالات کا مطالعہ مورخین کو آج بھی نظر غور سے دیکھنا چاہئے اور آئندہ بھی۔ یہ ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مجمل سا خاکہ

جو دیوتاؤں کے فرضی افسانوں کی طرح کوئی افسانہ نہیں۔ بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے
اس مختصر سی تعریف کے بعد اب ہم اس بطل عظیم کے شجرۂ نسب اور ابتدائی حالات
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو قبول اسلام سے پہلے کے حالات ہیں +

عرب عام طور پر عدنان یا قحطان کے اخلاف ہیں۔ عدنان حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ فہر بن ملک عدنان کی گیارھویں پشت سے تھے۔ اور
حضرت عمرؓ فہر بن ملک کی بارہویں پشت میں تھے۔ مؤخر الذکر ہی قوم قریش کے مورث اعلیٰ
ہیں۔ قریش کے مندرجہ ذیل دس بڑے بڑے آدمی تھے۔ اور انکے مختلف قبیلے انہیں
کے ناموں سے مشہور ہوئے (۱) ہاشم (۲) امیہ (۳) نوفل (۴) عبدالدار (۵) اسد (۶) تیم
(۷) مخزوم (۸) عدی (۹) جمیح (۱۰) سہم۔ حضرت عمر عدی کی اولاد میں سے ہیں۔ عدی کا
ایک بھائی مرہ نامی تھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پردادا تھا۔ اس طرح حضرت عمرؓ
کی آٹھویں پشت میں جاکر رسول کریم کا شجرہ ملجاتا ہے۔ قریش کعبہ کے محافظ یا پیشوا
تھے۔ اور مختلف دینی اور دنیوی فرائض اور خدمات انہوں نے آپس میں تقسیم کر لی
ہوئی تھیں۔ عدی کی اولاد پشت ہا پشت سے قضیوں اور جھگڑوں کا فیصلہ
کیا کرتی تھی۔ اسلئے لازم تھا کہ وہ رائے کی صحت اور ذکاوت و ذہانت میں دوسرے
لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوتے۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ بڑے بھاری مقرر بھی مانے جاتے
تھے۔ یہ لوگ مکہ سے قریب ہی مقام صفا میں رہتے تھے۔ مگر بنو عبدالشمس کے ظلم و
جور سے تنگ آکر انہوں نے بنو سہم کے پاس پناہ لی تھی۔ اور اس طرح دونوں قبیلوں میں
رشتۂ اتحاد قائم ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو جن کے والد خطاب ایک با اثر اور ذی اقتدار
شخص تھے صفا اور مروہ کے درمیان ایک مکان ورثہ میں ملا تھا۔ جسے انہوں نے
بعد میں حاجیوں کی اقامتگاہ بنا لیا تھا۔ بہت سی دکانیں جو اس قطعۂ زمین پر بنی ہوئی
تھیں مدت تک حضرت عمر کے ورثاء کے قبضہ میں رہیں۔ حضرت عمر کی والدہ حنتمہ قوم
قریش کے مشہور و معروف سپہ سالار ہاشم بن المغیرہ کی بیٹی تھیں +

حضرت عمرؓ کی ولادت ہجرت نبوی سے چالیس سال پہلے ہوئی۔ آپکے ابتدائی حالات کے

متعلق بہیں بہت کم علم ہے۔ اس وقت کون جانتا تھا۔ کہ یہی بچہ ایک دن ایسا عظیم الشان انسان ہوگا۔ کہ تومیت کے آسمان پر آفتاب بن کر چمکیگا۔ اخلاقی اور سیاسی فیروزمندیوں سے سرفراز ہوگا۔ اور تاریخ کے صفحات میں اپنی قوم کے سحر آفرین کارناموں کا ایک ایسا بے مثال نقش چھوڑ جائیگا۔ جو قیامت تک مٹنے والا نہیں +

جب حضرت عمر سن تمیز کو پہنچ گئے۔ تو ان کے باپ نے انہیں ضجنان کے میدان میں اونٹ چرانے کا کام سپرد کیا۔ جو عربی قوم کی زندگی کا ایک جزو لاینفک ہے۔ عمر دن بھر نہایت جانفشانی سے اپنے فرائض انجام دیتے۔ اور جب شام ہوتی۔ تو آپ کو قدرتی طور پر آرام کی ضرورت محسوس ہوتی جس کی اجازت آپکے والد نے جو آپ کو نہایت بےرحمی سے زدوکوب کیا کرتے تھے کبھی نہ دی۔ عہد خلافت میں ایک روز حضرت عمر کو اس میدان میں سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ تو گذشتہ زندگی کا قدیم نظارہ آپ کی نظروں کے سامنے آگیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپنے کہا۔ اللہ اکبر! ایک وہ وقت کہ میں نمدے کا صرف ایک کرتا پہنے یہاں اونٹ چرایا کرتا تھا۔ اور جب تھک کر ذرا بیٹھ جاتا تھا۔ تو میرے والد مجھے مارا کرتے تھے ایک آج کا دن ہے کہ مجھ پر خدائے وحدہٗ لاشریک کے بغیر کوئی حکمران نہیں" +

عنفوان شباب کے ساتھ ہی عمر ان علوم وفنون کی تحصیل میں مشغول ہو گئے جو کہ اس زمانے کے عرب امرا کیلئے سیکھنے لازمی ہوا کرتے تھے۔ خاندانوں کی تاریخ اور ان کے شجرہ ہائے نسب سپہگری۔ کشتی لڑنا اور فن تقریر انکو ورثہ میں ملے تھے۔ قوم کی نمائندگی کا عالیشان منصب مدت سے ان کے آباؤ اجداد میں چلا آتا تھا۔ اور وہ آپس کے قضیوں اور جھگڑوں کا فیصلہ بھی کیا کرتے تھے +

حضرت عمر نے عکاظ[1] کے دنگل میں اکثر اپنے حریفوں کو بری طرح پچھاڑا تھا۔ آپ ایک شجاع پہلوان اور پختہ کار سوار تھے۔ گھوڑے پر ہمیشہ اچھل کر سوار ہوا کرتے تھے

---

[1] عکاظ عرفات کی پہاڑی کے متصل واقع ہے جہاں ہر سال نمائش کے طور پر بہت بڑا میلہ ہوا کرتا تھا۔ ملک عرب کے سرآوردہ لوگ جو کسی فن یا کسی حیثیت میں ماہر ہوا کرتے تھے وہ لوگ اپنا کمال دکھانے کی غرض سے یہاں آیا کرتے تھے تاکہ ان کا مقابلہ کیلئے انہیں لوگوں کو آنے کی اجازت ہوتی تھی جو اپنے فن میں مسلمہ قابلیت رکھتے تھے عرب کے بہترین شاعروں اور مقرروں کی تعلیم و تربیت کی جگہ ہوتی تھی +

اور ایسا حکم کر بیٹھتے تھے کہ کوئی چیز انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہ سکتی تھی +

آپ ایک صاحب کمال اور شیریں بیان مقرر تھے۔ قبول اسلام سے پہلے آپ کو اپنی انہیں محاسن و قابلیتوں کی وجہ سے قریش نے اپنا سفیر منتخب کیا تھا +

آپ شعر کا مذاق بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ تمام اچھے اچھے اشعار آپ کو ازبر یاد تھے اس مذاق سلیم کی تربیت بازار عکاظ میں ہوئی تھی لیکن جب زمانہ گذرا اور آپ کو اسلام کی خوبیوں کا علم ہوا۔ تو آپ اس قدر اس سے متاثر ہوئے کہ آپ کو باقی تمام چیزیں ہیچ نظر آنے لگیں +

آپ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھا تھا۔ کتابی تعلیم ان دنوں بہت کم تھی۔ یہ ایک تحقیق شدہ امر ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قبیلہ قریش میں صرف سترہ آدمی تھے جو لکھ پڑھ سکتے تھے۔ انہیں میں سے ایک عمر ابن الخطاب بھی تھے +

تمام رائج الوقت فنون سیکھنے کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنی توجہ معیشت کے ذرائع تلاش کرنے میں صرف کرنی شروع کی۔ عرب تجارت پیشہ لوگ تھے۔ اور اسلئے قدرتی طور پر آپ نے بھی اسی پیشہ کو اختیار کیا جس میں آپ کو کامیابی ہوئی۔ اور آپکی دماغی نشو ونما میں بھی یہ ممد کا باعث ہوا۔ آپ دور دراز ممالک میں جاتے تھے۔ اور قسم قسم کے لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ کو ان تجارتی مہمات میں ناموری حاصل ہوتی۔ تجربے اور معاملے کے متعلق بہت سے سبق ملے۔ اس طرح قبول اسلام سے پہلے ہی آپ بہت سے کمالات کے حامل ہو چکے تھے۔ جو سفر آپنے دور دراز ممالک میں کئے۔ ان سے آپ کی حیات کے متعلق بہت سے اہم اور دلچسپ واقعات کا اضافہ ہوتا لیکن کسی مورخ نے انہیں جمع کرنے کی تکلیف برداشت نہیں کی۔ علامہ مسعودی اپنی مشہور و معروف تصنیف مروج الذہب میں لکھتے ہیں۔ کہ بہت سے واقعات ایسے ہیں۔ جو عمر ابن خطاب کے ان سفروں سے متعلق ہیں۔ جو آپنے زمانہ جاہلیت میں عرب۔ عراق اور فارس میں کئے۔ میں نے اخبار الزمان اور کتاب الاوسط میں ان پر مفصل بحث کی ہے۔ افسوس ہے کہ بد قسمتی سے یہ دونوں تصنیفات اب نایاب ہیں +

غرض کہ ان کمالات کے وسائل میں آپ کی قوت و طاقت سے اور ان امتیازات سے جو آپ سفر میں

حاصل کر چکے تھے ۔ آپ گھوڑوں میں ایک بلند مرتبہ لگیا ۔ اور قوم نے آپ کو اپنا نمائندہ بنایا۔

قبول اسلام

جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی تبلیغ شروع کی ۔ تو اس وقت
حضرت عمر ستائیس سال کے تھے ۔ آپ کے رشتہ داروں میں سے جنہوں نے سب سے پہلے
اسلام قبول کیا ۔ وہ حضرت سعیدؓ تھے ۔ ان کے عقد میں حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ تھیں
فاطمہؓ بھی تعلق زوجیت کے اثر سے مسلمان ہو گئی تھیں نعیم بن عبداللہ کو وہ بھی
حضرت عمرؓ کے رشتہ دار تھے اسلام لا چکے تھے لیکن عمر کو اس نئے مذہب کے متعلق
کچھ بھی علم نہ تھا جب انہیں اپنے رشتہ داروں اور دوسرے قبیلوں کے قبول اسلام
کی خبر ہوئی ۔ تو وہ ان کے سخت دشمن ہو گئے ۔ حضرت عمر کے رشتہ داروں کے پاس
ایک لونڈی تھی ۔ جس کا نام لبینہ تھا ۔ یہ بھی اسلام لا چکی تھی ۔ عمر اس کے ساتھ
نہایت بے رحمانہ برتاؤ کیا کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ جب اسے مارتے مارتے تھک جاتے تھے
تو کہتے تھے کہ ذرا دم لے لوں تو پھر تجھے مارنا شروع کروں گا ۔ غرض جو جو مسلمان آپ کے ہاتھ آتا
آپ اسے پکڑ کر خوب زدوکوب کرتے لیکن اسلام کے فدائی اس روحانی شراب کے نشہ
میں اتنے سرشار تھے ۔ کہ اس سودائے الٰہی کو جو ان کے دل و دماغ میں سما چکا تھا کسی
حالت میں بھی نہیں چھوڑتے تھے حضرت عمر نے مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کیلئے
لاکھ زور لگایا لیکن ان کی تمام کوششیں بیکار ہو گئیں ۔ آخر غیظ و غضب کی دیوانگی
میں آپ نے اس تحریک کی علت اولین کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی ٹھان لی ۔ اور آپ
گھر سے قتل جیسے بھیانک فعل کے ارتکاب کیلئے چل دیئے یعنی آپ نے رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی زندگی کا خاتمہ کر دینے کا فیصلہ کر دیا ۔ مگر اس قادر مطلق
کے رازوں کو کون جان سکتا ہے ۔ چاہئے تو یہ تھا ۔ کہ قہر الٰہی کی بجلی کوندتی لیکن بجائے
اسکے اسکی رحمانیت جوش میں آئی ۔ اور جو شعلے عمر کو اپنی آغوش میں لے لیتے جنکی قسمت
میں ایک ایسا عجیب و غریب واقعہ لکھا تھا ۔ جس نے انکی جوئے حیات کا رخ ہی پلٹ کر
رکھ دیا ۔ اور جس نے اسے اپنے شکار کا زبردست حامی اور دوست بنا دیا ۔ واقعہ

واقعہ ہے۔ جو اس کی زندگی میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہ بالکل ایسا ہی واقعہ ہے کہ تاریخ ہمیشہ اسے بڑے ناز سے بیان کریگی۔ اور مرور ایام اسکی اہمیت کا نقش صفحہ ہستی سے مٹا نہ سکیگا۔

اتفاق سے حضرت عمر کو راستہ میں نعیم بن عبداللہ ملگئے۔ انہوں نے عمر کو اس غصہ کی حالت میں دیکھ کر پوچھا "خیریت تو ہے" عمر کہنے لگے "محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں" نعیم نے کہا "پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ خود تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ عمر اسی وقت پلٹے اور سیدھا اپنی بہن کے گھر کا راستہ لیا۔ اس وقت وہ قرآن مجید پڑھ رہی تھیں۔ عمر کو دیکھ کر انہوں نے جلدی سے قرآن مجید کے اوراق لپیٹ کر چھپا دیئے۔ عمر نے انکی آواز سن لی تھی انہوں نے پوچھا "یہ تم کیا پڑھ رہی تھیں"؟ ان کی بہن نے جواب دیا "کچھ بھی نہیں" حضرت عمر نے کہا "نہیں! میں نے سن لیا ہے کہ تم دونوں مرتد ہو چکے ہو" یہ کہہ کر آپ یکلخت اپنے بہنوئی پر ٹوٹ پڑے۔ اور جب آپ کی بہن اپنے خاوند کو بچانے آئیں۔ تو آپ نے ان کو بھی اسی طرح مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کا تمام جسم زخمی ہو گیا۔ اور لہو بہنے لگا۔ اسی حالت میں وہ نہایت جرأت کے ساتھ بولیں کہ "عمر اب جو تمہارا جی چاہے کرو۔ لیکن ہمارے دلوں سے اسلام کو اب کوئی بات نہیں نکال سکتی۔ اور کوئی دوسری چیز اس پر اثر نہیں کر سکتی" اپنی بہن کے ان الفاظ نے آپ پر بڑا اثر کیا۔ آپ نے ان پر ایک رحم آمیز نگاہ ڈالی۔ ان کے بدن سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ کو اپنے اس سلوک سے بڑی ندامت ہوئی۔ اور آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ آپ نے کہا "اچھا! جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں ذرا مجھے بھی تو سناؤ۔ فاطمہ قرآن مجید کے اوراق لے آئیں اور آپکے سامنے رکھ دیئے۔ آپ انسے اٹھا کر پڑھنے لگے۔ تو اس آیت پر آپکی نظر پڑی۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ یعنی جتنی مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جتنی زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہے۔ اور وہ زبردست و حکمت والا ہے۔

ایک ایک لفظ پر آپ مرعوب ہوتے جاتے تھے۔ پھر جب آپ اس آیت پر پہنچے اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ یعنی خدا اور رسول پر ایمان لاؤ۔ تو آپ بے اختیار ہو کر بول اُٹھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ +

جب یہاں یہ واقعہ ظہور پذیر ہؤا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک صحابی ارقم کے گھر میں پناہ گزین تھے۔ جو صفا کے دامن میں واقع تھا۔ حضرت عمر وہیں تشریف لے گئے۔ اور ارقم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب صحابہؓ نے آپ کو تلوار لئے ہوئے دیکھا تو انہیں ذرا تردد سا ہؤا۔ کیونکہ ان کو عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے متعلق کچھ بھی علم نہ تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ آنے دو۔ اگر دوست بن کر آتے ہیں تو بڑی خوشی سے آئیں۔ ورنہ ان کا سر انہیں کی تلوار سے جدا کر دیا جائیگا۔" جب حضرت عمر اندر داخل ہوگئے۔ تو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے۔ اور آپ کے آگے ان کو پکڑ کر فرمانے لگے "اے عمر بتاؤ تم کس ارادے سے آئے"۔ نبوی آواز کے رعب و سیاست کو دیکھ کر حضرت عمر کے جسم میں ایک سنسنی سی پیدا ہوگئی۔ اور آپ بید کی طرح کانپنے لگے۔ آپ نے نہایت عاجزی سے عرض کی۔ کہ میں قبول اسلام کے لئے حاضر ہؤا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللّٰہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور اسکے ساتھ ہی صحابہ کے مجمع میں سے اس زور سے ایک اور نعرہ اُٹھا۔ کہ مکہ کی پہاڑیوں نے گونج کر اس کا جواب دیا +

اسلام اور اسلامیوں کے اتنے بڑے مخالف کی زندگی کے اس انقلاب عظیم کی طرف دیکھو۔ کیا یہ ایک ایسا تاریخی واقعہ نہیں ہے جسے معجزہ کہا جا سکے۔ اور کیا یہ کلام اللہ کا اعجاز نہیں ہے؟ پھر کیا یہ بھی کوئی افسانہ ہے؟ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کے الفاظ اب کیوں کسی منکر پر اثر نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور اثر کرتے ہیں۔ مگر ان پر جو زبان عربی پر پورا پورا عبور رکھتے ہیں

اور ساتھ ہی انہیں حق کی تلاش بھی ہو جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ اور انکی بصیرت کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ پس جنہیں حق کی جستجو ہے۔ ان کا یہ فرض اولین ہونا چاہیئے۔ کہ وہ تمام تعصبات سے اپنے دلوں کو صاف کر ڈالیں اپنے اخلاق و عادات کو معراج عروج پر پہنچا دیں۔ اپنے دلوں میں حق کو قبول کرنے کی قابلیت پیدا کریں۔ اور جانبداری کو چھوڑ انصاف کا دامن پکڑیں۔ اور اپنی رائے میں آزادی اور بیباکی پیدا کریں +

حق جیسی انمول بہا چیز ہر شخص کو نہیں مل سکتی۔ مگر جس کو خدا تعالےٰ عطا فرمائے۔ ذرا سوچو تو سہی۔ ایک ایسا شخص جو غیظ و غضب کی حالت میں آپے سے باہر ہو چکا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے تلوار سونت کر گھر سے نکلتا ہے۔ اور اپنا ناپاک غصہ نکالنے کی بجائے آپکے حضور میں آکر کانپنے لگتا ہے۔ اور عاجزی اور انکسار کے ساتھ التجا کرتا ہے کہ اُسے اپنی آغوش میں لے کر اس کے دل کو دین کی روشنی سے منور کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی حضور کے صحابہؓ کی عروج شجاعت کو بھی سوچیئے جنہوں نے ایک ظاہرا دشمن کو۔ ایک زبردست۔ قوی اور باثر دشمن کو جس کے ہاتھ میں ایک چمکتی ہوئی تلوار ہے۔ بغیر کسی خوف و ہراس کے اندر داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ یہ کیسی روح تھی؟ یہ حق اور صداقت کی روح تھی۔ اب میں اس بات کو اپنے غیر مسلم ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔ وہ بتائیں کہ کیا یہ معجزہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیا ہے؟ پھر اس عظیم الشان خاتون کی علو ہمتی کو دیکھئے جس کا تمام جسم زخمی ہو گیا تھا۔ اور جس کے بدن سے لہو کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ اُس اولوالعزم خاتون نے اپنی جان تک کی پرواہ نہ کی۔ اور وقت کے اتنے بڑے آدمی کا مقابلہ کیا۔ اسکی جان چلی جائے تو چلی جائے۔ لیکن اُسے یہ منظور نہیں ہوا۔ کہ وہ اسلام کو ترک کر دے۔ یہ کیا بات تھی؟ یہ حق و صداقت تھی۔ یہ روحانی نور تھا جو کبھی ماند نہیں پڑ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا وہ سچا اور کامل ایمان

تھا۔ جسے دنیا کی کوئی شے متزلزل نہیں کر سکتی۔ یہی صداقت کا وہ جذبہ ہے جسے خدا کے پیارے بندے اپنے دلوں اور اپنے سینوں میں جگہ دیتے ہیں ؛

بیاضِ صوفی

فرشتوں کا اسلامی تصور

رُوحانیات کے مُعلّم

اللہ تعالےٰ نے سب سے اچھا معلم ہے۔ اور اس کے بعد اُس کی اپنی بنائی ہُوئی قدرت معلم ہے۔ وہ ہم پر اپنے پیغمبروں کے ذریعہ اور مظاہر عالم کے ذریعہ سے اپنے احکام ظاہر فرماتا ہے۔ پہلے ذریعہ سے مذہبی احکام ملتے ہیں اور دوسرے ذریعہ سے علوم عقلی کا اظہار ہوتا ہے۔ معلمین مذہب ہماری زندگی کے کچھ قوانین مقرر کرتے ہیں جس کا حقیقی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم رُوحانیت میں وہ درجہ حاصل کرلیں کہ اپنے خالق سے ہمکلام ہو سکیں۔ اس رُوحانیت کے درجہ کو حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہوسکتے ہیں مگر ایک ایسا طریقہ بھی ہونا چاہئے جس پر گامزن ہو کر ہم بہت جلد اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ اور اگر قرآن کریم اس راستہ کو ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ اس کا اپنا دعویٰ ہے تو اس کا قطعی اور کامل ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوششیں کیں۔ ہم بھی انکو ضرور اپنے راستے دکھائیں گے۔ اور کچھ شک نہیں کہ خدا ان لوگوں کا ساتھی ہے جو نیک عمل کرتے ہیں۔ ۲۹-۶۹۔ اور پھر سورۂ حٰم کی ۳۰-۳۱ اور ۳۲ آیت کا مضمون حسب ذیل ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ

ترجمہ۔ بیشک جن لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے۔ پھر اس عقیدے پر جمے رہے۔ ان پر فرشتے نازل ہونگے کہ ڈرو اور نہ رنج۔ اور بہشت کی خوشیاں مناؤ۔ جن کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے سرپرست ہیں۔ اور آخرت میں بھی۔ اور جس چیز کو بہشت میں تمہارا جی چاہیگا تمہارے لئے موجود ہوگی۔ اور جو چیز تم وہاں طلب کروگے حاضر ہوگی + یہ خدائے غفور و رحیم کی طرف سے تمہاری ضیافت ہے +

اِن آیات میں ہم فرشتوں کی سرپرستی کا ذکر پڑھتے ہیں چنانچہ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں۔ میں فرشتوں کے اسلامی تصور کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ قدرت کی ہر چیز خواہ وہ بیجان ہی کیوں نہ ہو۔ اسمیں ایک قسم کا ادراک ضرور موجود ہوتی ہے۔ اور اس کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب وہ شے اپنی خاصیتوں کے اظہار کے لئے اِن کلیات کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ جو فطرت نے اس کے لئے مقرر کر رکھے ہیں +

جب مادہ کی خصوصیات کے اظہار کا وقت آتا ہے۔ تو خواہ اس وقت اسکی کوئی سی شکل ہو۔ وہ اپنی خاصیتوں کا اظہار نہایت صحت اور نہایت درستی کے ساتھ کرتا ہے۔ اور اسمیں اتنا توازن موجود ہوتا ہے۔ کہ انسان باوجود دل دماغ رکھنے کے وہ توازن قائم نہیں رکھ سکتا ہے۔ اگر دل ایک بڑا رہنما ہے تو ہم میں جو اپنے اندر فہم و ادراک رکھتے ہیں۔ گونگی اور بیجان قدرت سے زیادہ ادراک موجود نہیں۔ سو اسلام نے فرشتوں کی ہستی کو فہم و ادراک کا سرمایہ قرار دیا ہے۔ جو ان مختلف امکانات کو انجام دیتے ہیں۔ جو قدرت کے ظہورات میں خوابیدہ

ہوتے ہیں۔ وہ متعینہ حدود کے اندر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ انکو کیونکر توڑا جاتا ہے +

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جتنی چیزیں آسمان میں اور جتنے جاندار زمین میں ہیں سب اللہ ہی کے آگے سربسجود ہوتے ہیں۔ اور فرشتے بھی جو تکبر نہیں کرتے سو وہ خدائے عزّ و جل سے ڈرتے ہیں۔ اور جو حکم اُن کو دیا جاتا ہے اسکی تعمیل کرتے ہیں +

زبانِ عربی میں ملائکہ کا لفظ بڑا بلیغ ہے۔ اصل میں اس کے دو معنی ہیں پہلے مظاہر اور دوسرے فرشتے۔ پھر اگر مظاہرِ قدرت بیشمار ہیں۔ تو فرشتے بھی لاانتہا ہیں۔

وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ وَمَا ھِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ ۝

ترجمہ۔ اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کا حال اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور ان باتوں سے لوگوں کو نصیحت کرنی مقصود ہے اور بس +

ہر جذبہ۔ اخلاق کی ہر تحریک اور رُوحانیات کا ہر اظہار ایک مظہر ہے جس کیلئے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ جو انہیں اس وقت انجام دیتا ہے۔ جب وہ اپنے اظہار کیلئے خاص حالات کے ماتحت آجاتے ہیں +

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بغیر کسی سلسلۂ خیالات کے ہم نیکی کرنے کی طرف راغب ہوجاتے ہیں۔ ہمارے اندر ایک لطیف جذبہ گو وہ ایک لمحہ کیلئے ہی کیوں نہ ہو۔ اور گو وہ بغیر کسی تحریک کے پیدا ہوا ہو کام کرنے لگ جاتا ہے۔ اور ہمیں نیکی کی ترغیب ہوتی ہے۔ اسی نیکی کی تحریک کو ہم مسلمان فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں۔ اگر ہم ان فرشتوں کی صداؤں کو سنیں اور ان پر

لیکن اگر کبھی کہیں ہو تو اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور وہ آپ ہی وہ ہمیں بدی سے بچانے کے لئے ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہمارے ہر اس قدم کو روک دیتے ہیں جس کی طرف ہمیں بدی کی تحریص و ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہمیں نیکی کی ترغیب دیتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔ اور پھر اگر ہم اُن کی فرمانبرداری کریں تو تیسرا درجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمارے ولی اور سرپرست بن جاتے ہیں۔ انسان جب رُوحانیت کے اس اعلےٰ مقام پر پہنچتا ہے تو وہ اس کے پاس آنے جانے لگتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ اسے انسانی شکل و صورت میں بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن اکثر خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ عوام کے لئے یہ بات ایک وہم اور تصور کے دھوکے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن جن کی رُوحانیت بڑھی ہوئی ہے۔ وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت تک کوئی مادہ پرستانہ خیال میرے اس یقین پر اثر نہیں ڈال سکتا۔ جب تک کہ فرشتوں کی دُنیا سے ہمارے لئے پیغامات اور احکام نازل ہوتے ہیں جو ہماری زندگی کو ایک صحیح سانچے میں ڈھال دیتے ہیں۔ اور عجیب و غریب نتائج پیدا کرتے متقی اور پرہیزگار لوگوں کی خدمات کی مثال جو فرشتے انجام دیتے ہیں بالکل ایسی ہے۔ جیسی مُدبّرین اور وزرا کی آرا ہوتی ہیں۔ انسان خود امیر بن جاتا ہے۔ اور فرشتے اس کے وزرا ہوتے ہیں +

میں نے فرشتوں کے فرائض کے متعلق ایک مختصر سا بیان لکھ دیا ہے۔ اور قبل اس کے کہ میں آگے ترحصون نیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ان دون کا انسان کی تقدیر کیا ہوتا ہے۔ جو فرشتوں کے علاوہ ہیں۔ اگر قدرت کے مختلف مظاہر کو بعض اُن کا صحیح استعمال ہو۔ ہم فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں تو وہی

مظاہر جب ان کا غلط استعمال کیا جائے بدنتائج پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر کبھی انسان پر بدی کی قوت غالب آجاتی جس کی اس وقت ظاہرا توکوئی وجہ نہیں ہوتی۔ توہم مسلمان ان بدنتائج کو بافہم ہستیوں سے منسوب کرتے ہیں جن کو ہم بدروحیں کہتے ہیں روحوں سے میرا مطلب یہاں مرے ہوؤں کی روحوں سے نہیں ہے۔ بلکہ ان ہستیوں سے ہے جن کا تعلق مظاہر قدرت کے ساتھ معین اور مشخص ہے۔ اسی طرح جب ہمارے دل میں اچھے یا بُرے خیالات آتے ہیں۔ تو ہم انہیں بھی اچھی یا بُری روحوں کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پہلی قسم کی روحوں کو ہم فرشتوں کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

اگر روحانیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ فرشتے ہمارے اتالیق اور سرپرست ہیں تو ایک مسلمان اس کے متعلق خلاف بیانی نہیں کرسکتا ہے لیکن اگر وہ مرے ہوؤں کی روحوں کے ملک سے آتے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ تو یہ ایک نہایت ہی بھیانک خیال ہے۔ روحانیات کا ہر بہیرو جب وہ اپنے ہادی سے افادہ حاصل کرنے کا دعویٰ نہایت اطمینان سے کرتا ہے۔ وہ اسکی ہدایات کو گوش دل سے سنتا ہے۔ اور اپنی ذاتی رائے اور فیصلہ کی مخالفت اور قطع و برید کی پروا تک نہیں کرتا سب سے پہلے یہ ایک بہت ہی مشکل امر ہے۔ کہ فرشتہ کی وحی اور اپنے ضمیر کی آواز میں تمیز کی جاسکے ہمارا اپنا دماغ بعض وقت بے معلوم طور پر گھنٹوں تک کام کرنے کے بعد ہمیں کسی نتیجہ پر لے آتا ہے۔ کیونکہ اس نتیجہ کی کوئی ظاہری وجہ یا سلسلہ خیالات معلوم نہیں ہوتا۔ اسلئے ہم فوراً یہ سمجھنے لگجاتے ہیں۔ کہ یہ روح یا فرشتے کا القا ہے بالکل ممکن ہے۔ کہ ہم اسے بالکل بے عیب سمجھیں۔ اور غلطی کا ارتکاب کریں لیکن ایک مسلمان اپنے کسی القا کو فرشتوں سے منسوب نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ القا اخلاق ضمیر اور قرآنی قوانین کی تمام لوازمات کا حامل نہ ہو۔ میں نے بہت سے ایسے معتقدین روحانیت کو دیکھا ہے۔ جو صرف اسلئے کوئی نیک کام بھی نہیں کرتے کہ اسکی ہدایت انہیں اپنے ہادی سے نہیں ہوتی۔ اور پھر ان کے نزدیک یہ ایک تسلیم شدہ کلیہ ہے۔ کہ صرف وہ روحیں ہی کے لوگوں کے پاس واپس آتی ہیں جنکی تکمیل ہو چکی ہوتی ہے

یافتی ہو۔ اور یہی لئے وہ اس گردش پر مجبور ہیں لیکن وہ روحیں جنکی روحانیت کمال کو پہنچ چکی تھی بہت بلند خطے میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور پھر کبھی واپس نہیں آتیں۔ اگر معاملہ یہی ہے۔ تو ہم ان روحوں سے کیا ہدایات حاصل کر سکتے ہیں جنکی قسمت زمین سے وابستہ کر دیگئی ہے۔ حقیقت میں بعض لوگوں نے اپنے ہادی کا تذکرہ کرنے کو ایک فیشن سمجھ لیا ہے۔ اور بعض انکی تلاش میں حیران و سرگرداں ہیں لیکن میں سمجھ نہیں سکتا۔ کہ کیونکر ایک ایسی ہدایت انسان کی ترقی کی معاون ہو سکتی ہے۔ ہادی کا یہ لفظ تو دل میں ایک ایسا خیال پیدا کر دیتا ہے۔ جو خود مختاری کی روح کو مُردہ کر دینے والا ہے۔ اور جو آزادی خیال کیلئے زہر قاتل ہے۔ اس اتالیقی کیلئے بھی کوئی معقول حد چاہئے۔ یہ ہر وقت کی نگہبانی تو بہت ہی نامطبوع ہے۔ اسلام میں ہم ان پابندیوں سے بالکل آزاد ہیں۔ اور فرشتے بھی جو در اصل ہمارے ولی ہیں۔ ہمارے وزیر ہوتے ہیں +

نبیٔ اُمّی اور قرآن کی اعجازی خصوصیات

رسالہ مسلم ورلڈ کے اڈیٹر ڈاکٹر زویمر نے اپنے ایک مضمون میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے کہ کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس مسئلہ پر تاریخی نکتہ نظر سے تبصرہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی انکی غرض اس سے حق بات دریافت کرنے کی تھی۔ بلکہ وہ صرف قرآن کی اعجازی خصوصیات کی تردید کرنے کے درپے ہیں۔ وہ آزادانہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ صدیوں تک زیر بحث رہا ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ بعض مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض نہیں رکھتے لیکن اس پر بھی انہیں انکار کرنے ہی میں کچھ لطف آتا ہے۔ کیونکہ جو دلائل وہ قرآن کی

اعجازی خصوصیات کی تردید میں پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح تقویت حاصل ہوتی ہے
اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایک عیسائی مبلغ مذہب اسلام کا مطالعہ کس نظر سے کرتا ہے۔ وہ
حق کی تلاش کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ مسئلہ کو منصفانہ طریق سے
حل نہیں کرتا۔ وہ بات کی اصلیت کو نہیں لیتا۔ بلکہ وہ یہیں سے اس قسم کا مواد
بہم پہنچاتا ہے جو اس کے اپنے نقطۂ نظر کے موافق اور اس کے اپنے دلائل کو تقویت
دینے والا ہو۔ وہ اسلام پر بے سر و پا الزامات تھوپنے کی غرض سے ایسے ایسے دلائل
ڈھونڈتا ہے جن میں ابہام کا پہلو ہو۔ مختصراً یہ کہ وہ مذہب کا مطالعہ کرنے
میں حقیقت کو بالائے طاق رکھ کر افسانوں کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہے۔ اور
جب کبھی اسے موقع ملتا ہے۔ تو وہ ایک ایک افسانہ تراش کر رکھ دیتا ہے۔ اور
نہایت معمولی اور عام فہم باتوں میں سے غیر متعلق اور دور اُفتادہ استنباط و استخراج کرتا
ہے۔ ڈاکٹر زویمر کا مضمون زیر بحث بھی اسی قسم کی ایک مثال پیش کرتا ہے۔

اپنے مضمون کی پہلی شق میں وہ اسبات پر زور دیتے ہیں۔ کہ اس زمانہ
میں مکہ کے رہنے والے عام طور پر لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اور اس کیلئے وہ مور کی
شہادت پیش کرتے ہیں۔ جنہوں نے لکھا ہے۔ کہ "یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ
کہ سنہ ۶۰ء میں ایک قسم کی تحریر مکہ میں رائج تھی"۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو
تاریخی ثبوت پیش کیا ہے۔ اس سے تو یہ ثابت ہی نہیں ہوتا۔ کہ مکہ کے رہنے والے
رسولکریم کے زمانہ میں لکھنا پڑھنا عام طور پر جانتے تھے۔ اور نہ اس روایت سے
اس امر کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس
نے وفات پائی۔ تو اپنے پیچھے اتنے مسودات چھوڑ گئے۔ کہ جنہیں ایک
اونٹ کا بوجھ کہا جا سکتا تھا۔ اور نہ اس سے نوشت خواند کی ہمہ گیری ثابت
ہوتی ہے۔ کہ علی۔ جابر اور بیسیرا انجیل و تورات کا مطالعہ کیا کرتے تھے"۔ عام طور
پر سوسائٹی میں خواہ وہ کتنی ہی نا تعلیمیافتہ ہو۔ اکثر لکھے پڑھے آدمی پائے جاتے ہیں
لیکن اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس سوسائٹی کے تمام افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے

ہیں "اونٹ کے بوجھ" کا مطلب کسی مخصوص طبیعت والا آدمی تو یہی سمجھیگا۔ کہ اتنا بڑا بوجھ ہوگا۔ اونٹ کے سوائے خچر گھوڑا اُٹھا ہی نہیں سکتے لیکن جو لوگ مذاق سلیم رکھتے ہیں۔ وہ اس کے لفظی معنی نہیں لیتے۔ بلکہ اسے اہل زبان کا محاورہ سمجھتے ہیں۔ تو ویر خود عربی کے ماہر ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مورخین کے بیان کو مبالغہ آمیز سمجھتے ہیں۔ اور شاید اسی لئے لکھے پڑھے آدمیوں کی صحیح تعداد دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سترہ آدمی مکہ میں ایسے موجود تھے جو لکھنا جانتے تھے"۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اندازہ بہت کم لگایا گیا ہے وہ اس تعداد کو بھی صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ کہ جن لوگوں سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بیانات لکھوایا کرتے تھے۔ وہ بیالیس سے کم نہ تھے"۔ کیونکہ وہ ان کو مقابلۃً بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ اب صحیح اندازہ لگانے کا سب سے آسان طریق یہی ہے کہ دونوں عددوں کی اوسط دریافت کرلی جائے۔ یعنی دونوں کو جمع کر کے دو پر تقسیم کر دیا جائے جواب تقریباً انتیس آئیگا۔ اسی طرح اگر مکہ کے تمام شہر میں جو عرب اور شام کے مابین تجارت کا سب سے بڑا مرکز تھا صرف انتیس آدمی لکھے پڑھے موجود تھے۔ تو کوئی عقلمند آدمی یہ نہیں کہیگا۔ کہ لکھنا پڑھنا وہاں عام تھا۔ ڈاکٹر نوویر عجیب و غریب قسم کے شخص ہیں۔ جو اس پر بھی صرف قرآن کی اعجازی خصوصیات پر اعتراض کرنے کی خاطر ایسا غیر مدلل استنباط کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے عائشہ اور حفصہ لکھ پڑھ سکتی تھیں۔ اور اس لئے ممکن ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں سے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ہو"۔ کیونکہ آپ بڑے ذکی اور فہیم تھے۔ محض ایک قیاس ہی قیاس ہے جس کی کوئی معقول دلیل نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں کوئی ایک موقع بھی ایسا نہیں۔ کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے کوئی معاہدہ یا کوئی خط تحریر فرمایا ہو۔

(۲)

پھر ڈاکٹر نوویر صاحب نے اس خیال کی بنا کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ میرے خیال میں وہ یہی کہ اُمّی ایک مختلف المعانی لفظ ہے۔ ان کے تمام دلائل و براہین کا

انحصار اس بات پر ہے کہ لفظ اُمّی جس کی بنا پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لکھے پڑھے ہونے سے انکار کیا جاتا ہے ضروری نا تعلیمیافتہ کے معنوں میں نہیں آتا۔ وہ پامر اور راڈول کی مثال دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس لفظ کو مشرک یا وہ لوگ جو اہلکتاب نہیں کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مگر قرآن مجید نے اسکی تردید کردی ہے۔ کیونکہ جو اہلکتاب مانے جاتے ہیں وہ بھی جگہ جگہ قرآن مجید میں اُمّی کے لفظ سے پکارے گئے ہیں۔ پامر اپنے ترجمۃ القرآن میں یوں لکھتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض (یہودی) ان پڑھ لوگ ہیں۔ وہ کتاب (پڑھنا) نہیں جانتے اور صرف قصے کہانیاں (جانتے ہیں) یہ بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ لفظ اُمّی (مشرک) یا غیر یہودی کا مترادف نہیں ہے +

دراصل یہ لفظ تین معانی ظاہر کرتا ہے (۱) وہ شخص جو خود لکھ پڑھ نہ سکتا ہو (۲) عرب یا عربی۔ کیونکہ وہ عام طور پر نا تعلیم یافتہ تھے (۳) وہ شخص جو اُم القریٰ کا رہنے والا ہو۔ اُم القریٰ مکہ کا نام ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تینوں معنوں میں اُمّی تھے۔ آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ عرب تھے۔ اور آپ مکہ کے رہنے والے تھے۔ اس حقیقت پر کسی طرح بھی پردہ نہیں پڑ سکتا۔ کہ رسولکریم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ اور اس پر خود قرآن شاہد ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ ؕ

ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر) قرآن سے پہلے نہ تو تم نے کوئی کتاب ہی پڑھی اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھا۔

اب یہ کہنا۔ کہ آپ نے وحی نازل ہونے کے بعد لکھنا پڑھنا سیکھا تھا کٹ حجتی ہے اور اس مسیحی مبلغ نے اپنا سارا زور تنقید صرف کردیا ہے لیکن اس بات کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی کے نزول کے بعد لکھنا پڑھنا شروع کیا تھا۔ حالانکہ یہ ایک نہایت اہم واقعہ تھا۔ اپنی تمام زندگی میں رسولکریم نے ہمیشہ اپنے خطوط لکھوائے اور پڑھوائے یہاں تک کہ قرآن کی آیات بھی جن کے مطالبہ میں

آپ نہایت محتاط تھے۔ دوسروں ہی نے لکھیں۔ اور یہ تو ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ باوجود لکھ پڑھ سکنے کے ایک شخص کبھی نہ لکھے نہ پڑھے۔ اور پھر کس مقصد کیلئے رسولکریم نے چالیس برس کی عمر کے بعد تعلیم حاصل کرنے کی تکلیف گوارا کی تھی۔ کیا اسلئے کہ وحی چالیس برس کی عمر میں اتری تھی؟ کیا آپ نے اسلئے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ کہ کبھی اس کا استعمال نہ کیا جائے؟ ڈاکٹر زویمر لکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم کے لکھنے پڑھنے سے احتراز کرنے میں انکی اپنی اغراض پوشیدہ تھیں لیکن دوسروں کے نام ہی اغراض کو منسوب کرنے کی بری عادت میں پڑکر آپ اپنے اصلی مبحث کو بھول گئے ہیں۔ اور آپکے تعلیمیافتہ ہونے کے قطعی ثبوت میں صرف ایک واقعہ ایسا پیش کرتے ہیں جسمیں رسولکریم نے ایک لفظ مٹا دیا تھا یا لکھ دیا تھا۔ جناب زویمر کے اس بہتان میں تو شاید کوئی اغراض پوشیدہ نہ ہونگی۔ کہ رسول کریم اپنی قابلیت کو خاص اغراض کے لئے چھپاتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ قریش اور رسول کریم صلعم کے درمیان جو معاہدۂ حدیبیہ میں ہوا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ کا لفظ مٹانے سے انکار کردیا تھا۔ تو حضور نے معاہدہ لے کر خود الفاظ مٹا دیئے تھے۔ بخاری میں صرف اسی قدر لکھا ہے۔ کہ آپنے رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے۔ لیکن مسلم میں اسقدر زیادہ کہ آپنے اسکی بجائے ابن عبد اللہ لکھ دیا۔ اب ہم اسمعاملہ پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ لفظ مٹا دیئے۔ اور انکی بجائے دوسرے لکھ دیئے۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر زویمر کو یہ مان لینے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کہ یہ الفاظ رسولکریم کے نام کا حصہ تھے۔ رسول اللہ ایک ایسا لقب ہے۔ جو مستقل طور پر آپکے نام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور ابن عبد اللہ بھی نام کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ عرب اپنے نام کے ساتھ اپنے باپ کا نام بھی لکھا کرتے تھے۔ رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم صرف معلم الٰہی ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ اسلامی مملکت کے سردار بھی تھے اسلئے آپ کو ان معاہدات اور کاغذات پر جو آپ کی طرف سے لکھے جاتے تھے

دستخط کرنے کی اکثر ضرورت پیش آتی تھی۔ پس گویا یہ ایک قدرتی امر نہیں ہو کہ آپ اپنا نام لکھ لینا یا پڑھ لینا جانتے ہوں لیکن اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ہمارے سامنے سینکڑوں اور ہزاروں ایسے اشخاص موجود ہیں جو ناخواندہ ہونے کے باوجود اپنا نام لکھ یا پڑھ سکتے ہیں +

واقدی کا بیان ہو کہ رسولکریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ میں دو سطر کے قریب مضمون لکھا۔ غیر معتبر سمجھ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ (۱) حدیث کی دو نہایت مستند تصانیف بخاری اور مسلم اسے بیان نہیں کرتیں اور (۲) واقدی مسلمہ طور پر ایک غیر معتبر راوی ہے +

(۳)

آخر میں ڈاکٹر زویمر رسولکریم (صلعم) کے اس خط کو لیتے ہیں جو آپ نے سکندریہ کے گورنر مقوقس کے نام لکھا۔ جس خط کی عکسی تصاویر مختلف رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ خط خود رسول کریم کے ہاتھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ آپ کن وجوہ کی بنا پر فرض کر بیٹھے ہیں۔ یہ سچ ہو کہ صلح حدیبیہ کے بعد حضور نے کئی خطوط شاہان عرب و عجم کے نام روانہ کئے۔ اور یہ خط بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ لیکن جس طرح باقی تمام خطوط آپ کے کاتبوں نے لکھے تھے۔ اسی طرح یہ خط بھی آپ کا لکھا ہوا نہیں۔ اور یہ بات کسی طرح بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ کہ یہ ایک خط آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ چنانچہ اس فیصلہ پر ایک عالم متفق ہو۔ کہ رسولکریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہو۔ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہو۔ کہ آپ دونوں سے نابلد تھے۔ ... اور اغلب یہ ہے کہ آپ بمشکل لکھ پڑھ سکتے تھے +

(۴)

لیکن مسلم ورلڈ کے اڈیٹر کے پیش نظر یہ مسئلہ نہیں۔ کہ رسول کریم لکھ پڑھ سکتے تھے یا بمشکل لکھ پڑھ سکتے تھے۔ بلکہ ان کا مقصد صرف قرآن مجید کی اعجازی

خصوصیات پر حملہ کرنا ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلعم لکھ پڑھ سکتے تھے خواہ وہ آسانی سے ہو یا مشکل سے۔ اسلئے تعجب نہیں ہے کہ آپ نے قرآن جیسی معجزانہ خصوصیات کی حامل کتاب لکھ دی ہو۔

لیکن شاید انہوں نے اس سادہ اور صاف حقیقت پر غور نہیں کیا۔ کہ ہر تعلیم یافتہ شخص اچھا مصنف نہیں بن سکتا۔ اور ہر مصنف یکتائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ قرآن مسلمہ طور پر عربی علم ادب کا بہترین سرمایہ ہے۔ اور اسلام کے مخالف معترضین بھی اسکی زبان کی سحر آفرین حسن کے معترف ہیں۔ قرآن نے کھلے طور پر اپنے مخالفین کو مقابلہ کیلئے بلایا تھا۔ کہ وہ ایک سورۃ ہی اس جیسی لے آئیں لیکن کوئی عالم بھی تو ایسا نہ نکلا جو اس امتحان میں پورا اترتا۔ کیا یہ اعجاز نہیں ہے؟

پھر اسی کلام پاک نے پہلے عرب میں اور پھر تمام دنیا میں ایسی اصلاح کی۔ کہ جس کی مثال موجود نہیں۔ اس نے صحرائیوں کو اس معراج کمال پر پہنچا دیا۔ کہ فارس اور روما جیسی عظیم الشان سلطنتیں انکے پاؤں تلے روندی گئیں اس نے قدیم دنیا کی تاریکیوں میں اجالا کر دیا۔ اور یورپ نے بھی جو اس وقت وحشت اور جہالت کی ظلمات میں ٹامک ٹوئے مارتا پھرتا تھا۔ اسی آفتاب عالمتاب سے کسب نور کیا۔ کیا یہ اعجاز نہیں ہے؟

بادہ نوشی

از قلم علامہ جناب جان پرکنس صاحب (نومسلم)

شراب ان خطرناک برائیوں یا بیماریوں میں سے ایک ہے جو بڑی ترقی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی انسانوں میں پائی جاتی رہی ہے۔ یہ نسل انسان کے لئے ایک لعنت ہے۔ جہاں کہیں اس کا قدم پہنچا ہے وہاں اخلاقی، دماغی اور جسمانی تنزل بھی آموجود ہوا ہے اور جس جگہ اس کا دور دورہ زیادہ ہے وہاں ہر ایک قسم کی بدی کا فروغ ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ شراب خور قوم عیسائیوں کی ہے عیسائیت کے زیر سایہ شراب دنیا کے دور و دراز کونوں تک پہنچی ہے۔ لوگوں میں اس کا استعمال بہت ہی بڑھ گیا ہے اور ساتھ ہی جو تباہی اسکی وجہ سے لاحق ہوئی ہے۔ وہ بھی کچھ کم نہیں۔ گو عیسائیت کشید کردہ شراب کی موجد نہیں۔ اس قسم کی شراب کی ابتدا اس سے پہلے کی ہے لیکن اس کا عام رواج اسکی نگرانی میں ہوا، اور اس کے متبعین اور پیشرووں کی مثال نے لوگوں کو اسکی طرف کھینچا ہے۔

اسباب کا ہمیں علم نہیں کہ شراب کشی کس زمانہ میں شروع ہوئی۔ البتہ یہ ہمکو معلوم ہے کہ شراب اور اسکی فروخت کا انتظام زمانہ تہذیب کی ابتدائی حالت میں بھی تھا۔ اور اس امر کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ ذرا ان آباد شہروں کی طرف دیکھو جو عراق عرب کے میدانوں پر واقعہ تھے۔ جس جگہ کہ شاہزادے اور حاکم مشرق پر حکمران تھے۔ اور دریائے نیل کے کنارے کنارے اور اسکے دہانے پر ان کا حال دیکھو ان سب پر بھی زبردست گھرانے فرعون کی نگرانی اور حکومت تھی۔ میں ان سلطنتوں کی تباہ حالت کا خاکہ جہاں تک کہ شراب اور شراب فروشی کا تعلق ہے اس جگہ کھینچنا چاہتا ہوں۔ میں بتلاؤنگا کہ اس بارے میں کتبوں، لوحوں اور دیگر نقاشیوں سے کا نمونے کیا کچھ معلوم ہوتا ہے۔

قدیم زمانہ میں بابلستانی کھجور کی شراب تیار کیا کرتے تھے اور غیر ملک سے دوسری قسم کی شرابیں بھی لایا کرتے تھے۔ ان میں ایک اور قسم کی شراب تھی جس کا نام بیرہ ہے

استعمال ہوا کرتی تھی - وہ اناج وغیرہ سے غالباً بنائی جاتی تھی - اور اسے سکارو کہا
جاتا تھا شراب کی دُوکانیں وہاں بکثرت نظر آتی تھیں - حمرابی کے ضابطۂ قانون
میں بعض دفعات نظر آتی ہیں جن کے ماتحت اس قسم کی دوکانیں کھولی جاتی تھیں
اور دوکانداروں کے متعلق بھی جو ہمیشہ مستورات ہوا کرتی تھیں قانون پائے جاتے
ہیں - گو یہ قوانین پیچیدہ اور دقیق نہ تھے لیکن دکانوں میں شور و شر اور
عمل غیر پسندیدہ روکنے کیلئے ایسے ہی موثر تھے جیسے کہ آجکل کے قوانین وہ نہایت
سادہ تھے - اور ان کی اصل منشا اور غرض کے معلوم کرنے میں کسی قسم کی دقت
واقعہ نہیں ہوتی تھی اور نہ ایک ہی دفعہ کے مختلف معانی ممکن تھے اسلئے وکیلوں کی بھی ضرورت محسوس
نہ ہوتی تھی - یہ ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ آیا یا بلکستانی شراب کے عادی تھے
اس بارے میں رائے زنی کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں -
البتہ کتبوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تہوار کے موقعہ پر بتوں کی یادگاریں
اور یا خصوصاً کسی بڑی مہم میں اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرنے پر خواہ وہ فتوحات
فلسطین میں ہو یا ایشیاء کوچک وغیرہ میں ان لوگوں کی وہی حالت ہوا کرتی
تھی جو کرسمس یا نوروز کے موقعہ پر اہل برطانیہ کی ہوا کرتی ہے - یعنے وہ نہایت
پُر شوری اور عیش و عشرت میں مصروف ہوا کرتے تھے +

یہ عام طور پر اعتدال پسند تھے لیکن جب کبھی دعوت میں وہ شریک
ہوتے تو ضرورت سے زیادہ بے اعتدالی کرتے - شہر نینوا مدہوشوں اور مخموروں کا شہر
سمجھا گیا تھا وہاں لوگ بیہوشی کے ہر ایک درجہ میں پائے جاتے تھے وہاں مختلف قسم
کی شرابیں مل سکتی تھیں اور پینے کیلئے کسی خاص شراب کے مقرر کرنیکی ضرورت نہ تھی -
بابلستانی حکومت کے آخری زمانہ کے واقعات یعنے اسربانی پال کے کامیاب
عہد سلطنت سے لے کر بابل کے فتح ہونے تک کے تمام قسم کے سوسائٹی کے حالات
مکمل موجود ہیں مثلاً ہمیں نبو کدنزار کے زمانہ کی شرابوں کی ایک فہرست ملتی ہے جسمیں
مختلف علاقوں کی شرابوں کا بھی ذکر ہے - ہماری نظر سے ایک رسید گزرتی ہے - جو کہ

نابونیدس کے ۳ سنہ کے ماہ ایرز (اپریل مئی) کی گیارھویں تاریخ کو لکھی گئی ہے
اسمیں کاریگروں کے گزارہ کے لئے پچیس قاس خود ایک ماہ تریشہ قا میں شراب
کا ذکر ہے۔ ایک قاس انگریزی پائنٹ سے کسیقدر کم ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں
جام کا رواج پایا نہیں جاتا لیکن صاف معلوم ہوتا ہے کہ کاریگروں کو پانی کی عوض شو دیجاتی تھی۔ یہ
بھی معلوم ہوتا ہے کہ شراب پر اسقدر ٹیکس لگایا جاتا تھا جو اسوقت قومی خزانہ پر خرچ کرنے کیلئے لگایا جاتا
ہے اور غالباً بابلستانیوں کو شراب بھی ارزاں نرخ پر ملتی ہوگی۔ تاریخ ہمسیں متعلق
ہے۔ کہ دو بڑے پیپے شراب کے گیارہ شکال کو اور پانچ چھوٹے پیپے پیس
شکال کو بکتے تھے۔ ایک شکال کی قیمت قریباً تین شلنگ تھی۔ البتہ پیپوں
کے حجم کا ذکر کہیں نہیں پڑھا۔ لبی سیس کے تخت نشینی کے چھٹے سال
میں کچھ سامان کھنا تو نامی غلام کے حوالہ کیا گیا۔ اس سامان کی فہرست
میں پچاس شراب کے پیپوں کا ذکر ہے جس کی قیمت بمعہ پیالہ ہائے شراب کے
ساٹھ شکال یعنے نو پونڈ کے قریب ہے +

اسیریا کے عام لوگ روٹی کے ساتھ بھیڑ اور سانڈ کا گوشت عشرت کے
وقت استعمال کیا کرتے تھے۔ اور ایک قسم کی شراب تھی جس کا نام سکارو تھا جو
پیتے تھے لیکن امرا و وزرا اور بادشاہ بڑے بڑے عالیشان دعوتی کمروں میں بیٹھ کر
نہایت دریا دلی سے میوہ جات از قسم انگور۔ کھجور سیب۔ ناشپاتی اور انجیر کا
مزہ اڑاتے کبھی میوہ کے ساتھ اعلٰے قسم کے (کیک) کلچے سے بھی اپنا ذائقہ
تبدیل کرتے اور نہایت قیمتی اور خوش ذائقہ شرابوں کے پیپے اس وقت تک
لنڈھاتے جب تک کہ ان کے پیٹ میں سوائے ہوا کے اور کچھ نہ جا سکتا۔ لذیذ سے
لذیذ شراب بھی اپنی اصلی حالت میں استعمال نہ کی جاتی تھی۔ بلکہ اسمیں کچھ نہ کچھ خوشبودار
چیزیں اور مختلف قسم کی ادویات بھی ڈالی جاتی تھیں جن کی وجہ سے اسکی
خوشبو زیادہ مرغوب ہو جاتی اور اسکی طاقت دس گنا زیادہ بڑھ جاتی +

مصر کے قدیمی باشندوں کا بھی دستور قریباً ایسا ہی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ

مصری عادتاً صحت اور اعتدال پر رہنے والے تھے لیکن بلتستانیوں کی طرح معلوم ہوتا ہے کہ تہوار کے موقعہ پر انہیں بھی منشی اشیاء کے استعمال پر اعتراض نہ تھا۔ مختلف شہروں میں شراب کی دکانیں تھیں جو کہ بالعموم بند کوچوں کے کونوں میں ہوا کرتی تھیں۔ اور ایسی ہی جگہ اُن کے لئے موزوں خیال کیجاتی تھی وہاں زمانہ حال کے دستور کے مطابق بعض لوگ تو کھلم کھلا جاتے اور بعض خفیہ طور پر آنکھ بچا کر گھس جاتے۔ غالباً ہر ایک دکاندار کے مقررہ گاہک ہوا کرتے تھے جو کسی اور دکان پر نہ جاتے تھے۔ دکانیں بہت صاف رکھی جاتی تھیں اور معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ سفیدی کرنے کا دستور اس وقت جاری تھا۔ دکانوں کو فرش سٹول اور آرام کرسیوں سے کافی طور پر سجایا جاتا تھا۔ اور جیسا کہ آجکل کا فیشن ہے وہاں ہر ایک ایسی چیز رکھی جاتی تھی جسے خریدار دیکھ کر کھچا آتا تھا۔ گھر کی طرح اسے وہاں ہر ایک قسم کی آسائش کی چیز میسر آسکتی تھی۔ اور دکاندار معلوم ہوتا ہے کہ خاصی آمدنی اس طرح سے پیدا کر لیتے تھے۔ ہر ایک قسم کی شراب گاہکوں کے لئے مہیا کی جاتی۔ لیکن عام طور پر لوگ بیر کو بہت پسند کرتے۔ یہ شراب پانی اور روٹی کے گلے سڑے ٹکڑوں سے تیار کی جاتی تھی۔ ہر ایک قسم کی شراب وہاں ملتی تھی کسی کا نام **میٹھی شراب** کسی کا چکنی ہوئی اور کسی کا طاقتور۔ اور کوئی خوشبودار اور کوئی مصالحہ دار (سرد یا گرم) اور کوئی باجرہ سے تیار کی ہوئی گاڑھی اور لیسدار ہوا کرتی تھی۔ اور یہ اسی قسم کی شرابیں ہوا کرتی تھیں جس قسم کی **شمالی نیل** کے حبشی اس وقت تک تیار کرتے ہیں +

شراب بڑے بڑے مٹکوں میں محفوظ رکھی جاتی تھی۔ اور ان کے منہ لکڑی یا مٹی کے ڈھکنے سے بند کر کے ان پر مٹی لگا دی جاتی تھی۔ تاکہ ہوا اندر داخل نہ ہو۔ پھر ان مٹکوں پر نیلا رنگ چڑھایا جاتا تھا۔ اور ان پر مالک کے نام کی یا حکمران فرعون کے نام کی مہر لگا دی جاتی تھی۔ اور سیاہی سے ان پر شراب کا تمام حال اور انکے بند کئے جانے کی تاریخ لکھی جاتی تھی۔ گاہک کو ہر ایک قسم کی شراب کے متعلق جو وہ استعمال کرتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کتنی پرانی ہے [illegible]

اسکی قسم معلوم ہو سکتی۔ اور یہ بھی پتہ لگتا کہ کس جگہ اور کب تیار ہوئی + دستور یہ تھا کہ جب کوئی گاہک دکان میں قدم رکھتا تو ایک خادمہ آموجود ہوتی اور حسب ذیل طریق پر اُسے مخاطب کرتی +

"شراب پی کر خوب عیش کرو۔ یہ دن تمہارے لئے مبارک ہو اپنے دوستوں کی باتیں سُنو اور لُطف اُٹھاؤ +

وقتاً فوقتاً خادمہ آکر حاضری بھی لگاتی اور شراب پینے کی دعوت یہ کہکر تازہ کر جاتی کہ شراب پیو۔ جاؤ نہیں اور میں تمہیں اس وقت تک جانے نہ دونگی جب تک کہ تم متوالے نہ ہو جاؤ۔

مصری ادیب اور واعظ اس خرابی سے جو شراب کی وجہ سے پیدا ہوتی تھی واقف تھے اور اس کے خلاف قلم اُٹھایا کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اثر قوم پر بڑی بُری طرح سے ہو چکا تھا۔ اگر اس کا نتیجہ قوم کے حق میں چنداں بُرا ثابت نہ ہوتا تو نشے سے بچنے والی النصائح جو کتبوں اور دیگر تحریرات سے ہمیں ملتی ہیں نظر نہ آتیں مثلاً اس قسم کی پند و نصائح دیکھنے میں آئی ہیں۔ کہ جوانوں کو شراب خوری کی شرمناک بدی سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے رُوح کی حالت بھی تباہ ہو جاتی ہے اور جو شراب کا عادی ہو جاتا ہے۔ وہ کشتی کے اس چپّو کی طرح ہو جاتا ہے جو اپنے بند مضبوط سے علیحدہ ہو جائے پھر اور کام نہ دے سکے۔ اور اسکی مثال اس گھر سے بھی دی جا سکتی تھی جس کے اندر کھانے کو نہ ملے۔ اور جس کی دیواریں شکستہ ہو رہی ہوں اور اسکے شہتیر ہلتے ہوں +

قدیم زمانہ میں شرابیوں کی سزا مصر میں یہ تھی۔ کہ انہیں چند ایک بید لگا دیئے جاتے تھے۔ مجرم کو منہ کے بل زمین پر اوندھا لٹکایا جاتا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں اور ہاتھوں کو علیحدہ علیحدہ پکڑا جاتا تھا۔ اور ایک آدمی اسکے سر پر کوڑے مارتا تھا۔ یہ سزا اسکے مقابل میں حقیقت نہیں رکھتی جو کہ لیکرگس جلوس ایک یونانی مصنف نے تجویز کی تھی۔ وہ مجرم کیلئے دونوں ٹانگوں کو تن سے جدا کر دینے کا حکم دیتا ہے

اور سولن نامی تو اسکے لئے سزا موت ہی تجویز کرتا ہے +

اب ہم اس مضمون کے اس حصے کو لیتے ہیں جس کے متعلق عیسائیوں کے درمیان گذشتہ نصف صدی میں نہایت شد و مد کے ساتھ جھگڑا رہا ہے۔ نو سو سال سے زائد عرصہ تک تو ان کا یہ خیال تھا۔ کہ شراب نوشی ان کے مذہب کے بڑے بڑے اصولوں میں سے ہے۔ البتہ انیسویں صدی کے درمیانی زمانہ میں فرقہ **نان کانفارمسٹ** کی جو نقشہ یہ رائے قائم ہوئی کہ شرابخوری ایک قسم کا گناہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس خیال کی تائید کیلئے انجیل کی تشریحات بھی حسب مطلب کیگئیں۔ علاوہ بریں سیاسی حکمتوں میں شراب سے پرہیز کرنے کے عام چرچا نے بھی اس فرقہ کو بہت کچھ امداد اسبارے میں دی۔ لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ جس طرح بردہ فروشی کی اور دیگر قومی ترقی و اصلاح کی تحریکوں کی مخالفت عیسائی مذہب کے پیرا در صاحبان وغیرہ نے کی۔ اسی طرح ممانعت شراب کی تحریک کے خلاف بھی انہوں نے ابتدا میں آوازہ بلند کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۸۴۱ء میں **وسلین** کانفرنس نے ذیل کے تین رزولیوشن پاس کئے :-

۱۔ عشائے ربانی کے موقعہ پر ایسی شراب جو کشید نہ کی گئی ہو استعمال نہ کی جائے۔

۲۔ **وسلین** کے کسی گرجا میں ممانعت شراب کے متعلق کوئی جلسہ نہ کیا جائے۔

۳۔ کوئی مناد کسی دوسرے حلقہ میں شراب نوشی کے خلاف پبلک میں تقریر نہ کرے جب تک کہ وہ اپنے پادری افسر کی اجازت حاصل نہ کرے (ملاحظہ ہو ٹمپرنس ہسٹری حصہ اول صفحہ ۱۰۹ مصنفہ پادری ڈاسن برنس)

لیکن شراب کے خلاف تحریک زور پکڑتی گئی۔ اور پادریوں کی مخالفت بیکار کر ثابت ہوئی۔ اور آخرش انہیں اس کے بغیر کچھ چارہ نہ تھا۔ کہ وہ یا تو تحریک میں شامل ہو جائیں۔ اور یا بالکل خود ہی معدوم ہو جائیں۔ ان بیرونی اثرات کی وجہ سے جن کا بوجھ روز افزوں تھا۔ کلیسیا کا خیال تبدیل ہوتا گیا۔ اور ممانعت شراب مذہب کا ایک جزو قرار دی گئی۔ اس تغیر خیالات کے ساتھ ہی شراب کے متعلق وہ ہدایتیں

گھڑی گئی ہیں ۔ اور پھر اس مضمون پر پائسیبل ٹمپرنس ایسوسی ایشن کے سولھویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ایک رزولیوشن پاس کیا گیا جس کا ایک حصہ حسب ذیل ہے :-

"مجلس اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انجیل کے سکھلانیوالوں یا اسکی تشریح کرنیوالوں کی توجہ بڑے زور سے اس طرف مبذول کرتی ہے کہ وہ دو قسم کی شراب والی روایت کو اختیار کریں ۔ اس سے انجیل کی اپنی تعلیم میں تناقض پایا جائیگا ۔ اور سائنس تجربہ اور اخلاق بھی اس کے خلاف نہ ہونگے ۔ لیکن اس کی رو سے ظاہر کیا جائے ۔ کہ انجیل انگور کے رس کو جسے جوش نہ دیا گیا ہو عام طور پر جائز قرار دیتی ہے ۔ لیکن دیگر تمام منشیات کو حرام سمجھتی ہے"

آؤ خود اس مسئلہ پر غور کریں ۔ عیسائیوں کے ضمیر نے انہیں سوال کے بعد یہ دریافت کیا ہے کہ شراب سے احتراز کرنے ہی میں بھلائی ہے ۔ اور یہ کہ انجیل میں کشید کردہ اور ناکشیدکردہ ہر دو قسم کی شرابوں کا ذکر ہے ۔ گو کتاب مقدس آخر الذکر کی تائید میں ہے لیکن انجیل کچھ اور ہی کہتی ہے ۔ ہم اس کے متعلق بھی مختصراً ذیل میں کچھ لکھتے ہیں :-

۱۔ **یاین** ۔ اس نام کی شراب کا ذکر انجیل میں بکثرت ہے ۔ اکتالیس دفعہ اس کا نام آیا ہے ۔ یہی شراب حضرت لوط کو انکی لڑکیوں نے پلائی تھی ۔ اور اسی سے نوح بھی مست اور بیکار ہو گئے تھے ۔

۲۔ **تیراش** ۔ عہد نامہ قدیم میں اسی شراب کا ذکر اڑتیس بار آیا ہے مثلاً لکھا ہے کہ زنا اور یاین (شراب) اور نئی شراب (تیراش) دل کو بھاتی ہیں (باب ۴ آیت ۱۱) یسعیاہ باب ۶۲ آیت ۹ میں ذکر ہے کہ اجنبی کے لڑکے تیری شراب (یاین) نہ پئینگے جس کیلئے تو نے اسقدر تکلیف اٹھائی ہے ۔

۳۔ **شیکار** ۔ جی سی لی ڈاس ۔ اسے اسی قسم کی تیز اور نشہ آور شراب خیال کرتا ہے جس قسم کی شرابیں جو یا شہد یا کھجوروں سے کشید کیجاتی ہیں ۔ ڈاکٹر [illegible] کا خیال ہے کہ یہ چینی یعنی کھجوروں کے رس سے بنائی جاتی ہے ۔ کتاب احبار باب آیت (

میں لکھا ہو کہ

مئے (یا مے) تمسخرہ بناتی ہے اور مست کرنیوالی ہے ایک چیز (شیکار) غضب آلود کرتی ہے اور یسعیاہ باب ۲۸ آیت ۷ میں ہے۔ کاہن اور نبی نشے سے خطا کرتے ہیں۔ وہ خطا کرتے اور عدالت میں لغزش کرتے ہیں۔

لیکن باوجود انجیل کی اس قسم کی تحریروں کے بعض عیسائی صاحبان لکھتے ہیں۔ کہ شیکار نشہ اور شراب نہیں۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ یہ شراب مختلف قسم کے غلہ جات سے کشید کی جاتی تھی +

آسس ۔ اس شراب کا پانچ دفعہ ذکر آیا ہے۔ لکھا ہے کہ میٹھی مے کی مانند اپنا ہی لہو پی کے بدمست ہو جائیں گے یسعیاہ باب ۴۹ آیت ۲۶ +

اور اے متوالو جاگو اور رو۔ اے تم سب مے خوری کرتے ہو۔ نئی مے کیلئے چلاؤ کیونکہ وہ تمہارے منہ سے چھین لیگئی ہے +

سوبی کا تین بار تذکرہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر **لوسی** لکھتا ہے کہ اسکے پینے والے بیخود مغلوب اور کمزور ہو جاتے ہیں +

حمرا۔ اس شراب کا استعمال **بالشزر** کی دعوت کے موقعہ پر ہوا۔ میں نے پہلے سے پہلے بابلستانیوں کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ کس قسم کی شرابیں پیا کرتے تھے۔ اور بہت سی شرابیں ہیں جن کا ذکر صرف ایک بار ہی آیا ہے۔ مثلاً نیرک۔ میزگ۔ مسک وغیرہ لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ آیا ان میں نشہ تھا یا نہیں لیکن اغلب ہے کہ وہ نشہ آور نہ تھیں +

تعجب ہے کہ ہمارے عیسائی صاحبان کو انیس سو سال کے بعد سمجھ آئی کہ شراب مخرب اخلاق ہے لیکن یہی بات ہمیں ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں قریش عرب کے ایک سیاہ چشم لڑکے یعنے پیغمبر اسلام صلعم نے سکھائی۔ جبکہ آپ نے اپنا زبردست وعظ شروع کیا اور دنیا کے نہایت بلند مقاموں پر پرہیزگاری اور خشی پھیلانے والی تعلیم احمدیہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ آپ ہی نے سب سے بڑھ کر نشی اشیاء کے خلاف جہاد کیا اور ایک فوج اس غرض کو پورا کرنے کے لئے تیار بھی کر دی +

ایک طرف تو اسلام نے ہمیشہ اور ہر جگہ بڑے زور سے شراب کے خلاف آواز بلند کی ہے لیکن دوسری طرف دنیا بھر میں عیسائیت تیز اور تند شراب کو اپنے ساتھ لے گئی ہے جب سے انگریزوں نے مصر پر قبضہ کیا ہے اس وقت سے شراب کی دکانیں بہت کثرت سے ہو گئی ہیں حالانکہ مسلمانوں نے اسکی مخالفت بھی بہت کی ہے لیکن اس شراب نوشی کے ساتھ ہی دیگر خرابیوں نے بھی فروغ حاصل کیا ہے۔ افریقہ کا کوئی بھی حصہ جہاں یورپین لوگوں کا عمل دخل ہو ایسا نہیں جہاں تک شراب نے اپنا اثر اور تباہ کن اثر نہ پہنچایا ہو +

ایک خاتون یونیورسٹی چانسلر کے عہدۂ جلیلہ پر

اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق مغربیوں کے دماغ قسم قسم کے افسانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ انکی غلط فہمیوں کی تردید ان اوراق میں بارہا کی جا چکی ہے علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال کی اعلیٰ شخصیت قصہ خوانوں کی چشم نمائی کیلئے آج ایک کافی دلیل ہے +

علیا حضرت ہندوستان کی ریاستوں میں سے ایک بڑی اور وسیع ریاست کی تاجدار ہیں جو نہایت دانش اور تدبر کے ساتھ اور سچی مادرانہ محبت کے ساتھ اپنی رعایا کی قسمت کی باگ سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ کا مبارک عہد لاکھوں کروڑوں وجودوں کیلئے خوشحالی اور کامیابی کا باعث ہوا ہے لیکن جو خصوصیت آپ کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ کچھ اور ہی ہے یعنی علم کی سرپرستی جس کی حمایت ہندوستان بھر کے حکمرانوں میں نمایاں طور پر آپ ہی کر رہی ہیں۔ آپ کی علم پروری صرف اپنی ریاست تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ شاید ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے گا جہاں علم کی ہمت افزائی کیلئے آپ کا فیضان نہ پہنچا ہو بحیثیت مجموعی ہندوستان کی تعلیمی ارتقاء میں آپ کا ایک معتد بہ حصہ ہے +

لیکن آپ میں ایک اور خصوصیت بھی موجود ہے جو ہمارا خیال ہے کہ متمدن اور مہذب کہلانیوالے

مغرب کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہوگی۔ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی علی گڑھ میں ایک متحدہ مرکزی یونیورسٹی ہے جو مسلم یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہے۔ اور جہاں نہ صرف ہندوستان کے ہر حصہ کے طالب العلم کھنچے چلے آتے ہیں۔ بلکہ افغانستان، ایران اور عرب تک اس کا اثر پھیلا ہوا ہے۔ اس یونیورسٹی کی زمام علیا حضرت دام اللہ فیوضہا کے ہاتھ میں دیگئی ہے یعنی آپ چانسلر مقرر ہوئی ہیں۔ اور دنیا بھر میں صرف آپ ہی ایک ایسی خاتون ہیں جس کو چانسلر کا عہدہ تفویض ہوا ہو۔ اور ہمارے خیال میں آپ پہلی خاتون چانسلر ہیں۔ اس حیثیت میں آپ کی وہ تقریر جو آپ نے کانووکیشن کے موقع پر فرمائی۔ آپ کی روشن دماغی کا مرقع ہے۔ ہم مغربی تہذیب، تمدن اور مغربی شجاعت کے قصے آئے دن سنتے رہتے ہیں لیکن مغربیوں کے دماغ پر ابھی کلیسا کا وہ بھوت سوار ہے۔ جو کہتا ہے کہ عورت دنیا میں گناہ لکھوائی ہے"۔ اور کہ یونیورسٹی کے احاطہ میں قدم رکھنا۔ اس کیلئے حرام ہے علیگڑھ میں جو مشرق کا کیمبرج ہے سب سے بڑا عہدہ ایک خاتون کو ملا ہے لیکن مغرب کے کیمبرج میں جسے برطانی دماغی زندگی کا دل کہنا چاہئے صنف لطیف کیلئے معمولی ممبری کا دروازہ بھی بند ہے۔ اخبار ٹائمز کے نامہ نگاروں کے بقول "عورتیں ابھی تک یونیورسٹی سے علیحدہ ہیں"[1] اسلئے اس شعبہ میں بھی مغرب کو مشرق کے سامنے زانوے ادب

---

[1] مکرمی!
کیمبرج یونیورسٹی کی مجلس واضع قوانین نے جو آئین وضوابط طالب العلم عورتوں کے متعلق وضع کئے ہیں ملک کے بعض حصوں میں انہیں عورتوں کی ترقی میں ایک بڑا اضافہ سمجھا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ تقریباً وہ تمام فوائد جن سے فرقۂ اناث اس وقت تک محروم تھا۔ اب ان کو حاصل ہوگئے ہیں۔ کیا آپ ازراہ کرم اپنے اخبار میں ان چند سطور کو جو اس غلط فہمی کے ازالہ کیلئے لکھی گئی ہیں جگہ دینگے؟ نئے قواعد وضوابط کی رو سے سند یافتہ عورتوں کو استحقاق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ بی۔اے۔ ایم۔اے۔ ایم لٹ اور پی ایچ ڈی کے حروف استعمال کریں۔ اور یونیورسٹی کا لباس پہنیں۔ ان کی رو سے زنانہ کالجوں کی طالب العلم عورتوں کو یہ بھی اجازت دیگئی ہے۔ کہ وہ یونیورسٹی کے لیکچروں میں شامل ہو لیا کریں۔ اور یونیورسٹی کے دارالتجربوں میں تعلیم حاصل کیا کریں۔
ان میں سے پہلی رعایت عورتوں کیلئے اتالیقی میں یقیناً مفید ثابت ہوگی۔ اور دوسری بھی طالب العلم عورتوں کیلئے کچھ کم اطمینان بخش حیثیت عطا نہیں کرتی لیکن اب بھی جیسا کہ

کرنا چاہئے۔ جیسا کہ وہ خود اپنے لئے اس کا محتاج ہے ۔

علیا حضرت کا مرتبہ مصنفین کی فہرست میں بھی کچھ کم نہیں۔ آپکی تصنیفات عام طور پر فرقہ اناث ہی کی فلاح و بہبود کی سرمایہ دار ہوتی ہیں۔ علیا حضرت ضرورت وقت کے مطابق تمام زنانہ مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر سے نہایت اعلیٰ لٹریچر لکھتی ہیں اور آپکی تحریر میں زور، صفائی اور صحت ہوتی ہے۔ بیشک آپ ان الجھے ہوئے مسائل اور ان لاینحل عقدوں کو حل کرنے میں ید طولیٰ رکھتی ہیں۔ علیا حضرت بہت بڑی مصنفہ ہیں۔ اور اردو میں جو اس ملک کی زبان ہے۔ آپ کی تصنیفات ایک طویل فہرست میں سماتی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب "مسلم ہوم" جس میں مسلمان گھرانے کی طیب زندگی کی تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی ہے۔ عرصہ ہوا انگریزی زبان میں ترجمہ کی گئی تھی۔ یہ کتاب صحت رائے اور زور بیان کے لحاظ سے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ اور انگریزی دنیا میں عام طور پر پڑھی گئی ہے ۔

حال ہی میں علیا حضرت کی ایک اور کتاب "الحجاب" کا انگریزی ترجمہ ۳۱۲ صفحات پر ہوا ہے ہمیں امید ہے کہ دنیا بڑی عزت سے اس کا بھی استقبال کریگی۔ اس تصنیف میں قرآن مجید اور حدیث شریف سے استناد کیا گیا ہے اور یہ عالمانہ تحقیقات کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ کتاب ہمدردی اور محبت کے جذبات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اور اس فانی دنیا سے جس کیلئے یہ لکھی گئی ہے

رائل کمیشن نے کہا ہے حقیقت یہ ہے۔ کہ صرف کیمبرج ہی ملک میں ایک ایسی یونیورسٹی ہے جہاں طالب العلم عورتوں کو اور نہ اتالیق عورتوں کو ممبری کے حقوق حاصل ہیں۔ جہاں استانیوں کو خواہ وہ کیسی اچھی سند یافتہ کیوں نہ ہوں یونیورسٹی میں کوئی ملازمت نہیں مل سکتی ہے۔ اور نہ کوئی عہدہ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور جہاں درس و تدریس کی اصلاح اور ترقی کی تدابیر پر بحث کرنے کے لئے عورتوں کو کوئی حصہ نہیں لینے دیا جاتا۔

عورتیں ابھی تک یونیورسٹی سے علیحدہ ہیں۔ اور اسلئے ایک عورت ڈگری کا لقب لے کر بھی یونیورسٹی کی گریجوایٹ نہیں کہلا سکتی ہے۔

پی۔ اسٹریچی

پرنسپل آف نیونہم کالج

برتھا ایس فل پاٹس

مسٹرس آف گرٹن کالج

منقول از ٹائمز ۵ مارچ ۱۹۳۳ء

جا بجا پائی گئی ہیں۔ مثلاً علیا حضرت ایک جگہ فرماتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میری وہ بہنیں اور بھائی جن کے دلوں میں اسلامی روایات تازہ ہیں۔ حجاب اور شرم کے جذبات محسوس کرتی ہیں۔ اور اپنے دینی عقاید کی عزت کو جو بہرہ اس کتاب کو غور و امعان سے مطالعہ کریں گی۔" اور اس پرسوز دعا پر کتاب کو تمام فرماتی ہیں۔ "کہ مجھے اپنی خلوص نیت پر اعتماد ہے اور اسلئے میں اس خدائے قدیر کی درگاہ میں نہایت عاجزی اور تضرع کے ساتھ دعا کرتی ہوں۔ کہ وہ ہمیں سیدھا راستہ دکھائے۔ اور ہمیں اپنے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہی ہماری آخری دعا ہے۔"

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ فروری و مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

بابت دفتر ووکنگ مسلم مشن ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	۱	۱۱	۳	۲۱۰۳	خرچ ووکنگ مشن	۳	۹	۶	۹۱۲
قیمت رسالہ	۲	۳	۹	۳۳۰۲	خرچ اسلامک ریویو	۴	۰	۲	۱۸۷۰
میزان		۲	۱۳	۵۴۰۵	میزان		۹	۸	۲۷۸۲

دستخط ڈاکٹر غلام محمد
آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور

نقشہ تفصیل آمد مشن ہندوستان بابت ماہ فروری و مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبد الرشید خان صاحب بمبئی (سورت)	۰	۰	[illegible]
〃 احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۳۰
〃 شمالی ... صاحب لاہور	۰	۰	[illegible]
〃 تاج الدین صاحب کابلی کمبرجی	۰	۰	۱۰
〃 والدہ خلیل احمد صاحب لاہور	۰	۰	۴
〃 عبد الکریم صاحب کانگی راجکی	۰	۰	۱۵
تفصیلی روپیہ: 〃 مستری جان محمد صاحب ۵			
〃 مستری محمد دین صاحب ۲½			
〃 اشراقیت اللہ طالب علم ۱			
〃 عبد الرحمن خان صاحب ۲	۰	۰	۱۹
〃 عبد الصمد خان صاحب ۱			
〃 ایک معلم ۱			
〃 عبد اللہ خان عرف خاندی خان ۷			
جناب میاں محمد خان صاحب اکاڑہ	۰	۰	۵
منہاج الدین صاحب بھٹنڈا	۰	۰	۵
〃 ایم عبد اللہ شریف صاحب میسور	۰	۸	۳
〃 سید محبوب علی صاحب گوالیار	۰	۰	۱۰
〃 ایم ۔ اے غنی صاحب گوجرانوالہ	۰	۰	۱۰
〃 شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۲۰
〃 محمد شریف خان صاحب کشمیر	۰	۰	۵
〃 غلام محمد صاحب بھیرون	۰	۱۴	۱
〃 عبد المالک صاحب لکھنؤ	۰	۰	۲۵
〃 بابو فضل الدین صاحب اکودیا	۰	۰	۵
〃 بابو عبد الباسط صاحب منیجر پوسٹل آڈٹ آفس مدراس	۰	۴	۴
〃 فضل کریم صاحب آباخیل پشاور	۰	۰	۳
〃 حکیم محمد خان صاحب دہلی	۰	۰	۵
〃 حضور ہز ہائنس خیرپور سندھ	۰	۰	۱۰۰۰
〃 محمد خلیل الرحمان صاحب بنارس	۰	۰	۵
〃 ماہواری چندہ از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بابت مارچ ۱۹۲۳ء	۲	۳	۱۹۳
واپسی قرضہ منشی مظہر حق صاحب	۰	۰	۵
میزان ۰۰۰۰	۳	۱۳	۱۴۷۶

نقشہ تفصیل آمد ہندوستان شعبہ تبلیغ بابت فروری مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
میزان سابقہ	۲	۱۳	۱۸۷۶
جناب سید عظمت اللہ صاحب رایہ درگ ضلع بلاری	۰	۰	۶
" منہاج الدین بٹھنڈا	۰	۰	۵
" ایم عبد اللہ بشر لطیف صاحب میسور	۰	۸	۳
" اہلیہ میاں محمد خان صاحب اسکاڑہ	۰	۰	۵
" ایم شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۱۰
" وصولات پوسٹل آرڈر معرفت عبد الباسط صاحب مدراس	۰	۸	۴
" سید فضل الرحمان صاحب کانپور	۰	۰	۲۴
" حاذق الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۵
" زین العابدین صاحب مدراس	۰	۰	۱
" نذیر احمد صاحب امرتسر	۰	۰	۳
" بابو محمد ابراہیم صاحب بھوانی حصار	۰	۰	۱
" احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
" فضل کریم صاحب آبادی پشاور	۶	۷	۱۳
" ماہواری چندہ از دفتر احمدیہ انجمن بابت ماہ فروری ۲۳ء	۶	۲	۲۵۵
" انتقال [illegible] ریزولیوشن ۱۹۲۲-۲۳	۹	۱۲	۲۷۹
واپسی قرضہ قاضی مظہر الحق صاحب	۰	۰	۵
میزان	۱۱	۳	۲۱۰۳

نقشہ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان فروری و مارچ سنہ ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم رسالہ حضور نواب حمید اللہ خان صاحب بھوپال	۰	۰	۱۰۰
جناب شمس الدین صاحب کمیلا	۰	۰	۵
مفت تقسیم جناب سید محمد انور شاہ صاحب بسیے خیل	۰	۰	۵
" " سید محمد محسن خان صاحب	۰	۰	۵
" " محمد عبد الحکیم صاحب پالاکاٹا آفس ڈاکخانہ چار نگانجال	۰	۰	۱۵
" فوٹو	۳	۱۱	
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۴	۳۱۷۱
میزان	۴	۹	۳۳۰۲

نقشہ نمبر ۱۱ تفصیل اخراجات [illegible] ماہ فروری و مارچ ۱۹۲۳ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ مشن بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء	۰	۶	۳۷۳
ترقی تنخواہ بحساب ۱۰ روپے ماہوار ۸ ماہ جناب [illegible] بہادر [illegible]	۰	۰	۸۰
[illegible] تالا برائے دفتر ۱۲ر جنتری ۱۲ر ووکنگ دفتر [illegible] ایک ریم کاغذ سفید برائے اپیل [illegible] کرایہ تانگہ ۱۲ر چار دستہ کاغذ سفید برائے فارم [illegible] ۵ر رجسٹر [illegible] کتب لائبریری [illegible] بابت صفائی دفتر دو ماہ ۸ر [illegible] ساڑھے آٹھ آنے فیس منی آرڈر رقیہ بیگم دو ماہ ۱۲ر سٹیشنری [illegible] خطوط [illegible] بابت اجرت کتابت اپیل مشن [illegible] لفافہ سادہ [illegible] میز [illegible] کرسی [illegible] کرسی لکڑی [illegible] کرسیاں [illegible] مزدوری ۲ر کرایہ [illegible] میزان	۹	۶	۸۶
تنخواہ عملہ بابت ماہ فروری ۱۹۲۳ء	[illegible]	۰	۳۷۳
میزان	۹	۴	۹۳۲

نقشہ نمبر ۱۲ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو ماہ فروری و مارچ ۱۹۲۳ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ اسلامک ریویو بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۵۰
بل سائز [illegible] میز [illegible] کرسی [illegible] کرسی لکڑی [illegible] مزدوری [illegible] رسالوں کی جلد بندی [illegible] ریم کاغذ سفید [illegible] تانگہ [illegible] کاغذ سفید چار دستے [illegible] لفافہ [illegible] سٹیشنری [illegible] لفافہ سادہ [illegible] تنخواہ نوکر [illegible] کتابت [illegible] فراہمی چندہ [illegible] میزان بل	۶	۱۳	۲۷۵
بل [illegible] کتب صلائے نصرت - اجرت کتابت صلائے نصرت [illegible] کاغذ [illegible] کرایہ تانگہ [illegible] اجرت چھپائی [illegible] میزان بل	[illegible]	۶	[illegible]
اسلامک ریویو سے [illegible] اشاعت اسلام میں منتقل کرائے	۰	۸	[illegible]
کرایہ دفتر	۹	۶	۱۲
یہ رقم ایک خریدار [illegible] ایک خریدار کے نام رسالہ [illegible] جاری کرایا گیا - یہ رقم [illegible] جمع تھی برآمد کرائی گئی	۰	[illegible]	۱۵
بابت [illegible] کتب لٹریچر فنڈ - یہ رقم [illegible] مشن میں منتقل کرائی گئی	۹	۱۲	[illegible]
یہ رقم غلطی سے اسلامک ریویو میں جمع ہو گئی تھی [illegible] مشن میں منتقل کرائی گئی	۰	۰	۵
سول لسٹ [illegible] ریم کاغذ سفید [illegible] میزان	۰	۳	۲۹
تنخواہ عملہ اسلامک ریویو ماہ فروری ۱۹۲۳ء	۰	۰	۲۵۰
میزان	۰	۲	۱۸۷۰

[illegible] ماہ مارچ [illegible] کی تنخواہ اپریل [illegible] کے ساتھ شائع ہو گی - کیونکہ وہ ۲۵ اپریل [illegible] کو ادا [illegible]

ضروری اعلان

۱ - رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

۲ - رسالہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آ جانی چاہیئے - ورنہ شکایت معاف۔

۳ - ہر طرح کی خط و کتابت، رسالہ کا چندہ وغیرہ منیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہیئے

۴ - خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنی خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے - ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہے۔

۵ - رسالہ کی قیمت للعہ ششماہی عہ جبکہ بیرون از ہندوستان سے نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے۔

۶ - جواب طلب خطوط کیلئے - ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے -

۷ - جو صاحب ۱۰ خریدار عنایت فرمائینگے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا -

۸ - مجلد جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۹۱۶ء لغایت ۱۹۲۰ء فی جلد عہ مع ۱۹۲۰ء فی جلد سے ۱۹۲۲ء للعہ محصولڈاک بذمہ خریدار -

۹ - مزید رسالہ وہ ہیں جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے -

اُجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰	۳۵	۲۰
۶	۲۵	۲۰	۱۲
۳	۲۰	۱۵	
۱			

اُجرت اشتہار پیشگی لیجائیگی — معائنہ اشتہار مسترد نہیں ہو سکتا — مدت معینہ کے اندر اشتہار تبدیل ہو سکتا ہے — [illegible]

۱ - اگر اشتہار خود کاتب سے لکھوا سکتے ہیں تو ہر ایک تبدیلی اُجرت اشتہار کے علاوہ حاصل کی جائیگی -

۲ - فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جاویں گے -

۳ - مستقل سے اشتہارات کی اُجرت فی صد ۲۵ فیصدی [illegible]

تمام درخواستیں بنام

منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی نئی اور نفیس جنتری

نہایت خوبصورت اور [illegible] مفید ہے۔ اگر آپ [illegible] ایک [illegible] روپیہ [illegible] بھیجیں گے
مجبور [illegible] جنتری آپ کی خدمت میں [illegible] بھیجی جائے گی۔

خاص فوائد ڈاکٹر ایس کے برمن کے کیمیا خانہ کا تیار کردہ کیشرانج تیل

فائدہ اور خوشبو کے لحاظ سے ایک ہی تیل ہے

آجکل سینکڑوں قسم کے خوشبودار تیل بازار میں بکتے ہیں جو ظاہری چمک دمک اور خوشبو میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں۔ مگر ان تیلوں میں اسٹ آئل عموماً خراب ہوتا ہے جو بجائے فائدہ کے دماغ اور بالوں کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ ایسے تیلوں کے چند روزہ استعمال سے بال بے وقت سفید ہو جاتے ہیں آنکھ اور دماغ کا خاص تعلق ہے اسلئے ایسے تیل دماغ میں گرمی پہنچا کر آنکھ کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آجکل کے نوجوانوں کو بے وقت چشمہ کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ ان سب خرابیوں کو مدنظر رکھ کر کیشرانج تیل کی تیاری میں خوشبو سے زیادہ فائدہ کا خیال رکھا گیا ہے۔ اسکے لگانے سے جڑیں مضبوط اور بال مثل بھونرے کے سیاہ اور گھونگر والے ہو جاتے ہیں۔ یہ دماغ کو ٹھنڈک اور دل کو فرحت پہنچاتا ہے

قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible]

ہیلک

ہر قسم کے گھاؤ۔ درد۔ ہاتھ۔ موچ۔ گانٹھ۔ گلٹی۔ جھائیں۔ داد۔ چکتے۔ ہاتھ پیروں کا پھٹنا۔ روکھاپن۔ بواسیر۔ آگ سے جلے ہوئے گھاؤ۔ جلن۔ چوٹ لگ جانے سے درد یا چمڑے کا چھلنا وغیرہ وغیرہ کے لئے مکمل دوا ہے۔ چوہے۔ بلی۔ بکری۔ بچھو وغیرہ نے کاٹی ہوئی جگہ سے زہر دور کرنے کیلئے ہیلک ایک سریع الاثر دوا ہے۔ فٹ بال۔ کرکٹ۔ جمناسٹک کے کھلاڑیوں کے لئے ہیلک روزانہ استعمال کی چیز ہے اس سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے ہر گھر گرہست کو ہیلک کی ایک ڈبیہ ضرور رکھنا چاہئے۔

قیمت فی ڈبیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible]

ایجنٹ:- منیجر کارخانہ پیسہ اخبار لاہور

ڈاکٹر ایس کے برمن [illegible] ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

خاص مجرب [illegible]

[illegible] حضرت مولانا [illegible] صاحب [illegible] حضرت مولانا [illegible] صاحب آزاد و [illegible]

[illegible] کے متعلق تصدیق فرمائی ہے جس سے [illegible] اکثر [illegible] اطبا [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

مرحوم دہلوی - حکیم سید عالم شاہ صاحب لاہور - حکیم [illegible] علی صاحب [illegible]

حکیم مفتی سلیم اللہ صاحب [illegible] حکیم اصغر علی شاہ و جناب

حکیم فتح علی شاہ صاحب لاہور - حکیم سید [illegible] صاحب لاہور - حاذق الملک

حکیم سید [illegible] علی صاحب [illegible] حکیم [illegible] صاحب [illegible]

نے [illegible] اپنی تحریری سند [illegible] موجود ہے - [illegible] کے متعلق [illegible] کے لئے جو صاحب [illegible]

و [illegible] ریاست مسیح الملک [illegible] صاحب [illegible] ہیں - انکے

[illegible] نواب محمد [illegible] الدولہ [illegible] اور حکیم [illegible] کلکتہ و

جناب حکیم ابو یوسف اصفہانی بمبئی - و جناب سول سرجن [illegible] کلکتہ نے بھی

مہر تصدیق اس کے متعلق زیان ہے - قیمت فی [illegible] تین روپے (عہ ر)

ملنے کا پتہ - ایم حنیفہ منیجر [illegible] دروازہ لاہور

خوشنما متبرک تحفہ

[illegible] نہایت ہی خوشنما اور [illegible] کے [illegible]

سرخ یا سبز آسمانی خوشنما [illegible] عجیب و غریب [illegible]

[illegible] کے سنہری [illegible] چمکدار [illegible] حروف میں تمام

[illegible] قل ھو اللہ [illegible] کا [illegible]

[illegible] نایاب [illegible] متبرک تحفہ کی قیمت فی [illegible] روپے - [illegible] قل ھو اللہ

[illegible]

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ [illegible] یا اللہ [illegible] اللہ اکبر

[illegible] ما شاء اللہ [illegible] حسبی اللہ و نعم الوکیل [illegible] رب الرحیم

[illegible]

[illegible] ملنے کا پتہ [illegible]

مفت

ہمارا سرمہ مروارید آنکھ کا مجرب تجربہ شدہ ہیں
میں اکسیر ہے ناتجربہ یقین نہ ہو تو نمونہ مفت منگا کر آزما لو
قیمت فی تولہ

حکیم قاضی محمد صلاح الدین مالک معین الصحت مجلہ ضلع

قیمتی جواہر ریزے کوڑیوں کے دام

یعنی

رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ جلدیں

جولائی سنہ ۱۹۱۴ء لغایت دسمبر ۱۹۱۴ء ۶ رسالے قیمت [illegible]

جلد سنہ ۱۹۱۵ء ۸ رسالے [illegible]

جلد سنہ ۱۹۱۶ء مکمل [illegible]

جلد سنہ ۱۹۱۷ء ۱۰ رسالے [illegible]

جلد سنہ ۱۹۱۸ء ۱۱ رسالے [illegible]

جلد سنہ ۱۹۱۹ء مکمل [illegible]

جلد سنہ ۱۹۲۰ء مکمل [illegible]

[illegible]

ضروری اعلان

خاص رعایت — **خاص رعایت**

ماہ رمضان میں جو احباب مندرجہ ذیل کتب کے لئے درخواست کرینگے انکو ۲۵ فیصدی کمیشن دی جاویگی۔ اور یہ رعایت فقط عید الفطر کے دن تک ہوگی۔

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

راز حیات حقیقت تقدیر اور فضیلت عمل کا بیان فی جلد ... ۸ر

توحید فی الاسلام ہر قسم کی ترقی کیلئے توحید ضروری ہے ... ۶ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں فرقہ اختلافات پر تنقیدی نظر شعبہ آیات پر بحث ۱۲ر

مطالعۂ اسلام ارکان اسلام اور عقائد اسلام کا فلسفہ ... ۱۲ر

مکالمات علمیہ مختلف مذہب کے علماء کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کے مباحثے ... ۱۳ر

مسلک مروارید اسلام کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی معرکۃ الآرا تقریروں کا مجموعہ ... ۸ر

براہین نیرہ قرآن ایک جامع الہامی کتاب ہے جس میں تمام مذاہب کے کل خوبیاں موجود ہیں ۱۲ر

ام الالسنہ عربی الہامی زبان ہے اور تمام زبانیں اسی سے نکلی ہیں قیمت فی جلد ۱۲ر

اسوۂ حسنہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ ہی کامل نبی ہیں قیمت فی جلد ۸ر

ضرورت الہام یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انسان کیلئے الہام کی ضرورت ہے قیمت ۱۲ر

ورث عالم کا مذہب سائنس اور مذہب ... کا ... قیمت ... ۶ر

اسلام اور علوم جدیدہ دنیا کو علوم جدیدہ کے سیکھنے کی ضرورت سب سے پہلے اسلام نے توجہ دلائی ۴ر

مسیح کی الوہیت اور اس کی انسانیت پر ایک نظر قیمت ... ۴ر

[illegible]

منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

[illegible]

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام بی اے ایل ایل بی

جلد (۹) | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر (۷)

فہرست مضامین

[illegible] اشاعت اسلام [illegible] ہیں

ایک دلچسپ مکالمہ

باپ (دروازہ کھٹکھٹا کر) ارے بھئی دروازہ کھولو۔

بیٹا (دروازے سے جھانک کر) اماں جان ایک شخص آ کر کھڑے ہیں۔

اماں - بیٹا جواب دے دو کہ ابا باہر گئے ہیں۔

بیٹا - ابا جی تو ابھی گھر سے کہیں باہر گئے ہیں۔

باپ (پھر زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر) بیٹا دروازہ کھولو میں ہی تمہارا ابا ہوں۔

بیٹا (ماں سے) اماں جان دروازہ پر کھڑا شخص کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ابا ہوں لیکن سب ہی کا تو داڑھی بھی ملتی ہے مگر شکل دیکھیں ہے۔ ابا جان جیسے ہیں داڑھی سفید ہو چکی ہے مگر یہ شخص جوان معلوم ہوتا ہے داڑھی بالکل سیاہ ہے۔

ماں - بیٹا اچھا دروازہ کھول دو دیکھو ... رکھیں غالباً تمہارے ابا کے کوئی عزیز دوست ہیں۔ دروازہ کھلنے پر وہ صاحب بلا تکلف سیدھے اندر کی طرف چل پڑے جسے دیکھ کر ماں و بیٹا دونوں حیران تھے کہ یہ کون شخص ہے جو خود اندر آ رہا ہے۔

خاوند (بیوی سے) ... جب ... تو ... کے شیخ صاحب ... نے ... خضاب فیروزی ... تھا میں نے بھی آزما کر دیکھا۔ ... کا جادو بھرا اثر ... بغیر تکلیف ... سفید بال سیاہ ... ہو گئے ہیں جس پر تم مجھے پہچان نہ سکے ... وہ دنگ رہ گئے اور خوش ہو کر کہا کہ آپ بھی ضرور اس کی چند شیشیاں منگوا لیں۔

بیوی - میاں ایسی چیز تو غالباً بہت مہنگی ہوگی۔

خاوند - نہیں تو بھی ... مہنگی بھی نہیں ایک شیشی صرف ... میں ملتی ہے جو احتیاط کے ساتھ استعمال کی جائے تو چھ ماہ کے لئے کافی ہے اور ایک ... شیشی کا خرچ محصول ڈاک علاوہ ہے۔

بیوی - میاں ایک بات سمجھ اور میں آئی ہے۔ اگر یہ دوائی رنگ نہ دے تو پھر کیا کیا جائے۔

خاوند - خدا کا شکر ہے کہ خضاب فیروزی ... کو سیاہ نہ کرے یا داغ وغیرہ ... کا ... تو ہر شخص

پچاس روپے کا دعویٰ کرکے بطور ہرجانہ لے سکتا ہے

بیوی - تو آپ بھی ... منگا کیوں نہیں ... بطور سوغات بھیج دوں گی۔ ... میاں ...

آرڈر کا نام

منیجر صاحب فیروزی لائیو ... بھیج دو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

لیلۃ القدر

ذیل کے خیالات کو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ (انگلستان) نے مدت ہوئی رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں منظوم فرمایا جسکو ہمارے ایک کرمفرما نے اردو میں رسالہ اشاعت اسلام کیلئے نظم میں لکھا حضرت خواجہ صاحب اُن خوش قسمت بزرگوں میں سے ہیں۔ جو لیلۃ القدر کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مترجم

شبِ دیجور میں تاریکیٔ روزِ مصیبت میں
ستم ڈھاتی ہے جس دم ہیبتِ بیم و رجا ہم پر
تو اے ملجا و ماوائے امیدِ خاطرِ مضطر
میری آنکھوں میں ٹھنڈک ہے تیرے روئے منور سے
مجھے ہرگز نہ وہ تیری مقدس رات بھولیگی
کہ جب تیرِ محبت سینہ و دل میں ترازو تھے

تعالی اللہ کیسا رُوح پرور وہ نظارہ تھا
کہ جب دِل صورتِ قمری تڑپتا تھا پھڑکتا تھا
یکایک وہ مثالِ ابر ہمرنگِ دُخاں ہوکر
فضائے عالمِ بالا میں اُٹّھا اور جا پہنچا
تمنّا رُوح کی یہ تھی کہ چھوڑے جسمِ خاکی کو
کہ دیکھے دُو بدُو تیرا جمالِ انجمن آرا
مُرادیں دِل کی بر آتیں اگر اے دلرُبا میرے
کہیں وہ زندگی کی آخری میری گھڑی ہوتی
یہ ذوق و شوق دِل میں چھوڑتا اور ترک کر دیتا
ہمیشہ کیلئے دُنیائے فانی کے جھمیلوں کو
پڑھا ہے بارہا میں نے یہ قرآنِ مُقدس میں
کہ تُو مغموم اور مجبور کی فریاد سُنتا ہے
دِلِ مغموم اب وقفِ جراحت اور فرقت ہے
اب اس میں جلوہ افگن آ کے میرے دِلرُبا ہو جا

(ترجمہ از انگریزی نظم)

سلہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان +

شذرات

عیسائیت سے انحراف

یہ ایک مُسلّمہ امر ہے۔ اور کسی ایک کو بھی اس سے اختلاف نہیں کہ مسیحی دین میں کشش نہیں رہی۔ نہ صرف پادری صاحبان کا بلکہ دیگر مسیحیوں کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ کہ عیسائیت میں کچھ نہ کچھ نقص ضرور ہے۔ اس نقص و کمزوری کے متعلق لوگوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہمنے اپنے گذشتہ ماہ کے رسالہ میں اس قسم کے بعض خیالات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن اب بہت سے مستند اہل الرائے نے بھی اس معاملہ زیر بحث کے متعلق لکھا ہے۔ اور یہ سب کے سب ایک ہی قسم کا راگ الاپتے ہیں مثلاً

مسٹر جے رامزے میکڈونلڈ جو کہ پارلیمنٹ کے دیوان عام کے ایک مشہور لیڈر ہیں کہتے ہیں کہ دین مسیحی ناکام ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ بجائے آسمانی بادشاہت کی نمائندگی کرنے کے اب قومی سلطنت کا ایک محکمہ بن گیا ہے +

مس ماڈ رائڈن ایک مشہور خطیب کا خیال ہے کہ عیسائی مذہب کیطرف لوگوں کی لاپرواہی و کم توجہی ہی ایک نیک فال ہے۔ کیونکہ اگر لوگ اس تعلیم سے مطمئن نہیں ہوتے تو اس مذہب سے انہیں ملتی ہے تو کم از کم اس سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ مذہب میں دلچسپی ضرور لیتے ہیں۔ البتہ ان کا اب یہ اعتقاد ہے کہ خدا کو سلسلۂ انبیاء سے یا اس قسم کی باتوں سے کوئی گہری دلچسپی نہیں ہے کہ کس عمر میں بپتسمہ دیا جائے۔ یا پادری صاحبان کس قسم کے الفاظ استعمال میں لائیں یا کس طرز کا لباس پہنیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے متعلق انہیں اعلےٰ و پاکیزہ علم دیا جائے +

مسٹر ے کے باپ کا جو کہ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کمیٹی کے قومی سکرٹری ہیں خیال ہے کہ لوگوں کا مذہب پر اسلئے اعتقاد نہیں کہ یہ اب محض ضوابط و مسائل کا مجموعہ ہی رہگیا ہے۔ وہ کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہیں جسے کہ کوئی بھی عیسوی مذہب کا فرقہ مہیا نہیں کر سکتا +

پادری ڈونس ڈیرنگ کا جو لیسٹ منسٹر کا ایک مشہور و ہر دلعزیز واعظ ہے۔ یہ خیال ہے۔ کہ لوگ مذہب کی طرف سے اسلئے لاپرواہ ہیں کہ انہیں اسمیں اپنی صحیح ضروریات کا حل نہیں ملتا +

مسٹر ڈبلیو۔ ایل جارج کا جو ایک مشہور ناول نویس ہیں یہ اعتقاد ہے کہ تہذیب کے لئے عیسائیت میں ایک اعلیٰ درجہ کی قوت و طاقت تھی۔ اور نسل انسانی نے اسی سے تعلیم حاصل کی ہے لیکن دنیا کو اب اپنے پرانے اُستاد کی ضرورت نہیں رہی +

اس سوال پر اسی قسم کی سینکڑوں رائیں موجود ہیں جن کا لب لباب یہی ہے کہ عیسائیت کو ظاہری رسم و رواج پر قربان کر دیا گیا ہے +

مقام مسرت

ہمارے خیال میں لوگوں کا عیسائیت سے متنفر ہونا کسی خطرہ کا موجب نہیں بلکہ یہ تو ایک خوشی کا باعث ہے۔ اسے تنزل اور تباہی کا پیش خیمہ نہ سمجھنا چاہئے۔ بلکہ یہ تو زندگی و تازگی کا ایک نشان ہے۔ انگریزوں جیسی ذہین قوم کیلئے یہ امر ہرگز قابل تعریف نہیں کہ وہ آنکھ بند کر کے ہر ایسے امر کی تقلید کریں۔ جو گروہ پادریاں پیش کرے تنفر کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر حیرت تو اس امر کی ہے کہ یہ نفرت اتنی دیر کے بعد کیوں پیدا ہوئی۔ مسیحیت کے اس تنزل پر ماسوا ان لوگوں کے جنکی ذوات پر اس کا براہ راست بُرا اثر پڑتا ہی چند ہی لوگ نظر آئیں گے جنہیں ان کا افسوس و رنج ہو۔ یہ زوال تو لوگوں کے ضمیر اور رائے کی آزادی کا مترادف ہے +

پادری صاحبان مسیح کا نام پیش کر کے لوگوں کو مسیح کی تعلیم سے دُور لیجا رہے ہیں تمام عمر ناصرہ کے اس پاک انسان کا مقولہ محبت تھا۔ لیکن اب پادریوں کی عنایت سے نفرت میں تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ سادگی اور صداقت کا مجسمہ تھے۔ مگر اس مذہب نے جو انکی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اب ظاہرداری اور ریا کا رنگ اختیار کر رکھا ہے +

لیکن اسلام ہی جس کے لغوی معنے مرضی مولیٰ ہی ایک مذہب ہے جسمیں نہ تو کوئی رسوم ہیں اور

نہ کوئی ظاہرداری اسلام ہی ہے جسمیں خدا اور انسان کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے کسی تیسرے آدمی کی ضرورت نہیں۔ یہ انسان کو خدا کے دو بدو کھڑا کر دیتا ہے۔ پادریوں کے سے عہدہ دار اس مذہب میں نہیں۔ ہر ایک شخص خود ہی پادری ہے۔ اگر مسیحی قوم گرجوں کی پابندیوں سے بالاتر ہوجائیں تو وہ اسلام یا بالفاظ دیگر خدائی سلطنت میں اپنے آپ کو پائینگے +

پروفیسر کے کی رائے اسلام کے متعلق

پروفیسر ڈی۔ ایم۔ کے۔ وی ایس او۔ ڈی ٹی نے اڈنبرگ میں اسلام پر ایک شاندار تقریر کی۔ اسلام اور مشرقی علوم کے مطالعہ کرنیوالونکی مغربی ممالک میں ایک خاصی تعداد ہے۔ لیکن ڈاکٹر مذکور جیسی سمجھ اور فراست بہت کم لوگوں کے حصہ میں آئی ہے۔ پروفیسر صاحب کی رائے ہے۔ کہ اسلام کی زندگی اور طاقت کا اندازہ اس کامیابی سے لگ سکتا ہے۔ جو اس نے مسلمانوں کو بادہ نوشی سے روکنے میں حاصل کی۔ باوجودیکہ عرب کی آب وہوا پیاس کو تیز کرنیوالی تھی۔ مگر رسولکریم نے ایک جماعت ایسی پیدا کردی جو ہر قسم کے نشے سے پرہیز کرتے تھے اور جنکی تعداد کروڑوں تک پہنچگئی۔ اور جس کا وجود ایکہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ تک رہا۔ یہ زمانہ ان لوگوں کی اخلاقی زندگی کا تھا۔ جس کا موجودہ تہذیب حال ہی میں گویا دور سے ایک دھندلا سا عکس پڑا ہے۔ شراب سے بچنے کیلئے بعض یورپین ممالک میں کچھ عرصہ سے جد وجہد ہو رہی ہے لیکن کیسی قسم کی خاطرخواہ کامیابی ابھی تا حال نہیں ہوئی اور پارلیمنٹ کے دیوان عام میں ابھی اسباب پر بحث ہورہی ہے۔ کہ شراب نوشی کے لئے عمر کی شرط لگائی جائے جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ شراب کا پینا ایک خاص عمر تک تو زہر کا اثر رکھتا ہے لیکن اس کے بعد ہی رات بھر میں وہ زہر نوشدارو سے متبدل ہوجاتی ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو کمزور تدابیر سے یقیناً اصلاح پذیر نہیں ہوسکتا۔ اس بدی کی بیخکنی کیلئے تو ایک ناطق حکم کی ضرورت ہے۔ جس قسم کا کہ اسلام نے جاری کرکے شراب نوشی کو ایک آن میں بند کردیا۔ پروفیسر صاحب مذکور نے

یہ بھی بیان کیا۔ کہ اسلام کا عروج۔ اس کا محکم قدم۔ اس کے معتقدین کی ثابت قدمی اور علمی و ذہنی مشاغل کی ترقی جو اسلام کی پہلی فتوحات کے بعد ظہور میں آئی۔ یہ سب باتیں اس غلطی کی کہ اسلام نے بزور شمشیر کامیابی حاصل کی۔ کافی طور پر تردید کرتی ہیں + پروفیسر صاحب نے نو سال تک ترکوں میں بود و باش رکھی۔ امن اور جنگ کے وقت بھی اُن میں رہے اسبات کی تصدیق کرنے سے وہ نہیں رُک سکے کہ عملی طور پر اسلام نیکی کی طرف لیجانے کیلئے ایک زبردست قوت رکھتا ہے۔ پاک زندگی بسر کرنے دیانتداری و محنت و ہمت سے کام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی دیگر تمام مذاہب کے ساتھ بُردباری سے سلوک کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ پروفیسر صاحب کی یہ تحقیق انکی آزادخیالی کی ایک زبردست دلیل ہے۔ اور اُن کا اظہار ایک ایسے وقت میں جبکہ جہالت اور تعصب کے اندھیرے میں لوگ ہوں انہیں خاص طور پر ممتاز کرتا ہے +

ہمیں یقین کامل ہے۔ کہ اگر دیانتداری سے مذاہب کا مطالعہ کیا جائے۔ اور انکی خوبیوں کو دیکھا جائے تو اس سے بڑھکر اسلام اور عسائیت کے تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے اَور کوئی آلہ نہیں +

اتوار کے مشاغل و تماشے

عیسائی صاحبان نہایت ہی کوتاہ بین ہیں۔ اتوار کا دن وہ متبرک خیال کرتے ہیں۔ لیکن انہیں اپنے مذہب کا اصلی منبع نظر نہیں آتا۔ ہفتہ میں ایکبار انہیں باقاعدہ بتلایا جاتا ہے کہ خدا کے بیٹے کی بجائے سورج کے سامنے جسکے نام کے ساتھ یوم اتوار کو ایک گونہ نسبت ہے وہ سر جھکاتے ہیں۔ قطع نظر اس کے عوام میں آجکل عیسائیوں کے اس فرضی یوم السبت (اتوار) کے منانے کے متعلق بہت کچھ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے انگلستان میں اتوار کے دن ہر ایک قسم کی کھیل اور تفریح قطعاً ممنوع ہے۔ اور لوگ باغات اور سیر و تماشا کے مقامات پر جانے سے حکماً روکے جاتے ہیں۔ انسانی آزادی کے اس جکڑ بند کے خلاف اخبارات میں بہت کچھ شور و شر ہو رہا ہے۔ جس سے پادری صاحب جو ہمیشہ سے آزادی کے دشمن ہیں خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ انہیں تو پہلے ہی سے شکایت ہے،

کہ لوگ گرجوں میں نہیں آتے۔ اور اگر کھیل و تماشے کے متعلق قیود کو اُڑا دیا گیا تو اس مختصر مجمع میں بھی جو اتوار کو گرجا میں جمع ہوتا ہے۔ اور بھی کمی واقع ہو گی۔ اور اس تھوڑے سے اثر سے بھی جو فرقہ پادر کا لوگوں کے دلوں پر ہے۔ وہ ہاتھ دھو بیٹھینگے۔ انہیں تو علم ہے کہ زمانہ ماسبق کے قصوں میں لوگ دلچسپی نہیں رکھتے۔ انہیں خوف ہے۔ کہ اُن کا زاہدانہ وعظ جس کا اثر پبلک کے دل و دماغ پر کچھ نہیں ہوتا فٹ بال اور گولف کے شوق و لُطف کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کا رعب و داب تو پہلے ہی سے زوال پذیر ہے پابندیوں کا اُٹھ جانا گویا ان کی ایک رنگ میں موت ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عوام کے اس جائز مطالبہ کے خلاف سخت جدوجہد کی ہے۔ اپنے علوم کی کسی خوبی و جوہر کی وجہ سے تو یہ لوگ حکومت نہیں کر سکتے۔ اور نہ کسی مذہبی اور رُوحانی حکومت سے دلوں کو تسخیر کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں لیکن اب اپنے گمگشتہ مذہبی اقتدار کو دُنیاوی قوانین سے قائم کرنے کی طرف جھکے ہیں۔ کیا اسی کا نام خدائی سلطنت ہے؟

پچاس ہزار پادریوں کی بیکسی

مُلک (انگلستان) میں قریباً پچاس ہزار پادری ہیں شاہی خزانہ میں سے وہ کافی امداد لیتے ہیں۔ قانون بھی ان کی حمایت کے لئے موجود ہے۔ لیکن پھر بھی باوجود اپنی سخت کوششوں کے وہ مسیحیت کی گرتی ہوئی عمارت کو قائم نہیں رکھ سکے۔ کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ اس مذہب میں ضرور کوئی اصولی خرابی ہے +

اسمیں کوئی شک نہیں کہ عیسائیت میں ہر ایسی بات جو مذہب کے لئے ضروری ہے اصولاً ہی غلط ہے۔ اسکی تمام عمارت از سر تا پا کمزور اور خستہ ہے۔ اس کے مسائل و اصولوں سے سمجھدار لوگ بھاگ گئے ہیں۔ اور اس کا عملی حصہ روزانہ زندگی کی ضروریات کے مطابق نہیں۔ اگر ایک طرف علماء و فضلا اسکی بنیادوں کو کھود رہے ہیں تو دوسری طرف عوام الناس اس کے عملی احکام سے بیزار ہو کر اپنی خوشی و مصلحت سے جرح و قدح کر رہے ہیں

مسلمانوں کا یوم السبت یعنے جمعہ

کسی چیز کی قبولیت محض ان کی موزونیت پر منحصر ہے یعنے کوئی امر تب ہی قبولیت حاصل کرسکتا ہے۔ جب ہمیں انسانی ضروریات کا حل موجود ہو لیکن یہ بات عیسائیت میں پائی نہیں جاتی۔ اور اسی ایک خاص وجہ سے اسلام جہاں کہیں بھی گیا ہے نہایت سرعت کے ساتھ پھیلا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس ذرائعہ نہیں اور نہ کوئی باضابطہ وترتیب وارکوشش اس امر میں کیجاتی ہے لیکن بالمقابل عیسائیت باوجودیکہ مال و دولت اور زور حکومت اسکی تائید میں ہے بہت خفیف سا اثر لوگوں پر ڈالتی ہے۔ اسلامی تعلیم انسانی فطرت کی ضروریات کے عین مطابق ہے۔ مثلاً یوم السبت ہی کو لیجیے مسلمانوں کا سبت یوم الجمعہ ہے۔ کہ اس روز خاص طور پر نماز پڑھی جائے اسکے بعد مسلمانوں کو کلی اختیار ہے کہ اپنے وقت کو جس طرح بھی چاہیں صحیح طور پر خرچ کریں۔ خواہ کھیلوں میں۔ خواہ تفریح و سیر میں اور خواہ اپنے کاروبار میں۔ قرآن شریف میں جمعہ کی نسبت حسب ذیل احکام ہیں:۔

یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعہ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ ترجمہ مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کیلئے اذان دی جائے۔ تو یاد الٰہی (یعنی نماز) کی طرف لپکو اور (اس وقت) بیچنا (کھوچیٹا) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔ پھر جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے کہ) اپنی اپنی راہ لو۔ اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگجاؤ۔ اور (جہاں رہو) کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو۔ تاکہ

تم فلاح پاؤ ✚

نئی روشنی کی تحریک

قلب کی یک خیالی روحانیت کا نظارہ ایک بڑا عامل

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔امام مسجد ووکنگ انگلستان)

اس دنیا میں کوئی چیز نئی نہیں ہے۔ اب مغربی دنیا کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اور وہ اب مذہبی معاملات کو اپنے اصلی رنگ میں دیکھنے لگی ہے۔ جس طرح انسان صریح اور فوری خطرہ کی وجہ سے نیند سے بیدار ہو جاتا ہے۔ اور اندھا دھند اس جائے حفاظت کی طرف دوڑتا ہے جو اسے سب سے پہلے دکھائی دیتی ہے۔ اور اسے نئی جائے امن سمجھتا ہے۔ یہی حالت اس وقت قلب مغرب کی ہے۔ جو اب کلیسا کی بیڑیوں سے آزاد ہو گیا ہے۔ اور اس پہلی شے کی طرف پھاندتا ہے۔ جس سے اسے نئی روشنی اور چراغانی کا تعلق ہے +

اس نئی روشنی کی تحریک کا مرید یہ سمجھتا ہے۔ کہ اس نے نئی بات دریافت کی ہے۔ کہ اس کا قلب خدا کا قلب ہے۔ اور وہ قدرتی خدا ہے بعض ان میں سے خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم سب خدا ہیں۔ اور بہر حال یہ کوئی برا خیال نہیں ہے۔ اور اگر خاصیت خدائی اس طرح تمام ہو جائے۔ تو عیسیٰ اور عزیر اور بیشمار انسانی خدا اس دنیا کے انسانیت کی معمولی سطح پر آ جائینگے +

یہ فلسفہ جدید در اصل ہندوستانی ویدانت کا سایہ بطرز ارتقا ہے جسکی تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں ہر ایک شے بھگوان ہے۔ اگر ویدانت کے رو سے ہم کتے۔ بلی یا خوک کو خدا تسلیم کر سکتے ہیں۔ تو انسان کو کیوں نہ اباور کریں۔ جو مختلف مذاہب کی رو سے خدا کا مجسمہ تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ نظریہ گو صداقت کی آمیزش سے معرا نہیں ہے لیکن یہ پر خطر ضرور ہے۔ مذہبی خیال کے نشو و نما کے ہر مرحلہ میں خدا کو خوبیوں کا سرچشمہ مانا ہے۔ ہر زمانہ کے اخلاق کی بہترین خوبی اس کے نام میں معنون ہے۔ اگر انسانی

تلب قلبِ خدا ہے تو شرارت اور صدق میں صفت خداوندی ہے۔ ویدانت پنتھولیت نظریہ مایا ذاتی ذمہ واری کے خیال کو کمزور کرتا ہے۔ اور انسانی جوش اور چستی کو منجمد کرتا ہے۔ نئے خیال سے بھی آخرکار یہی نتیجہ برامد ہوگا۔ مثلاً اس قسم کے اندھادھند اعتقادات عیسائی سائنس کے حواریوں میں صریحًا خرابی پیدا کرینگے +

اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ہر شے خدا کی طرف سے آئی ہے۔ اور قلب خدا کا خاص پہلو لئے ہوئے ہے۔ اس سے ہمعاملہ پر خاص روشنی پڑگئی ہے۔ میں اپنے مطلب کو واضح کرنے کیلئے صوفی مسلمانوں کے نظریۂ خروج کا کچھ ذکر کرونگا۔ جو احادیث اور قرآن پر مبنی ہے۔ بقول پیغمبر خدا نے کہا۔ کہ ہمیں اپنا اظہار منظور تھا۔ اور ہمنے دُنیا کو پیدا کیا۔ حضرت محمد صلعم کہتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ کہ دُنیا کو بُرا نہ کہو کیونکہ ہم دُنیا ہیں +

اِن احادیث سے مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ خدا نے اپنے آپ کو دُنیا میں ظاہر کیا ہے اور ظاہر کرتا ہے۔ اسکی مختلف خاصیتوں نے مادہ کی صورت اختیار کی اور دُنیا پیدا ہوگئی۔ صوفیوں کا جنمیں محی الدین ابن عربی ہیں یہ عقیدہ ہے۔ کہ پہلے خدا کی خاصیت العائب تھی جس کو نہ کوئی دیکھ سکتا تھا نہ جانتا تھا۔ شروع میں اُس نے مادہ کی صورت اختیار کی۔ اس کا رنگ سخت تاریک تھا۔ پھر مادہ میں سے روشنی برآمد ہوئی جس سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے۔ یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ آجکل کی تحقیقات سے جو سائنس کے ذریعہ ہوئی ہے۔ ہم کو یہی نتیجہ دکھایا جاتا ہے +

ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ پہلی صورت مادہ کی سیاہ مطلق تھی۔ اور اسمیں سے سب کچھ برآمد ہوا اور اس تاریکی میں عجوبات پنہاں ہیں۔ جو بتدریج ظاہر ہورہے ہیں اور جو کبھی ختم نہیں ہونگے۔ یہی ہمارا عقیدہ خدا کے متعلق ہے۔ انسانی علم اسکی صفتوں کو شمار نہیں کرسکتا۔ مختلف طاقتیں یا قدرت کے لوازمات صرف خداوندی خاصیتوں کا ظہور بصورت مادہ ہے۔ یہ پہلے بہت رقیق اور تاریک تھیں

جنکو سائنس کی اصطلاح میں ہوائے خالص کہتے ہیں۔ ارتقا کے دوسرے مرحلہ میں یہ دھند داخ ہو گئیں +

قرآن میں لکھا ہے کہ بالائے ہوا سے کرہ ہوا تک سات شکل دائرہ منطقے ہیں جن کو سات آسمان کہتے ہیں۔ یہ ارتقا کے سات مرحلے ہیں۔ اور ہر مرحلہ پر پہلی شکل مادہ کی غلیظ تر بن گئی ہے۔ اور کرہ ہوا میں آ کر مادہ پانی منجمد ہے۔ جو ہمارے سیارہ میں مینہ بن کر آتا ہے +

میں پیدائش زمین کے متعلق یہاں ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن اور حدیث میں یہ ذکر ہے۔ کہ زمین ابتدا میں آتشیں گیس تھی جو کچھ عرصہ کے بعد پانی ہو گئی۔ اور پھر آخر کار زمین بن گئی +

زمین میں بموجب اعتقاد اسلام دنیا کے تمام لوانات موجود ہیں۔ یا یوں کہو کہ زمین تمام جہان کا ایک چھوٹا خاکہ ہے۔ اور اس میں تمام خداوندی صفتیں جو ہمیں معلوم ہیں بصورت مادہ موجود ہیں۔ حضرت کے فرمان کی کہ خدا کہتا ہے دنیا کی بدی نہ کرو کیونکہ میں دنیا ہوں یہ تعبیر ہے۔ پہلے یہ بہت رقیق تھیں جب بصورت مادہ ہیولے پذیر ہوئیں۔ اور جب زمین بن گئی تو بہت موٹی ہو گئی۔ اور پھر اصلاح کا کام شروع ہوا۔ آغاز بارش سے ہوا جیسا کہ قرآن شریف میں درج ہے۔ زمین کی مخفی طاقتیں محرک ہیں۔ اور ہمارے سیارہ کے دیگر اجزائے ترکیب زیر اہتمام مزید مادیت نباتات بنگئے ہیں جنکی پیداوار کیلئے انسان بنایا گیا۔ اور ہر شے جس کا زمین سے تعلق ہے۔ اسکے جسم میں داخل کر دیگئی جسم انسان میں قلب ہے جو زمین کے متشابہ ہے۔ اس میں زمین کی ہر ایک شے نہایت صاف شدہ حالت میں ہے۔ مختصر یہ کہ مادی اشیاء صاف اور پاک ہو کر زمینی اشیاء بنگئی ہیں جس طرح شکم زمین میں مختلف معدنیات ہیں۔ اسی طرح دل کے رخنوں میں ولولے اور جذبات ہیں جن کو بحالت مجموعی انسانی ہوش کہا جاتا ہے۔ اس طرح پر قلب خدا جو صاف ہوا میں ظہور پذیر ہوا تھا غلیظ ہوتا گیا۔ اور آخر کار اس نے پھر انسانی قلب کی حالت اختیار کر کے اپنی اصلیت کی طرف رجوع کی۔ گویا انسانی قلب میں خداوندی قلب کے ذرات ہیں۔ یہ خداوندی

قلب بصورت مادہ ہی لیکن خالص قلب خدا معلق ہے ۔

کلمتہ ۔ با غوک بعض صورتوں میں خدا کی مرضی کا ظہور کرتے ہیں لیکن نہ تو گُرو نہ سُور خدا ہو سکتے ہیں ۔ اس مضمون کو صاف کرنے کیلئے آفتاب کے عمل کی طرف نگاہ کرو ۔ سُورج سطح مادہ پر ابتدائی منبع ہر شئے کا ہے ۔ لوہا سورج سے نکلا ہے مگر اسکی خاصیتیں سورج سے مختلف ہیں ۔ یہ سرد اور سیاہ ہے ۔ اور سُورج گرم اور روشن ۔ لوہا سورج سے نکلا ہے لیکن لوہا سُورج نہیں ہے ۔ اسی طرح قلب انسان قلب خدا سے نکلا ہے لیکن وہ قلب خدا نہیں ہے ۔ قلب انسان اور قدرت کی دیگر پیداوار میں یہ فرق ہے ۔ قدرت کے مختلف اجزائے ترکیب خدا کی مختلف خاصیتیں جزواً بصورت مادہ رکھتے ہیں ۔ اور انسانی دل میں تمام خاصیتیں بصورت مجموعہ ہیں ۔ اور قابل ظہور ہیں ۔ جس طرح سیم اور زر اور دیگر بیش قیمت دھاتیں شکم زمین میں بصورت برادۂ چٹان موجود ہیں ۔ اسی طرح یہ خداوندی صفات انسانی قلب کے رخنوں میں مخفی ہیں ۔ اور ہم انکو جذبات کہتے ہیں ۔ یہ جذبات اسی ابتدائی اور قدرتی حالت میں ہیں ۔ وہ جن کو ہم بہائمی جذبات کہتے ہیں ۔ وہ خداوندی عمارت کی ایک تہ زمینی ہیں ۔ مذہب اگر وہ واقعی مذہب ہے تو وہ اسلئے آیا ہے اور اسلئے آنا چاہئے کہ برادے کو مطلا سونا بنا دے ۔ انسان اور خالق میں کوئی نفرت نہیں ہے ۔ تاکہ ہمیں کسی صلح صفائی کرانے والے کی ضرورت ہو لیکن ہمیں الہام کی ضرورت ہے ۔ تاکہ ہونہار حالت سے ہم تکمیل تک پہنچ جائیں ۔ مذہبی زندگی کا مقصد اولے یہ ہے کہ خداوندی صفات سے اپنے آپ کو مزین کر لیں جس طرح برادۂ سونا ہونے سے پہلے کئی حالتیں بدلتا ہے ۔ اور اسمیں سے کھوٹ نکلجاتا ہے ۔ اور پھر سونا خالص بنتا ہے ۔ یا جس طرح خوبصورت جسم اس وقت بنتا ہے جب پتھر کو بار بار تراشا جائے اسیطرح انسانی قلب بھی حصار میں بیٹھ کر صرف خاص الفاظ یاد کرنے سے ہمیں قلب خدا نہیں بنتا ۔ اسے صرف ایک نقل کہنا چاہئے ۔ تاریک بند کمرے ۔ روشندان وہوادان بند کر کے بیٹھنے سے خلوص دل میسر ہو سکتا ہے لیکن

اس سے بہائمی جذبات ہوا و ہوس اور خواہشات نفسانی کا علاج ہو سکتا ہے بجنبہٖ ان کا علاج نہ ہو گوشہ نشینی ہیچ ہے +

بعض اوقات ہم قلب کی یک مرکزی میں کامیاب ہو جاتے ہیں - اور اس طرح پر اپنی قوت ارادی کا استعمال اوروں پر کر سکتے ہیں - موجودہ مغربی مذہبی دنیا میں یہ آجکل بڑی بات ہے - لیکن ہمیں بر اسر تضیع اوقات و محنت ہے یہ محض دلکش شکل میں ہتھکنڈا تک ہے - شرارت اور عمل قوت ارادی میں یہ قدم بقدم ہمدوش رہتے ہیں لیکن یہ قلب خداوندی نہیں ہے - ارتقا کے معنے پاکیزگی ہے - اور ترقی کا مطلب یہ ہے - کہ تنزل سے انسان ادھیڑ ہو جائے - مثال کے طور پر کسی پھل کو لو سیب کو لو - یہ تخم ہی ہے - یہ زمین میں دفن کیا جاتا ہے پھر یہ بارآور ہوتا ہے - پھر یہ درخت بنتا ہے اور پتے نکلتے ہیں - پھر شاخیں اور گل برآمد ہوتے ہیں - آخر کار ثمر بن جاتا ہے - جب یہ پھل بنتا ہے - تو ہمیں پتوں - لکڑی یا مٹی کی مطلق ملاوٹ نہیں ہے - لیکن یہ تمام مرحلے طے کرتا ہے اسی طرح صفات خداوندی کے ذرّے - انسانی ہوش کی مٹی میں دفن ہو کر کئی مرحلے نشو و نما کے طے کرتے ہیں - اور پھر مکمل ہوتے ہیں - نشو و نما کا ہر مرحلہ مرحلۂ سابق سے مختلف ہے - اور سابقہ مرحلے کے اجزا پیچھے چھوڑ جاتا ہے - اگر زیرین مرحلے کی علامات دوسرے مرحلے میں باقی رہجائیں تو سمجھو کہ تکمیل مکمل نہیں ہوتی - جس طرح خام سیب میں پتوں کا مزہ موجود ہوتا ہے - اور پتوں میں کونپل نکلتے وقت لکڑی کا مزہ ہوتا ہے اور پھول بننے کے وقت نہیں رہتا - اسی طرح انسانی قلب احاطۂ دل خدا میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک ہمیں حیوانی خواص موجود ہیں - اگر حصار میں بیٹھ کر اور دل کو یکسو کر کے انسان بہائمی رجحان اور میلان سے جو مغربی مجلس میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں آزاد ہو سکتا ہے - تو سمجھ لو کہ وہ گوہر مقصود حاصل کر لیتا ہے +

ایکدفعہ ماہران علم ارواح نے مجلس رقص میں مجھے بلایا جو فلیٹ سٹریٹ میں گرم گئی

تھی۔ میں حیران تھا کہ روحانیت اور خوش اختلاطی کا کیا جوڑ ہو سکتا ہے۔ لیکن اشتیاق مجھے اس ضیافت میں لے گیا۔ وہاں میرا تعارف ایک قابل ذریعہ میڈیم یعنے عامل الارواح سے ہوا۔ یہ شخص ایک مشہور عامل سائنس کے ذریعہ گفتگو کر سکتا تھا۔ اس شخص کا چہرہ زرد مرجھایا ہوا تھا۔ اسکی آنکھیں سیاہ اور سنجیدہ تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے دُور بینی اور غور کی عادت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ عامہ اور ایسے اعمال کا جن میں روحوں کا دخل ہو عامل ہو۔ یہ شخص تنہا آیا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی جنگل بیابان کا گوشہ نشین تنہائی پسند ہے۔ یہ اور بھی کچھ عرصہ تک دلچسپ گفتگو کرتے رہے۔ لیکن جب رقص شروع ہوا تو اس کا چہرہ بیقراری ظاہر کرنے لگا اور اسکی آنکھیں ڈھونڈنے لگیں کہ کوئی نازنین اسکے ساتھ ہی ناچے۔ لیکن افسوس اسکی صورت اسکے خلاف تھی۔ اور اسکی طاقت ارادی بھی اسکی خواہش کو پورا نہ کر سکی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اور میرے ساتھ گفتگو کرنے کی رغبت اُسے نہ رہی۔ پھر اس نے ایکدوست سے کہا کہ اسے کسی عورت سے ملا دو جو اسکے ساتھ ملکر رقص کرے۔ چند لمحوں کے بعد نقاب اُٹھ گیا۔ اور وہ عابد جو روحوں کے عمل کا عامل تھا عام دنیا دار کی طرح شریک رقص و سرود ہو گیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ شخص و عمدا بازمکار تھا۔ اور بالارادہ لوگوں کو دھوکا دیتا تھا۔ مجھے اسکے چند کرتبوں پر اعتبار ہے لیکن اگر وہ روحانیت کا عامل اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ تو وہ غلطی پر ہے۔ اسکی طاقت دوربینی غیر معمولی ہوگی وہ ممکن ہو ان چیزوں کو دیکھ سکتا ہو۔ جو انسان کو دکھائی نہیں دیتیں لیکن عالم روحانیت میں وہ لاشئے محض ہی ہیں تمثیل کے طور پر آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ فرض کر لیں کہ انسان نے ایک تاریک کمرے میں پرورش پائی ہے۔ اور اس کمرے میں چاروں طرف پردے ہیں جن سے روشنی اندر نہیں آسکتی۔ اس شخص کی آنکھیں کبھی سورج کی روشنی برداشت نہ کر سکینگی۔ اور تب اُسے سورج میں کچھ نظر آئیگا جب وہ اپنی آنکھوں کو کسی طرح کے عمل سے کرکے اس کا عادی بنا لیگا۔ اگر اتفاقاً پردہ ہوا سے

یا کسی اور طرح ہٹ جائے تو اسکی آنکھیں چندھیا جائینگی۔ لیکن پھر بھی اُسے کچھ نہ کچھ بگڑی ہوئی صورت میں دکھائی ضرور دیگا۔ یہ شخص تاریک کمرے میں جو کچھ اس طرح پر اس نے دیکھا ہے بتائیگا اور سچ کہ رہا ہے لیکن جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہ اصلیت سے دُور ہے۔ پس جو ہم بذریعۂ پیغامات ارواح اس طرح عامل حاصل کرتے ہیں وہ بہت ناقص ہی اور ناقابل اعتبار ہے۔ اور اس سے علم انسانی میں مطلق اضافہ نہیں ہوا۔ ممکن ہے کسی عامل نے کسی مردہ کی روح کو دیکھا ہو لیکن چونکہ یہ شخص رُوح کو ارضی لباس میں ملبوس کرکے پیش کرتے ہیں تو صریح تعبیر یہ ہے۔ کہ ان کا نظارہ ناقص ہی۔ اور چندھیائی ہوئی آنکھوں نے روشنی کی چمک سے خیرہ ہوکر اصلیت کو نہیں دیکھا۔ پس ان کا تخیل انکی مدد کرتا ہے اور وہ اٹکل پچو کمی کو پورا کرکے بیان کرتے ہیں +

قلب مغرب میں ایک اور بھی خامی اور ناکامی ہے صدیوں تک اُس نے یہ یقین کیا ہے کہ اسکی معجزہ سے قلب ماہیت ہوچکی ہے ضیافت مسیح یا مقدس ملاپ آلہیات کے اعلےٰ طبقہ بھی کچھ معنے رکھتے ہونگے۔ لیکن یہ یقین کہ ضیافت مسیح سے انسان میں مسیح پیدا ہوا۔ یعنے ایک گھٹیا دھات بیش بہا بن گئی قلب کو ان سختیوں سے سُبکدوش کردیتا ہے۔ جو اور طرح پر روحانی نشو ونما کے شامل حال ہے۔ گو نئے زمانہ کے فلاسفروں کا عقیدہ آلہیات کلیسا میں زائل ہوگیا ہی لیکن اس کے تاثرات موجود ہیں۔ "خون پر ایمان لاؤ اور تمہارے تمام گناہ دھل جائینگے"۔ ابھی تک جدید وادی امین کے دل میں نقش ہے۔ اب تک یہ یقین موجود ہی کہ چند اعتقاد اور خاص رسوم سے انسان مجسم خدا بن سکتا ہے +

بموجب عقیدۂ اسلام ہر ایک انسان جزوًا مجسم خدا ہے۔ انسانیت کی چاردیواری میں وہ خدا کا زمین پر نائب ہی وہ اس کا مجسمہ ہے۔ لیکن جسم میں روحانگی اور رُوح نہیں ہی۔ ہم بُت میں اور بُت پتھر میں جنمیں پائیداری اور زندگی یقینی ہے صوفی مسلمانوں نے یہ الہام قرآنِ زندگی کا نصاب مقرر کیا ہی جس کی پیروی کسیقدر مشکل

ہے۔ لیکن ناممکن نہیں ہے اور انسانیت کے دست قدرت میں ہے ؎

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ وہ باتیں جن پر اُس رُوحانیت کی مغربی روشنی کو بڑا ناز ہے ہمارے مذہب میں قابلِ احتراز ہے۔ اسلئے کہ وہ دامِ فریب ہے اور دہانِ غار ؎

حضرت عُمر فارُوقِ اعظم

از قلم گوہر بار جناب مسعود علی صاحب وارثی ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر بھوپال

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام سے اسلام میں نئے دور کا آغاز ہوا۔ گو اس کے قبل چالیس یا پچاس متنفس حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے تھے۔ اور ملکِ عرب کا سب سے بڑا مرد غازی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلمہ شہرت کے مالک تھے حضرت نبی کریم صلعم کے جھنڈے تلے آ چکے تھے۔ لیکن پھر بھی مسلمان علانیہ طور پر مذہبی فرائض کو سرانجام نہ دے سکتے تھے۔ خانہ کعبہ میں نماز کا ادا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام نے صورت حالات بدل دیا۔ اول اول کفار عرب نے حضرت عمرؓ کو سخت سے سخت اذیتیں تکالیف پہنچائیں لیکن اس جری انسان کا پائے ثبات اس پاک دین سے جسے وہ دل سے قبول کر چکے تھے ایک لمحہ بھر کیلئے بھی متزلزل نہ ہوا۔ آپ نے مختلف مظالم جھیلے کفار سے برسرپیکار ہوئے اور آخر الامر خانہ کعبہ میں اپنے دیگر بھائیوں کی پوری جمعیت کے ساتھ نمازیں ادا کیں ؎

قریش نے رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم کے ربانی مشن کو مدت مدید تک بے اعتنائی سے دیکھا لیکن دین پاک کی تدریجی ترقی نے انکے تنفر و حقارت کی آگ کو بھڑکا کر دشمنی و عناد تک پہنچا دیا جب ملک عرب کے بہت سے قبائل حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ تو قریش نے نہایت ہی تندی و شوخی سے ہستیٔ اسلام پر تبر چلانے کا مصمم تہیہ کر لیا۔ بہر حال جب تک ابو طالب زندہ رہے کفار عرب اُنکے رُعب و جلال سے اعلانیہ طور پر کچھ مخالفت نہ کر سکے لیکن آپ کی وفات کے بعد اُنھوں نے اسلام کو بیخ و بُن سے اُکھاڑنے کا متفقہ تہیہ کر لیا۔ اور اس کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ انہوں نے

ہر ایک مسلم کو جو ان کے قابو چڑھا ۔ بڑی بُری طرح سے اذیت دی ۔ مسلمان مدت مدید تک کفار کے جور و ستم کے تختۂ مشق بنے رہے ۔ اس جور و جفا ۔ مصائب و آلام کے مقابل اگر مسلمانوں میں قوت ایمانی اور غیر متزلزل ایمان نہ ہوتا ۔ اور ہر گہرے روحانی اثر سے متاثر نہ ہوئے ہوتے ۔ جو حضرت نبی کریم صلعم کی فیض بخش صحبت سے ہو چکا ہوا تھا ۔ تو ایک بھی مسلمان مرتد ہونے سے نہ بچتا ۔ مسلسل چھ سالوں تک مسلمانوں نے طرح طرح کی مصائب جھیلیں ۔ جو احاطہ بیان سے باہر ہے ۔

اس اثنا میں مدینہ کی ایک نمایاں جماعت مشرف بہ اسلام ہوئی ۔ جس پر حضرت نبی کریم صلعم نے ایسے متبعین اسلام کو جن کے پاس مکہ میں دشمن کے غیظ و غضب کے مقابل کوئی بھی ٹھکانا نہ تھا مدینہ میں پناہ لینے کیلئے مشورہ دیا ۔ ابو سالمہ عسل بن عبد اللہ نے سب سے پہلے ہجرت کی ۔ مؤذن حضرت بلالؓ جو کہ عدیم النظیر شہرت کے مالک تھے وہ بھی ابو سالمہ عسل بن عبد اللہ کے نقش قدم پر چلے ۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ اپنے بھائی حضرت زید اور بھتیجے سعید داماد و دیگر دوست و احباب کے ساتھ ہجرت کا مصمم ارادہ کیا +

مدینہ ایک چھوٹی سی بستی تھی ۔ جو ان مہاجرین کو جائے پناہ دینے سے قاصر تھی اسلئے مہاجرین **قبہ** یا **عوالی** میں اقامت پذیر ہوا کرتے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی وہیں قیام پذیر ہوئے ۔ اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کے دیگر صحابہ کرام بھی آہستہ آہستہ ہجرت کی ۔ آخر الامر اپنی مشن کے تیرھویں سال خود حضرت نبی کریمؐ صلعم نے مکہ معظمہ کو جو جور و ستم و سازشوں کا مرکز بن چکا تھا خیر باد کہی ۔ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت نبی کریم صلعم نے مہاجرین کی جائے اقامت کا سب سے پہلے تدارک کیا ۔ آپؐ نے انصار و مہاجرین میں رشتۂ اخوت قائم کیا ۔ اور اس اخوت اسلامی سے احسن نتائج مترتب ہوئے ۔ ہر ایک انصار نے اپنے مال و املاک کا نصف حصہ مہاجرین کے نذر کر دیا ۔ اور اس طرح سے آپس میں مستحکم اخوت قائم ہو گئی ۔ اور ان گہرے تعلقات نے مکی و مدنی مسلمانوں میں ایک اٹل رشتہ اخوت مستحکم کر دیا حضرت نبی کریم صلعم نے ان تعلقات و رشتۂ اخوت کو قائم کرتے وقت مسلمانوں کے رتبہ و گھرانہ کا

خاص پاس رکھا۔ اور اسی لئے عتبان بن ملک جو قبیلہ بنی سلیم کا ایک سردار تھا حضرت فاروق اعظمؓ کا بھائی بن گیا +

ان واقعات کے باوجود حضرت نبی کریم صلعم نے مدینہ میں رہائش رکھی۔ اور بعض صحابہ کرام رضی نے قبہ یا عوالی میں ہی رہنا شروع کیا۔ نیز حضرت فاروق اعظمؓ بھی وہیں مقیم ہوئے آپ ہر روز حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوتے۔ اور تمام دن آپ کی صحبت میں گذارتے۔ جن ایام میں حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قاصر ہوتے۔ تو یہ فریضہ حاضری آپ کے اسلامی بھائی عطیان نہایت حزم و احتیاط سے ادا کرتے۔ اور جو کچھ حضرت نبی کریم صلعم سے سنتے بغیر کم و کاست حضرت عمرؓ تک پہنچا دیتے +

جوں جوں وقت گذرتا گیا مصلحت وقت اس امر کی متقاضی ہوئی کہ اسلامی احکامات کو جن پر خوف زندگی کی وجہ سے مکہ میں عمل پیرا ہونا مشکل امر تھا۔ انکو باقاعدہ تنظیم و ترتیب دیکر رائج کیا جائے۔ مکہ میں چونکہ جان و املاک کی کوئی سلامتی نہ تھی۔ اسلئے مغرب کی نماز کے علاوہ باقی کل حکمی نمازوں کی دو رکعت تک تخفیف کی گئی۔ حضرت نبی کریم صلعم کی یہ دلی تڑپ تھی۔ کہ کوئی ایسے ذرائع و وسائل اختیار کئے جائیں۔ جس سے مسلمان نماز کو باجماعت ادا کر سکیں۔ جب یہ مسئلہ زیر غور تھا تو اچانک حضرت عمرؓ موقعہ پر آپہنچے۔ جس پر آپ نے تجویز فرمائی کہ ایک شخص وقت معینہ پر باآواز بلند اذان کہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے اس تجویز کو پسند فرمایا۔ اور اسی وقت یہ فریضہ حضرت بلالؓ کے ذمہ لگا دیا گیا۔ اور اس بات کا سہرا حضرت عمرؓ کے سر پر ہے کہ صلوٰۃ اسلامی کا اہم مسئلہ آپ کے مشورہ کے مطابق طے ہوا۔ پہلی ہجری سے لے کر حضرت نبی کریم صلعم کی وفات تک کے درمیانی عرصہ میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں یا دیگر اقوام سے عہد و میثاق ہوئے یا وقتاً فوقتاً انتظامی احکامات صادر ہوئے۔ یا وہ ذرائع جو اشاعت اسلام کیلئے اختیار کئے گئے۔ ان تمام واقعات میں حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت فاروق اعظمؓ

نئے شتنر کہ طور پر حصہ لیا۔ یہ شکل ہی کوئی واقعہ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی سے ایسا وابستہ ہوگا جس میں فاروق اعظم کا حصہ نہ ہو۔ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام کی ہجرت پر قریش مسلمانوں کو کمزور کرنے کے ارادہ سے چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں جمع ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے لیکن لیسپا کئے گئے۔ دوسری ہجری غزوہ بدر واقع ہؤا۔ قریش نے بھاری بھاری نقصانات اٹھا کر شکست کھائی۔ مسلمانوں میں سے فقط چودہ آدمی کام آئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی شمشیر برہنہ و دانشمندانہ مشورہ سے اس اسلامی جہاد میں بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ اس غزوہ کی نمایاں خصوصیات ذیل میں درج کیجاتی ہیں:۔

(۱) قریش کے تمام قبائل نبرد آزما ہوئے لیکن بنو عدی کا ایک بھی متنفس جو حضرت عمرؓ کے خویش و اقارب میں سے تھے۔ قریش کے ساتھ شامل نہ ہؤا۔ اور اسکی وجہ محض حضرت فاروق اعظم کی زبردست و پر رعب شخصیت تھی +

(۲) حضرت عمرؓ کے تمام خویش و اقارب مسلمانوں کے ساتھ دوش بدوش ہو کر برسر پیکار ہوئے +

(۳) پہلا مسلم مجاہد جس نے اس میدان کارزار میں جام شہادت چکھا۔ وہ حضرت عمرؓ کا غلام مہجاؔ تھا +

(۴) حضرت عمر کا عم حقیقی عاصی بن ہشام حضرت فاروق اعظم کے اپنے ہی ہاتھوں قتل ہؤا۔ اور تاریخ اسلامی میں یہ پہلی نظیر ہے کہ کس طرح ایک صادق مسلم کو رحمی تعلقات پر اپنے ایمان کو ترجیح دینی چاہئیے۔

خطبۂ جمعہ

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے - ایل ایل - بی امام مسجد ووکنگ انگلستان

اسلامی نماز میں جسم کی مختلف حرکات اور جنبشیں

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحٰنک فقنا عذاب النار ؕ

ترجمہ - یہ لوگ کھڑے اور بیٹھے خدا کو یاد کرتے اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور کرتے ہیں اور بے ساختہ بول اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے اس (کارخانہ عالم) کو بیفائدہ تو نہیں بنایا - تیری ذات (ایسے فعل عبث کرنے سے) پاک ہے - تو اے پروردگار ہمکو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو +

اسلام جسکے لفظی معنی ہیں مطابعت کے ساتھ خدا کی ذات کے کما حقہٗ فرمانبرداری اور کامل طور پر رضا بالارضا کا مقتضی ہے دوسرے الفاظ میں اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہم بالکل اسکے ہو جائیں اور اسکے مقابل میں اپنی ہستی کو بھولجائیں +

دُنیاوی تعلقات اور روزمرہ کے مشاغل سے دل ہٹانا آسان کام نہیں ہے - اس انقلاب کی تکمیل کیلئے کئی رُوحانی مراحل طے کرتے پڑتے ہیں مکمل رضیت یا عبادت کا مطلب یہ ہے کہ دل اور رُوح معبود کا کر دیا جائے - اس سے مراد یہ ہے کر دینی ہستی کو فراموش کر کے دوسرے کا جزو بنا دیا جاے - اپنی رضا کو محبوب کی رضا بنا کر ہم عبادت کے اس مرحلہ پر پہنچ سکتے ہیں - یہ جب تک کہ ہمارے دل بالکل اس طرف راغب نہ ہوں ہم حاصل نہیں کر سکتے - اگر ہمارے دل اور باتوں میں مشغول ہیں تو ہمارے دل کس طرح ایکطرف پورے پورے مائل ہو سکتے ہیں - پس اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم ہاتھ باندھ کر ہر ایک اور شئے سے اجتناب کریں - کیونکہ ہر ایک اور شئے ہمیں اس ایک مدعا سے منحرف کر دیگی - اس منزل پر ہم تب ہی پہنچینگے جبکہ ہم تمام دیگر اشیاء کو ترک کر کے اُن سے اپنے ہاتھ دھو لینگے +

خیال فرمائیے کہ دنیاوی بکھیڑے اور تفکرات ہمارے دماغ پر کس قسم کا زور ڈالتے ہیں - کیا ہم زبانی دخلہ سے یا نماز کا قاعدہ دُہرانے سے ان تفکرات کو ادا کر سکتے ہیں

اور کیا اس طرح پر ہم سب باتوں کو بھول کر عبادت کی اس منزل کو پہنچ سکتے ہیں جس کے معنے ہر ایک دیگر شئے سے کنارہ کشی ہے۔ اسبات کے حاصل کرنے کیلئے ایک یکساں باقاعدہ نصاب ترتیب کا اپنے آپ کو عادی بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر بعض جسمانی حرکات ونشست وبرخاست مختلف حالات قلب پیدا کرنے کے معاون ہیں تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلامی طرز نماز روحانی مظاہرے پر مبنی ہے +

میں نے اس سے پہلے چند مراحل کا ذکر کیا ہے۔ جن سے اپنے مشاغل کو چھوڑ کر دل دوسرے کی عبادت میں مصروف ہوسکتا ہے۔ سب سے پہلے انسان کو وہ کام چھوڑنا چاہیئے جسمیں وہ مصروف ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ اس کام سے ہاتھ دھولے اور اسکو ترک کر دے۔ اور اپنے ہاتھ اس طرح باندھے کہ وہ سابقہ شغل میں مصروف نہ ہوسکیں۔ یہ پہلے چار مرحلے ہیں جن میں سے ہمیں گذرنا لازم ہے۔ اور ہماری طبیعت یکسو ہوسکتی ہے۔ پھر ہم دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنے اعلےٰ اشیاء کیطرف جو اس وقت تک تکمیل نہیں پاتیں۔ جب تک ہم معبود کے روبرو سجدہ نہ کریں +

یہ سات مراحل مختلف لوازمات کی علامات بن جاتے ہیں جن کے بغیر اسلامی نماز ناقص ہے مسجد کے مینار سے اذان ہوتی ہے۔ اور مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جس کام میں مصروف ہے۔ اسکو چھوڑ دے اور وضو کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے دُنیاوی تفکرات کو چھوڑ دیا اور اُن سے ہاتھ دھولئے۔ پھر وہ خدا کے روبرو کھڑا ہو کر کانوں پر ہاتھ دہرے۔ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ سب دنیاوی باتوں کو چھوڑ دیا پھر وہ ہاتھ سینے پر جوڑے جو اظہار مطابعت اور محبت ہے۔ اور پھر اپنا جسم جھکا دے جسم کے ساتھ دل کا خدا کے روبرو جھکنا لازمی ہے۔ اسکے بعد وہ پیشانی زمین پر خدا کے آگے رکھ دے۔ گویا اسی غرض کو خدا کی مرضی کے تابع کر دیا۔ یہ ماغی حالتیں مختلف جسمانی جنبشوں سے زور پکڑتی ہیں۔ جو ان حرکات جسم کا نمازی مطلب نہیں سمجھتا۔ اور جو انکی تعلیم کو اپنی زندگی پر حاوی نہیں کرتا۔ وہ اپنی عبادت کو تماشا گاہ کا نظارہ اور اپنی نماز کو تماشہ کی نقل بناتا ہے +

اسلامی نماز جسم کی ہر حرکت پر مشتمل ہے۔ اور ہر حرکت جسم کے ساتھ وقت نماز خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مسلم زندگی کے ہر شغل میں خدا کو نہ بھولے۔ کم عقل انسان چاہے تمسخر کرے اور ہمکو نماز پڑھتا دیکھ کر ہنسی اڑائے۔ کیونکہ بدقسمتی سے تمسخر اڑانا ہی انکے پاس ایک بڑا ہتھیار ہے۔ لیکن دنیاوی حکام کے روبرو بھی وہ یہی حرکات کرتے ہیں۔ وہ نہایت مکروہ اور غلامانہ طرز پر حکام کے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ جو انکی طرح انسان ہیں۔ اور جو محض اتفاق سے اعلےٰ عہدہ دار ہیں۔ یہ لوگ دنیاوی حکام کو خوش کرنے کے لئے جھکتے ہیں اسکے آگے جبیں فرسائی کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کے قابل شرم فعل کرتے ہیں لیکن ان لوگوں پر جو مسلمہ خالق اور مالک کے آگے جھک کر اسکی خدائی کا اعتراف کرتے ہیں تمسخر کرتے ہیں کس قدر یہ گستاخ ہیں +

واقعہ کینیا اور برٹش مسلم سوسائٹی

لارڈ ہیڈلے بالقابہ اور دفتر نوآبادیات انگلستان کی خط وکتابت

اسلامک ریویو مجریہ اپریل ۱۹۲۳ء میں اسلام کی اس توہین اور دلآزاری کا تذکرہ ہمنے کیا تھا۔ جو کینیا کالونی کے ایک مسیحی مشنری ریورنڈ ڈبلیو ایچ شا نے وہاں کے اخبار "ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ" میں آنحضرت صلعم کی ذات پر ایک ناواجب حملہ کے رنگ میں کی ہے +

اس وقت ہم ان تدابیر اور ان کے نتائج کا مفصل ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جو برٹش مسلم سوسائٹی نے اسبارہ میں اختیار کی ہیں +

محولہ بالا واقعات کے متعلق زنجبار اور ممباسہ سے ان تاروں کے آنے اور ان خبروں کے موصول ہونے پر جو گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہیں۔ اور جن میں مسیحی حکام انگلشیہ کے

ایک بظاہر ذمہ وار نمائندہ کے نامناسب طریق عمل کا اظہار ہوتا ہے مسلمانان لندن کے جذبات نفرت و حقارت پر مشتمل ہوگئے۔ اور اسی وقت واقعات پیش آمدہ کے مناسب طریق فیصلہ پر غور کرنے کیلئے برٹش مسلم سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کا اجلاس لارڈ ہیڈلے بالقابہ کے زیر صدارت منعقد ہوا +

پہلے یہ تجویز ہوا کہ ایک عام جلسہ اس بارہ میں کیا جائے۔ تاکہ اسلامی جذبات کا اظہار زیادہ زور کے ساتھ اور وسیع الاثر پیرایہ میں کیا جا سکے لیکن اسمیں یہ نقص تھا کہ اس ذریعہ سے ایک غیر معروف شخصیت کے ذاتی بغض و تعصب کو ناواجب طور پر شہرت حاصل ہوتی جس کا شاید یہ نتیجہ ہوتا کہ مجرم کے متعلق غیر متناسب طور پر قومی تباغض و تحاسد اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتیں۔ اسلئے جناب خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ کے مشورہ کے مطابق یہ فیصلہ ہوا۔ کہ سوسائٹی لارڈ ہیڈلے بالقابہ سے یہ استدعا کرے۔ کہ وہ اسبارہ میں دفتر نوآبادیات سے خط و کتابت کریں کہ اس پر بلا تاخیر سرکاری طور پر کارروائی ہو

اشاعت ماضیہ میں لارڈ ہیڈلے کے خط بنام وزیر نوآبادیات کی نقل ہدیۂ ناظرین کرام ہو چکی ہے جسمیں اصل شکایت کی وجوہات قلمبند کی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی چند اور خطوط کو بھی ہم شامل کرنا چاہتے ہیں +

ذیل کا خط مرقومہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء دفتر نوآبادیات کی طرف سے رائیٹ آنریبل سید امیر علی کے نام موصول ہوا ہے جنہوں نے حکام متعلقہ سے بطور خود فوراً ہی خط و کتابت شروع کردی تھی :۔

ا۔ مجھے ڈیوک آف ڈیون شائر کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ آپ کے خطوط مورخہ ۵ مارچ اور ۸ مارچ کی رسید دوں اور یہ عرض کروں کہ ڈیوک موصوف نے اسلام کی اس توہین کو جو ۲ فروری کو کینیا کے ایک مقامی اخبار میں ہوئی ہے نہایت افسوس کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔

۲۔ سر گریس نے مجھے خواہش کی ہے۔ کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ وہ اسلام کی اس توہین کو نہایت ناپسند کرتے اور اسے نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور کینیا

کے گورنر سے وہ اسبارہ میں خط وکتابت کر رہے ہیں۔

اسکے بعد ۲۴ مارچ کے خط میں رائیٹ آنربل سید امیر علی اور پریزیڈنٹ برٹش مسلم سوسائٹی کو دفتر نو آبادیات کی طرف سے ذیل کی اطلاعات موصول ہوئیں :-

۱۔ مجھے ڈیوک آف ڈیون شائر نے آپ کی خدمت میں یہ اطلاع پہنچانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ انہیں کینیا کے گورنر کی طرف سے تار موصول ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ اور کنونشن آف ایسوسی ایشنز اور بشپ آف ممباسہ کی طرف سے ہر ممکن پیرایہ میں علانیہ طور پر ان خیالات سے بے تعلقی اور علیحدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو ریورنڈ ڈبلیو ایچ شا نے "ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ" میں ظاہر کئے ہیں۔ اسکے علاوہ خود مسٹر شا نے گورنر کو ایک خط لکھ کر اپنی حرکت پر اظہار افسوس کیا ہے۔ اور یہ خط بجنسہ مسلم ایسوسی ایشن کو بھیجدیا گیا ہے۔

منقولہ بالا خطوط سے ظاہر ہے۔ کہ وزیر نو آبادیات نے جو کارروائی کی ہے وہ فوری طور پر مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ اور بے تعلق علیحدگی اور معافی کا رستہ اختیار کرنے میں ہر ممکن تدبیر سے کام لیا گیا ہے۔ یہاں تک جو کچھ ہوا بہت عمدہ اور خوب ہوا لیکن کیا محض اسبات سے کہ جس چیز کا انجام عمدہ ہوا۔ خود وہ چیز بھی عمدہ اور بہتر ہے۔ ہم اپنا اطمینان کر سکتے اور اپنے دل کو تشفی دے سکتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا انسان جو مذہبی معاملات میں ایک مسلمان کے جذبات سے واقف ہے۔ ایک منٹ کیلئے بھی یہ مان نہیں سکتا۔ کہ سب کچھ عمدہ ہے نہ ہی دیانتداری کے ساتھ کوئی شخص یہ کہ سکتا ہے کہ ایسے معاملات کبھی خوشگوار نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ امید اگر کیجا سکتی ہے تو یہی کہ ایسے امور آخر کار کسی نہ کسی طریق پر ختم ہو جاتے ہیں۔ کسی نہ کسی رنگ میں انہیں نظر انداز کر کے دبا دیا جاتا ہے۔ اور اس سے آگے انہیں بڑھنے نہیں دیا جاتا۔ زخم بیشک اس سے مندمل ہو جاتا ہے لیکن اس کا نشان باقی رہجاتا اور ذرا چھو جانے سے فوراً پھٹ کر بہنے لگتا ہے۔ یہی ایک مسلمان اور اسکے مذہب کا حال ہے +

ایک مغربی اور بالخصوص انگریز کا دل اسبات کو نہیں سمجھ سکتا یا وہ نہیں سمجھیگا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کسی صورت میں بھی اسکو ہرگز نہیں سمجھتا۔ اور اسکے لئے یہ یقین کرنا ناممکن ہے

کہ ایک مشنری کے کلمات کو کیونکر ایسے پیرایہ میں لیا جا سکتا ہے۔ کہ انہیں دلآزاری کا موجب قرار دیا جائے مغرب کا یہ دماغی رنگ اس وقت زیادہ آسانی سے سمجھ آجاتا ہے جب ہم مشنریوں کی اس حیثیت پر غور کریں۔ جو آج عام طور پر انہیں دیجاتی ہے۔ یہ حالت آیا اس وجہ سے ہے۔ کہ عام انگریز لوگ ہر ایک مذہب کے متعلق (خواہ ان کا اپنا ہی کیوں نہ ہو) جذباتی ہیجان سے عاری ہیں۔ یا اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مشنریوں نے مذہبی جوش میں ناسمجھی اور مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اسکی تحقیق کرنا ہمارا کام نہیں لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مشنری سوسائٹیوں اور ان کے منتظمین۔ ان کے وفود اور چندہ دہندگان کے محدود طبقہ سے باہر فی زمانا مشن کی قدر و منزلت کوئی نہیں۔ اور اسکو ایسی ہی بے وقعت چیز سمجھا جاتا ہے جیسے سلیمان کے وقت میں چاندی کا حال تھا +

اگرچہ ڈیکنز شاعر کو اپنی مشہور نظم لکھے ہوئے ایک صدی کا عرصہ ہو گیا ہے۔ تاہم مشنریوں کی کوشش ابھی تک یہی ہے۔ کہ اپنے اخلاقی متبع کو ان لوگوں کے آگے پیش کریں جنہیں اسکی قطعاً ضرورت نہیں۔ اور رائے عامہ یہ ہے۔ کہ مشنری فی الحال صرف بادشاہی کیلئے موزوں ہے۔ ان سے زیادہ سنجیدہ اور دماغ متشکک ہیں۔ کہ جب تہذیب کی بنا ایک مشنری سوسائٹی کی طرف سے ڈالی جائے۔ اور وہی اسکے نشو و نما کی موجب ہو۔ تو ڈیکنز کا یہ قول کہ "تہذیب کی گاڑی بیشمار برکات سے پر ہو کر آتی ہے"۔ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے، اسلئے ایک انگریزی دماغ کیلئے یہ خیال کرنا بالکل آسان ہے کہ برٹش مسلم سوسائٹی نے جو طریق بیچارہ میں اختیار کیا۔ وہ کوہ کندن و کاہ برآوردن کا مصداق ہے۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص چائے کی پیالی میں طوفان برپا کرنے کی کوشش کرے۔ پھر اور تو اور ان لوگوں کے لئے بھی جو سننے کے کان رکھتے ہیں۔ یہ سمجھنا بہت ہی مشکل ہے کہ انگریزی دماغ کی اس بناوٹ کے اندر اگر اسے روزافزوں ملکی معاملات کی گتھیوں کو سلجھانا ہے تو دوسری اقوام کے جذبات کا بھی تھوڑا سا حصہ ہونا چاہئے بالخصوص ایسے موقعہ پر جب یہ جذبات کسی مقدس چیز کے متعلق برانگیختہ ہوں۔ تو اس ضرورت کی اہمیت ہزار ہا درجہ بڑھ جاتی ہے +

حکومت انگلشیہ کا ایسے معاملات میں لاپرواہانہ مسلک جو مسئلہ خلافت میں دشمنی کی حد تک جا پہنچا ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کے معجزانہ نتائج کا موجب ہوا۔ اور یہ وہ دُور از یقین بات تھی جس کو بہت عرصہ نہیں ہوا۔ اس خیال سے رد کر دیا جاتا تھا۔ کہ یہ ایک وہمی اور حد درجہ ناممکن امر ہے۔ حکام انگریزی کا یہ طریق لاپروائی کسی بدنیتی کا نتیجہ نہیں۔ کوئی قومی تعصب یا بغض و تحاسد یا مذہبی تعصب اسکی پیدائش کا موجب نہیں ہوا یہ محض ایک جہالت کا نتیجہ ہے۔ جسکو رفع کرنے کی ان کے نزدیک کوئی معقول وجہ نہیں۔ لیکن اس طریق عمل نے ہندوستان میں حکومت انگلشیہ کے متعلق غیر متناسب کشیدگی پیدا کر دی ہے۔ اور یہ وہ صورت حالات ہے۔ کہ شاید صدیوں کی متواتر خفیہ تدابیر بھی اسکو پیدا نہ کر سکتیں +

موجودہ مثال میں دفتر نو آبادیات کے جواب میں جو اس نے پریزیڈنٹ برٹش مسلم سوسائٹی کو دیا ہے۔ وہ سب کچھ تو آگیا ہے۔ جس کی خواہش کیجا سکتی تھی۔ وزیر نو آبادیات کی طرف سے فوری اور عملی ہمدردی کا اظہار مسلمانان عالم میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائیگا۔ اور از روئے انصاف یہ کہنا بیجا نہیں کہ اس جواب نے اصل معاملہ کا تصفیہ تسلی بخش پیرایہ میں کر دیا ہے۔ لیکن سرکاری دفاتر کا نقطہ خواہ کیسی روشنضمیری پر مبنی ہو اور وزرائے شاہی کا طریق عمل خواہ کتنا ہی ہمدردانہ کیوں نہو۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ ایک نہ ایک وجود ایسا رہجاتا ہے۔ جس کی غیر ذمہ وارانہ حرکات ہمیشہ ایسی مشکلات کا موجب ہوتی ہیں۔ جن کا علم پیشتر سے نہیں ہوتا +

ریورنڈ ڈبلیو۔ اے۔ پچ شا کی افسوسناک حرکات ایسی نہیں جن کی نظیر نہ ملسکے اگر یہ حرکات صرف انہی سے سرزد ہوتیں۔ اور آئے دن اسی قسم کی باتیں ظہور پذیر نہ ہوتی رہتیں۔ تو صورت معاملات پیش آمدہ حالات سے بالکل جداگانہ ہوتی۔ اور ایک واقعہ کے تصفیہ پر یہ امید کیجا سکتی تھی۔ کہ آیندہ ایسے واقعات رُونما نہ ہونگے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی بیشمار مثالیں ہیں۔ جو شائع نہیں ہوسکتیں۔ مگر ہر ایسی جگہ پر جہاں مسلمان پائے جاتے اور عیسائی مشنری کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کا وجود متواتر پایا جاتا ہے۔

اور یہ بھی بیشمار اور متواتر بیشنریوں کا (سخت دلآزاریوں کو چھوڑ کر) یہ انتہائی اثر ہے کہ کشیدگیاں اور باہمی منافرت پیدا ہوتی ہے +

کیا اس دن کی امید ہمیں نہیں رکھنی چاہئے۔ جب عیسویت کی نام نہاد مخصوص نیکیاں اور اخلاق یعنے تحمل و بردباری اور محبت آمیز ہمدردی عیسائی مشنریوں کے اخلاقی نشوونما کا ایک ضروری اور لازمی جزو سمجھی جائینگی ؟ وہ عیسائی مشنری۔ جو بزعم خود مسیح کے اس فرمان کی کہ میرے انگوری باغ میں آج جا اور کام کر" تعمیل میں مصروف ہیں +

مسئلہ جبر و قدر اور اسلام

ایڈیٹر نیو ایج کے نام ایک ضروری خط

ذیل میں ہم اس خط کو نقل کرتے ہیں جو مولوی محمد یعقوب خان صاحب نے ایڈیٹر نیو ایج کے نام لکھا ہے مترجم

جناب من!

ڈاکٹر نکلسن نے سید امیر علی صاحب کی فاضلانہ تصنیف سپرٹ آف اسلام پر جو ریویو کیا ہے۔ اور آپ کی ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اسمیں اسلام اور فاضل مصنف کے ساتھ سخت بے انصافی کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ اس سے فی الحقیقت اس حیرتناک امر کا انکشاف ہوتا ہے۔ کہ فاضل ریویو نگار کو اصل مبحث سے پوری واقفیت حاصل نہیں۔ حیرتناک یہ اسلئے ہے۔ کہ کیمبرج یونیورسٹی کے فارسی کے لیکچرار اور سٹڈیز ان اسلامک مسٹسزم (اسلامی تصوف کا مطالعہ) کے فاضل مصنف سے جیسے کہ ڈاکٹر نکلسن ہیں اس سے بہت بڑھ کر امید ہو سکتی تھی۔ کیا میں آپکے کالموں میں اس مضمون پر چند حروف لکھنے کی جرأت کر سکتا ہوں +

جناب سید صاحب کے اس بیان پر توجہ مبذول کرتے ہوئے کہ آنحضرت صلعم علم اور

معقولیت کے شیدا تھے۔ اس مشہور مستشرق نے یہ لکھا ہے۔ کہ اس قسم کے بیانات کی تائید قرآن کریم سے نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض ان احادیث سے ہوتی ہے۔ جو رسول اللہ (صلعم) کی طرف منسوب کی گئی ہیں...... " ڈاکٹر نکلسن کے ان الفاظ میں سے بعض پر خط میں نے کھینچا ہے۔ اور یہ بات کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ احادیث نبوی کے قابل اعتبار ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ڈاکٹر موصوف کی رائے خواہ کچھ ہو لیکن ان کے فاسلانہ قلم کو خط کشیدہ امر کے بارہ میں غلطی نہیں کھانی چاہئے تھی۔ ڈاکٹر موصوف نے قرآن کریم کو یقیناً مطالعہ کیا ہوگا۔ اور اسکے صفحات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ایک خیال ان کے دماغ میں ضرور جاگزین ہؤا ہوگا۔ کہ کتاب مذکور شروع سے لے کر آخر تک انسانی عقل کے لئے ایک زبردست اپیل ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ اسکے ثبوت میں مفصل حوالجات پیش کئے جائیں۔ ان سے ایک خاص ضخیم کتاب بن جائیگی۔ اور مجھے اس جگہ اختصار سے کام لینا ہے۔ افلا تعقلون۔ افلا تتفکرون۔ یا اولی الالباب وہ چند ایک فقرات ہیں جن کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔ ربّ زدنی علما وہ دعا ہے جسکے مانگنے کا آنحضرت صلعم کو حکم دیا گیا ہے۔ یعلمھم الکتاب والحکمۃ (کتاب اور حکمت سکھانا) آنحضرت صلعم کی بعثت کا مقصد قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی پیرایہ میں اس پاک کتاب نے اس حقیقت نفس الامری کو واضح کیا ہے۔ من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا جس کو حکمت دیگئی اُسے گویا خیر کثیر عطا کی گئی +

انسان کا اپنے افعال میں مختار ہونا ایک اور مسئلہ ہے۔ جس پر اگر قابل ریویو نگار کی طرف سے قلم نہ اٹھائی جاتی تو شاید بہتر ہوتا۔ اسبارہ میں جو کچھ رائے ظاہر کیگئی ہے۔ اس سے خود لکھنے والے کے خیالات کی الجھن کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ ریویو نگار نے انسان کے مختار ہونے کو مسئلہ تقدیر کے خلاف بتایا ہے۔ اور اسوجہ سے اسلام کو جس نے ان دونوں باتوں کی ایک ساتھ تعلیم دی ہے متضاد تعلیمات کا مجرم قرار دیا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ خیالات کی الجھن کی وجہ سے ہے

ڈاکٹر موصوف کے خیالات کی بنا ایک عام مشہور بات پر ہے جسکو انھوں نے اس بات کی خود تحقیق کیئے بدوں کہ قرآن سے بھی جس کی طرف اُسے منسوب کیا گیا ہے آیا ان کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں یونہی مان لیا ہے۔ میری مراد اس بات سے ہے جو قسمت کے نام سے عام طور پر مشہور ہے۔ قرآن کریم نے تقدیر کا جو لفظ اختیار کیا ہے۔ اور جس کے بجائے ایک بالکل اجنبیانہ لفظ اختیار کر لیا گیا ہے۔ وہ اس قسم کے مفہوم کو بالکل قبول نہیں کر سکتا۔ آؤ ہم قرآن ہی سے دیکھیں کہ اس نے اپنی قائم کردہ اصطلاح سے کیا مراد لی ہے +

قرآن کریم فرماتا ہے۔ والشمس تجری لمستقرلھا ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ والقمر قدرنٰہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم ایٰس ۳۶ - ۳۸ - ۳۹)

یہ قرآن کریم کی بیان کردہ تقدیر کی تعریف ہے جسکو خلاصۃً یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ صحیفہ فطرت میں ہر ایک چیز محض مقررہ قوانین کی تاریخ ہے۔ اور کون ہے۔ جو اس حقیقت نفس الامری کا انکار کر سکے۔ ایسا ہی انسان کیلئے بھی جو اس صحیفۂ فطرت کا ایک جزو لاینفک ہے بعض قوانین ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ نے مرتّب کیا ہے۔ کیا اس کھلی ہوئی حقیقت کی تشریح کی احتیاج ابھی باقی ہے؟ ہمیں بطور مثال اپنی آنکھیں دیکھنے کیلئے۔ اپنے کان سُننے کے لئے اور اپنی ٹانگوں کو چلنے کیلئے استعمال کرنا چاہیئے۔ اور اسطرح سے بعض اخلاقی اور دماغی قوانین ہیں۔ جو ہماری فطرت کے شعبہ روحانیت کا انتظام کرتے ہیں۔ اصل میں حقیقت نفس الامری ہے۔ اور یہ اصول اسلام سے اتنا ہی تعلق رکھتا ہے جتنا اس کا تعلق سائنس سے ہے۔ اور اسلئے یہ انسان کے فاعل مختار ہونے کے کسی طرح بھی خلاف نہیں۔ مرضی کا اختیار خواہش کی آزادی کو چاہتا ہے۔ جو قانون اور "تقدیر" سے آزادی کو ضروری نہیں ٹھیراتا۔ قوانین کے ماتحت ہو کر تقدیر کی متابعت کرتے ہوئے بھی ہم خواہشات کی آزادی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اپنی ٹانگوں ہی پر ہمیں چلنا چاہیئے یہ قانون کی حد ہے جس سے ہم تجاوز نہیں کر سکتے لیکن آیا ہم چلیں یا نہیں۔ یہ ہماری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ انہی معنوں میں انسان فاعل مختار ہے۔ اس لحاظ سے قانون اور آزادی دو متضاد چیزیں نہیں۔ اور جب اسلام ان دونوں باتوں کی یکجا تعلیم دیتا ہے تو

وہ صحیح راہ کو اختیار کرتا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق انسان کے آزادانہ اپنی مرضی کو استعمال کرنے میں اللہ تعالیٰ دخل انداز نہیں ہوتا۔ وہ فرماتا ہے۔ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا واما کفورا (۷۶: ۳) وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جائر ولو شاء لھدٰکم اجمعین (۱۶: ۹)

مسئلہ تقدیر کے بعد تعدد ازدواج کا عام مشہور مسئلہ ہے۔ جو درصل ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں جس کا کام اسلام کے خلاف غلط فہمیوں کو پھیلانا ہو۔ زیادہ بہتر حربہ کا کام دے سکتا تھا بہ نسبت ایک ڈاکٹر آف لٹریچر کے جسکو اس بارہ میں یقیناً بہت زیادہ علم حاصل ہونا چاہیئے، مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ تعدد ازدواج کوئی اسلامی مسئلہ نہیں۔ اسلام نے اس کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ بعض غیر معمولی حالات میں غیر معمولی علاج کے طور پر اسکی صرف اجازت دی ہے۔ باوجود اسکے اسکو ایک نہایت سخت شرط کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے (جسکو بکڑ کر ڈاکٹر موصوف نے اسلام پر ناجائز حملہ کیا ہے) اور یہی وہ شرط ہے۔ جو اس اجازت کو تو بیباً ناقابل عمل ٹھیرا دیتی ہے۔ ضروریات کے بہم پہنچانے حفاظت کرنے۔ اپنی توجہ کو اپنے آرام پہنچانے اور سلوک کرنے میں عدل کا حکم ایک ایسی پابندی ہے۔ جو ایک عام اخلاق کے آدمی کو اس پر عمل کرنے کے ناقابل بنا دیتی ہے۔ ہاں محبت کے بارہ میں عدل کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ علم النفس کے رو سے یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے۔ آپ کو دس ہزار مسلمانوں میں سے ایک بھی ایسا نہ ملیگا۔ جس کی دو بیویاں ہوں۔ کیا ایسا ہی دعویٰ آپ اپنی اس سوسائٹی کے متعلق کر سکتے ہیں۔ جو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا جائز نہیں سمجھتی؟

یعقوب خاں بی اے۔ بی ٹی

مذاہب عالم میں اعظم ترین اور سب سے چھوٹا مذہب

مسز سروجنی نائیڈو اسلام پر

مسز سروجنی نائیڈو نے جو اپنی اعلےٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے بلبل ہند کے نام سے معروف ہیں طاہرہ کالج سیلون میں ایک عظیم الشان مجمع کے اندر اسلام پر ایک تقریر کی ہے۔ ایک ذی علم اور اعلےٰ درجہ کی شائستہ عورت کی جو مسلمان بھی نہیں اسلام اور نسل انسانی کی طرف اسکے مشن کے متعلق رائے جس کا ایک حصہ ہم ذیل میں نذر ناظرین کرتے ہیں اس قابل ہے کہ اس ناشناسیدہ اور غلط طور پر پیش شدہ مذہب یعنے اسلام کے مطالعہ کرنے والے فراخ دل اصحاب اسے خاص اہمیت کی نگاہوں سے دیکھیں :-

جب مجھ سے یہ خواہش کی گئی کہ میں کالجوں کے طلباء کے ایک مختصر سے مجمع کے سامنے ایک بے ضابطہ تقریر کروں۔ تو میں نے یہ خیال کیا۔ کہ مضمون جس پر میں نے تقریر کرنی ہے ایسا اہم ہونا چاہیئے۔ کہ جس کی اشد ضرورت ہو۔ اور کہ نہ صرف طلباء کی بلکہ ان بڑے لوگوں کی جو موجودہ اہم معاملات سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں ایک نسل ان باتوں میں دلچسپی لیتی۔ اور ان کے سننے کے لئے کھنچی ہوئی چلی آئے۔ جن کو میں یا کوئی اور مرد یا عورت اسلام کی دنیاے جدید کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہے میں نے اس کو اپنا عنوان قرار دیا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ جس وقت تقریر کا عنوان تجویز کرنے کے لئے مجھے مجبور کیا گیا۔ تو میرے بیٹے نے یہ عنوان تجویز کیا۔ جو ایک ایسی کتاب کا نام ہے جس کو میں نے پڑھا نہیں لیکن مجھے کہنے کی ضرورت

نہیں کہ اسلام کے متعلق کسی کتاب کا مطالعہ کروں۔ جبکہ زندہ تاریخ کے اوراق ہر روز ہمارے سامنے کھلتے اور اس حقیقت نفس الامری کو واضح کرتے رہتے ہیں۔ کہ اسلام کی دنیائے جدید فی الحقیقت اس قدیم اور عظیم الشان اسلامی دنیا سے پیدا ہوئی ہے۔ جس نے دنیا کو جمہوریت کے فیضان رحمت سے فیضیاب کیا۔ میرے سامنے اس وقت غیر مسلم اصحاب کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ اور ہمیشہ مجھے خوشی ہوتی ہے۔ جب ایک اسلامی مجمع میں غیر مسلموں کو بیٹھے دیکھتی ہوں بالخصوص اس وجہ سے کہ عیسائیوں۔ ہندوؤں۔ بدھ مذہب کے پیرووں اور پارسیوں کے دلوں میں اس عظیم الشان لیکن سب سے چھوٹے مذہب کے اعلےٰ اور صحیح خصائل کے متعلق یکساں طور پر غلط فہمیاں موجود ہیں۔ یہ وہ مذہب ہے جس نے دنیا کو سچی جمہوریت کے انعام سے مالامال کیا ہے۔ کیونکہ تہذیب حاضرہ کا رجحان اور دنیا کی موجودہ خواہشات کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے۔ کہ ایک نئی دنیا تعمیر کیجائے جو اس اخوت کی طرف لیجانیوالی ہو جسکو صحرائے عرب کے ایک اونٹ چرانے والے نے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہوا تعلیم کیا تھا۔ مجھے اس بات کی قطعاً ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اسلام کی دنیائے جدید کے متعلق کچھ بیان کروں۔ کیونکہ اسلام خود دنیائے جدید کا مذہب ہے۔ صدیاں گذر گئیں جب میرے بزرگ اور آباؤاجداد فلسفہ کی عظیم الشان گتھیوں کو سلجھاتے اعلےٰ فلسفیانہ باتوں کی تعلیم و تربیت کرتے اور چھوٹی اقوام کی طرف علمی روشنی کا پیغام پہنچاتے تھے۔ عرب کا ملک اس وقت ابھی ناشائستگی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عرب اس وقت کچھ نہ تھا۔ مگر جنگلی وحوش کا ایک صحرا۔ اس وقت جبکہ بدھ مذہب کی تعلیم نروان کا عظیم الشان پیغام بدھ گیا اور رشی ناتھ جیسی ہستیوں کی طرف سے دنیا کو پہنچایا جا رہا تھا۔ تو اس بات کا وہم و گمان بھی کسی کو نہ تھا۔ کہ لفظ "جمہوریت" سے کیا مراد ہے۔ اس وقت بھی جبکہ مسیح کو اسکے مخالفین نے صلیب پر چڑھایا اخوت نسل انسانی کے اعلیٰ ترین اصول کو قبول نہ کیا گیا۔ اس کا مقابلہ کیا گیا۔ اور

خاک کے نیچے اسے دبا گیا۔ پس یہ ضروری تھا کہ صحرائے عرب کا ایک اُونٹ چرانیوالا اخوت نسل انسانی اور اس جمہوریت کی مکمل شکل و صورت کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ جو تمام انسانوں تمام جماعتوں اور تمام مراتب انسانی کی یکسانیت و مساوات پر مبنی ہے۔ یہ اُونٹ چرانے والا کون تھا؟ اور یہ کیونکر ہُوا۔ کہ وہ صحرا کے اندر اپنے جانوروں کی نگہبانی کرتے ہوئے دنیا کو اس سُنہری امید کا پیغام پہنچانے کے قابل ہو گیا۔ ہاں کیوں ایسا نہ ہوتا؟ دنیا دوسرے بڑے بڑے مذاہب کی غلطیوں۔ دوسرے بڑے بڑے مذاہب کی پیر پرستیوں کے مظالم کے نیچے دبی ہُوئی تھی۔ وہ اس طوق غلامی اور ان مظالم سے رہائی چاہتی تھی۔ جو مذہب حقہ کے لئے موجب ننگ و عار ہیں۔ اِس وقت اللہ تعالیٰ نے جو اپنی مخلوق کو وقتاً فوقتاً ازمنۂ سابقہ کے طوق غلامی سے نکالنے کے لئے پراسرار طریقوں سے کام کرتا ہے۔ اس سادہ ترین انسان کے دل پر خدا کے ایک ہونے کا الہام نازل کیا۔ اور بتایا کہ وہی ایک خدا سب سے بڑا ہے۔ اس نے اس پر الہام کیا۔ اور اس یقین کو اس کے دل پر مسلط کیا۔ کہ تمام انسان جنکو اس نے پیدا کیا ہے۔ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور ایک غیر معلوم برادرانہ رشتہ میں باہم جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کا اصل پیغام ہے۔ اور آج اگر ہم ایک امریکن مصنف کے قائم کردہ عنوان کو اختیار کرتے اور اسلام کی دنیائے جدید کا حال بتاتے ہیں۔ تو یہ درحقیقت دنیا کو صرف اس اصل پیغام کی طرف لانے کیلئے ہے۔ جو اسکی طرف تیرہ سو سال ہُوئے آیا تھا۔ اور وہ آج اسے بھلا چکی ہے۔ وہ پیغام یہ ہے۔ کہ اگر دنیا میں ایک بھی ایسا دل موجود ہے۔ جو اعلےٰ ترین نصب العین کا متلاشی ہے۔ اگر ایک بھی ایسا انسان دنیا میں پایا جاتا ہے۔ جو اخوت نسل انسانی کے تمام ضروری پہلوؤں کا تتبع کر سکتا ہے۔ تو سمجھ لینا چاہئے۔ اسلام اور اسلام کا پھریرا ہی دنیا پر حاکمانہ اقتدار کے ساتھ ہمیشہ لہرائیگا۔ کل میں کیل کی مسلم ایسوسی ایشن کے سامنے تقریر کر رہی تھی۔ وہاں بہت سے عیسائی۔ ہندو اور بُدھ مذہب کے پیرو موجود تھے۔ جو مذہب اسلام کے متعلق بالکل غلط خیالات لیکر آئے ہُوئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ

واپس جاتے ہوئے انہوں نے یہ جان لیا ہو گا۔ کہ اس عظیم الشان جمہوری مذہب کو کسقدر غلط طور پر انہوں نے سمجھا ہوا تھا۔ اور یہ بھی میرا یقین ہے کہ واپس ہونے سے پیشتر اسباب کو بھی وہ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ جس چیز کو مغربی دنیا موجودہ زمانہ کی چیز قرار دیتی اور اسے نئی کہہ کر پکارتی ہے۔ وہ محض اس بابرکت بیج کی ایک کھیتی ہے۔ جو صحرائے عرب کے نخلستان میں بویا گیا تھا۔ میں نہیں جانتی کہ کس قدر عیسائی عورتوں کو جو یہاں ہیں یہ معلوم ہے کہ عزت و مرتبت اور حقوق قانونی اور ذمہ واری کی حیثیت سب سے پہلے اسلام ہی نے عورت کو دی ہے۔ کسقدر میرے اپنے ہم مذہب ہیں کسقدر بُدھ مذہب کے پیرو اور عیسائی اقوام کے لوگ ہیں جن کو یہ معلوم ہے۔ کہ تیرہ سو سال ہوئے ایک نبی پیدا ہوا تھا جس نے عورت کی عزت کو دنیا میں قائم کیا۔ یہ تصویر اس سے بالکل مختلف ہے جو مشنری معنفین مسلمان عورت کی کھینچتے ہیں۔ کتنے ہیں۔ جو اس حقیقت نفس الامری کو پہچانتے ہیں۔ کہ یورپ کی موجودہ تہذیب اس مشعل علم کی شعاعوں کا نتیجہ ہے جو مسلمانوں اور قوم مور کے ذریعہ سے سمندر پار سپین کے ملک تک جا پہنچی۔ کتنے ایران کے عظیم الشان لٹریچر کو پڑھنے والے اور ایرانی آریوں کے ساتھ تعلقات نسبی رکھنے کے دعویدار ہیں جو اسباب کو سمجھتے ہیں کہ خوبصورت اور پاکیزہ لٹریچر پیدا کرنے کا فخر ایران کو اگرچہ وہ تمہارے مدید سے حاصل ہے لیکن یہ عرب ہی کی طاقت تھی۔ جس نے اس گری ہوئی اور خوبصورت قوم میں دوبارہ زندگی کی روح پھونکی۔ اور اسے اٹھا کر کھڑا کیا۔ "گری ہوئی" کے لفظ منہ سے نکالتے ہوئے کوئی ہتک کرنا میری مراد نہیں۔ کیونکہ تمام وہ اقوام جو محض خوبصورتی ہی کے بڑھانے میں منہمک رہتی ہیں یقیناً نازک بدن ہو جاتیں اور گر جاتی ہیں۔ اور وہ نہیں اٹھ سکتیں جب تک کہ وہ ایک ایسے مزاج اور نشوونما کے اس جذبہ سے حصہ لیں۔ جو ایک صحیح اور مشکلات کی زندگی سے پیدا ہوا ہو۔ کل میں نے بتایا تھا۔ اور اس حقیقت سے زیادہ کوئی ہرج نہیں۔ کہ جب عرب اس نئے مذہب کو لیکر ایران کی طرف گئے۔ تو ایرانی لوگ جو ریشم و اطلس کے لباس اور سونے اور ہاتھی دانت کے زیورات پہنتے پہاڑوں کی برفوں سے ٹھنڈے کئے ہوئے شربت پیتے اور اپنے سرسبز باغیچوں سے

پھول چن چن کر اپنے دماغوں کو معطر کرتے تھے ان پر ہنستے، اور نہایت حقارت آمیز لہجہ میں انہوں نے کہا ؎

بشیر شتر خوردن و سوسمار — عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو — تفو بر تو اے چرخ دوراں تفو

تجھ پر اے گردش زمانہ افسوس کہ وہ لوگ جو اونٹنیوں کا دودھ پیتے اور سوسمار کھاتے ہیں۔ وہ اب تخت ایران کو شکست دیکر اس پر مسلط ہونے آتے ہیں۔ عیش پسند ایرانیوں کی طرف سے صحرائی آدمیوں کی جو سیاہ کمبل اوڑھتے اور فی الحقیقت سوسمار کا گوشت کھاتے اور اونٹ کا دودھ پیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر حقارت نہ ہو سکتی تھی۔ تاہم دنیا کو اعلےٰ درجہ کے خیالات اور انسانی قیمت اور انسانی زندگی کس نے دیئے؟ اگر تم سپین کی تاریخ کو پڑھو اور جیسا کہ کل میں نے کہا کسی مسلمان کے قلم سے نہیں بلکہ عیسائی مشنریوں کی لکھی ہوئی کتب کو پڑھ کر دیکھو۔ تو تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ کسقدر علوم وفنون ہیں جن کی تعلیم آج یورپ کیطرف سے ہندوستان اور سیلون میں دی جاری ہے۔ اور وہ درحقیقت عربوں ہی کی خاصیت قومی سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ عظیم الشان عمارات کو دیکھنے کیلئے جو مرد اور عورتیں دنیا کے کئی ایک حصص سے آتے ہیں وہ یقیناً سپین ہی کے مسلمانوں کے فن تعمیر کو دیکھنے آتے ہیں؟ سپین کا الحمرا جو تاج محل کے مقابلہ میں بالکل ہی ستونوں کے بغیر کھڑا ہے عرب ہی کی خاصیت قومی کا نتیجہ ہے۔ قرطبہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیاں ابھی تک فرانس۔ جرمنی اور اٹلی کی یونیورسٹیوں کے علوم وفنون اور درس وتدریس کے لئے ایک رہبر کامل کا کام دیتی ہیں۔ اس وقت کے لٹریچر اور شائستگی کی تاریخ میں جبکہ عیسائی ممالک کی عورتیں ابھی تک پردہ نشین تھیں جیسے آجکل آپ کی عورتوں کا حال ہے جبکہ انہیں جہالت کے تاریک ور تاریک پردوں میں رکھا جاتا تھا۔ جبکہ ان کا کام صرف بچوں کی پرورش کرنا۔ غذا بہم پہنچانا اور مرد کی لونڈی بن کر رہنا تھا۔ اس وقت کے اسلامی سپین کے لٹریچر کا یہ حال ہے کہ فلاسفر عورتوں شاعرہ عورتوں حساب دان اور علم ہیئت سے ماہر

عورتوں کے نام پر تمام اس کے اندر آتے ہیں۔ پھر انہیں اپنے عظیم الشان مذہب کے اصولوں کی تعلیم دینے والی عورتیں بھی کثرت سے موجود تھیں +

لیکن یہ باتیں ایک ایسے مجمع کے اندر یورپ یا کسی اور جگہ پر بیان کیجائیں جنکو پوری واقفیت حاصل نہیں وہ کہینگے کہ تم متعصب آدمی ہو۔ تم اسلام سے اسقدر مانوس ہوگئے ہو کہ جس وقت تمہیں اس کا خیال آتا ہے اسکی ایک نہایت خوبصورت تصویر تمہیں دکھائی دینے لگتی ہے" لیکن یہ کوئی وہمی اور بے حقیقت بات نہیں بلکہ یہ ازمنۂ متوسطہ میں سنہری حروف سے لکھی ہوئی حقیقت ہے۔ میرے ایک دوست اور حیدر آباد کے ایک شاعر نے دنیا کی اس عظیم الشان شائستگی کی رفتار کو کس خوبصورتی کے ساتھ نبھاہا ہے۔ کہ ایران کی موجودہ خانقاہوں سے لے کر گوتھوں کے مسکن سپین تک مسلمان اس مشعل کو لئے ہوئے پہنچے +

کرم پر ایک تبصرہ

کرم کے بے سر و پا قیاسات کے عوض سائنس نے قانون علت و معلول قائم کیا ہے۔ اور بہت مناسب کیا ہے۔ روحانی اور جسمانی سائنس نے بھدے۔ لچر اور خام نتائج کو جو اصطلاح کرم میں شامل ہیں رد کر دیا ہے۔ کرم اور علت و معلول کا تعلق بعینہٖ وہی ہے جو چین کی غلیظ دواؤں سے کے جوشاندہ کا اور زمانہ حال کی قرابادین کی تیار کردہ عمدہ ادویات کا۔ کرم کہتا ہے کہ زلزلے انسان کے گناہ کا نتیجہ ہیں۔ سائنس کہتی ہے کہ یہ قرص زمین میں نقص کا باعث ہیں۔ مثلاً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سانفرانسسکو کا زلزلہ اسلئے آیا کہ آتشخیز پہاڑ پھٹا اور سائنس کی بنیاد پر یہ کہنا چاہئے کہ اگر وہ شہر موجودہ یوروشلیم ہوتا تو وہ بھی برباد ہو جاتا خواہ وہاں کے باشندے نیک ہوتے یا بد ہوتے۔ قانون کرم کو مؤثر کرنے کے لئے اسے قوامین منوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ برہمن مقنن اپنے ایجاد کردہ

قوانین کرم پر زیادہ بھروسہ کرتے رہے۔ اور وہ اس دنیاوی قانون کی جو انہیں دھندلا سا دکھائی دیتا تھا پرواہ نہ کرتے تھے۔ کلید علم الٰہیات مثال کے طور پر کرم پر بہت کچھ روشنی ڈالتی ہے لیکن ہر چند تلاش کیجاتی ہے۔ اسکے متعلق جو حیرت افزا بیان گنے جاتے ہیں ان کی تائید اور تصدیق کسی خاص اور صریح چیز سے نہیں ہوتی۔ اسکی کتاب کے دلچسپ اوراق ہیں بیشک بہت سی خیالی اور بہی غلط دلائل موجود ہیں جن کا وجود کسی امتحانگاہ میں سچ ہے۔ صفحہ ۱۸۱ پر کرم کا تمثیلی واقعہ درج ہے۔ انسان کی گذشتہ زندگی کے گناہوں کی سزا موجودہ دوبارہ زندگی میں دیجاتی ہے۔ اور موجودہ دوبارہ زندگی پر اسرار اور بعید از فہم قانون کرم تجویز کرتا ہے۔ اس تفسیر سے معیب صورت کرم کی آشکارا ہوتی ہے۔ نظیر کے طور پر اسے بچہ کشی پر عاید کیجئے۔ چھوٹے معصوم کیلئے جو اسطرح مارا جاتا ہے دوبارہ پیدائش کرم کی فرض کردہ بنیاد کے رو سے اس طرح ہوتی ہے۔ کہ اسکے والدین اسے قتل کردیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مقتول بچہ کا پہلے جنم کا گناہ یہ معنے ہوگیا ہے کہ موجودہ جنم میں اس کے والدین اسی گناہ کے گنہگار بن جائیں بچہ کے پہلے جنم کے گناہ سے دوسرے جنم میں اس کے والدین اسی گناہ کے مجرم اسے قتل کرکے بن جاتے ہیں تو یہ سلسلہ پھر کس طرح ختم ہوتا ہے۔ اور کہاں تک جاتا ہے +

مقتول بچہ کے والدین نے کونسا کرم کیا ہے۔ جو آیندہ جنم میں انکے پیش آئیگا اور بموجب قانون کرم کون سزا دیگا اور اس جرم کی انتہا کس طرح اور کب ہوگی۔

ہمیں حیات پر اعتبار کرنے کو کہا جاتا ہے کہ وہ شجاع مرد اور قابل عزت عورتیں جو علم وفضل کی ترقی اور اصلاح مذہب کے لئے تاریک اور قابل نفرت زیر زمین قیدخانوں میں قید کی گئیں جن کو نہایت بیرحمی سے آزار دیا گیا۔ جن کو نہایت سخت عذاب پہنچائے گئے اور جنکے قتل کرنے کیلئے ایسے ایسے تکلیف دہ آلہ ایجاد ہوئے۔ جن کی موجودگی بدھ مذہب کے دوزخ میں بیان ہوتی ہے۔ اسلئے مورد آفات تھے کہ انہوں نے پہلے جنم

میں سخت سے سخت گناہ اور جرم کئے تھے ہمیں یاد کرایا جاتا ہے کہ جو بے انصافی ان سے اس جنم میں ہوئیں وہ عین انصاف تھا۔ کیونکہ انکو سابقہ جنم کے گناہوں کا عوض ملا (ایسا کہنا) ناانصاف حاکم۔ سفاک اور ظالم انسان کیلئے کیسا مرغوب خاطر مسئلہ ہے نیز انگشت مروڑنے والی کل کا ہر ایک پیچ شکنجہ کا ہر ایک پھیلاؤ۔ آتشیں زنبور کی تیزی جس سے جسم کا گوشت پھاڑا جلایا اور کچلا جاتا تھا۔ صاف مزید ثبوت زائد گناہ کا اور مزید شہادت ناانصافی کی اور جدید اظہار قابل نفرت شرارت کا تصوّر ہونا چاہیئے۔ آجکل کے انصاف کا روشن معیار کچھ اور ثبوت چاہتا ہے۔ بہتر شہادت کا طلبگار ہے۔ اور قطعی اظہار کا خواہشمند ہے۔ جبتک یہ نہ ہو ہمکو اس قسم کی تعلیم پر اعتبار نہیں آسکتا ٭

مزید براں شارحان مسئلہ کرم کہتے ہیں کہ موجودہ زندگی کی دنیاوی عزت سابقہ زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ لوگ مذہبی جوش میں آکر کہتے ہیں۔ کہ بُدّھ کا قول ہے۔ کہ انسان اسلئے غریب ہیں کہ وہ پہلے جنم میں چور اور حریص تھے۔ اور اس جنم میں اسلئے امیر ہیں کہ پچھلے جنم میں خیرات کرتے رہے۔ ایک اور شخص کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے پہلے جنم میں دولت کا غلط استعمال کیا ہے اور دوسرے جنم میں مفلس اور قلاش ہیں۔ یہ نظریہ اخلاق معاشرت کا واقعی امیروں کیلئے دلخوش کن ہے۔ اور غریبوں کیلئے باعث ننگ کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ اسلئے مفلس ہیں کہ پہلے جنم میں وہ چور اور حریص تھے ٭

قانون ازالہ حیثیت عرفی کو اور اس کے ساتھ کرم کے ہرجانہ کو اس طرح پر ٹالا گیا ہے۔ یہ قابل نفرت الزام ہر شریف کیلئے جسکا گناہ صرف یہ ہے کہ وہ مفلس ہے ناقابل برداشت ہے۔ خواہ اسے ناشر مسکے غریب پیچا حاوی کیجئے - - - - - - - -

- کہ

خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہر ایک سے جسے واقعی دولت کہتے ہیں مہیا کی ہے۔ یہ افراط بلا تمیز اوصاف میسر آتی ہے تو پھر یہ کہنا کہ افلاس سابقہ جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے

مفضول بات ہے۔ ساتھ ہی واضح ہو کہ گو نعمتیں خدا نے نہایت فیاض اور کثرت سے انسان کو
دی ہیں پھر بھی یہ ظاہر ہے۔ کہ دنیاوی افلاس کثرت سے ہے۔ اور اسکے ساتھ وہ برائیاں
موجود ہیں جو افلاس سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بعض نے یہ نعمتیں اپنے
حصہ سے جس کے وہ مستحق تھے زیادہ لیلی ہیں۔ اس فعل چھپانے کیلئے انہوں نے
اپنی خود پسندی کو خوشنما بنانے کے لئے حیل اور چالبازی سے کام لیا ہے۔ اور ایسا
نظم معاشرت ایجاد کیا ہے جس سے یہ ان کا طریقہ قائم ہے۔ یہ ہی وہ نظم ہے۔
جسکو برہمنوں نے ذاتوں کا امتیاز قرار دیا ہے۔ اور جس کے رُو سے برہمن سب سے
افضل ہیں۔ اور اس نظم کا مغالطہ میں ڈالنے والا اور ضرر رساں اصول مسئلہ کرم ہے

خدا کی قدرت کی طاقتیں انسان کی دماغی حسی اور جسمانی حیثیت پر
ہزاروں طرح ر عمل پیرا ہیں۔ انسان کی ہستی اسلئے ہے کہ جہاں ایں
آشکارا ہو۔ اسکے کسی اپنے فعل کے لئے نہیں ہے +

انسان کی ہستی کا محور اعظم خدا ہے جسمیں اسکی ہستی زندہ ہے اور متحرک ہے
اور انسان کے افعال محض صغیر حرکات اس نظم کی ہیں +

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۳ء بابت دفتر ووکنگ مسلم مشن ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر نقشہ	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر نقشہ	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	۱/ع	۳	۷	۵۸۰	خرچ ووکنگ مشن	۳/ع	۰	۱۴	۱۱۵۵
قیمت رسالہ و مفت تقسیم	۲/ع	۰	۱۳	۸۰۴	خرچ اسلامک ریویو	۴/ع	۶	۳	۴۲۵۸
میزان آمد		۳	۴	۱۳۸۵	میزان خرچ		۶	۱	۵۴۱۴

دستخط ۔ ڈاکٹر غلام محمد ۔ فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب سید عبدالرؤف صاحب برار	۰	۰	۲۵	امداد مشن ـ جناب نواب مجد الدین خان صاحب لاہور	۰	۰	۱
" جناب منشی مظفر علی خان صاحب سرینگر	۰	۶	۶	واپسی قرضہ منشی مظہر الحق صاحب	۰	۰	۵

نقشہ ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب حکیم ناظر الحسن صاحب پڈرونہ	۰	۰	۱۰
" جناب محمد عمر صاحب رتلام مالوہ	۰	۰	۵
" " یار محمد صاحب "	۰	۰	۱
" " فاطمہ بی بی "	۰	۰	۱
" " فاطمہ بی بی لاہور	۰	۰	۲
" " والدہ جلیل احمد صاحب لاہور	۰	۰	۴
" " منہاج الدین صاحب بھٹنڈا	۰	۰	۵
" " تاج الدین صاحب کانی کرچی	۰	۰	۶
" " احمد حسن حسین صاحب بڑی حصہ زکوٰۃ	۰	۰	۲۵
" " اہلیہ میاں محمد خانصاحب	۰	۰	۵
" " بابو محمد نسیم صاحب	۰	۰	۱۰
" حاجی احمد صاحب رنگون (زکوٰۃ)	۰	۰	۲۰
" " حاجی عبداللہ ہارون کراچی	۰	۰	۱۰۰
" " احسان الحق صاحب	۰	۰	۵
" " بابو فضل الدین صاحب اکودیا	۰	۰	۵

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن جناب خانمیر خانصاحب کابل	۰	۰	۶۰
" جناب عبدالسلام صاحب جنگل پیٹتہ	۰	۰	۵
" " خادم حسین صاحب بارہ بنکی	۰	۰	۳
" [illegible]	۰	۰	۵
" منشی محمد امیر حسن صاحب کاکوری	۰	۰	۱
" ایم شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۲۰
" حکیم اسمٰعیل خانصاحب دہلی	۰	۰	۵
" سید محبوب علی صاحب گوالیار	۰	۵	۶
" نذیر احمد صاحب امرتسر	۰	۰	۶
" فضل کریم صاحب پشاور	۰	۰	۶
" حکیم قاضی صلاح الدین صاحب اناؤ	۳	۱۲	۴
" ایم آئی خانصاحب بمبئی	۰	۰	۲
ماہواری چندہ بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	۰	۰	۲۱۶
میزان	۳	۷	۵۸۰

ضروری تصحیح:- رسالہ ماہ جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۸۱ نقشہ ۲ تفصیل آمد مشن میں ۰-۸-۲۴۴ روپے ماہواری چندہ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء از دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور غلطی سے اندراج نہیں ہوا - مگر میزان آمد میں یہ رقم شامل ہے احباب تصحیح فرمالیں۔

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۳ء

اسمائے امداد کنندگان	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم رسالہ - آنریبل نواب محمد اکبر خانصاحب	۰	۰	۲۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۱۳	۷۸۴
میزان	۰	۱۳	۸۰۴

نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن ماہ مئی ۱۹۲۳ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ مشن اپریل ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۷۳
بل سفر خرچ خلیفہ عبدالمجید صاحب ایجنٹ مشن نصف	۶	۱۳	۳۲
* اخراجات مشن ووکنگ انگلستان کے لئے روانہ کئے گئے	۰	۱۰	۶۴۴
سٹیشنری: سول لسٹ لیٹر اور ارتباطی لفافہ سادہ ایک ہزار ۱۴ ر - بلنک پیپر - گلیسرین ہلو - مرمت دیسی پریس ۵ ر کپڑا ململ چھاننے کیلئے ۴ ر - پرنٹنگ پریس دھونے کے لئے ۲ ر - کاغذ فلسکیپ ۳ ر - سٹیشنری پیپر بنڈل چک دو عدد ایک ہزار ۲۵ عدد - کاپی لکھنے برائے پتہ سرحد ۷ ر - چھپائی خطوط اپیل مشن تین ہزار با فسویٹ ۱۳ - گلاس وگھڑا ۱۹ -			
تنخواہ مہترانی تین ماہ ۱۲ ر - فیس منی آرڈر تین ماہ رقیعہ بیگم ۶ ر ٹکٹ لفافہ عید ۱۰/۰	۶	۶	۸۵
نصف کرایہ دفتر جنوری ۱۹۲۳ء لغایت اپریل ۱۹۲۳ء	۰	۰	۲۰
میزان کل	۰	۱۴	۱۱۵۵

* تین صد پونڈ کا ڈرافٹ ۹ مئی ۱۹۲۳ء کو ووکنگ روانہ کیا گیا ہے - اسمیں یہ رقم بھی شامل ہے - سکرٹری

نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۲۳ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ اسلامک ریویو	۰	۰	۳۵۰
* یہ رقم برائے اخراجات ووکنگ انگلستان روانہ کیا گیا	۹	۶	۳۸۵۵
بل سفر خرچ خلیفہ عبدالمجید صاحب ایجنٹ	۶	۱۳	۳۲
نصف کرایہ دفتر جنوری ۱۹۲۳ء لغایت اپریل ۱۹۲۳ء	۰	۰	۲۰
میزان	۶	۳	۴۲۵۸

* جو تین صد پونڈ کا ڈرافٹ مورخہ ۹ مئی ۱۹۲۳ء بذریعہ رجسٹری روانہ کیا گیا - اسمیں یہ رقم شامل ہے - سکرٹری

از دفتر رسالہ اشاعت اسلام
پتہ - عزیز منزل - لاہور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - اشاعت اسلام کے سابقہ نمبروں کی فہرست مضامین ہدیۂ ناظرین ہے - ان رسالوں میں آپ مذہب اسلام پر بہترین لٹریچر پائیں گے - جو قیمت کے مقابل بہت سستا ہوگا - ان رسالوں میں عیسائیت اور دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں ان بے بہا مضامین کے مضمون نگار مشرق و مغرب کے زبردست مسلم و نو مسلم اہل قلم ہیں - عیسائیت کے زہریلے اثر کے بالمقابل تو یہ تریاق کا حکم رکھتے ہیں - بہرحال مذہبی لٹریچر کا یہ ایک عدیم النظیر مجموعہ ہے - جس میں موجودہ مسلم مصائب اور واقعات حاضرہ کو سامنے رکھ کر چند قرآنی علاج بھی بتلائے گئے ہیں - یہ رسائل اپنی نوعیت میں بالکل نئے مضامین اپنے اندر لئے ہوئے ہیں - ہم بلا کسی خوف و خطرے کے کہہ سکتے ہیں کہ ان رسالوں کو کہ جس نام نہاد قیمت پر ہم فروخت کر رہے ہیں - آپ خرید کر اپنے مال کو ضائع شدہ نہ سمجھیں گے - اس لئے ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں - کہ آپ خود بھی اور اپنے دوستوں کو بھی ان رسائل کی فرمائش بھیجنے پر آمادہ کریں + والسلام

خادم - مینجر اشاعت اسلام

ضروری نوٹ - تمام ترسیل زر بنام مینجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - لاہور (پنجاب) ہو -

فہرست مضامین اشاعت اسلام سابقہ جلدیں

مضامین	مضمون نگار	مضامین	مضمون نگار	مضامین	مضمون نگار
نمبر ۱ - جولائی ۱۹۱۴ء		بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	ایڈیٹر	موجودہ جنگ پیغمبر اسلام صلعم	ایڈیٹر
گذارش	ایڈیٹر	نمبر ۳ - ستمبر ۱۹۱۴ء		بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	٫٫
دعا	٫٫	وہ کام جو ہم نے اب تک لندن میں کیا	خالد شیلڈرک	نمبر ۶ - دسمبر ۱۹۱۴ء	
اسلام کیا ہے	[illegible]	خوف	لارڈ ہیڈلے	اسلام اور جنگ	ایڈیٹر
ہماری نماز جمعہ	[illegible]	شراب	ایڈیٹر	کیا عیسائیت درحقیقت بت پرستی کی تعلیم دیتی ہے	٫٫
ایک دعا	ایڈیٹر	تہذیب	٫٫	بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	٫٫
کیا مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں	انجلینا ایڈورڈس	اسلام اور مغرب	خالد شیلڈرک	مسجد ووکنگ	خالد شیلڈرک
خطاکار گنہگار	ایڈیٹر	اسلامی نماز	ایڈیٹر	حضرت محمد صلعم سے پیشتر کے عیسوی علم دینیات کا نقشہ	جے پارکنسن
اسلام میں عورت	٫٫	نمبر ۴ - اکتوبر ۱۹۱۴ء		نمبر ۷ - جنوری ۱۹۱۵ء	
اسلام سراسر امن ہے	٫٫	مسجد ووکنگ میں ایک اسلامی خطبۂ نکاح	ایڈیٹر	مذہبی اطلاع	ایڈیٹر
خطبۂ عید الضحیٰ	٫٫	لندن میں اسلام کا ایک شاندار جلسہ	ایڈگر اے ڈبلیو	شذرات	٫٫
نمبر ۲ - اگست ۱۹۱۴ء		رسول کریم صلعم کے اخلاق حسنہ	ایڈیٹر	اسلامی نماز اور اس کے مختلف اغراض	خالد شیلڈرک
خدا کا کامل ظل	ایڈیٹر	دین محمدی	جی ڈبلیو لیفنہ	نماز کا عربی زبان میں ادا ہونا	
زمینی بہشت اور آسمانی بہشت	٫٫	بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	ایڈیٹر	نماز کے مختلف ارکان	٫٫
ایمان بلا عمل موت ہے	شہزادی [illegible]	اسلامی مشن انگلستان کے معرکۃ الآرا تبلیغی کارنامے	٫٫	حسن قرآن کریم پر عیسائی اہل قلم لوگوں کی شہادتیں	ایڈیٹر
اہل دانش سے خطاب	عبدالحق احمدی	نمبر ۵ - نومبر ۱۹۱۴ء		قرآن اور جنگ	
اسلام کس طرح پھیلا	ایڈیٹر	میں نے اسلام کیوں قبول کیا	خالد شیلڈرک	میں انگلستان کب دیکھنا چاہتا ہوں	خواجہ کمال الدین
عیسائیت اور اسلام نے مقابلۃً دنیا کی کیا اصلاح کی	٫٫	ایک سرسری مطالعہ کے نتیجے	ایڈیٹر	نمبر ۸ - فروری ۱۹۱۵ء	
اصلاح شراب نوشی اور عیسائیت	٫٫	دین فطرت	٫٫	سال نو	ایڈیٹر
لارڈ ہیڈلے اور اسلامک سوسائٹی کا کھانا	٫٫	سچی اور جھوٹی عبادت	٫٫	حضرت محمد صلعم فاتح کی حیثیت میں	٫٫
راہ اسلام میں قدم بڑھاؤ	جان پارکنسن	خطبہ جمعہ	٫٫		

مضامین	مضمون نگار
مسجد ووکنگ میں برٹش مسلم سوسائٹی کے عام جلسہ کی روئداد ..	ایڈیٹر
پروفیسر پارکنسن کی چٹھی	یحییٰ النصر پارکنسن
ایک چٹھی ایڈیٹر اسلامک ریویو کے نام	آمینہ
ایک چٹھی اخی المسلم خالد شیلڈرک	آرنٹ ڈبلیو ڈوٹن
برٹش مسلم سوسائٹی (افتتاحی ایڈریس)	ایڈیٹر
مغربی لوگوں کے خیالات اسلام کے متعلق	؍؍

نمبر ۹ مارچ ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
شذرات	؍؍
ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلعم	مشتری
ایک لیڈی کا قبول اسلام	سارہ
ایمان کی مہک	ایڈیٹر
حضرت محمد صلعم بحیثیت فاتح	؍؍
معقولیت	جمیلہ ماڈ ایچ
اسلام یہودی اور عیسائی مذہب کے درمیان ایک اعتدال کی راہ	مشیر حسین قدوائی
حیوانات کے متعلق ہمارے فرائض	ایک جانوروں سے شفقت رکھنے والا
یسوع مسیح کا معجزۂ تسلا	ایڈیٹر
اخلاق فاضلہ	ڈاکٹر اے نول جے وھیمنٹ
عیسیٰ فاتح	ابوبانہ ہل
سیر ووکنگ	مشیر حسین قدوائی
رسالہ اسلامک ریویو کی دو سالہ عمر اور تب و ثبیت	ایڈیٹر

نمبر ۱۰ اپریل ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
حصول مقصد میں کامیابی	ایڈیٹر
اتباع و تبدیلی مذہب	
مسجد ووکنگ میں تہوار ..	مشیر حسین قدوائی
بے تعصبی	لارڈ ہیڈلے
قرآن کریم و عقل ..	ایڈیٹر
مذہب اسلام	منقول از اخبار کرانیکل
اسلام نے کیوں ظاہری عبادت کی پابندی کو قائم رکھا ..	مشیر حسین
عقلی فلسفہ اور طبعیات کے ماتحت علوم باطنی	ڈاکٹر اے نول جے وھیمنٹ
خطبہ (دین یعنی مذہب)	پروفیسر پارکنسن
احادیث نبوی	شیخ فیروز بنا
تقسیم احادیث کا نقشہ	

نمبر ۱۱ مئی ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
اسلام اور انگریزی اخبارات	ایڈیٹر
ہمہ بیلئے مذہب	؍؍
برلن مشن کا سفر	؍؍
اسلام کی اصلیت و تاکید ..	؍؍

مضامین	مضمون نگار
خطبہ (دنیا میں امن پیدا کرنے کی راہ)	پادری ایل ایل ٹرین
آنحضرت صلعم کا طریق عمل یہود و نصاریٰ کے ساتھ	القدوائی
عقبہ کی بیعت ثانی	ہارون مصطفیٰ لیون
عیسویت کی ناکامی	ماخوذ از کرانیکل
پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمے ..	بشیر
بلقیس اور سلیمان	ایڈیٹر
نظم	خواجہ کمال الدین
بینظیری	؍؍
زکوٰۃ کا بہترین مقصد	؍؍
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام ووکنگ مشن کی رپورٹ	؍؍

نمبر ۱۲ جون ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
انگریزی اسلامی اخوت	؍؍
یادرفتگان	ایس ایس سریس
قرآن کریم کے تین قدیم نسخوں کے اوراق	مولوی صدرالدین
قرآن کریم کا بول بالا	خواجہ کمال الدین
لارڈ ہیڈلے کی تقریر کا جواب	کانشنیا
ہز ہائنس جناب نواب بیگم صاحبہ بھوپال اور مسلم انڈیا	سلطان جہاں بھوپال

نمبر ۱۳ جولائی ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
شذرات	ایڈیٹر
موعود تسلی دہندہ	؍؍
الہامی تحریروں پر چند خیالات	لارڈ ہیڈلے
اسلام اور انسداد شراب نوشی	ہارون مصطفیٰ لیون
لارڈ ہیڈلے کی انگریزی نظم کا اردو ترجمہ	لارڈ ہیڈلے
خدا نے سب کو اپنی شکل پر پیدا کیا .. .	؍؍
عیسائیت اور توحید	منقول از رسالہ یونیٹیرین
برِاعظم امریکہ کے ایک دور دراز مقام سے ایک بشارت	خواجہ کمال الدین
رپورٹ جلسہ ووکنگ	قدوائی
سیاسی اور مذہبی آزادی	ایڈیٹر
پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمے ۲	بشیر
ڈاکٹر منگانا کے اوراق قرآنی پر ایک نظر	مشیر حسین
خطاب بہ قوم (نظم)	خواجہ کمال الدین

نمبر ۱۴ اگست ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
قرآن کریم کے تین قدیم نسخوں کے اوراق پر ایک تنقیدی نظر	ہنری ایم لیون
اسلام اور انسداد شراب نوشی ۲	ہارون مصطفیٰ
پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمے ۳	بشیر
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عہد نبوت	ایڈیٹر
مذہب اسلام کیلئے شاندار مستقبل	خواجہ کمال الدین

نمبر ۱۵ ستمبر ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
مبارک عید الفطر اور تین اصحاب حلقہ بگوش اسلام	ایڈیٹر
عید الفطر ..	ڈیلی گرافک لندن
ایک نو مسلم اور ایک طرفہ گفتگو [illegible] اسلام	مولوی صدرالدین

مضامین	مضمون نگار
یسوع الوہیت اور انسانیت کا ایک نمونہ	خواجہ کمال دین
مسیح انسان اور مسیح خدا	ایڈیٹر
ام الالسنہ یا زبانوں کی ماں	خواجہ کمال الدین
عیسائی مذہب کی تعریف کیا ہے؟	میوسی پلیس
عید کے دو چاند ..	مشیر حسین

نمبر ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
شذرات	ایڈیٹر
ملک معظم کی ہندوستانی رعایا انگلستان میں	اخبار گرافک
مذہب میں فطرت کا رنگ	ڈوڈلے رائٹ
صدائے اسلام پر مختلف آوازیں	یحییٰ النصر پارکنسن
اسلام میں انصاف ..	آمینہ
ایک اور پہاڑی پر وعظ...	بشیر
معاہدات کے متعلق اسلامی تعلیم	ایڈیٹر
اسلام	پروفیسر مراد
آنحضرت صلعم میں صداقت اور دیانت کا ایک کامل نمونہ	ڈاکٹر بشارت احمد
اسلام کیا کچھ کر سکتا ہے۔	ایلین ایزک ٹیلر
مہر ..	قدوائی
پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمے ۴	بشیر

۱۷ نومبر ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
شذرات	ایڈیٹر
نماز کی کشش ..	؍؍
ووکنگ میں مہمانوں کی آمد و رفت	؍؍
اسلام میں روزوں کا حکم ..	مولوی صدرالدین
احادیث نبوی میں سے کچھ	یحییٰ النصر پارکنسن
ووکنگ میں [illegible] کی آمد	ایڈیٹر
دعا ایک غذا ہے۔	؍؍
اینی بیسنٹ کے خیالات اسلام پر	مسز اینی بیسنٹ
اخلاقی معجزات	قدوائی
عورت کی حمایت میں اسلامی تعلیم	ایڈیٹر
یورپ میں دہریت	؍؍
ایک چٹھی ..	ایچ بیٹس

نمبر ۱۸ دسمبر ۱۹۱۵ء

مضامین	مضمون نگار
شذرات	ایڈیٹر
خطبہ عید الاضحیٰ	خواجہ کمال الدین
عید الاضحیٰ ووکنگ میں	مشیر حسین
بائبل میں اسلام	ایڈیٹر
مراکش سے ایک پیغام	ایم جے لوریٹ
محمد اور مسیح	آمینہ
حضرت محمد صلعم کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ	قدوائی
ووکنگ مشن کی گذشتہ کارروائی	ایڈیٹر

نمبر ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء

مضامین	مضمون نگار
شذرات	ایڈیٹر
تفسیر سورۂ فاتحہ	مولوی محمد علی صاحب
اسلام اور عقل انسانی ..	ایڈیٹر
دنیا کا آئندہ [illegible]	

مضامین	مضمون نگار
ساری قوموں کی طرف بعثت	ایڈیٹر
آنحضرت صلعم سے پہلے کوئی نبی ساری دنیا کی طرف نہیں آیا	〃
پہلی کتابوں پر ایمان ...	〃
تکمیل ہدایت - -	〃
حفاظت ہدایت	〃
نمبر ۲ فروری سنہ ۱۹۱۶ء	
اسلام کی ایک سرگزشت	الیحیی النصیر پارکنسن
اسلامی نماز کا فلسفہ	مشیر حسین
ایک ضروری التماس	ایڈیٹر
توحید الٰہی کا کمال صرف اسلام میں ہے	بشارت احمد
توحید کی علت غائی	〃
اسلامی جنگوں کی ابتدا اور غرض	مولوی محمد علی
سال نو اور برٹش نو مسلم ... -	ایڈیٹر
نئے عہد نامہ کی عمر زمانہ	الیحیی النصیر پارکنسن
۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء	
علقمہ کی موت کی کیفیت	مسٹر خدو جنگ
رحمۃ للعالمین - -	مشیر حسین
اسلامی دستور العمل	لارڈ ہیڈلے
ایک مسلم پر رشتہ داروں کے حقوق	بیگم صاحبہ بھوپال
ذوی القربے - -	ایڈیٹر
عربوں کا احسان تہذیب پر	ایچ لیڈر
ایک انگریز بادشاہ کا توسیع الہٰی رسالت نبی کریم صلعم پر اقرار	ہارون مصطفےٰ
انبیاء بنی اسرائیل پر آنحضرت صلعم کی فضیلت	مولوی محمد علی
نمبر ۲۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۶ء	
مسئلہ زندگی علاء الاعلا ماء	نورین سٹیفن
پھول مبین - -	ایڈیٹر
مغرب سے مشرق کو ایک پیغام	〃
صدائے صلیب ..	یحییٰ النصر
آنحضرت صلعم کی حب الوطنی	آمینہ
دشمنوں سے پیار کا عملی نمونہ	ایڈیٹر
نمبر ۲۳ - مئی سنہ ۱۹۱۶ء	
ایک اسلامی یادگار	لارڈ ہیڈلے
غیر معقول عقیدے	〃
چند خصوصیات اسلامی	ایڈیٹر
اسلامی کہاوتیں	〃
ایک اعلیٰ خاندان لیڈی کا قبول اسلام	قدوائی
بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام	ایڈیٹر
نقشہ آمد و خرچ سنہ ۱۹۱۵ء	〃
مسلم بھائیوں سے میری اپیل	〃
تمہاری زکوٰۃ کا بہترین مصرف	〃
حضرت مسیح کا مذہب کیا تھا	〃
نمبر ۲۴ - جون سنہ ۱۹۱۶ء	
اسلام کی عالمگیر اخوت	ایڈیٹر
کیا جنگ خدا تعالےٰ کی صفت رحم و محبت کے منافی ہے	مشیر حسین
سب نبیوں کا موعود رسول	ایڈیٹر
نمبر ۲۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۶ء	
افریقہ میں اسلام ..	دوست محمد
مختلف تمدنی و مذہبی قوانین کے ماتحت عورت کی حالت	مشیر حسین
پادریوں کی غلط بیانیاں	لارڈ ہیڈلے
کثیر الازدواجی	ہز ہائینس آف بھوپال
اسلام نے ایک سے زیادہ خاوند کی اجازت کیوں نہیں دی	〃
حالت میں کثیر الازدواجی جائز نہیں	〃
ایک عورت کثیر الازدواجی کے مضرات سے کس طرح بچ سکتی ہے	〃
پیغمبر صلعم اور عیسائی - -	ایڈیٹر
صفات باریتعالیٰ اسلامی نقطہ خیال کے	محمد صادق
نمبر ۲۶ - اگست سنہ ۱۹۱۶ء	
تین اشخاص کا مشرف بہ اسلام ہونا	ایڈیٹر
ایک خاتون کا مشرف بہ اسلام ہونا	〃
شیرازۂ اسلام	ہارون مصطفےٰ
آزمائش	ایڈیٹر
پروفیسر ہیکل اور اسلام	مشیر حسین
اسلام میں مرد اور عورت کی حیثیت کا مقابلہ	فرمانروائے بھوپال
اسلام اور شرک	محمد صادق
چارلس لی گو رہم اور مسیح	ایڈیٹر
اسلام اور عیسائیت	〃
ووکنگ اسلامی مشن کی ششماہی رپورٹ	〃
ووکنگ کی تازہ ڈاک انگلستان میں اشاعت اسلام ..	〃
نقشہ ششماہی بابت لنگر خانہ مسجد ووکنگ	〃
ووکنگ کی تازہ ڈاک	〃
چھ اشخاص کا مشرف بہ اسلام ہونا	〃
خواجہ کمال الدین کا سفر انگلینڈ	منیجر
نمبر ۲۷ - ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء	
سیرت نبوی	ایڈیٹر
شاعر اور مذہب ..	آمینہ
عربی علمی سوسائٹی	〃
اسمائے قرآن ..	ایڈیٹر
انگلستان میں نماز عید الفطر	عبد القیوم
تخت گاہ امن	ایڈیٹر
نئے عہد نامے کا زمانہ	〃
مسلم کانفرنس یکجہتی ...	〃
نمبر ۲۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء	
شذرات	ایڈیٹر
ایک اسلامی یادگار	لارڈ ہیڈلے
مختلف تمدنی اور مذہبی قوانین کے ماتحت عورت کی حالت	قدوائی
عظیم الشان اسلامی تیوہار	ایڈیٹر
مسلم کانفرنس یکجہتی ۲	ایڈیٹر
مسئلہ زندگی - - ..	پروفیسر نور دین
سیرت نبوی ۲	ایڈیٹر
عشائے ربانی میں شراب	اکرجن رجسٹر
نمبر ۲۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۶ء	
شذرات	ایڈیٹر
میں نے ووکنگ میں آکر کیا دیکھا	〃
عورت کی حالت . ..	مشیر حسین
عید الضحیٰ . ..	ایڈیٹر
ووکنگ میں پادریوں سے بحث	مشیر حسین
اسلام پر حملے	ایڈیٹر
نئے عہد نامے کا زمانہ	جسٹن مارٹر
سیرت نبوی ۳	ایڈیٹر
شرک اور اسکی سزا ...	〃
نمبر ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء	
شذرات	ایڈیٹر
زندگی اور موت کا سوال	〃
ارتداد اور اسکے نتائج	〃
قبولیت اسلام ..	عبد القیوم
خط برادران اسلام	ایڈیٹر
ابراہیم کا مذہب ..	〃
تعدد ازدواج	〃
نمبر ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۷ء	
شذرات	〃
مکتوب آنحضرت صلعم	〃
آخری نبی	〃
سب سے زیادہ کامیاب نبی	مولوی محمد علی
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (انسانیت کا ایک کامل نمونہ و ہادی)	ایڈیٹر
روحانیت کا غلط مفہوم	〃
روحانیت کا ایک سچا نمونہ	〃
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے بہترین نمونہ ہیں	〃
نمونہ سے تعلیم - تاریخی نبی	〃
مصائب میں آنحضرت صلعم کا نمونہ	〃
آنحضرت صلعم کا اللہ پر توکل	مشیر حسین
حصول طاقت پر آنحضرت صلعم کے اخلاق کا اظہار	〃

مضامین	مضمون نگار
نمبر ۴۶ - اپریل سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	خواجہ کمال الدین
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	سید عرفان علی
قوموں کی حیات اور وفات	سید اقبال علی
خیالات موت اور سرما	"
معاذ کو نصیحت	
نبیات	
پہاڑی والا وعظ	خواجہ کمال الدین
حضرت محمد صلعم آیت اللہ	مشیر حسین
ان ھو الا وحی یوحی	ایڈیٹر
نمبر ۴۷ - مئی سنہ ۱۹۱۸ء	
جلسہ میلاد النبی	ایڈیٹر
انسان کامل	یحییٰ النصر
سلسلۂ خطبات غربیہ	ایڈیٹر
اسلام کی خوبیاں	ایک نومسلمہ
میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی	ایڈیٹر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیت اللہ	مشیر حسین
اسلام کا علم اخلاق	"
معبودان باطل کی تردید اور ان کا عبرتناک انجام	دین
ذرات عالم کا مذہب	ایڈیٹر
نمبر ۴۸ جون سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	"
اچھی زہری مچھلی	شیکسپیئر
اخلاق قرآنی	محمد علی
تاریخی اسلام	ایڈیٹر
جناب مسیح اپنی بابت کیا فرماتے ہیں	بشیر
بادی ہوئی بنے قیام کیلئے کیا کیا وسائط اختیار کرتے ہیں	سلیمان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیت اللہ	مشیر حسین
ذرات عالم کا مذہب	ایڈیٹر
نمبر ۴۹ - جولائی سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	ایڈیٹر
جلسہ مولود النبی صلعم	"
نور توحید	عبد العزیز
برادران اسلام کی قابل توجہ	خواجہ کمال الدین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیاں	ایڈیٹر
روح کا اثر خیالات انسانی پر	اقبال علی
عیسائی عقائد کی نئی شکل	عبد القیوم
ذرات عالم کا مذہب	ایڈیٹر
نمبر ۵۰ - اگست سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	"
مسلم مشن ووکنگ	"
نعت	
حضرت مسیح کے کلام کو کیونکر صحیح طور پر سمجھا جاتا ہے	مسٹر دین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیت اللہ	مشیر حسین
ہستی باریتعالیٰ	ایڈیٹر

مضامین	مضمون نگار
بالنت یا اسلام	ایڈیٹر
سادگی ایمان	لارڈ ہیڈلے
عیسائیت کی ناکامی	قدوائی
نمبر ۵۱ - ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	ایڈیٹر
مصر سندھ مسلم مشن ووکنگ کے متعلق	"
عورت اور عورت کے حقوق زیر اسلام	مشیر حسین
مطالعۂ اسلام	ایڈیٹر
اسلامک ریویو کی علمی و مذہبی جدوجہد	یحییٰ النصر
مسلم مشن ووکنگ	ایڈیٹر
مدح	
نمبر ۵۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء	
ووکنگ میں عید الفطر	ایڈیٹر
انتخاب از صحیح بخاری	"
خدا کی بادشاہت	"
بعثت نبوی سے قبل اور بعد دنیا کی حالت	اسمٰعیل
ارتقاے انسانی	پروفیسر نور دین
ہستی باریتعالیٰ	ایڈیٹر
نمبر ۵۳ - نومبر سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	ایڈیٹر
ہستی باریتعالیٰ	"
ممنوع خوراک	"
پنج ارکان اسلام	"
عورت اور عورت کے حقوق زیر اسلام	مشیر حسین
باطنیات اسلام	ایڈیٹر
آنحضرت صلعم اور صحابۂ کبار	محمد علی
نظم	ایڈیٹر
نمبر ۵۴ - دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء	
شذرات	ایڈیٹر
عورت اور عورت کے حقوق زیر اسلام	مشیر حسین
مطالعہ اسلام	ایڈیٹر
بشارت صلح و امن	خواجہ کمال الدین
نمبر ۵۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء	
	ایڈیٹر
	"
لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	"
ایسٹ ہوم	
لندن میں مسلم نماز گاہ	
حضرت خواجہ کے متعلق اخبار ہیرالڈ کی رائے	از اخبار ہیرالڈ
قبول اسلام	عبد القیوم
مسلمانوں کا تہوار عید الضحیٰ	ایڈیٹر
مسلم تہوار عید الضحیٰ کے متعلق ایڈیٹر پال مال گزٹ کی رائے	از پال مال گزٹ
پال مال گزٹ کی رائے	
زہبانی اور تقویٰ	خواجہ کمال الدین
رسول کا کار منصبی	"
ظہور اسلام اور مابعد	عبد الخالق اسمٰعیل
دین عیسوی کا مفاد	قدوائی
اسلام سراسر امن ہے	ایڈیٹر
نمبر ۵۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر

مضامین	مضمون نگار
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	ایڈیٹر
ایک افسوسناک نقص	مشیر حسین
پیام تسلیم و رضا	خواجہ کمال الدین
سیرت نبوی	ایڈیٹر
زہبانی اور تقویٰ	"
مسلم خواتین کو ایک نصیحت	ایک مسلم خاتون
پس پردہ	فرمانروائے بھوپال
عورت اور عورت کے حقوق زیر اسلام	مشیر حسین
روحانی بارش	خالد شیلڈرک
اسلام اور جاپان	مشیر حسین
امریکہ کا قانون انسداد مے نوشی	ایڈیٹر
انتخاب از صحیح بخاری شریف	"
نمبر ۵۷ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	"
اخبار ہیرالسٹ کی روئداد یوم ولادت آنحضرت صلعم کے متعلق	از اخبار ہیرالسٹ
ترکش اقوام کے ساتھ ہمدردی و شفقت	سلطان جہاں بیگم
جناب رسالتمآب اور آپ کا مشن	قدلے راشت
توبہ	جے - پی فورڈ
حضرت محمد صلعم کی شخصیت	یحییٰ النصر
ذرات عالم کا مذہب	ایڈیٹر
فلسفہ کا مذہب	غلام مصطفیٰ
القرآن	مارمیڈیوک
انتخاب از بخاری شریف	ایڈیٹر
نظم	
نمبر ۵۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
قبول اسلام	
کتاب مبین کا انگریزی ترجمہ	وکیل مرتضیٰ
اسوۂ حسنہ	غلام مصطفیٰ
بعثت نبوی سے قبل اور بعد دنیا کی حالت	اسمٰعیل
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	مشیر حسین
سنی و شیعہ	ایڈیٹر
کفار فتح الاسلام اور کفار نے مسیحیت	مسیحیت
ہمارے باہم فرائض	ڈبلیو کارکار سیلن
حدیث نبوی کا اقتباس	ایڈیٹر
نمبر ۵۹ - مئی سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
مولود النبی صلعم	قدوائی
مسٹر امیم شیخ اصفہانی کی تقریر	ایڈیٹر
شیخ محمد صادق کی تقریر	"
سید حیدر رضا صاحب کی تقریر	"
مسٹر ھیوندرناتھ باسو کی تقریر	"
تبلیغ رسالت	"
یادرفتگان	"
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	مشیر حسین

مضامین	مضمون نگار
تبلیغ اسلام	منقول از ظل السلطان
نمبر ۶۰ - جون سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	
الہام ایک فیض ربوبیت ہے	شمس الدین
مقصد زندگی	ایڈیٹر
حضرت محمد صلعم کا عہد مدینہ	مصطفیٰ خان
مدائی و صدانیت	ایڈیٹر
قرآن شریف میں نوح کا تذکرہ	"
مذہب کی غرض و غایت اور اس کا نچوڑ	ڈڈلے رائٹ
دہریوں کیلئے دلچسپ مطالعہ	ایڈیٹر
عمل میں آزادی	"
نمبر ۶۱ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
حضرت محمد صلعم اور آپ کا مشن	مشیر حسین
نبیوں میں سے سب سے آخری نبی	ایڈیٹر
عیسائیت میں علم الہیات سے اشتقاق کی قابل توجہ	"
عبادت	مارمیڈیوک
اعتقاد (مذہب) تعلیم ازدواج کا اثر روح کے فعل پر	سید اقبال علی
رواداری	پکتھال
شہدائے ثلاثہ	مشیر حسین
میں نے اسلام کیوں قبول کیا	آمنہ نومسلم
اسلام اور عیسائیت میں قول فیصل	ایڈیٹر
نظم در مدح حضرت احمد مجتبےٰ محمد صلعم	"
نمبر ۶۲ - اگست سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
اسلام کا جذب مقناطیسی	"
دوکنگ مشن کی مقبولیت	"
تاریخ میں ایک درخشندہ شخصیت	مشیر حسین
عملی نوافل اسلام	ڈڈلے رائٹ
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	مشیر حسین
خطبات لندن مسلم نماز گاہ	ڈڈلے رائٹ
اسلام عیسائیت اور مسئلہ تثلیث	ایڈیٹر
صفات الٰہی	خواجہ کمال الدین
اذان	خان [illegible]
عابد حیوان ناقل	ایڈیٹر
نظم در مدح قرآن کریم	[illegible]
نمبر ۶۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
مسجد ووکنگ میں عید الفطر کا تہوار	"
دار المبلغین	"
[illegible] میں بیداری	"
[illegible] وضو	"
فطرت انسانی پر ابتدائی نقش	"
قیمتی جواہر ریزے	
مذہب اور جنگ	مارمیڈیوک
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	مشیر حسین
خطبات جمعہ	ایڈیٹر
عربی مبین ہی صرف آخری پیغام رسانی کا بہتر اور موزوں ذریعہ ہے	"
زن و شوہر کا باہمی تعلق	
اسلام میں کوئی کفارہ نہیں	مولوی محمد علی
اشاعت اسلام	ایڈیٹر
کیا ہم جناب مسیح کے دشمن ہیں	چوہدری [illegible]
نمبر ۶۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
ایک انگریز کا قبول اسلام	مولوی دوست محمد

مضامین	مضمون نگار
خطبہ عید الفطر	مارمیڈیوک
انگلستان میں عید الضحیٰ	"
اسلام سے براہ ترقی	ڈڈلے رائٹ
جنگ اور مذہب	مارمیڈیوک
سؤر اور شراب	ایڈیٹر
مسلم سرداران سوڈان شکست کے بعد تسخیر	"
نمبر ۶۵ و ۶۶ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	منشی دوست محمد
ایک اور انگریز خاتون کا قبول اسلام	"
بنی نوع انسان کا بہترین دوست	محمد یعقوب خان
بعثت اسلام	مولوی محمد علی
نبی کریم صلعم کی زندگی پر ایک سرسری نظر	ایڈیٹر
سیرت نبوی	مارمیڈیوک
ابو الارتقا و ابن الارتقا	خواجہ کمال الدین
ہرقل قیصر روم اور آنحضرت صلعم	ایڈیٹر
ایک باکمال قابل نمونہ خاوند	"
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شہادت	ایڈیٹر
نعت	در ثمین
غزوات نبوی	مارمیڈیوک
حلیہ مبارک سرور کائنات	ایڈیٹر
نمبر ۶۷ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
اسلام اور عیسائیت کے متعلق [illegible] کی رائے	[illegible]
[illegible]	ایڈیٹر
[illegible]	ایڈیٹر
[illegible] اور مسلمان [illegible]	[illegible]
[illegible] قومی اور [illegible] اسلامی	[illegible]
تمدن اسلام کی حکمت اور اسلامی [illegible]	"
[illegible]	ایڈیٹر
التوحید لا الہ الا اللہ	
جنگ اور مذہب [illegible]	مارمیڈیوک پکتھال
خطبات جمعہ [illegible] عیسائیت کی ناکامی	ایڈیٹر
اسلام کی [illegible] روحانی	محمد صادق نومسلم
نمبر ۶۸ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
خطبہ [illegible]	"
جنگ اور مذہب	پکتھال
[illegible] ایران	ایڈیٹر
[illegible] انگریزی [illegible]	مولوی صدر الدین
[illegible]	
[illegible]	محمد صادق نومسلم
اشاعت اسلام [illegible]	احمد بادشاہ
میں اسلام کیوں [illegible]	خواجہ کمال الدین
نمبر ۶۹ - مارچ سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
اسلام یا مذہب فطرت	ڈڈلے رائٹ
انگلستان میں طلاق کے مقدمے	ایڈیٹر

مضامین	مضمون نگار
رسم ختنہ	ایڈیٹر
اللہ ہی نور ہے	"
خلیفۃ المسلمین سلطان ٹرکی کیلئے دعا کا دن	علی رضا
کیا ہم جناب مسیح کے دشمن ہیں	ظہور احمد صاحب
ترجمہ خط محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ	ایڈیٹر
خواجہ کمال الدین صاحب کی چٹھی کا اقتباس	خواجہ کمال الدین
نمبر ۷۰ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
امید مستقبل	خالد شیلڈرک
معجزات	محمد حسن
اشاعت اسلام	عبد الرحمن حامد شفیع
اسلام میں مستورات کی حیثیت	نومسلم انگریز
کتب الہامی کی نسبت چند ایک خیالات	لارڈ ہیڈلے
بعثت اسلام	مولوی محمد علی
مسز [illegible] کا لیکچر اسلام پر	از مسز [illegible]
[illegible] کا طرز عمل	ایڈیٹر
نمبر ۷۱ - مئی سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	مسلم آؤٹ لک
قرآن مجید کا ترجمہ تلگو زبان میں	"
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
[illegible] کا قبول اسلام	ایڈیٹر
[illegible] کا اسلام	"
[illegible] اسلام [illegible]	مولوی محمد علی
قرآن [illegible]	"
اخوت	خالد شیلڈرک
اسلام [illegible] کا مکمل نمونہ	"
حضرت [illegible] کے لیکچر	ایڈیٹر
[illegible]	
[illegible] گنہگاروں کیلئے	"
نمبر ۷۲ جون سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
[illegible]	مارمیڈیوک
[illegible]	خالد شیلڈرک
حضرت محمد صلعم کے فضائل	ایڈیٹر
حضرت عمر ایک متقی پارسا بادشاہ	شیخ عطاء اللہ
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
نمبر ۷۳ - جولائی سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
دعائے یکساں	محمد علی
مسجد شاہجہان ووکنگ	مترجم
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
ایک نقطۂ تبیین قرآن	شیرڈ ریویو
تکمیل نفس و نشوونما	خواجہ کمال الدین
حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کا مختصر خاکہ	مشیر حسین
قرآن، بعثت اور علم نجوم	محمد ابو الحسن
نمبر ۷۴ - اگست سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
قرآن اور انسانی قوانین کے بنیادی اصول پر ایک نظر	ایڈیٹر
کفارہ	مصطفیٰ خان
اقوال مسیح	خالد شیلڈرک
مذہب رواداری و منافرت مذہب کا اثر	ایڈیٹر

مضامین	مضمون نگار
انسانی زندگی اور از روئے قرآن مجید کی غرض و غایت اور طریق حصول	ایڈیٹر
فدائے اسلام	
نمبر ۷۵ - ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
اگر مسیح دوبارہ دنیا میں آئیں تو کیا دیکھیں گے	ایڈیٹر
خدمت قوم یا سوسائٹی	ملک محمد یار خان؟
ابتلاؤں میں صبر و توکل	حافظ محمد حسن
قرآن میں اخلاقی تعلیم	ایڈیٹر
اسلام اور بت پرستی	ڈڈلے رائٹ
جسمانیت اخلاق - روحانیت	ایڈیٹر
اسماء الحسنیٰ	ایم - ایم تیون؟
زندہ مذہب کی خصوصیت	مصطفیٰ خان
نمبر ۷۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
عیسائی مشنری غور کریں	پکتھال
ثابت قدمی اور قربانی	
ایثار بے نفسی ہی کامیابی کا راز ہے	ایڈیٹر
تدبیر و تقدیر	پکتھال
سادگی مذہب	لارڈ ہیڈلے
مذہب کی غرض و غایت	مولوی صدر دین
نمبر ۷۷ - نومبر سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
سیاسیات اسلام	پکتھال
اسلام تہذیب و ترقی	خالد شیلڈرک
مسجد میں گرجا	مولوی صدر دین
غزوات نبوی	مصطفیٰ خان
رب المشرقین و رب المغربین	ایڈیٹر
نمبر ۷۸ - دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
حضرت خواجہ صاحب کا ایک اخلاقی بلدہ رنگون میں	از خود رنگون میل
خواجہ صاحب سے ملاقات رنگون میل کے نمایندہ خصوصی کی	
شخصی ومداری	خالد شیلڈرک
کیا عیسائیت نے یورپ کو مہذب بنایا	جان پارکنسن
لغت اسلام	مولوی محمد علی
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں	خواجہ کمال الدین
سیرت [illegible]	مولوی صاحب
نمبر ۷۹ - جنوری سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	ایڈیٹر
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
اصلاح	محمد مارماڈیوک
جوہر اسلام	چودھری ایم [illegible]
اسلام کی بعض خصوصیت	منشی فضل [illegible]
مسلم اور عیسائی موحدین	ایڈیٹر
لغت اسلام	مولوی محمد علی
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ایڈیٹر
نمبر ۸۰ - فروری سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	ایڈیٹر
دنیا میں اسلام کی حالت	"
[illegible]	"
قرآن [illegible] کو سچا مسلمان نہیں سمجھ سکتا	"
اشاعت اسلام	محمد نبال؟

مضامین	مضمون نگار
اسلام اور ایفائے عہد	محمد یعقوب خان
ملفوظات خواجہ صاحب	ایڈیٹر
شاہنشاہ عرب کے دربار میں ایک عیسائی عورت کا بیعت ہونا	"
نمبر ۸۱ - مارچ سنہ ۱۹۲۱ء	
تصویر افکار - جذبۂ محبت	ایڈیٹر
شذرات	"
لاگوس میں مسلمان	"
شراب اور مذہب	"
اسلام میں رواداری	"
فارقلیط یا محمد (صلعم)	محمد یعقوب خان
اسلام اور اہل مغرب	خالد شیلڈرک
ملفوظات حضرت خواجہ صاحب	خواجہ کمال الدین
ثمرات اسلام	ایڈیٹر
نصب العین مشرق و مغرب	"
نمبر ۸۲ - اپریل سنہ ۱۹۲۱ء	
اشاعت اسلام کے معزز حامی توجہ فرماویں	خواجہ کمال الدین
قرآن شریف کی ہدایت دربارہ طریق وعظ	ایڈیٹر
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف	ایڈیٹر
فلسفہ اسلام	خواجہ کمال الدین
اسلام کے متعلق چند خیالات	[illegible]
نمبر ۸۳ - مئی سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	ایڈیٹر
چند اور معزز انگریزوں کا قبول اسلام	"
ازدواجات حقیقت توحید	"
مسئلۂ اسلام	"
پیرس میں مسجد	"
ہندوستان میں اسلام	مصطفیٰ خان
المؤمنین اسلام	مسٹر چارلس
ملت حضرت ابراہیم	محمد مارماڈیوک
زمانہ کی رفتار اور تعلیم اسلام	از رنگون
نمبر ۸۴ - جون سنہ ۱۹۲۱ء	
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	دوست محمد
اسلام کا اثر	ایڈیٹر
اسلام میں خدا کا مفہوم	"
اسلام میں حقوق نسوان	محمد مارماڈیوک
بنی آدم کے لئے پیغام	خالد شیلڈرک
مسئلہ آہیمہ؟	یعقوب خان
غزوات نبوی	مصطفیٰ خان
جہالت عظیم	ایڈیٹر
وحدانیت	"
فرقہ بندی	[illegible] از رنگون
نمبر ۸۵ - جولائی سنہ ۱۹۲۱ء	
ہندوستان میں تبلیغ اسلام	مصطفیٰ خان
اسلام اور مفہوم اسلام	خواجہ کمال الدین
برکات مصائب	حافظ محمد حسن
مسیحی سائنس	ایک صوفی
نمبر ۸۶ - اگست سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	ایڈیٹر
میری خطرناک بیماری دوران بیماری میں انتظام مشن	خواجہ کمال الدین صاحب
ہماری موجودہ ضروریات	"
مذہبی نکتہ خیال سے [illegible]	"
انگلستان کی تصدیق	"
ہندو انتظام مشن	"
نمبر ۸۷ - ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء	

مضامین	مضمون نگار
شذرات	مترجم
القطرات القرآن	منشی دوست محمد
[illegible] شکریہ	مصطفیٰ خان
سنگاپور میں [illegible]	ایڈیٹر
حضرت مسیح علیہ السلام کا مذہب	خواجہ صاحب
اسلام کا عروج	پروفیسر عبدالکریم
نمبر ۸۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	مترجم
عالمگیر مذہب	منشی دوست محمد
تذکرۃ الحبیب	انوار الحق
خطبہ عید الضحیٰ	مصطفیٰ خان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم	زین العابدین
مسلم و مانع؟	[illegible]
غزوات نبوی	مصطفیٰ خان
غلامی	خواجہ نذیر احمد
قربانی کا آغاز	محمد صادق
نمبر ۸۹ - نومبر سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	مترجم
واقعات حاضرہ میں ہمارا مسلک	خواجہ کمال الدین
[illegible]	دوست محمد
مسائل حاضرہ پر چند اعتراضات کے جواب	مولوی محمد علی
اہل کتاب	ایڈیٹر
قربانی کا آغاز	محمد صادق
غزوات نبوی	مصطفیٰ خان
نمبر ۹۰ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء	
شذرات	مترجم
عید الضحیٰ کے متعلق اخبارات کی رائے	ایڈیٹر
بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام	منشی دوست محمد
فطرت انسانی کا مذہب	خواجہ کمال الدین
غلامی	خواجہ نذیر احمد
عید الضحیٰ	مصطفیٰ خان
عید الضحیٰ کے متعلق اظہار خیالات	[illegible]
مسلم کی زندگی	محمد [illegible]
امید راحت	"
نمبر ۹۱ - جنوری سنہ ۱۹۲۲ء	
خواجہ صاحب کا تازہ کلام	خواجہ صاحب
شذرات	مترجم
مذہب میں کوئی جبر نہیں	ایڈیٹر
کلیسیا کی اخلاقی حالت میں تنزل	"
تاریخ ارتقائے اسلام [illegible]	مصطفیٰ خان
حقیقی سنت	"
غلامی	نذیر احمد
مذہب میں نیا دور	خالد شیلڈرک
غزوات نبوی	مصطفیٰ خان
اسلامی اور عیسائی تہذیب	آر لسان
اسلام میں خدا کا مفہوم	محمد مارماڈیوک
نمبر ۹۲ - فروری سنہ ۱۹۲۲ء	
شذرات	مترجم
غلامی	خواجہ نذیر احمد
اسلام کی فضیلت	آر لسان
القرآن اور بدھ	محمد عارف
اسلامی اور عیسائی تہذیب	آر لسان
اسلام اور سائنس	مولوی عبد الرحیم؟
نمبر ۹۳ - مارچ سنہ ۱۹۲۲ء	
شذرات	مترجم
علمبردار اسلام	خواجہ کمال الدین
ایک معزز خاتون کا قبول اسلام	ایڈیٹر

مضامین	مضمون نگار
ملفوظات خواجہ صاحب	خواجہ کمال الدین
اسلامی اور عیسائی تہذیب	ار لسان
نور و ہدایت کا واحد ذریعہ	چارلس
مشرق و مغرب - -	ایڈیٹر
جمہوریت اسلام - - -	″
ایک سچا انسان - - -	″
نمبر ۹۴ - اپریل ۱۹۲۲ء	
شذرات - - -	مترجم
اسلام اور یورپین تہذیب	عبدالمنتقیم
اسلامی مسجد میں طریق عبادت	محمد یعقوب خان
علمائے مغرب - -	اقبال
پاک روایات - -	ایڈیٹر
اسلام اور اشتراکیت	خواجہ نذیر احمد
صوفیوں کی ڈائری - -	ایڈیٹر
نمبر ۹۵ مئی ۱۹۲۲ء	
شذرات - -	مترجم
ہمارا تبلیغی مشن	خواجہ کمال الدین
صلائے لطف بر اہل ہمت	″
ملفوظات - -	″
بیاض صوفی - - -	″
پاک روایات	ایڈیٹر
برٹش مسلم سوسائٹی کی طرف سے سفیر افغانستان کو ایڈریس	″
اسلام میں سزائے ارتداد - -	″
نمبر ۹۶ جون ۱۹۲۲ء	
شذرات - -	مترجم
ٹائمز و وکنگ	ایڈیٹر
ہمارے متعلق انکی کیا رائے ہے	″
اسلام اور سوشلزم	خواجہ نذیر احمد
ملفوظات خواجہ	خواجہ کمال الدین
اسلام میں جمہوریت - -	فیض محمد
پاک روایات	ایڈیٹر
بیاض صوفی - - -	″
لندن مسلم ہوس میں خطبہ جمعہ	
بلاد غیر میں تبلیغ اسلام -	
جرمنی میں اشاعت اسلام کی ضرورت -	پروفیسر عبدالستار
صوم - -	محمد یعقوب خاں
نمبر ۹۷ جولائی ۱۹۲۲ء	
شذرات - -	مترجم

مضامین	مضمون نگار
اسلام کی اپیل مسلمانان عالم سے - - -	مولوی محمد علی
قرآن کریم کی کامیابی - -	
تبلیغ اسلام - - -	مایت از زنگون
مردے زندہ کئے جاتے ہیں	مولوی محمد علی
خط و کتابت - -	یعقوب خاں
اسلام میں جمہوریت - -	فیض محمد
پاک روایات - -	ایڈیٹر
ہمارے متعلق ان کی کیا رائے ہے - - -	″
نبی کریم صلعم ایک مصلح کی حیثیت میں - -	عبداللہ
غیبت اور عیب جوئی - -	ایڈیٹر
نمبر ۹۸ - اگست ۱۹۲۲ء	
شذرات -	مترجم
بنک کے سود کا اشاعت اسلام پر خرچ	مولوی محمد علی
اسلام کے متعلق مغرب کے خیالات - -	ایڈیٹر
انگلستان میں عید الفطر	دوست محمد
تعلیمات اسلام - -	گلبرٹ ریڈ
الہام عالمگیر ہے یا قومی حدود کو تسلیم کرتا ہے	شمس الدین
مسئلہ تقدیر اسکی اہمیت اور علت غائی	بشارت احمد
نمبر ۹۹ ستمبر ۱۹۲۲ء	
شذرات - - -	نذیر احمد
ٹائمز و وکنگ - - -	
دنیا پر اسلام کا احسان	ایڈیٹر
علمی تعلیم کون دیتا ہے	″
کلیسیا میں کیا خرابی ہے	″
ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں - -	ٹائمز
صحیح انجیل کہاں ہے -	ایڈیٹر
اور خونریزیاں - -	خالد شیلڈرک
بیاض صوفی - - -	خواجہ کمال الدین
اتفاق بین المسلمین اور اشاعت اسلام - -	موسٹی زنگون
خطبہ عید الفطر	خواجہ کمال الدین
مذہب اور معاشیات میں مطابقت	″
عید الفطر -	پکتھال

مضامین	مضمون نگار
نمبر ۱۰۰ - اکتوبر ۱۹۲۲ء	
ووکنگ میں عید الضحیٰ	مترجم
ہمارے تبلیغی مشن	خواجہ کمال الدین
انجیل راحت - -	محمد یعقوب خان
انسان کی پوشیدہ طاقتیں اور معجزات - - -	ایڈیٹر
قرآن کی اخلاقی تعلیم	ایڈیٹر
ملفوظات - -	خواجہ کمال الدین
اسلام اور موجودہ تہذیب	اے شورما
نمبر ۱۰۱ - نومبر ۱۹۲۲ء	
مشرق اور مغرب	ایڈیٹر
عید الضحیٰ - - -	پکتھال
روح کی نجات - -	ایڈیٹر
اسلام میں جمہوریت	″
حضرت مسیح ایک مسلم تھے	″
پاک روایات	″
عالمان الہیات کی توجہ کے قابل چند امور	″
اسلامی اخلاقیات	مولوی محمد علی
عیسائیت کا تنزل	مسٹر لسان
ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں	ایڈیٹر
ستی عت - - -	″
تعدد ازدواج پر کیمبرج میں دلچسپ بحث	″
نمبر ۱۰۲ - دسمبر ۱۹۲۲ء	
عرض حال - -	مترجم
عیسائیت ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت میں	ایڈیٹر
اسلام میں عورت کی حیثیت	
مذہب اور سیاسیات	محمد یعقوب خان
خطبہ عید الضحیٰ	ایڈیٹر
اختلاف رائے ایک رحمت ہے	
حضرت مسیح کی بشریت	خواجہ نذیر احمد
پاک روایات - -	″
نبی کریم کا اسوۂ حسنہ	ایڈیٹر
قرآن کریم تبلیغی کتاب ہے	ایڈیٹر
پیرس میں ایک مسجد اور مجلس اسلامیہ کا قیام	ار لسان
ہماری نسبت وہ کیا خیال کرتے ہیں	ٹائمز
برٹش مسلم سوسائٹی	خواجہ کمال الدین
لندن مسلم ہوس میں تبلیغی کوششیں	″

ضروری اعلان

۱ ـ رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے،
۲ ـ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہئے ـ ورنہ شکایت معاف ـ
۳ ـ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہئے +
۴ ـ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنی خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہئے ـ ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہے +
۵ ـ سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ بیرون از ہندوستان صمہ نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے ـ
۶ ـ جواب طلب خطوط کیلئے ـ ہ جوابی کارڈ آنا چاہئے +
۷ ـ جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائینگے ان کے نام ایکسال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا +
۸ ـ مربی رسالہ وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے ـ

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰	۳۵	۲۰
۶	۲۵	۲۰	۱۴
۳	۲۰	۱۵	۸
۱	۸	صمہ	۸

اجرت اشتہار پیشگی لیجائیگی معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا مدت معینہ کے اندر اشتہار بدل سکتا ہے، اشتہار کے مضمون چھپوانے چاہئیں
۱ ـ اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو ہر کاتب کی اجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی ـ
۲ ـ فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جاویں گے ـ
۳ ـ ٹائٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی +

تمام درخواستیں بنام

مینیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

سلک مروارید

یہ ان دس زبردست معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے سنہ ۱۹۱۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات پر دیگر مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے ماتحت اسلام پر دیئے۔ اور جسے مسلم بک سوسائٹی نے کمال محنت و جانفشانی سے ترجمہ کراکر شائع کیا۔ یہ دس چوٹی کے لیکچر دراصل بہت سی علمی ادبی اخلاقی تمدنی معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے قریباً تمام اہم مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ تمام ادیان باطلہ کی تردید کیلئے اس میں کافی موجود ہے۔ اور جن مسلم احباب کو مخالفین و دشمنان اسلام سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان کے پاس ایسے در نایاب کا ایک نسخہ ہونا ازبس ضروری ہے۔ عیسائیت کے زہر کے لئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے +

یہ سلک مروارید اسلام اور قرآن کریم کے حسن و جمال کا آئینہ ہے۔ اس روشن آئینہ میں اسلام کا حسن و دلربائی جلوہ گر ہے۔ اور اسلام کی اس مذہبی رواداری کا جو تذکرہ مذاہب کے متعلق اسلام رکھتا ہے۔ اس بے بہا نسخہ میں عملی زندگی عبادت کی حقیقت۔ زندگی کا مکمل ہدایت نامہ۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم۔ عورتوں کی حالت علوم جدیدہ۔ احیاء علوم بہشت و دوزخ اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشرح بحث کی گئی ہے۔ اور دلائل سے مذہب اسلام کو ایک سچا مذہب ثابت کیا ہے +

اب ذیل میں ان دس لیکچروں کے عنوان معہ مقام سن تقریب لیکچر کی تفصیل شائع کی جاتی ہے۔ جن پر یہ ضخیم کتاب جس کے صفحات کے قریب مشتمل ہے۔ اور جس کا سائز ۲۰×۳۰ کی چھوٹی تختی ۱۶ صفحات کی ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد ۱عہ

نمبر شمار	مضمون	تقریب	مقام	سنہ
۱	اسلام … … … … … …	جلسۂ مذاہب	الہ آباد	۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء
۲	اسلام اور اصول اسلام اور ان کا مقابلہ عیسائیت سے	دہریہ سوسائٹی	کیمبرج لینڈن	۲۷ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء
۳	خصوصیات اسلام … … … … …	مذہبی کانفرنس	پیرس (فرانس)	جولائی سنہ ۱۹۱۳ء
۴	اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب … … …		اڈنبرا (لندن)	سنہ ۱۹۱۴ء
۵	عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں ضرورت اسلام	محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس	دہلی	۹ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء
۶	عالمگیر اخوت اور عالمگیر ملت قائم کرنے کی غرض سے ایک اہم مذہبی تحریک … … …	”	لندن	سنہ ۱۹۱۸ء
۸	لیگ بین المذاہب … … … … …	تبلیغی دورہ	مدراس	۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء
	فلسفۂ اسلام … … … … …	”	رنگون	سنہ ۱۹۲۱ء
	اسلام اور مفہوم اسلام … … …	”	سنگاپور	سنہ ۱۹۲۱ء

درخواستیں بنام منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

قیمتی جواہر ریزے کوڑیوں کے دام

یعنی

رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ جلدیں

جولائی	سنہ ۱۹۱۴ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء	۶ رسالے	قیمت	عہ/
جلد	سنہ ۱۹۱۵ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۸ رسالے	″	عہ/
″	سنہ ۱۹۱۶ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	مکمل	″	عہ/
″	سنہ ۱۹۱۷ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰ رسالے	″	عہ/
″	سنہ ۱۹۱۸ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۱ رسالے	″	عا/
″	سنہ ۱۹۱۹ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	مکمل	″	عا/
″	سنہ ۱۹۲۰ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	″	″	سے/
″	سنہ ۱۹۲۱ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	″	″	سے/
″	سنہ ۱۹۲۲ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	″	″	للعہ/

ضروری اعلان

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

الوہیت [illegible] حقیقت [illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

ترجمہ [illegible] اسلام [illegible] ضروری ہے ۔ ۔ ۔ [illegible]

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں [illegible] ۔ ۔ [illegible]

مطالعہ اسلام ۔ ارکان اسلام اور حقیقت اسلام کا فلسفہ ۔ ۔ ۱۲ر

مکالمات [illegible] مختلف مذاہب کے علماء کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کے [illegible] ۱۲ر

مسلک [illegible] اسلام کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی [illegible]

براہین نیّرہ ۔ قرآن ایک خاتم اور الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب انسان کے کل قوانین موجود ہیں ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

اُم الالسنہ ۔ عربی الہامی زبان ہے [illegible] ۔ ۔ ۱۲ر

اسوۂ حسنہ ۔ آنحضرت صلعم [illegible] ۔ ۸ر

ضرورت الہام [illegible] ۔ ۱۲ر

ذات عالم کا مذہب [illegible] ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

اسلام اور علوم جدیدہ ۔ [illegible] ۱۲ر

[illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

[illegible] ۔ ۔ ۔ ۸ر

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور سے طلب کریں

ممالک غیر کیلئے

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۹) | بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء | نمبر (۱۲)

فہرست مضامین

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

اِطلاع ضروری

۱ . اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے - جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے
۲ - رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہیئے - ورنہ شکایت معاف -
۳ - رسالہ اشاعت کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہیئے -
۴ - خریداران رسالہ کو بوقت خط وکتابت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے - ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی -
۵ - سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ بیرون از ہندوستان صہ نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے +
۶ - بجواب طلب خطوط کیلئے ۱ ر کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے -
۷ - جو صاحب ۸ خریدار عنایت فرمائیں گے - ان کے نام ایکسال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا -
۸ - پُرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۹۱۴ء تا نہایت ۱۹۲۰ء فی جلد ۸ ر ۱۹۲۱ء ۱۹۲۲ء فی جلد سے ر محصولڈاک بذمہ خریدار -
۹ - مُربی رسالہ اشاعت اسلام وہ ہے جو نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے مبلغ ۵۰ روپے سالانہ چندہ دے -

اُجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعتِ اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰ ر	۳۵ ر	۲۰ ر
۶	۳۵ ر	۲۰ ر	۱۲ ر
۳	۲۰ ر	مشہ ر	ہلے ر
۱	ہلے ر	صہ ر	سے ر

اشتہار کے مضامین ہر ماہ بدل سکتے ہیں ، مدت معینہ کے اندر اشتہار بدل سکتا ہے ، معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا ، اُجرت اشتہار پیشگی لیجائیگی

۱ - اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو مہر کاتب کی اُجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی -
۲ - فحش اور خلاف تہذیب اشتہار ہرگز نہ لیئے جائیں گے -
۳ - ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی +

تمام درخواستیں بنام مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہیئیں

اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء نمبر (۱۲)

ایک دردمند دل کی آہ!

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم سے)

ذیل کا خط حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے لاہور پہنچنے سے پہلے اپنے برادر خورد خواجہ عبد الغنی صاحب کے نام بھیجا تھا۔ جس کے ساتھ کچھ عربی اشعار آپ نے اپنے برادر مکرم خواجہ جمال الدین صاحب کی وفات اور بعض دیگر حادثات پر لکھے ہیں۔ خواجہ صاحب کا یہ کلام ناظرین کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوگا اور دُعا کریں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کو ویسا ہی صبر و استقامت عطا فرمائے جس کا اظہار انہوں نے ان اشعار میں کیا ہے۔ مترجم

نحمدہ ونصلے

عزیزی عبد الغنی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ذیل کے اشعار عربی کوئی شاعری نہیں۔ دل سخت دردمند سے کل ریل میں دل بھر آیا۔ درد نے ان اشعار کی شکل اختیار کی ہیں اور عربی زبان۔ اور پھر اشعار شاید عربی بہت سے سقم ان میں ہوں گے لیکن نظر ثانی انہیں کرنا زخموں پر نمک پاشی کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم پر رحم کرے

(خواجہ کمال الدین)

جمال الدین اما غاب من عینی ۔۔۔ تغاب کل حسن والجمال

اے جمال الدین۔ تو آنکھوں سے نہیں چھپا ۔۔۔ بلکہ تمام حسن و جمال چھپ گیا

وفی قلبی اجدك یا حبیبی ۔۔۔ وان رحت الی الفردوس عالی

اے حبیب میں تجھے اپنے دل میں پاتا ہوں ۔۔۔ اگرچہ تو فردوس عالی کی طرف چلا گیا ہے

حمامتنا تطیر بریش شوقٍ — الی وکر البقا للسبع عالی

ہماری فاختہ شوق کے پروں سے — عالم اعلٰی کی سیر کیلئے بقا کے گھونسلے کی طرف اُڑ گئی

وقد ملک فی المشی ھونا۔ والیوم — لماذا اسرع من سیر الخیالی

آپ تو چلنے میں آہستہ قدم تھے — لیکن آج آپ کیوں خیال کی رفتار سے بھی تیز قدم ہو گئے

الی البابور رحت للزیارۃ — وقد ملک سارعٌ للارتحالی

میں تو آپ کی زیارت کیلئے جہاز کی طرف گیا — اور آپ کے قدم رحلت کی طرف تیز ہو گئے

وجدلی موت ابنی مستقیماً — وختم الیوم۔ صبر با لکمالی

اپنے بیٹے کی موت پر میں نے استقامت دکھلائی — لیکن آج صبر میرے اس کمال (صبر و استقامت) کے ساتھ ختم ہو گیا۔

بشیرٌ مات ما حزنٌ لوجھک — احب انت من اھلی عیالی

بشیر کے مرنے پر تیری وجہ سے مجھے غم نہ ہوا — تو مجھے میرے اہل و عیال سے زیادہ پیارا تھا

وعینی مالھا علم بدمعٍ — وعینا صارت الیوم و یالی

میری آنکھ آنسو سے آشنا نہ تھی — لیکن آج میری آنکھ اور دل چشمہ ہو گئے

وفی ظلمات بیتی کنت بدراً — نھاری الیوم صار کاللیالی

میرے گھر کے ظلمات میں تو چودھویں رات کا چاند تھا — آج میرا دن راتوں کی طرح ہو گیا

علی شفتیّ عطش ثم عطش — لکم فی الخلد کاسات الوصالِ

میرے ہونٹوں پر عطش عطش ہو رہی ہے — آپ خلد میں وصل کے پیالے پی رہے ہیں

خلیجا لم تکن بینی و بینک — عیال زین دنیا حب مالِ

مجھ میں اور آپ میں عیال یا دنیا کی زینت یا حُبِّ مال نے کبھی خلیج پیدا نہیں کی

واکبر انت من کرمک و بنالک — لکم ۱ امر ۱ احکام مقالی

آپ عمر میں مجھ سے بڑے تھے لیکن آپ کے فضل و کرم نے آپ کے لئے میری باتیں امر و حکم بنا رکھے تھے

انا فی البعد عن وطن لوجھک — عن افکار النوازل کنت خالی

میں تو وطن سے دور ہی رہا لیکن تیری وجہ سے میں افکارِ زمانہ سے الگ رہا

لنا فی ذاتکم رکنٌ و بعدک — توکلت علی ذات ذی الجلال

آپ کی ذات ہمارے لئے ایک رکن کا درجہ رکھتی تھی — آپ کے بعد ہمارا بھروسہ خدائے ذوالجلال پر ہے

۱؎ حضرت اقدس مرزا صاحب کے نواسے بشیر احمد [illegible] مرحوم [illegible] جو ۳۴ سال کی عمر میں راہیٔ ملکِ بقا ہوئے

وکلّ من علیها فان طبعاً — ویبقی وجهہ ربّك ذو الجلال

ہر ایک چیز جو زمین پر ہے وہ طبعاً فانی ہے — ربّ ذو الجلال ہی باقی ہے

وحبّك زائلٌ بالنفس فان — احبّ الذات ماخالیۃ الزوال

(اے انسان) نفس فانی کے ساتھ تیری محبت ایک امر زائل ہے۔ اسی ذات سے محبت کر جو زوال سے خالی ہو

رضینا قسمۃ الجبّار فینا — وحمدك یا الٰھی کل حال

جو جبّار نے ہماری قسمت میں کر دیا ہم اس پر راضی ہیں — اے میرے اللہ تیرا شکر و حمد ہے

الٰھی ھب لہٗ جنات عدنٍ — الٰھی اعطہ دار المعالی

اے خدا اُسے جنات عدن اور درجات عالی بخش

تقبّل ربنا منا دُعائك — وما کنت شقیا بالسوال

اے رب یہ میری دعا جو تجھ سے ہے اسے قبول فرما — اور میں تو اپنے سوال میں کبھی محروم نہیں ہوا

شذرات

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لاہور میں قارئین کرام یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جو گذشتہ ماہ جون ۱۹۲۳ء میں بمعیت لارڈ ہیڈلے بالقابہ حج کو تشریف لیگئے تھے مصر میں کچھ دن قیام کرنے کے بعد واپس ہندوستان تشریف لے آئے ہیں۔ آپ ۲۹ - اکتوبر ۱۹۲۳ء کو لاہور پہنچے۔ حضرت خواجہ صاحب کی تشریف آوری سے ۲۶ یوم پہلے آپ کے برادر مکرم خواجہ جمال الدین صاحب بی - اے انسپکٹر مدارس ریاست جموں وکشمیر بقضائے الٰہی رحلت فرما چکے تھے جس کی اطلاع بمبئی پہنچکر ملی - اس خبر وحشت اثر نے حضرت خواجہ صاحب کو بہت ہی صدمہ زدہ کر دیا +

اس سے قبل سنہ ۱۹۱۰ء میں خواجہ صاحب کی غیر حاضری میں ان کے نوجوان فرزند خواجہ بشیر احمد بی - اے اور اسکی اہلیہ کا - اور پھر ان کے والدین کا انتقال کچھ کم صدمات نہ تھے - اب بھائی اور ایک ایسے لائق اور فرشتہ سیرت بھائی کی جو نہ صرف اپنے خاندان ہی کیلئے بہت سے فوائد اور برکات کا موجب تھا - بلکہ قوم کو بھی ان کے وجود سے بہت کچھ فوائد میسر تھے - وفات حسرت آیات کی خبر ان کے کانوں میں پہنچی ایسی حالت میں ان کا صدمہ زدہ ہونا ایک طبعی امر تھا - تاہم آپ نے بفحوائے آیہ کریمہ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات

واللہ مع الصابرین - اپنے کلیجہ پر صبر کا پتھر رکھا - اور کچھ دن بمبئی اور دیگر مقامات پر قیام فرمانے کے بعد ۲۹ - اکتوبر ۱۹۲۳ء کو لاہور تشریف لے آئے +

مولوی محمد یعقوب خان صاحب کی تشریف آوری

مولوی یعقوب خان صاحب بی - اے جو گذشتہ دو سال سے حضرت خواجہ صاحب کی معیت میں تبلیغ اسلام کی خدمات ووکنگ (انگلستان) میں سر انجام دے رہے تھے - اور خواجہ صاحب کے سفر حج پر جانے کے بعد ووکنگ میں امامت کے فرائض بھی ادا کرتے رہے ہیں - ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء کو لندن سے روانہ ہو کر جرمنی ۔ سوئٹزرلینڈ اور اٹلی وغیرہ ہوتے ہوئے ۲۱ - اکتوبر ۱۹۲۳ء کو لاہور پہنچ گئے - اسلامک ریویو میں آپ کی گذشتہ دو سالہ خدمات اسلام پر حسب ذیل تبصرہ کیا گیا ہے +

مولوی یعقوب خان صاحب ۱۹۱۹ء میں تبلیغ اسلام کے مقدس کام کو ہاتھ میں لینے سے پیشتر سرکاری ملازمت میں ایک ذمہ واری کے عہدہ پر مامور تھے جہاں بہت کچھ ترقی اور فوائد دنیوی کی امید ہو سکتی تھی - لیکن آپنے محض خدمات دینیہ کیلئے اس ملازمت کو ترک کیا - اور لاہور میں تبلیغ اسلام کے مختلف شعبوں میں دو سال تک کام کرنے کے بعد ۱۹۲۱ء میں انگلستان تشریف لائے - جہاں ان کے فضائل علمی اور وسیع تجربہ بہت مفید ثابت ہوا - آپنے اسلامک ریویو کی تنظیم وغیرہ کا کام اپنے ذمہ لیا - اور چھ ماہ تک مسلم پریئر ہوس لندن کا چارج آپ ہی کے پاس رہا -
قیام انگلستان کے دوران میں آپنے دو کتابوں کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا (۱) سیرت خیر البشر مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے - اور "راز حیات" مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے - اول الذکر کتاب اس وقت جرمنی میں مولانا مولوی صدرالدین صاحب بی - اے - بی ٹی کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے - اور موخر الذکر بھی انگلستان میں زیر طبع ہے -
جون ۱۹۲۳ء میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے سفر حج پر جانے کے بعد جب مسلم مشن ووکنگ کے تمام انتظامات کا بار ان کے اوپر ڈالا گیا - تو اس نازک ذمہ داری کے کام کو انہوں نے پوری قابلیت کے ساتھ سرانجام دیا - یہ کوئی آسان کام نہیں - نہ ہی خواجہ صاحب کی شخصیت ایسی ہے کہ آسانی سے اس کا بدل مل سکے - اسبارہ میں شخصیت ہی ایک چیز ہے جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے - ووکنگ مسلم مشن کے

کے افسر اعلیٰ میں خواہ وہ عارضی ہو یا مستقل بعض ایسی صفات جمع ہونی چاہئیں جو شاذ و نادر ہی کسی انسان میں پائی جاتی ہیں۔ اسلئے اسکو خدائی کرشمہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ اس وقت ایک ایسا انسان موجود تھا۔ جس پر خواجہ صاحب کی صفات کا پرتو تھا +

تبلیغ کے کام میں پوری سرگرمی اور انہماک کے ساتھ جسکے بغیر کوئی اعلیٰ مقصد تکمیل کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ بارآور ہو سکتا ہے۔ پرلے درجہ کا دانا اور فاختہ کی طرح بے ضرر ہونا بھی ضروری ہے۔ تبلیغ دین کے میدان میں بہت سے اسلحہ پر پوری دسترس ہونا اور حسب موقع ان سے کام لینے کا طریق معلوم ہونا۔ مختلف اشخاص اور معاملات کا ایک وسیع علم رکھنا کسی موقع کو پہچاننے اور اس سے کام لینے میں مستعدی اور کسی مسئلہ کے نہ صرف دو تو پہلوؤں پر غور کرنے۔ بلکہ جہاں دوسرا پہلو غلط ہو۔ وہاں اسکی غلطی کو واضح اور روشن کرنے کی قابلیت۔ بیحد صبر از حد ہمدردی اور لاانتہا عقل اور سمجھ یہ سب یا کم از کم ان میں سے بعض وہ چیزیں ہیں جن کا اس ذمہ واری کے کام کیلئے ایک شخص میں جمع ہونا ضروری ہے۔ اور اس کام پر جو مولوی یعقوب خان صاحب نے گذشتہ دو سالوں میں سرانجام دیا نظر ڈالتے ہوئے یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ ان میں یہ تمام صفات یکجا طور پر موجود ہیں +

آپ ایک نہایت گہرے سوچ وبچار رکھنے والے ایک نہایت قابل مبلغ اور ایک روشن دماغ مباحث ہیں۔ جن باتوں کو آپ بیان کرتے ہیں۔ انکو صرف عقلاً ہی پختہ اور مضبوط ثابت نہیں کرتے بلکہ معقولیت کے پیرایہ میں انہیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی صفت ہے جو اکثر لوگوں کیلئے فوراً بہت موثر ہوتی ہے۔ آپ کے غیر متبدل اصول میں کبھی ہٹ دھرمی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ اور دین کے ساتھ آپ کی لگن اس وسیع رواداری اور اللہ تعالیٰ کی صفت فیاضی پر مشتمل ہے۔ جو اسلام کا اصل الاصول اور نچوڑ ہے۔ جو دلائل آپ دیتے تھے وہ دگنی طاقت اور وزن رکھتے تھے کیونکہ عناد اور تعصب سے پاک تھی۔ اور آپ کی متحملانہ اور منطقیانہ حیثیت کا مخالف پر ایسا اثر ہوتا تھا۔ کہ اسکی تلخی کم ہو کر غور و فکر پر اسے مجبور کر دیتی تھی آپ نے لوگوں میں غور و فکر کا مادہ پیدا کیا۔ اس سے بڑھ کر شاندار کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ جو ایک خادم دین الہی کو پیش کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ مولوی یعقوب خان صاحب میں وہ شاذ صفت بھی پائی جاتی ہے۔ جسکو آجکل مزاح (A Sense of humour) سے

پامال حُسنِ عمل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ قیمتی چیز ہے جس کا دعوٰی تمام انسانوں کو ہے لیکن بمشکل ہزار میں سے ایک انسان اس کا اہل ہو گا۔ اس صفت کی وجہ سے جو اگر ان کی قسمت یاوری کرتی۔ تو کسی ڈیکنز یا گلیڈسٹن کی ہمسری تک انہیں پہنچا سکتی تھی۔ انہوں نے عملی باتوں کو ہمیشہ اعتدال کی نظر سے دیکھا۔ اور اسی کی وجہ سے وہ اپنی ذمہ وارانہ پوزیشن کے نازک فرائض کو پوری اور نمایاں کامیابی کے ساتھ سرانجام دے سکے +

۱۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کو ان کے احباب کے لئے جو وکٹوریہ سٹیشن لندن پر انہیں الوداع کہنے کیلئے جمع ہوئے ایک افسوسناک منظر تھا۔ بہت سی آنکھیں پرنم تھیں۔ جس وقت گاڑی روانہ ہوئی ہر ایک کو اس نقصان کا احساس تھا۔ جو ان کی روانگی سے ہوا۔ ہر ایک کو یہ احساس تھا۔ کہ ان کا ایکدوست ان سے جُدا ہو گیا۔ ایک ایسا شخص ان سے علیحدہ ہوا جس کی عزت، اعتماد اور محبت نہ صرف ہمارے بلکہ ان سب لوگوں کے دلوں میں موجود ہے جو اسکے ساتھ کام کرتے رہے ہیں اور جو اسکو جانتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اسکو پھر جلدی ہم میں واپس لائے۔

نامۂ ووکنگ

لندن یونیورسٹی کا ایک گریجوایٹ مشرف بہ اسلام ہوا

تازہ ڈاک ولایت سے معلوم ہوا کہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء کو مسٹر اے ہین جو لندن یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں خواجہ نذیر احمد صاحب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ مسٹر موصوف خاص قابلیت اور لیاقت کے نوجوان ہیں +

ہم امید کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اس نئی رُوح کو اسلام کے لئے مفید ثابت کرے +

ہم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کے پیچھے ان کے خلف رشید نے کامیاب اور مبارک قدم اس راہ پر رکھا جس پر وہ چل رہے ہیں +

خواجہ نذیر احمد وہاں انجنیئری کی تعلیم کے لئے گئے تھے۔ جس سے فارغ ہو کر وہ شوقیہ طور پر امتحان بیرسٹری میں شریک ہو گئے۔ جس کے کل امتحانوں میں بھی وہ کامیاب ہو چکے ہیں۔ ہاں وہ بیرسٹری کی ٹرم (Term) پورا کرنے کے لئے ٹھیرے ہوئے ہیں +

حضرت خواجہ صاحب کا ارادہ تھا حج بیت اللہ کے بعد وہ ولایت کو چلے جائیں لیکن بعض خانگی وجوہات انہیں ہندوستان کی طرف لے آئے۔ ایسے وقت میں مولوی یعقوب خان صاحب مشن کا چارج خواجہ نذیر احمد کو دے آئے۔ خواجہ نذیر احمد اپنے خالی اوقات میں کبھی کبھی مشن کی خدمت کرتے رہے۔ ان کے مضامین اسلامک ریویو میں بہت تحقیق و قابلیت کے چھپ چکے ہیں۔ جن سے ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ یہ عارضی وقت جسمیں مشن ان کے ہاتھ میں رہیگا اچھی کامیابی کے ساتھ گذریگا +

گوشوارۂ آمد و خرچ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء دفتر ووکنگ مسلم مشن ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	عا	۰	۴	۵۷۹	خرچ ووکنگ مشن	عہ	۰	۰	۱۰۰
قیمت رسالہ	عکـ	۰	۱۲	۷۳۴	خرچ اسلامک ریویو	عـ	۰	۰	۲۰۰
میزان		۰	۰	۱۳۱۴			۰	۰	۳۰۰

دستخط
ڈاکٹر غلام محمد آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور

نقشۂ تفصیل آمد مشن آمدہ در ہندوستان بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
معرفت جناب عبد اللطیف ہیڈ آڈٹ آفس ڈیرا اسماعیل	۰	۴	۲	جناب احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب منہاج الدین بٹھنڈا	.	.	۵	جناب سید محبوب علی صاحب گوالیار	.	.	۲۵
" نواب فتحدین خان صاحب لاہور	.	.	۲	" محمد ابراہیم صاحب بھوانی	.	.	۱
" تاج الدین صاحب کالی کرچی	.	.	۵	" مصدق الدین احمد صاحب شملہ	.	.	۲
" مسیح الملک حکیم اجملخان صاحب دہلی	.	.	۵	" سید عظمت اللہ صاحب ملاری	.	.	۳
" تاج الدین صاحب	.	.	۱۰	" احسان الحق صاحب	.	.	۵
نامعلوم الاسم	.	.	۳	" فضل الدین صاحب	.	.	۵
جناب احمد بادشاہ صاحب ارکاٹ	.	.	۵۰۰	میزان	.	۴	۵۷۹

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم بجناب حاجی میجر حمید اللہ خان صاحب بھوپال			۵۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	.	۱۲	۶۸۴
میزان	.	۱۲	۷۳۴

نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن در ہندوستان ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
پیشگی امپرسٹ مشن	.	.	۱۰۰
میزان	.	.	۱۰۰

نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
پیشگی امپرسٹ اسلامک ریویو لٹریچر فنڈ	.	.	۲۰۰
میزان	.	.	۲۰۰

ضروری نوٹ

چونکہ مالی سال مشن کا اکتوبر ۱۹۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور بجٹ اس وقت تک پاس نہیں ہوا۔ اسلئے اس ماہ میں عملہ کی تنخواہ وسائر اخراجات وغیرہ نہیں ڈالے گئے۔

سکرٹری ووکنگ مسلم مشن

وجود باری تعالےٰ دماغ فے القدرت

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

یہ مسئلہ موجودہ علمی روشنی میں بآسانی حل ہوجاتا ہے۔ مادہ کے اوپر قانون کی حکومت تسلیم کی گئی ہے۔ نیز یہ بھی مانا گیا ہے۔ کہ کوئی مردہ شے مثلاً ایک لکڑی جو درخت سے جدا ہوگئی ہے خود بخود کام نہیں کرسکتی ہے۔ وہ صرف ایک قانون کے ماتحت کام کرتی ہے خواہ وہ قانون انسانی دماغ سے نکلا ہو یا کسی اور جگہ سے آیا ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا قانون قدرت یا دماغ فے القدرت اس مشین کو چلاتا ہے۔ اس سوال کا اطمینان بخش جواب اس مسئلہ کو حل کرسکتا ہے۔ ایک فلسفی کا یہ جواب ہوگا۔ کہ میں سوائے قانون قدرت کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہوں لیکن ایک مسلم یہ کہیگا کہ میں کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ سوائے اسکے کہ ایک عظیم الشان دماغ (ہستی) قدرت کے اندر کام کررہا ہے۔ اب ایک مزید تشریح کی ضرورت پڑگئی ہے۔ اور امور متنازعہ فیہا کا فیصلہ اس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ ایک ایسی مثال پیش کی جائے جو انسانی دائرہ عقل کے اندر ہو۔ اور اس کا تعلق قدرت کے ساتھ بھی ہو۔ ہم لوگ بہت سی اشیاء انسانی جدوجہد کے اندر مشاہدہ کرتے ہیں۔ جو قدرت کی چیزوں کے نمونے ہیں۔ یہاں پر بطور مثال ٹیلیفون کے تبادلہ کا دفتر پیش کیا جاسکتا ہے۔ جو انسانی دماغ کی مانند ہے۔ دھرم گھڑی اور ٹائم پیس وغیرہ بہت سے سیاروں کی روش پر بنائی گئی ہیں۔ مثلاً دُبِّ اکبر وغیرہ۔ کوئی شئے جو انسان کی خودساختہ ہے۔ اور اسکی بناوٹ سے ایک خاص اصول کا اظہار ہوتا ہے تو بلاشبہ اس سے ایک موجد کی ہستی کا اقرار کرنا پڑتا ہے یعنی انسانی قالب میں ایک دماغ ہے جس نے یہ چیز ایجاد کی ہے۔ بجنسہ اس دنیا میں جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کام کررہی ہیں وہ ایک عظیم الشان دماغ فے القدرت کی طرف اشارہ کرتی ہیں نمونہ

کسی دماغ یا موجد کی ہستی پر دال ہے۔ ہمارے ہر چہار اطراف میں قدرت کے نمونے پائے جاتے ہیں جنہیں اُن کی غرض و غایت موجود ہے۔ اب ہم ایک مضبوط اور بین دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح سے ان امورات دنیوی میں ایک انسانی دماغ کا دخل ہے۔ اسیطرح سے امورات قدرت میں ایک بلند اور بالاتر دماغ کام کر رہا ہے۔ اور بایں طریق اس کا وجود بپایۂ ثبوت پہنچ جاتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ دماغی مظاہرہ کے اظہار کیلئے مادہ کا ہونا لازمی ہے۔ پس یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ اگر قدرت میں ایک دماغ ہے تو پھر ازل سے مادہ کے ساتھ اس کا وجود قائم ہے۔ میں اسباب کو تسلیم کرتا ہوں کہ دماغ کا انحصار مادہ پر ہے لیکن یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ ہر دو کا وجود ساتھ ساتھ چلا آتا ہے۔ ظہور کے موقع پر دونوں کا وجود مجتمع ہے لیکن ان میں سے ایک مقدم ہے اور دوسرا مؤخر۔ اگر نموئہ شے مادیت سے پہلے ہے تو اُس دماغ (ہستی) عظیمہ کا وجود بھی مادہ سے مقدم ہے۔ مادّہ کا قانون کے تحت میں ہونا قانون کو مقدم ٹھیرا تا ہے۔ اور چونکہ قانون دماغ کا نتیجہ ہے۔ اسلئے قوانین قدرت اپنے صانع کے وجود کو ثابت کرتے ہیں۔

علم حسیات کے رُو سے ابھی یہ پتہ نہیں لگا کہ تخیلات اور دماغی مادہ کا کیا تعلق ہے۔ بہت سے فضلا اس مضمون کے متعلق قرآن شریف کی رائے کو تسلیم کرتے ہیں یعنی دماغی صورت جسمانی صورت سے نمودار ہوتی ہے لینوں کے پتلے پتلے تبدیل ہو کر تخیلات کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ اگر مادہ سے خیال پیدا ہوتا ہے تو بعض حالات میں خیال سے مادّہ کی تولید ہوتی ہے۔ انسانی دماغ بھی ایک پیدا کرنیوالی شے ہے۔ وہ مادّہ کو حرکت دیتا ہے۔ اور اسکے اوصاف کو ظاہر کرتا ہے۔ انسانی خیالات (اگرچہ وہ مادہ سے نکلے ہیں۔ اور ظہور کیلئے مادّہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں) جب ظاہر ہو کر دوسرے کے دماغ میں پہنچ جاتے ہیں۔ تو پھر ان کو مادہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ پس یہ خیالات کسی معنی میں بھی مادی نہیں کہے جاسکتے ہیں۔ حالانکہ وہ سننے والے کے چہرے اور جسم پر

ایک اثر پیدا کرتے ہیں۔الغرض اس وقت ہمکو یہ نہیں معلوم ہؤا کہ انسانی دماغ کہاں سے
اور کس طرح پیدا ہؤا۔ہم صرف اس کے ہستی کا یقین رکھتے ہیں پس ہمکو کونسی چیز
اس دماغ فی القدرت کے وجود ماننے سے روکتی ہے۔کیا اس وجہ سے کہ ہم اس ہستیٔ
عظیمہ کی ابتدا کو نہیں سمجھ سکتے ہیں +

ہم مسئلۂ ارتقا کو اس صورت میں قبول کرتے ہیں۔جو قرآن نے بتلایا
ہے۔موجودہ علمی روشنی نے اس مسئلہ کو دوسری طرح بھی حل کیا ہے۔ذرّات سے ہم
ایتھر (یعنی رقیق مادہ) پر پہنچے ہیں۔اور اس مادہ کے سفید داغ کی جانب
جسقدر زیادہ ہم بڑھتے ہیں۔اتنا ہی کم تر اس مادہ کے اشکال ہم کو نظر آتے ہیں
مرکب مفرد سے بنتا ہے۔کثرت وحدت سے اور مختلف اجناس جنس سے پیدا ہوتے
ہیں۔اسلئے علم حیات کے بہتیرے ماہرین وحدت کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔کرۂ
ایتھر فی الحقیقت ایک غدار ذخیرہ ہے۔جس سے تمام دنیا پیدا ہوئی ہے۔اور
تمام ممالک بھی قانون کے ماتحت ہیں۔اگر تمام ارتقائی منازل یہ ظاہر کرتے ہیں
کہ جملہ موجودات کی تعداد میں کمی ہوتی جاتی ہے۔تو پھر ہم یہ کہنے کے مستحق ہیں
کہ ازل میں صرف ایک ہی شے تھی۔اور وہ شئے مُردہ نہیں ہے ہیکل اوسکو
مادۂ قانون کہتا ہے لیکن اگر اُسے جوہر قانون کہا جائے۔تو پھر اسلامی عقیدہ
کے مطابق ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے +

قرآن شریف اس ہستی کو اللہ کے نام سے پکارتا ہے یعنی تمام قوانین
کا صانع اور خالق جس سے تمام اشیاء خواہ جسمانی ہوں یا دماغی روحانی ہوں پیدا
ہوئی ہیں +

بہت سے آزاد خیال لوگ ہماری طرز عبادت اور پرستش پر اعتراض کرتے ہیں
مسلم کی عبادت دوسروں کی عبادت سے جُداگانہ ہے۔اسلام کے لفظی معنی
قانون کی اطاعت ہے پس ہمارے نزدیک قدرت کی طاقتیں خدا تعالیٰ کے قوانین
ہیں۔اور اس معنی میں ہر ایک آزاد خیال ایک مسلم ہے۔

عربی میں عبادت کے مختلف معنی ہیں یعنی فرمانبرداری۔ دوسرے کی مرضی کے ماتحت ہونا ایک راستہ جس پر چلکر انسان منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔ وہ طریق یا شکل جس کو اختیار کر کے انسان ایک راستہ پر چلنے کو رضامند ہوتا ہے یعنی طریقہ عبادت۔ اپنی نماز میں ہم مختلف حرکات اور سکنات بجالاتے ہیں۔ کیا ہماری جسمانی حرکات ہمارے حسیات پر اثر نہیں ڈالتے ہیں۔ بعض وقت حسیات سے حرکات صادر ہوتے اور بعض اوقات حرکات سے خاص قسم کے تخیلات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر تخیلات اور حسیات ہمارے اعمال کے خاص کمائی ہیں تو ہماری طرز عبادت کی غرض و غایت بالکل بین اور صاف ہے +

پس نماز میں ایک مسلم کی حرکات اور عربی کے الفاظ اطاعت اور فرمانبرداری کا اثر دل میں پیدا کرتے ہیں +

سجدہ کے لفظی معنی ہے اپنی مرضی کو دوسرے کے ماتحت کر دینا۔ اور رکوع کے معنی ہے جسمانی جھکاؤ لیکن در اصل اس سے یہ مراد ہے کہ دل و دماغ کا جھکنا یا پھرنا۔ پس مسلم کی نماز میں یہ سب حرکت رکعت کے نام سے موسوم ہے جسکے معنے ہیں فرمانبرداری اور اطاعت۔ ایک آزاد خیال کو اس پر تمسخر نہ کرنا چاہئے یہ شخص ایک جسمانی حرکت کے اظہار سے اس مقنن کے حضور جو قانون بناتا ہے سر تسلیم خم کرتا ہے پس اگر ایک دنیوی مقنن کے سامنے اسکی اطاعت کا اظہار کرنا اور دست بستہ حاضر ہونا جائز ہے۔ تو پھر ایک مسلم کی نماز کیوں قابل مضحکہ اور اعتراض ہے یہ تمام سوال دو امور پر مشتمل ہے یعنی حاکم اور محکوم۔ اگر محکوم اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتا ہے تو یہ ایک معمولی اظہار فرمانبرداری ہے۔ اس زندگی میں کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ انسان قوانین قدرت کا ہمنوا ہو۔ پس قدرت کے ساتھ ہمنوا ہونا اسبات کی دلیل ہے کہ انسان اُس دماغ (ہستی) عظمیٰ کے اوصاف کے ساتھ ہمنوا ہے۔ اور مسلم کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام قوانین قدرت اس زبردست ہستی کے اوصاف کے مظاہرات ہیں +

میری طرح ایک آزاد خیال ایک غلام ہے جو کسی طاقت کے ماتحت ہے وہ قوانین قدرت

کو اپنا مالک سمجھتا ہے لیکن میرے پاس وہ دماغ ہے جو واضع قانون ہے۔ اور جس قانون کے ماتحت [illegible] کے کاروبار چلتے ہیں۔ وہ دماغ قانون کے ملک سے بالاتر ہے۔ اور [illegible] کے حدود محدود بھی ہیں۔ پس میرا دماغ اس اعلےٰ دماغ کی فرمانبرداری کریگا۔ نہ کہ خود ساختہ اشیاء کی +

اسلام۔ زندگی کا سچا قانون

"وہ ہمیشگی کی راحت انکے لئے ہے جو صراط مستقیم پر چلتے ہیں"

اسلام عقیدہ میں اسقدر سادہ اور اپنے تمام احکام میں اتنا سنجیدہ اور معقول پسند ہے۔ کہ ایک معمولی چرواہے کی زندگی کے مطابق بھی ہے۔ نیز ایک عالم فاضل یا فلسفی کیلئے نہایت بیش بہا سامان اس کے فلسفہ کے واسطے پیش کرتا ہے اسلام انسان کی سمجھ اور عقل کو اپیل کرتا ہے۔ انصاف اور پرہیزگاری کے خاص ستون ہیں۔ اصول ایسے جمہوری ہیں کہ مکہ کا نبی اعظم صلعم مسلم نظام سلطنت میں ایک انسان کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ ہاں! اسکی حیثیت واحد خدا کی طرف سے ایک سچے مرسل کی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کوئی خدا بشکل انسان نہیں تھے۔ جمہوریت کی مثال اس سے واضح ہوتی ہے کہ ایک ضعیف بیوہ خلیفہ عمر پر اُن کے سامنے اعتراض کرتی ہے۔ بادشاہ اور شاہنشاہ کو جب وہ تخت نشین ہوتے تھے ہمیشہ یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی تھی "یاد رکھو کہ جب تم مخلوق خدا کے درمیان انصاف کرنے بیٹھو تو یہ خوب سمجھ لو کہ ایک اور بھی زندہ ہستی موجود ہے۔ جو بحیثیت بادشاہ اور حاکم مخلوق تمہارے کام کا بھی موازنہ کریگی" تعجب یہ ہے کہ انسان ان تمام امور کو جان کر بھی مسلم نہیں ہے۔

اپنا بھروسہ اسی پر رکھو جو تمہارا اصلی مالک ہے۔ بیشک کیا ہی اچھا مالک

رب وہ ذات ہے"۔ اسلام اس دُنیا میں اپنی اس مکمل صورت میں قیام کیلئے آیا ہے۔ تمام مذاہب سے زیادہ کامل مذہب اسلام ہے +

" اسلام میں کوئی جبر یا اکراہ یا مذہبی باز پرس کی گنجائش نہیں ہے"۔

اسلام نے خطروں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور نہایت سخت سے سخت صدموں کو برداشت کیا۔ اور تمام جدوجہد سے نکلکر اور بھی تر و تازہ ہوگیا مصنفین اور نام کے مورخوں نے اسلام کے خوشنما اور صاف چہرے کو بدنما کرنے میں اپنی تمام روشنائی کا خاتمہ کردیا۔ تاکہ اسلام نہایت زبون صورت میں نظر آئے لیکن ان کی اس جدوجہد کا کیا فائدہ ہؤا۔ اسلام صبر کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرتا رہا۔ جبکہ خاک کا ابر بالکل غائب ہوگیا۔ اسلام صراط مستقیم کے راستہ پر گامزن ہے یعنی راستبازی صداقت اور سچائی کا راستہ۔ اسی ذات سے امداد کا خواہاں ہے جس کی حضور مسلم اپنا سر نیاز خم کرتا ہے۔ اور جو تمام دنیا کا خالق اور مالک ہے۔

اگر کوئی شخص درصل راستباز ہے۔ اور اس کے پاس صحیح و سوچنے والا دماغ ہے۔ اور اتنی طاقت ہے کہ ایک بیلچہ کو بیلچہ کہدے تو وہ ضرور بالضرور مسلم ہوجائیگا۔ ایسا کرنے سے وہ حضرت مسیح۔ جناب موسیٰ۔ راجہ رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج کی عزت اور عظمت میں ذرہ بھی کمی نہ کریگا۔ اسلام ہاں اسلام اپنے کامل مساوات کے رُو سے تمام مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ دنیا کے تمام مصلح ربانی کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے سینہ میں انسان کیلئے ایک پیغام لے کر آئے عزت اور توقیر کریں +

" خدا کو گوشت یا خون نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کے حضور تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے"

اگر کوئی مذہب اصلی روحانیت سکھلاتا ہے تو وہ اسلام ہے +

خدا کو ہماری نماز۔ روزہ یا قربانی کی ضرورت نہیں ہے لیکن اسکو انسان کی خدمت جو وہ مخلوق خدا کے ساتھ کرتا ہے بہت مرغوب ہے پس تقویٰ اور صفائی قلب اسلام کے پسندیدہ خاطر اوصاف ہیں۔

"بیشک اللہ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے"

خدا کے حاضر و ناظر سمجھنے کا خیال انسان کو تمام مشکلات سے بچا لیتا ہے بشرطیکہ اس کو اس امر کا احساس ہو۔ خدا تعالیٰ کے قرب کا اظہار اس سے زیادہ اور کسی الفاظ میں نہیں ہو سکتا ہے۔

"دین میں جبر و اکراہ نہیں ہے"

ایسے کھلے احکام کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور پھیلایا گیا ہے کیسی ہٹ دھرمی کی بات ہے۔ اسلام غور و خوض کرنے کی عادت سکھلاتا ہے اور مہذب دنیا میں جس شے کا نام پرہیزگاری یا زہد ہے۔ اسی کی اسلام تعلیم دیتا ہے اسلام مساوات۔ بھلائی۔ خیرات احسان اور محبت کی روح پھونکتا ہے خصوصاً اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ نیکی کی تعلیم دیتا ہے چھوٹے بچوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ۔ عورتوں کی عزت کرنا۔ اور ان کے حقوق کا خیال کرنا اسلام کی خاص تعلیم ہے۔ اگرچہ یہ حقوق عیسائی مذہب میں عورتوں کو نصیب نہیں ہیں۔ قرآن کریم کی عام ہدایت ہے۔ کہ مرد اور عورتوں کے درمیان تمام قانونی معاشرتی روحانی امور میں مساوات قائم کیا جائے۔ قرآن شریف یہ تعلیم دیتا ہے کہ عورتوں کی پوری تعظیم اور تکریم کی جائے۔ اور مرد اور عورت کے ایسے تعلقات ہونے چاہئیں کہ ایکدوسرے پر اعتماد کریں۔ اور باہم رشتہ محبت اور ارتباط کو مضبوط کیا جائے جس صورت میں طلاق کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ وہ آخری درجہ ہے جب مرد اور عورت کے تعلقات نہایت ناخوشگوار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا ایک ساتھ امن چین سے رہنا محال ہو جاتا ہے زہد تقویٰ راستبازی انصاف۔ رحم بھلائی احسان اسلام کے خاص اوصاف ہیں +

"نرمی سے گفتگو کرنا اور عفو کرنا اس بھلائی سے کہیں بہتر ہے جسمیں تکلیف شامل ہو۔ اللہ معاف کرنیوالا ہے"۔ اسلام کے جھنڈوں کے نیچے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم لوگوں کو بھی تمدنی ملکی اور مذہبی حقوق حاصل تھے۔ اسلام نے پوری

پوری مذہبی آزادی دوسرے لوگوں کو بھی دی ہے۔ سود خواری - زنا - عہد شکنی - تہمت بدگوئی - بدمعاشی ان سب کا اسلام نے سختی کے ساتھ قلع قمع کیا ہے۔

"مسلمانو! خدا سے ڈرو اور ہمیشہ راستباز انسان کے ساتھ رہو۔"

اس سے زیادہ اور کونسی مؤثر تعلیم ہو سکتی ہے۔ اسلام نے پیر پاپا یا پروہت کی ابلہ فریبی دھوکہ دہی کی گنجائش نہیں رکھی ہے اور اسلام نے خالق و مخلوق کے درمیان کسی تیسرے کی شفاعت کو گوارا نہیں کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وقتاً فوقتاً اسلام میں بڑے بڑے بزرگان دین پیدا ہوئے ہیں۔ تاکہ اسلام کی روح کو تازہ کر دیں۔ ان بزرگان کے عہد میں بادشاہ اور فقیر سب اُن کے حضور حاضر ہوتے تھے۔ اور سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوتا تھا۔ چھوٹے بڑے کا کوئی خیال یا لحاظ نہ تھا۔ ہر ایک کو یکساں تعلیم دی جاتی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مسلمان اُن کے ارواح پر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور قبور کی عزت کرتے ہیں لیکن غیر مسلم ہاں غیر مسلم لوگوں کا رویہ اور طرز عمل بالکل عجوبہ اور نادر ہے۔ یہ لوگ ان بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مزار پر ہاتھ جوڑے ہوئے جھک کر جاتے ہیں۔ اور ان سے منت مانتے ہیں۔ کہ ہماری خلاں مراد پوری ہو جائے۔ کیا دوسرے مذاہب کی قبروں پر بھی ایسا ہوتا ہے۔ ہم کو تو کسی مہاتما یا پادری کا حال معلوم نہیں ہے جس کی اسقدر قدر و منزلت کی جاتی ہو۔ لیکن یاد رہے کہ اسلام کی یہ شان نہیں ہے۔ اسلام اس قسم کی بُرائی بُت پرستی اور نمائش کو جائز نہیں سمجھتا ہے۔

"ملک میں امن قائم ہو جانے کے بعد خلل مت ڈالو۔ اگر تم متقی ہو تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔" اسلامی سلطنتوں میں بہت سے انقلاب آچکے ہیں اور ممکن ہے اور ملکی انقلابات آئیں کسی زمانہ میں مسلمان فاتح تھے۔ اور اب بہت سی جگہوں میں بطور مفتوح اور رعایا کے آباد ہیں لیکن کیا کوئی بھی ایسی مثال مل سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں نے گورنمنٹ یا بادشاہ کے خلاف سازش کی ہو۔ یا کوئی ایسا فعل ان سے سرزد ہوا ہے جو امن امان میں خلل انداز ہو۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو علم حاصل کرنا ان کا فریضہ ہے۔

اگر کسی مذہب میں حصول علم کو سب سے زیادہ نفع قرار دیا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔ اگر کسی مذہب میں رُہبانیت کو بند کیا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔ کیونکہ رُہبانیت انسانی سوسائٹی کیلئے سخت مضر اور ضرر رساں ہے۔ اندرونی تقدس اور تقویٰ۔ انسان کی روحانی ترقی۔ مرد یا عورت کی رُوحانیت بدرجہ مساوات یہ کُل امور ظاہری طہارت اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ گامزن ہیں۔ اسلام میں جوگی کی زندگی نہیں ہے۔ جو تمام انسانی زندگی سے کنارہ کشی کر کے پہاڑوں پر جا کر جپ تپ کرے۔ اور دُنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ ہو۔ اسلام میں عیسائیوں کی طرح زاہد مرد یا زاہد عورتوں کا فرقہ نہیں ہے۔ اس فرقے میں جو کچھ بدیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ دنیا پر روشن ہے اسلام نے اس قسم کے فرقے کو بالکل مٹانے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ اس کا وجود سوسائٹی کیلئے بیحد مضر ہے۔ بلکہ بجائے اسکے اسلام نے عورتوں کی حالت درست کی ہے اسلام نے معاشرتی اور اخلاقی جماعتوں کی سچی بُنیاد قائم کی ہے۔ جو صرف عرب ہی کیلئے مفید نہیں ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے واسطے فائدہ مند ہے۔ اسلام نے اسکی ضرورت محسوس کی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ ایک ایسی بھی جماعت ہونی چاہئے جو تبلیغ اور اشاعت کرے۔ ہاں جو اس اندھیری اور تاریک دُنیا میں مشعل راہ کا کام دے۔ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یہ نہایت ہی پاک رشتہ ہے۔ اور نہایت ہی دلپذیر ہے۔ کیونکہ یہ عالمگیر مذہب ہے۔ اور ہر ایک کی آرزو و خواہشات کو یکساں ترقی دیتا ہے۔ اس میں ذات پات کا کوئی جھگڑا نہیں ہے اسلام نے قومیت و رنگت کا سوال قطعی اڑا دیا ہے۔ یورپ جو مشرقی ذات پات کی رسم پر ہنسی اڑاتا ہے۔ اسکو یہ نہیں خبر ہے۔ کہ وہ خود ہی ایک شیش محل میں ہے اور اسے دوسروں پر پتھر پھینکنے میں سب سے موخر ہونا چاہئے۔ ہندوستان میں سویلین

کلب کے ممبران ان خوشحال یورپین لوگوں سے بھی ملنا نہیں پسند کرتے جو ان کے کلب کے ممبر نہیں ہیں - بیچارے ہندوستانیوں کا کیا پوچھنا ہے - یہ تو گویا اُن کی رعایا ہی ہیں - کیا اس سے بھی بدتر ذات پات کا کوئی اور طریق ہوسکتا ہے - ایک مسلمان خواہ پُجاری بھی ہو - وہ بادشاہ بھی ہوسکتا ہے - وہ بادشاہ کی ہمشیرہ کے ساتھ عقد بھی کرسکتا ہے - بادشاہ کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے - اور اس کے ساتھ عبادت کرسکتا ہے - اور عیدین میں یعنی عید الفطر اور عید الضحےٰ میں بادشاہ سے بغلگیر بھی ہوسکتا ہے۔

"ہر ایک فانی انسان اپنے افعال کا ذمہ وار ہے"

ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی رُوح کو آزاد کرے - اور اس دنیا میں استبازی انصاف اور پاکیزہ زندگی بسر کرکے اپنی نجات کا موجب ہو - یہ ایک بہت بڑی ذمہ واری ہے جو ہر مسلمان کے اوپر ہے - ایک مسلم کو دوسرے پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے - مسلم مرد یا عورت کو آج کا کام آج ہی کرنا چاہیئے - دل میں پوری ہمت رکھ کر اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسلام میں کوئی بازیچۂ عقل و فہم نہیں ہے بلکہ اس کا خاتمہ ہوگیا ہے - جو تلاش کرتے ہیں وہ پاتے ہیں +

"زمین اور آسمان پر اللہ تعالیٰ کے کامل نشانات موجود ہیں لیکن لوگ گذر جاتے ہیں - اور خیال نہیں کرتے ہیں" +

قدرت اور مظاہر قدرت کا نظارہ وہ کرتا ہے جس کی چشم بصیرت وا ہے - یہ زمین محض ایک ذرہ ہے کیونکہ اس خلقت میں بیشمار دنیا ہیں ان کو کس نے بنایا ہے کیا اتحاد اور نظام قائم ہے - مثل گھڑیال کس طرح وہ سب کام میں لگے ہوئے ہیں - یہ ان کا فرض ہے - اور وہ اپنے فریضہ کو جائز طریقہ سے ادا کرتے ہیں - ایک مسلم کو سب کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہیئے - اور جو اصول خلقت کے سب سے بڑے مہندس نے قائم کردیا ہے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - "کہ میں نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اسلئے نہیں بنایا ہے کہ ان سے لہو و لعب کیا جاوے"

اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں بنائی ہیں۔ اسمیں کوئی مصلحت ہے۔ اور کسی غرض پر مبنی ہیں ہمیں اس چشمۂ معرفت کا بہت ہی کم علم حاصل ہے۔ پس ہمکو زیادہ فخر نہ کرنا چاہیئے مادی دنیا عارضی خوشی کا خیال کرتی ہے۔ اور پھر کچھ نہیں لیکن مدتِ مقررہ پر مادی خیالات کے کھرے غائب ہوجائیں گے +

اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو جھوٹی شہادت نہیں دیتے۔ اور جو زندگی کے ناخوشگوار کام کو بھی ٹھیک طرح سے ختم کرتے ہیں"۔ "اللہ ان سے خوش ہوتا ہے، جو اپنا کام ایمانداری سے کرتے ہیں۔ اور عہد پورا کرتے ہیں"۔

اس سے زیادہ صاف مفصل مفید اور کیا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں ہمکو روزانہ زندگی میں ایسے حالات پیش آتے رہتے ہیں۔ روزہ مسلم کو ایک تجربہ کار اور باعمل انسان بنا دیتا ہے۔ کیونکہ روزہ دار کو دوسرے کی تکالیف اور غربت کا پتہ لگتا ہے۔ حج ہیں مسلمان کو مذہبی ترقی کا ایک کامل مغز اور راز حاصل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ ایک باقاعدہ فنڈ قائم کرتا ہے جس سے مصیبت زدہ اور حاجتمندوں کی امداد ہوتی ہے۔ نماز بندے کو اپنے معبود کے حاضر و ناظر ہونے کا سبق دیتی ہے ایک کامل انسان کے یہ ضروری پند اور احکام ہیں۔ جو اس دنیا میں ایک کارگزار فرد کی طرح کام کرتا تھا۔ جو شادی شدہ تھا جس کی بیوی بچے اور دیگر دوست آشنا تھے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اسکے رگ میں پوری زندگی کے آثار موجود تھے۔ اس کامل انسان نے عملی نمونہ دکھلایا۔ اور اسکی زندگی کے مفصل حالات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اس انسان کی زندگی کوئی بھید یا صیغۂ راز میں نہیں ہے۔ وہ چاند کے رہنے والوں کیلئے پیغام نہیں لایا۔ بلکہ وہ ایسے انسانوں کا رسول ہوکر آیا جنمیں اندرونی کمزوریاں خواہشات نفسانی وغیرہ پائی جاتی تھیں۔ ہمکو اسکی طرح اور ضرب المثل کہاں ملسکتی ہے یعنی

"اچھی چیزیں لیلو اور خراب چھوڑ دو"

اسلام میں ایسا لچیلا پن اور مناسبت ہے کہ وہ تمام زمانہ کے کُل حالات میں موزوں و مناسب

ہو جاتا ہے۔ اسلام نے قانون ایسے صاف اور واضح بنائے ہیں - کہ نپولین جب اپنے ملک کے لئے قانون بنا رہا تھا - تو اس نے اسلامی قانون کو بھی مدنظر رکھا - قانون شہادت وراثت اور قانون عہد و پیمان بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں - اسلام نے چار خلیفہ کے علاوہ اور بہت سے اکابر پیدا کئے ہیں - جو اہل قلم اور بہادر تھے - اور جو سلطنت کے وارث تھے ۔ اسلام نے علوم و فنون کو دور دراز تک پھیلا دیا اور بلا روک سب کو علوم سکھلائے - اگر کوئی مذہب اپنے اصلی معنوں میں جمہوری ہے - تو وہ اسلام ہے - سب بھائی بھائی میں اتفاق اور یکجہتی کے ایک ہی سلک میں منسلک ہیں اور ایکدوسرے کے ساتھ محبت اور صلح کا برتاؤ کرتا ہے +

" جو نیک عمل کرتے ہیں وہ ان کے لئے ہیں - اور جو بد عمل کرتے ہیں وہ ان کے لئے ہیں - اور تم کو اس کے پاس واپس جانا ہوگا "

یہ اسلام نے نہایت صفائی اور سادگی سے بیان کیا ہے - وہ لوگ جو اصلی - سچی اور کامل مذہبی روشنی تلاش کرتے ہیں آئیں - یہ خدا تعالیٰ کا اسلام ہے - جو اس کے سب سے بڑے نبی حضرت محمد صلعم کے ذریعہ سے دنیا میں آیا +

موروں کے خیموں میں

(بنی نوع انسان کی ایک عالمگیر اخوت)

ایک عرب کو کسی غیر عرب پر نسلی یا قومی فوقیت نہیں۔ تم سب بنی نوع انسان ہو۔ اور انسان کی پیدائش خاک سے ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ غرضیکہ تمام مسلمان رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں"۔ یہ تھا آخری پیغام رسُول عربی حضرت کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ یہ تھی وہ آواز جس نے تمام جہان کے انسانوں کے حقوق برابر قرار دے۔ انسانی اخوت اور یگانگت کی اس سے بہتر مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ اس پیغام کو پہنچائے ہوئے تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں۔ سرور کائنات شہنشاہ دو جہاں کی زبانِ مبارک سے اُونٹ کی پیٹھ کے تخت پر سے یہ پیغام پہنچا مگر آج تک دنیا کے ہر مسلم کا دل اسکی حقانیت سے لبریز ہے۔ نسلاً بعد نسلاً ہزارہا فرزندانِ اسلام کے دل اس سے متاثر ہوتے رہے۔ اسی سے شہنشاہ اپنے پُرشوکت محل میں اور کسان اپنی غریبانہ جھونپڑی میں اپنے حقوق کی برابری کا احساس کرتا رہا ایک ہی ضرب سے اس مختصر مگر پُر زور حکم نے تمام نسلی۔ قومی۔ ملکی۔ ملی امتیازات کی سنگین دیوار کو خس و خاشاک کی طرح درہم برہم کر دیا۔ اور تمام انسانوں کو ایک اخوت میں منسلک کر دیا۔ آج بھی انہیں خیالات کی زبردست موج نے تمام قیود نسلی کو دُور کر کے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ اہل مشرق اور اہل مغرب اسی قوتِ یگانگت کے ماتحت برادرانہ طریق پر بغلگیر ہوتے نظر آتے ہیں +

ہمارے انگریزی مسلم بھائی مسٹر صالح مارن نے جو حال ہی میں مراکش کی پُر فضا و شاداب وادیوں کی سیاحت سے واپس تشریف لائے ہیں اپنے سفر کی دلچسپ سرگذشت ہمیں روانہ کی ہے۔ وہ ان اہل مراکش سے ملے جو بڑے بڑے شہروں میں آباد ہیں۔

انھوں نے دیہاتی موروں سے ملاقات کی۔ وہ ان کے گھروں میں مہمان رہے۔ انکی مسجدوں میں ان کے ساتھ وقت صرف کیا۔ ان کے جھونپڑوں کو دیکھا غرضیکہ امیر سے غریب تک وہ ہر حیثیت کے لوگوں میں رہے۔ اور جہاں کہیں بھی گئے اہل مراکش نے نہایت تپاک سے ان کا خیر مقدم اور ان کی مہمان نوازی کی۔ وہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ اپنی زندگی کا نہایت خوشگوار وقت انھوں نے ان مسلم بھائیوں میں بسر کیا۔ ان حالات کو تحریر کرنے سے مسٹر مارن کا مقصد صرف ہمیں محظوظ کرنا تھا۔ لیکن آپ کی اجازت حاصل کر کے ہم ان حالات کو ذیل میں قارئین کرام کے پیش نظر کرتے ہیں " گو میرا یہ ارادہ تھا۔ کہ آپ کو خط لکھونگا لیکن میں نے اس ایفا وعدہ کو ملتوا میں ڈالا۔ اور اب مراکش سے واپس آنے کے بعد میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ اسکی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ میں اپنے تجربات کا صحیح فوٹو آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ ٹینجیر پہنچنے پر میں ایک ترجمان کو ہمراہ لیکر قاضی کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ میں مشرف بہ اسلام ہو گیا ہوں۔ اور مراکش میں حصول علم کے لئے آیا ہوں۔ قاضی نے نہایت گرمجوشی سے میرا استقبال کیا۔ اور مجھے مراکش کا لباس پہننے کیلئے کہا۔ جو میں نے نہایت خوشی سے پہن لیا۔ لباس کی اہمیت مجھے بعد میں معلوم ہو گئی۔ انگریزی لباس کی بجائے میں اُس لباس میں بے تکلفی محسوس کرتا تھا۔ ٹینجیر میں ہی چند انگریز مشنریوں سے ملا جو بازار میں تصویروں والی انجیلیں بچوں کو تقسیم کر رہے تھے۔ اسکے بعد جو ان سے مباحثہ ہونے پر مجھے برٹش مشن کا علم ہوا۔ جو کئی سال سے وہاں قائم اور اس نے وہاں ہسپتال کھول رکھے ہیں۔ اسمیں مخلص لوگ شامل ہیں۔ جن کا واقعی یہ ایمان ہے کہ ہم سب لوگ جہنم میں جائیں گے۔ کیونکہ ہم اس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتے کہ خدا نے اپنے بیٹے کو اس دنیا میں ہمارے گناہوں کے کفارہ کیلئے بھیجا تھا۔ تک مجھے معلوم ہوا مراکش میں سوائے چند یہودیوں کے اور ان کا کوئی معتقد نہیں ٹینجیر سے میں رباط کی طرف گیا۔ اور پھر ملک کے اندرونی حصہ میں داخل ہوا۔ رجب کی پہلی

تاریخ سے شعبان کی پندرہ تک میں فیض کے قریب ایک گاؤں میں رہا۔ جہاں لوگوں کے ساتھ میں بے تکلفی سے مل جل سکتا تھا فیض میں کئی علما سے میری ملاقات ہوئی اور بہت سے تاجروں اور افسروں سے ملنے کا موقع ملا متمول طبقہ میں کئی اصحاب میرے دوست بنگئے جن کے ساتھ میں سائنس مذہب اور فلسفہ پر گفتگو کر سکتا تھا لیکن امیر لوگوں کو میں نے اس قدر خلیق پایا۔ کہ دیہات کے لوگوں کی طرح میں ان کے درمیان بے تکلفی سے نہیں رہ سکتا تھا۔ کیونکہ گاؤں کے لوگ ہر قسم کی تصنع سے پاک ہوتے ہیں جتنا عرصہ میں اُن کے درمیان رہا اسے میں زندگی کے بہترین حصّوں میں شمار کرتا ہوں مجھے کہیں ایسے با اخلاق ملنسار اور مہمان نواز لوگوں سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ میں اُن کی زبان نہیں جانتا تھا۔ اور مشکل سے اپنا مفہوم ادا کر سکتا تھا لیکن اس امر کے باوجود بھی کسی خیمہ میں ایک گھنٹہ یا ایک رات بسر کر لینے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کئی برسوں سے میں ان لوگوں کا واقف ہوں۔ وہ بھائیوں کی طرح مجھ سے سلوک کرتے تھے اور اُن سے رخصت ہونے پر مجھے بہت رنج ہوتا تھا۔ یورپ میں کبھی میں نے یہ محسوس نہیں کیا یہاں توہم پرستی خوب رائج ہے۔ مراکش جیسے پہاڑی ملک میں اس کا ہونا ضروری ہے خاص کر فیض میں اس کا بہت زور ہے۔ تعویذ۔ گنڈے اور زمانہ جاہلیت کی رسومات یوروپین ممالک کی طرح یہاں بھی پائی جاتی ہیں لیکن تعلیمیافتہ طبقہ کے اثر سے معدوم ہو رہی ہیں۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد جانتی ہے کہ یورپ کی سائنس شیطان کا عمل نہیں بلکہ اسکی بنا انہی کے اباواجداد نے رکھی اور اسے یورپ کے ممالک میں ترقی ہوئی مجھے یہ بیان کرنے میں نہایت مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ لوگ سائنس اور مذہب میں اختلاف کے قائل نہیں جیسا کہ اکثر عیسائیوں میں پایا جاتا ہے۔ ہاں بعض راسخ الاعتقاد لوگ ایسے ہیں۔ جو سائنس اور مذہب کے درمیان ایک حد قائم کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک سائنس جو یورپ سے تعلق رکھتی ہے اس دُنیا کی اشیاء تک محدود ہے۔ اور حقیقی علم وہ ہے جس کا تعلق آئندہ کی زندگی سے ہو۔ بعض ایسے لوگ بھی مجھے ملے ہیں جنہیں یورپ کی ظاہری شان و شوکت نے چکا چوند کر دیا ہے۔ اور وہ یورپ کی ہر بھلی بُری شے کو قبول

کرنے کے لئے تیار ہیں +

میں نے مسجد کو گرجا کے مقابل ایک بالکل ہی جداگانہ مقام پایا۔ گرجا میں جاکر طبیعت مضمحل ہو جاتی ہے۔ وہ افسردگی اور افسردگی کی جگہ ہے۔ اسکے برعکس مسجد میں چہل پہل اور زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہاں آکر طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ مسجدیں گھروں کی طرح آرام دہ ہیں۔ بڑی مسجدیں نہایت فراغ اور روشن ہوتی ہیں۔ اور ان میں ہر طرف فوارے چلتے رہتے ہیں۔ جس اخوت و مساوات کا نظارہ یہاں دکھائی دیا۔ وہ سب سے بڑھ کر قابل تعریف ہے۔ اس اخوت میں قومیت کا رنگ ہے۔ دنیاوی مدارج اور دولت کی کوئی تمیز نہیں۔ بعض اوقات کوئی امیر شخص دکھائی دیتا جو نرم کپڑے کی جائے نماز اپنے ہمراہ لاتا ہے مسجد میں آکر موزے نہیں اُتارتا اور عوام سے کشیدہ رہتا ہے لیکن ایسی مثالیں شاذونادر ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ ٹینجیر میں نماز کے بعد لوگ ایکدوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں۔ یہ رسم اخوت کی اہمیت کو دوبالا کرتی ہے۔ مجھے یہ رسم بہت ہی پسند ہے۔ لارڈ ہیڈلے کا ایک مضمون میں نے ایک مراکش دوست کو دیا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا۔ کہ بنی نوع انسان کی اخوت اسلامی تعلیم کا جوہر ہے لیکن خداوند تعالیٰ کی الوہیت کا خیال عیسائیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور مجھے مصنف کے یہ الفاظ پڑھ کر بہت حیرت ہوئی ہے۔ مراکو میں چند فرانسیسیوں سے ملنے کا اتفاق ہؤا جو وہاں افسروں کی حیثیت میں تھے یا تجارت کرتے تھے۔ مجھے ان سے کوئی دلچسپی پیدا نہ ہوئی۔ اوائل میں ان کے ملک گیری کے طریقے نہایت خراب تھے۔ آجکل ان کی حکمت عملی یہ ہے۔ کہ صاحب اقتدار لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کے لئے ان کی خوشامد کیجائے۔ تمام معاملات میں وہ فطرت انسانی کو خوب سمجھتے اور اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔ تمام اہل مراکش پیرس کی مسجد کو ایک سیاسی چال تصوّر کرتے ہیں۔ ان کا یقین ہے کہ اگر آج افریقہ کی نوآبادیاں فرانس کے ہاتھ سے نکل جائیں تو اس مسجد کو فوراً عجائب گھر یا ہسپتال میں تبدیل کر دیا جائیگا" +

اسلام میں رُوحانی طریقِ علاج

روشن ضمیری یعنے کسی چیز کو دیکھنا یا کسی شخص کی آواز سُننا خواہ وہ چیز شخص کتنے ہی فاصلہ پر آنکھ سے اوجھل کیوں نہ ہو۔ نیز لوگوں کے دل کا حال دریافت کرلینا یا اپنے خیال کو دوسروں کے دل میں ڈال کر انہیں ہمخیال بنالینا اور اپنی قوتِ ارادی سے انہیں اپنے اثر کے نیچے لانا۔ اور ایسا ہی مروجہ طریقِ علاج کے خلاف بیماروں کا بغیر ادویہ کے معالجہ کرنا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جنہیں زمانۂ حال میں اعلےٰ درجہ کی روحانی ترقی کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ امُور ایک اعلےٰ درجہ کی رُوحانیت کے لئے بطور معاون ہیں۔ اور کسی صورت میں قطعی طور پر یہ ثابت نہیں کرتے کہ رُوح نے ترقی کے بہت سے مدارج طے کر لئے ہیں +

اِس قسم کی طاقتیں خصوصاً بیماریوں کو دُور کرنے کی قوت ایسے اشخاص میں بھی نظر آتی ہے۔ جن کی زندگی کبھی قابلِ رشک خیال نہیں کی جاتی مثلاً مسمریزم کے مشاق بیماروں کو شفا بخشنے کی قابلیت حاصل کرسکتے ہیں۔ اور ہپنوٹزم کے ذریعہ اشارات اور احکامات دے کر مریضوں کو تندرست کیا جاسکتا ہے۔ ماہرانِ علم نیورولوجی۔ لنگڑوں۔ اندھوں اور اسی قسم کے بیماروں کو بہت قلیل عرصہ میں بغیر کسی دوا کے تندرست کر کے ایسی کرامات دکھلاتے ہیں جن کا ظہور زمانہ سلف میں ہُوا کرتا تھا۔ اس قسم کے معالجات کے متعلق تحقیقات کرنے پر معلوم ہُوا ہے۔ کہ اعضاء اور پٹھوں کے عمل کی بےضابطگی کا علاج بہت آسانی سے ہوسکتا ہے بمقابلہ خود اعضاء کی خرابی کے علاج کے۔ اور بعض اوقات تو اعضاء کا علاج اس علم کے ذریعہ کامیابی کے ساتھ نہیں ہُوا

نظام عصبی پر بمقابلہ جسم کے دیگر اجزا کے رُوح کا اثر بہت قوی ہوتا ہے اور عصابی بیماریوں میں مضبوط اور تربیت یافتہ قوتِ ارادی معجز نما اثر دکھلاتی ہے۔ اور اس قسم کے عمل ان لوگوں سے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جو پارسائی اور تقویٰ کی راہوں سے کوسوں دُور ہوتے ہیں۔ ہاں اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ پاک اور زاہدانہ طرزِ زندگی اس قسم کی غیر معمولی طاقتیں حاصل کرنے میں بہت کچھ مدد دیتی ہے لیکن ان طاقتوں کا وجود یا اظہار بذاتہٖ رُوحانیت کا ثبوت نہیں۔

طبابت۔ جراحی اور برقی طریق معالجہ ایک حد تک انہیں اصولوں پر مبنی ہیں جن پر یہ نام نہاد رُوحانی علاج۔ اس کے متعلق تشریح بعد میں کیجائیگی۔ یہ خیال رہے کہ انسان کا جسم ایک عالمِ صغیر ہے۔ اور اس کے اندر دنیا کی تمام چیزوں کا نچوڑ ہے صحت تب ہی قائم رہ سکتی ہے جبکہ جسم کے تمام مختلف اجزا اپنی اپنی اصلی مقدار میں قائم رہیں ان میں سے کسی ایک کے اندر کمی و نقص کا واقعہ ہونا بیماری کا موجب ہے مرض **کلوروسز** (جسمیں ان کی رنگت سبز نظر آتی ہے) یا کمی خون سے دیگر امراض کا پیدا ہونا ممکن ہے کہ جسم کے اندر مختلف طبی انقلابات کا نتیجہ ہوں لیکن ان سب کا باعث بالعموم انسان کے بدن میں لوہے کے جزا کی قلت ہے۔ اور اگر کوئی طبیب اپنے مریض کو کسی نہ کسی شکل میں لوہے کا مرکب کھلا کر تندرست بناتا ہے تو وہ اس کے جسم کو فطرت کے قانون کے مطابق کرتا ہے۔

اسلامی طب و علمِ موجودات نیز مسلمانوں کا رُوحانی طرزِ علاج ایک ہی اصول پر مبنی ہیں۔ جسے خلیفۂ چہارم یعنے حضرت علیؓ نے نہایت وضاحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا۔ کہ انسان خود ایک عالمِ صغیر ہے۔ ہر ایک چیز اسکے اندر ہی ہے۔ اور اسے بیرونی دنیا کی کچھ ضرورت نہیں +

علمِ موجودات کے مسلمان ماہروں نے اس اصول کو گویا مذہب صداقت کی طرح قبول کیا اور خلیفۂ چہارمؓ کے مقولے کے پہلے حصہ پر اپنی تمام تحقیقات کا دارومدار رکھا۔ انھوں نے انسانی جسم کے ہر ایک حصہ کے مختلف اجزا کو دریافت

کرنے کی کوشش کی۔ اور جب کبھی کسی حصہ میں کوئی بیماری پیدا ہوتی۔ تو اسکے متعلقہ اجزا سے وہ کام لیتے۔ یہ طریق ایک خیال سے زمانہ حال کے طرز علاج کے مطابق ہے +

فیزی اولوجیکل کیمسٹری (کیمسٹری متعلقہ علم موجودات) سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیورگ لیا (دماغ) نکلین۔ نکلی او پروٹیڈز۔ لیسی تھن اور دیگر فانفیٹس سے مرکب ہے۔ اور جب کبھی دماغ میں کوئی تکلیف ہو تو اس کا علاج انہیں چیزوں سے مختلف طرز پر کیا جاتا ہے۔ معدہ میں ہائیڈروکلورک ایسڈ۔ پانی اور مختلف قسم کے تیزاب خیال کئے جاتے ہیں اسلئے معدہ کی تکالیف (بیماریوں) میں تیزاب کی آمیزش والی ادویہ دیجاتی ہیں +

حضرت علیؓ کے قول کے دوسرے حصہ کو توجہ یا رُوحانی قوت سے شفا دینے والے مسلمانوں نے اپنا اصُول قرار دیا۔ یعنے انھوں نے اس پر عمل کیا کہ ہر ایک چیز انسان کے اندر ہی ہے۔ اور اسے کسی چیز کی بھی تلاش بیرُونی دنیا میں نہ کرنی چاہیئے +

انسانی دماغ ایجاد کا ایک بہت بھاری آلہ ہے۔ اسمیں اس قسم کی طاقتیں اور قوتیں ہیں جو ایکدوسرے کی متضاد ہیں۔ لیکن اسمیں یہ خاصہ ہے۔ کہ کسی ایک قوت کو کچھ عرصہ کیلئے پس پشت ڈالکر دوسرے سے بہت بڑا کام لے سکتا ہے۔ مثلاً ہنسنا اور رونا دو متضاد قوتیں ہیں لیکن دماغ میں یہ طاقت ہے۔ کہ جبکہ وہ ان میں سے ایک قوت سے کام لیتا ہے۔ تو دوسرے کی ہستی کو جو اسکی ضد ہے بالکل معدوم کردیتا ہے۔ معمولی انسان کبھی بھی روتے وقت مسکرانے یا ہنسنے پر قادر نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ دونوں فعل دماغ کی خصوصیت سے یعنے اور اسکے اندر ہیں۔ اس وجہ سے انسان تھوڑی سی کوشش کرنے سے ایک ہی وقت ہنسنے اور رونے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور یہ کمال بشرطیکہ اُسے

کمال خیال کیا جائے ہسٹیریا کی بیماریوں میں قدرتاً ظاہر ہوتا ہے +

دماغ میں جسم پر حکمرانی کرنے کی طاقت ہے۔ اس کا اظہار مختلف صورتوں میں رنگت کی تبدیلی سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً غصہ سے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اور خطرہ یا اچانک صدمہ کے باعث تمام جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اپنے دماغ کی ایجاد اور پیدا کرنیوالی قوت کو اُسی حد تک ترقی دے۔ کہ وہ جسم کے جس عضو سے کام لینا چاہے تو بغیر امداد کسی دوسرے عضو کے کام لے سکے +

اگر بقول جناب علی مرتضیٰ انسان کے جسم کے اندر تمام دُنیا کی چیزیں موجود ہیں اور ایک تربیت یافتہ رُوح اس قابل ہے۔ کہ وہ ان سے کام لے سکے تو پھر توجہ سے شفا دینے والا اپنے رُوح کی مدد سے جسم ہی سے دوا لیکر بیماری کو دُور کر سکتا ہے۔ ٹیکے سے علاج کرانے کے اصول غالباً اس معاملہ پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔ مثلاً جب کبھی جسم انسان میں کسی نہ کسی طرح زہر داخل ہو جاتی ہے۔ تو قدرت زہریلے جراثیم کو تباہ کرنے کے لئے ان کے متضاد اجرام پیدا کرتی ہے جسم کے اندر باہر سے کوئی تریاق نہیں ڈالا جاتا۔ اور ہر ایک چیز اندر ہی سے مہیا کی جاتی ہے۔ اور یہ طریق آیندہ ممکن ہے۔ کہ زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہو بمقابلہ اس کے کہ کوئی بیرونی تریاق استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اس سے خوابیدہ فطرت بیدار ہو کر خبردار رہتی ہے۔ وہ اپنا کام شروع کر دیتی اور جسم کے اندر ہی سے تمام ضروری چیزیں اکھٹے کر کے زہر کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم میں ہر ایک بیماری کے رفع کرنے کے لئے علاج موجود ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہمیں ضرورت کے وقت اس کے استعمال کا طریق معلوم ہو +

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جسم میں کونین کے ذرات موجود ہیں لیکن ہی دماغ جسے کامل ایجادی قوت عطا ہو ان ذرات کو کافی مقدار میں جمع کر کے حرارت کا علاج کر سکتا ہے۔ میں نے اُوپر ذکر کیا ہے کہ رُوح کی ہر ایک چیز پر جو جسم میں ہے قابو پا سکتا ہے لیکن اس طاقت کو استعمال کرنے کا طریق معلوم ہونا چاہئے۔ اس قوت یا طاقت کو حاصل کرنے کا

وہی اصول ہے جس پر اسلام میں توجہ اور رُوح کی طاقت سے بیماریوں کو دور کرنیوالے عمل سر انجام
میری رائے میں بیماریوں کے معمولی اور باقاعدہ علاج کی طرف توجہ نہ کرنا ایک گناہ
عظیم ہے۔ کیونکہ رُوح کی مخفی طاقتوں سے کام لینا کوئی آسان کام نہیں۔ انسانی رُوح
انسانی جسم کے اندر وہی کام کر سکتی ہے۔ جو بیرونی دنیا میں خدائی ہاتھ کرتا نظر آتا
ہے۔ کیونکہ یہ تمام ذرات جن سے یہ بیرونی عالم بنا ہے انسانی جسم کے اندر موجود ہیں
پس اگر ذرات کے مختلف طریق پر ملنے یا تبدیل ہونے سے مختلف قسم کی ادویہ
اور بوٹیاں قدرت کاملہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ تو انسانی رُوح تربیت پاکر اسی طرح سے
پیدائش کر سکتی ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر
تمہیں اپنے دل کا علم ہو تو تمہیں خدا کا علم ہو سکتا ہے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ
تمہارے دل کے اندر خدائی جھلک ہے تمہیں خدائی صفات اپنے اندر پیدا کرنی
چاہئیں۔ اور جب تک تم رُوحانیات کے اس اعلیٰ منزل پر نہیں پہنچ سکتے تم
خیال یا توجہ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے +

غلط خیالات اور نادرست قیاسات آجکل انسانی دماغ کو پریشان اور تباہ
کر رہے ہیں۔ لسان اور دھوکے باز لوگ معمولی سادہ طبیعت لوگوں کو اندھیرے
میں رکھ کر حقیقت سے دُور جا رہے ہیں۔ ہیپناٹزم کے ذریعہ علاج کرنے کا طریق میرے
اس مضمون سے کسی قدر تعلق رکھتا ہے۔ انسان کا رُوح اپنی نشو و نما کی حالت میں
چونکہ مختلف جذبات سے جو تقاضائے جسم لاحق ہوتے ہیں جکڑا ہوا ہوتا ہے
اسلئے اپنی طاقت کا اظہار بلا روک ٹوک اپنے جسم پر نہیں کر سکتا۔ ہپناٹزم کے
عامل ان تمام جذبات و تاثرات پر جو رُوح پر قابو پاتے ہیں۔ گہری نیند وارد کر کے
اُسے تمام جکڑ بندیوں سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اُسے آزادانہ اپنی قوت کو
استعمال کرنے کے قابل بنا دیتا ہے لیکن اس وقت بھی وہ خود کوئی کام نہیں کرتا
اور بیرونی اثرات کو قبول کر سکتا ہے۔ اس حالت میں ایک بیرونی اشارہ بھی حیرت انگیز
کام کر سکتا ہے اور یہی وجہ ہے ہپنوٹزم کے ذریعہ علاج کرنا خطرناک ہے۔ عامل کی اچھی یا

بُری حالت معمول کی رُوح پر ضرور اثر کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی رُوح اگر جسمانی اثرات سے آزاد ہو جائے تو عجیب کام کر سکتی ہے + پس اسلام کے رُوحانی پہلو کا مُدعا انسان کے رُوح کو اس درجہ تک پہنچانا ہے۔ کہ وہ جسمانی اثرات سے باہر ہو جائے +

ہمیں رُوح کی طاقت کو بڑھانا چاہیئے۔ اور اسے اس قابل بنانا چاہیئے۔ کہ ہر ایک چیز جو ہمارے اندر ہے وہ اس پر قابو پا سکے۔ اگر یہ بات حاصل ہو جائے تو ہم دوسروں ہی کو شفا نہیں دے سکتے بلکہ عملی طور پر ایسی باتیں ہم سے ظاہر ہو سکتی ہیں جنہیں کرامت خیال کیا جاتا ہے +

ایسے معجزات کا ذکر سُن کر جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مردے زندہ ہوئے۔ اندھوں نے بینائی پائی۔ اور لنگڑے سیدھا چلنے لگے۔ لوگ بھڑک اُٹھتے ہیں۔ لیکن کیا ہم ہر سال موسم بہار کے شروع میں مُردہ نظارۂ قدرت کو پھر زندہ ہوتے نہیں دیکھتے۔ اور کیا ایک مضغہ گوشت کو ماں کے رحم میں کان آنکھیں و دماغ نہیں ملتا۔ اس عالم میں خدا کا زبردست ہاتھ یہ سب کام کرتا ہے لیکن انسان کا رُوح اس عالم یا دنیا کے اندر ہی ہے۔ مگر وہ ایک خیال سے اس سے باہر بھی ہے کیونکہ وہ بیرونی عالم کی حکومت سے آزاد ہے۔ اس انسانی قالب کی چھوٹی سی دُنیا کے اندر خدائی طاقت کا عکس ہے۔ اگر ہم اس پر جسم کی حکومت کا پرتو نہ ڈالیں تو جو کچھ خدائی ہاتھ بیرونی دُنیا میں کرتا ہے۔ وہی ہم اپنی جسمانی دنیا میں کر دکھلائیں لہٰذا یہ بالکل ممکنات سے ہے۔ کہ جس طرح ایک لائق طبیب یا ڈاکٹر بیماریوں کو دُور کرتا ہے۔ اسی طرح ایک کامل روحانی طبیب کامیابی سے ساتھ علاج کر سکتا ہے۔ لیکن اس موقع پر ایک مسمرسٹ کہہ سکتا ہے کہ ہر ایک مریض اپنی روحانی طاقت سے اپنا علاج نہیں کر سکتا۔ اس کا جواب صاف ہے۔ کہ وہ اپنے اندر تربیت و ترقی یافتہ رُوح نہیں رکھتا۔ اور اگر اسکے خلاف کچھ واقعات ہمیں دکھائی دیں بھی تو وہ بطور ثبوت پیش نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مریض کو اُس وقت اپنی ہی

طبیعت صحت کیطرف لیجا رہی ہو۔ اور طبیبوں نے اس امر کو نہ سمجھا ہو۔ اور وہ اتفاقاً کسی مسمرسٹ کے زیر علاج آکر صحت جس کی طرف وہ پہلے ہی سے کسی قانون قدرت کے ماتحت جا رہا تھا۔ حاصل کرلے۔ سپر وچلسٹ بیماریوں کے علاج کے وقت اپنے ہاتھوں یا انگلیوں کے ذریعہ جو اثر مریض پر ڈالتے ہیں وہ صرف مقناطیسی طاقت کا عمل ہے جو ہمارے اندر ہے۔ اس کا تعلق روحانیت سے ہرگز نہیں۔ اور نہ اس طرز کے معالج کی کامیابی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اسکی روح ترقی یافتہ ہے۔ ہاں البتہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں توجہ کو یکسُو کرنے کی طاقت ہے۔ اور وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالنے کی قابلیت رکھتا ہے +

مَیں نے اُوپر اسلام کے رُوحانی طرز علاج کے اصل فلسفہ کو بیان کیا ہے۔ صوفیائے کرام کے اس قسم کے کمالات (علاج رُوحانی) کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کا مدعا انسانی رُوح کو جسمانی چولے کی بندشوں سے آزاد کرنا ہے۔ کیونکہ انکی وجہ سے رُوح کی طاقت کا اظہار نہیں ہوتا۔ جب یہ مقصد انہیں حاصل ہو جاتا ہے۔ تو بیماروں کو شفا دینے کی قابلیت اور بہت سی رُوحانی طاقتیں خود بخود ان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں + رُوحانی طریق معالجہ کے اصُول اور وہ طریقے جن سے انسان اس قسم کی طاقت حاصل کرسکتا ہے۔ قرآن کریم نے نہایت وضاحت سے ایک خوبصورت تمثیل کے رنگ میں ظاہر کئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون ۰ ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا ۰ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ط ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یتفکرون ۰ (ترجمہ) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں اور درختوں میں لوگ جو اُونچی اُونچی ٹٹیاں بنا لیتے ہیں۔ ان میں چھتے بنا۔ پھر ہر طرح کے پھولوں میں سے (ان کا عرق) اچوستی پھر۔ پھر (نئے سے) (اپنے پروردگار کے (تعلیم کئے ہُوئے) آسان طریقوں پر چلی جا۔ مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے (یعنی شہد) جسکی رنگتیں کئی طرح کی ہوتی ہیں (اور اسمیں لوگوں (کی بہت سی بیماریوں) کی شفا ہے بیشک غور کرنے والوں کیلئے اسمیں (بھی قدرت خدا کی ایک بڑی) نشانی ہے سورہ النحل ع

تحقیقات پر معلوم ہؤا ہے۔ کہ تمام حیوانات میں سے شہد کی مکھی ہی نے اس قسم کا دماغ پایا ہے جسمیں مقررہ تجویز کردہ رستوں پر چلنے کی ایک حیرت انگیز قابلیت ہے۔ مکھی خوراک کی تلاش میں اور ان چیزوں کو چوسنے کیلئے میلوں دُور چلی جاتی ہے جن سے وہ اپنے اندر شہد پیدا کرتی ہے لیکن جبکہ وہ اپنے چھتے کیطرف واپس آتی ہے۔ تو ٹھیک وہی راستہ اختیار کرتی ہے جس راستہ وہ گئی تھی! اور تعجب یہ ہے۔ کہ اس راستہ سے وہ ایک انچ کا ہزاروں حصہ بھی دُور نہیں رہتی۔ بلکہ ٹھیک اسی راہ پر واپسی کا سفر طے کرتی ہے۔ اور اس آیت کا اشارہ اسی بات کیطرف ہے۔ شہد جیسی عجیب الخواص شربت جو مشرقی ادویات میں بیشمار بیماریوں کیلئے استعمال کیجاتی ہے اندر ہی سے پیدا ہوتی ہے! اور باہر سے نہیں آتی۔ قرآن شریف کی مذکورہ بالا آیات کے اخیر میں لکھا ہے کہ ان فی ذالک لآیۃ لقوم یتفکرون۔ یہ آیت اس امر کیطرف توجہ دلاتی ہے کہ چونکہ انسانی جسم کے اندر ہر ایک چیز موجود ہے۔ اس سے ہر ایک بیماری کا علاج ہوسکتا ہے جسمیں شہد کی مکھی کی طرح ہونا چاہئے جو ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہتی ہے۔ اُسے الہام یا القا ہوتا ہے اور وہ اس پر کاربند ہوتی ہے اسیطرح انسان کو بھی خدا کی طرف سے الہام کی ضرورت ہے جسکے ذریعہ اُسے راستہ دکھلایا جاتا ہے اور اُسے چاہئے کہ خدا کے بتلائے ہوئے رستوں پر نہایت .... اور دیانت سے قدم مارے +

جسطرح مکھی خدا کے مقرر کردہ طریقوں سے انحراف نہیں کرتی! اور ان پر نہایت فرمانبرداری سے چلتی ہے۔ اسیطرح ہمیں ان الہام کردہ ہدایتوں پر عمل کرنا چاہئے جو اسکے رسولوں کے ذریعہ ہم تک پہنچیں۔ اگر ہم ان پر کاربند ہونگے تو ہم بھی اپنے اندر سے یا مریض کے اندر سے جو ہمارے زیر علاج ہے شہد کی مانند مختلف الخواص و مختلف الالوان چیزیں بھی پیدا کر کے اُسے صحت بخشینگے۔

اس مسئلہ کو اب اور طرح پر بخوبی واضح کیا جاتا ہے ہم اپنے جسم کے اندر تخم ریزی کرتے ہیں لیکن اگر بیج غلط طریق پر بویا جائے۔ تو پھل تو کجا ایک چھوٹا پودا تک بھی پیدا نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر ہم بیج کو اُلٹا بوئیں تو اسکی شاخیں غلط اطراف کی طرف پھیلکر جلد مُرجھا جائینگی! اسلئے باغبان سے پہلے صحیح طریق دریافت کرتے ہیں۔ اور جس باغ کا انجیل اور قرآن شریف میں جنت کے نام سے بار بار ذکر آتا ہے وہ ہمارے اپنے ہی دل کا باغ ہے۔ انسان کے دل ہی سے ایک خوبصورت باغ پیدا ہوتا ہے بشرطیکہ ہم سمجھیں درست بیج صحیح طریق پر بوئیں! اور اسکی آبپاشی اچھی طرح کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی طریق بتلانے کے لئے الہام کا سلسلہ قائم کیا۔ قدیم زمانہ میں پیغمبر جن میں حضرت عیسےٰ اور موسےٰ بھی

شمال میں یہی راہ ہمیں دکھلانے کیلئے تشریف لائے۔ انکی تعلیم استداد زمانہ اور تحریفات کی وجہ سے بگڑ گئی ہے۔ لیکن قرآن کریم اسی مکمل حالت میں تا ہنوز موجود ہے جسمیں کہ وہ نازل ہوا تھا۔ انسان خدا کی مدد کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا خصوصاً روحانیات کے میدان ہیں۔ اسلئے مغرب میں جو کوششیں روحانی طاقت حاصل کرنے کیلئے ہو رہی ہیں وہ سب بے سود ثابت ہونگی۔ لوگوں کو اسبارے میں قرآن اور مسلمان صوفیوں اور اسلامی بزرگان دین کیطرف رجوع کرنا پڑیگا میں نے اس جگہ چند ایک موٹے موٹے اصول۔ اور اس علم کے متعلق اسلامی طریق کی معقولیت اور مغرب کے موجودہ طریقوں پر اسکی فضیلت کو مختصراً بیان کیا ہے لیکن قرآن مجید نے ان اصولوں سے کامیابی حاصل کرنے کی جو راہیں بتلائی ہیں ان کی تفصیل ایک بہت ضخیم کتاب ہی میں لکھی جا سکتی ہیں +

اسلام اور مغرب

صدہا یوروپین اصحاب جو اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ عیسائیت اُن کا اصلی مذہب نہیں ہے۔ وہ اب اس فاش غلطی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ کوئی ایسا جدید سلسلہ ایجاد کریں۔ تاکہ اسمیں ایسے مذہبی عقائد شامل ہوں جو ایک طرح سے معززاور شائستہ ہوں۔ لیکن یہ طریقہ اصلیت سے اس قدر بعید اور دور ہو گیا ہے جس طرح سے ان کا پرانا مذہب جس کی طرف سے ان کو نفرت اور بددلی پیدا ہو گئی ہے۔ مشکل یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ عیسوی مذہب کے سوا دُنیا کے دوسرے مذاہب پر غور و خوض نہیں کرتے ہیں۔ اور ان میں تعصب اور بچداری کی رُوح اسی طرح سے پائی جاتی ہے۔ جس طرح کہ پرانے مذہب میں ہے حالانکہ بخیال خود وہ اس کہنہ اور خراب عقیدہ کو دل سے دور کر چکے ہیں۔ ہزارہا انسان سچے مذہب کی تلاش کرتے ہیں لیکن دراصل وہ تاریکی میں راستہ ٹٹولتے پھرتے ہیں۔ لہٰذا میں اُن اصحاب سے اپیل

کرتا ہوں جو شک و شبہ کے ملک میں زندگی گذار رہے ہیں (جس طرح کہ کبھی میں بھی تھا) کہ وہ ذرا اپنے دل و دماغ کو کھول کر صداقت کو دوسرے دیار میں تلاش کریں۔ عیسائیت کو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہی اصلی اور واحد مذہب ہے۔ اور دوسرے مذاہب محض نقلی اور مز خرفات ہیں۔ لہٰذا ان کا مطالعہ کرنا یا ان کے متعلق تحقیقات کرنا بے سود اور رائیگان ہے۔ یورپ اور تمام مغربی دنیا ایک مصفےٰ حقیقی اور عملی مذہب کیلئے ہمنوا ہے۔ عیسائیت دو ہزار سال سے یورپ کو اپنا ہم عقیدہ بنانے اور کامل تہذیب اور شائستگی پھیلانے میں کوشاں ہے۔ لیکن چونکہ وہ خود نامکمل ہے۔ اسلئے میدان عمل میں اس کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی آجکل عیسائی مذہب کے پیرو محض اپنی خوش عقیدگی پر جمے ہوئے ہیں جس طرح کہ ڈوبتے ہوئے جہاز میں جہازی لوگ ناامیدی کی حالت میں بے بس بیٹھے رہتے ہیں۔ عیسائیوں کے مختلف فرقے ایکدوسرے کو احمق تصور کرتے ہیں۔ اور عیسائیت کی اتفاق اور یکجہتی ایک خیال باطل ہے۔ پس جو لوگ واقعی سنجیدہ اور طالب نجات ہیں اُن کو چاہئے کہ اسلام کی صداقت کا مطالعہ کریں۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام اور بانی اسلام ایشیائی ہیں۔ اسلئے وہ اجنبی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کیا مذہب عیسوی ایشیا سے نہیں نکلا۔ کیا جناب مسیح خود ایک ایشیائی نہیں تھے۔ پس کس طرح سے اسلام اجنبی ہوا۔ اور عیسائیت اجنبی نہیں ہے۔ ہم یورپ اور مغربی براعظم سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ پہلے ہماری خوب طرح آزمائش کرکے پھر ہماری نسبت فیصلہ صادر کیا جاوے۔ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ انگریز اور دوسرے لوگ اسلام کیوں قبول کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمکو ایسے مذہب کی ضرورت ہے۔ جو سادہ عقلی اور عملی دین ہو۔ کیونکہ ہمکو اس بات کا فخر ہے کہ ہم لوگ عمل کرنیوالی قوم سے ہیں۔ مذہب ایسا ہونا چاہئے جو ہر قوم ہر مذہب اور ہر زمانہ کے لوگوں کے مناسب حال ہو۔ الٰہی اور سچا مذہب ہو جسمیں خالق اور مخلوق آمنے سامنے ہوں تیسرے کی ضرورت نہو۔ اور اس مذہب کی ایک یہ بھی خاصیت ہو کہ

تمام روئے زمین پر اس کے پیرو مثل بھائی کے ہوں۔ اور اُن میں یکجہتی اور اخوت کی رُوح پائی جاتی ہو۔ اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آیا اسلام میں مندرجہ بالا اوصاف پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اسلام کا کلمہ ہے کہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ دو سادہ صداقتیں ہیں جن کو ہر شخص قبول کر سکتا ہے۔ خواہ وہ یونی ٹیرین فرقہ کا ہو۔ یا موحد ہو جو ایک خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اسلام میں اندھا دُھند تقلید نہیں ہے۔ اور نہ تثلیث کی طرح اسمیں کوئی راز یا بھید ہے۔ لہٰذا ہم اپیل کرتے ہیں۔ کہ آپ پہلے خود اِن امور کی تلاش کریں۔ اگر آپ کو مشاہدہ ہو تو عیسائیت کی طرح ہم آپ کو مورد الزام نہ ٹھیرائینگے۔ اسلام ہر طرح کی آزاد خیالی کی اجازت دیتا ہے۔ اور آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ یہ بالکل معقول بات ہے۔ ہم اپنے عقائد کیلئے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اور ہم آپسے یہ نہیں چاہتے۔ کہ آپ آنکھ بند کر کے انہیں مان لیں۔ اگر آپ اُسے قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ تو ہم آپ کو جہنمی یا کافر قرار نہیں دیتے ہیں علاوہ بریں اسلام انگریزی تہذیب کے عین موافق ہے۔ اسلام اِنسان کو شرافت اور شائستگی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور چونکہ اسلام کا حکم ہے۔ کہ حاکم وقت کی اطاعت کرو اسلئے اسلام میں بغاوت۔ سازش اور ملکی فسادات کا خطرہ نہیں ہے۔ اسلام حفظ مراتب کا سبق دیتا ہے۔ اور نبی کریم صلعم نے کاروبار اور محنت مشقت کو احسن قرار دیا ہے۔ کیونکہ آپ خود ہی کام کرنیوالے تھے۔ اور لبا اوقات امور خانہ داری کو اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ حتٰے کہ اپنے پاپوش کی بھی آپ مرمت کر لیا کرتے تھے۔ اسلام نے شرابخوری اور قماربازی کا قلع قمع کر دیا ہے۔ کیا عیسائیت بھی کسی ایک ایسی فتح کا اعلان کر سکتی ہے جیسے اسلام نے کیا ہے +

اِنسان کو یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ اس کے اعمال مثل کل کے کھٹکے کے ہیں

جو میزان ترقی اور کمال میں اس کو گھٹاتے بڑھاتے رہتے ہیں۔ بد اعمالی کی پوری ذمہ داری انسان کے اپنے اوپر ہے۔ پس اُسے خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہی دینی ہوگی۔ مذہب عیسوی تمام بوجھ جناب مسیح کے کندھے پر لاد دیتا ہے جو کہ کفارہ کی صورت میں ہویدا ہوا۔ یہ عقیدہ مسلمانوں کی نگاہ میں بالکل زبوں اور ابتر ہے

اسلام میں سب بھائی بھائی ہیں۔ معاشرت میں مساوات کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ بات تمام لوگوں کو مجتمع کر دیتی ہے۔ جو اسلام میں قبول کرتے ہیں۔ اسکے برعکس عیسائیت جو اس قدر حصوں میں منقسم ہے۔ دیگر اقوام کے تنازعات کو اور بھی بڑھا دیتی ہے۔ ایک شخص کو عیسائی ہونے کے قبل کیتھولک یا پراٹسٹنٹ فرقہ کا پیرو ہونا پڑتا ہے۔ اسلام میں رنگ یا فرقہ کی تفریق نہیں ہے۔ بلکہ تمام انسان خواہ سیاہ۔ زرد۔ سُرخ۔ سفید۔ شاہ۔ گدا سب بھائی کی طرح ملتے ہیں۔ اسلام کی سنجیدہ تعلیم تمام انبیاء کی صداقت کو قبول کرتی ہے خواہ عارف بُدھ ہوں۔ کرشن ہوں۔ زرتشت ہوں۔ موسیٰ۔ مسیح یا محمد صلعم ہوں۔ کیونکہ یہ تمام انبیاء خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس طرح سے ایک مسلمان بھی رہ سکتا ہے۔ اور اپنے خاص نبی پر ایمان قائم رکھ سکتا ہے۔ عیسائیت کی تعلیم ہے کہ توریت کے انبیاء کے سوا دوسرے نبیوں کو نہ ماننا چاہئے۔ یہاں پر عیسائیت کی تنگدلی کا اظہار ہوتا ہے۔ اسلام کی عام اور فراخ حوصلگی کی تعلیم ایک مبصر کی نگاہ میں زیادہ وسیع اور معقول نظر آئیگی۔ اور ایک رحمٰن اور رحیم خالق کی بہتر شان معلوم ہوگی۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ کہ یوروپین اسلام قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ رسم و رواج عبادت میں پادری کے توسط۔ سرود وغیرہ کے عادی ہوگئے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ خاص شان اور خاصیت نہیں ہے کہ اہمیں پیر۔ پروہت کا جھگڑا بالکل اُڑ گیا ہے۔ اور ہر شخص اپنا خود امام اور پروہت بن سکتا ہے۔ اسلام میں فرقہ پرستی کی ضرورت نہیں ہے۔ اہمیں شک نہیں ہے۔ کہ رسم و رواج ایک اچھی شئے ہے۔ لیکن جو شخص براہ راست خدا تعالےٰ سے واسطہ پیدا

کر لیتا ہے۔ وہ ان اصول واسم کو خیر باد کہہ سکتا ہے۔

گرجے میں ارگن باجے سے ایک اثر پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ایک فوری اثر ہوتا ہے۔ اور اس کا قیام و بقا نہیں ہے۔ کیا انسان کی آواز ایک عظیم الشان راگ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مناجات پڑھنا چاہتا ہے۔ تو وہ پڑھ سکتا ہے یونیٹیرین لوگوں کے یہاں ایسی مناجاتیں ہیں جنہیں ایک مسلمان نہایت ذوق و شوق سے پڑھنا پسند کریگا۔ پس میں یونیٹیرین لوگوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ حضرت محمد صلعم بھی ایک زبردست یونیٹیرین تھے (یعنی موحد) تو پھر آپ لوگ آکر ایک صف میں کیوں نہیں کھڑے ہو جاتے اور حضرت محمد عربی کی نبوت کیوں نہیں کرتے۔ ہم لوگ موحد ہیں۔ پس ہم لوگوں کو ملجانا چاہئے۔ اور چونکہ یورپ میں ہماری جماعت کم ہے۔ اسلیئے ہمکو ایسی اخوت اور برادری کا نمونہ دکھلانا چاہئے۔ کہ دوسرے لوگ دیکھ کر تعجب کریں۔ جھوٹے اصول اور جھوٹی تعلیم کو سچ کے مقابل میں کامیاب نہیں ہوسکتی ہے۔ پس ہمکو کسی امر کو خطرہ نہیں ہے۔ تم لوگ بھی مت ڈرو۔ شاد و بشاش ہو کر ہماری امداد کیلئے قدم بڑھاؤ۔ اور اپنی موجودگی سے ہمکو تقویت بخشو۔ اسلام میں اجنبیت نہیں ہے۔ جس کسی ملک سے تم آؤگے تم ہمارے برابر اور ہمارے بھائی ٹھیروگے +

افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

(سید رؤف علی خان صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لاء کے قلم سے)

ہمارے اس زمانہ کے طوفانی سمندر میں جس پر قومی بغض و تعصب اور نہایت درجہ کی خود غرضیوں نے ظلمت اور تاریکیوں کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ ایک ہی آسمانی برکت و رحمت دور فاصلہ پر موجود ہے۔ جو تیز و تُند لہروں کی طغیانی سے پرے اور آسمانی نور سے معمور ہے۔ وہ سیاہ و سفید۔ زرد۔ بھورے اور سرخ تمام اقوام اور ہر قسم کے لوگوں کو اپنے سایہ تلے آنے اور آرام حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ آسمان اسلام کا نور ہے۔ جو دھوپ کے جلے ہوئے حبشیوں۔ راندۂ درگاہ یہودیوں اور ان سب لوگوں کی جو تھکے اور ماندے اور بے یار و مددگار ہیں جائے پناہ ہے۔ یوروپین تہذیب کے لق و دق صحرا میں ایک ہی نخلستان پایا جاتا ہے۔ اور وہ نبیٔ عرب صلے اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیں صرف یہ تعلیم ہی نہیں دی کہ سیاہ یا زرد یا سفید رنگ کے مسلمانوں سے محبت کرو۔ بلکہ اس سے بڑھ کر جو ضروری بات ہے۔ اس پر قائم کیا ہے۔ کہ ہم ان سب کے ساتھ بھائیوں کی طرح محبت کرتے ہیں۔

اسلام جس نے عرب کے وحشی اور ہمیشہ لڑنے جھگڑنے والے قبائل کو ایک متمدّن قوم بنا دیا۔ اور ریتلے صحراؤں کو تہذیب و شائستگی کے نہایت زرخیز مقامات سے بدل دیا۔ اس نے اس بات کا ذمہ لیلیا ہے۔ کہ افریقہ کے تاریک ترین براعظم کو بھی جو اس وقت نسل انسانی کے ادنےٰ درجہ کے لوگوں سے آباد ہے۔ ایک ترقی یافتہ اور مہذب سرزمین بنا دیگا۔ قوم مور جو یورپ کی تاریکیوں میں علم و حکمت کی مشعل لے کر گئے۔ باقی افریقی لوگوں کی طرح محض ایک کندہ ناتراش قوم تھی لیکن اسلام نے وہ رُوح انکے اندر پھونکی جس نے انہیں اس بلند مقام پر پہنچایا۔ کہ اس کا مقابلہ انکے ہمعصروں میں سے کوئی بھی نہ کر سکا۔ وہ تمام شان و شوکت جو انہیں نصیب ہوئی

محض اسلام ہی کا صدقہ تھی۔ ورنہ خود اس قوم کی حالت آجکل کے وحشی افریقیوں
سے بڑھ کر نہ تھی لیکن تاریخ کو ایک طرف رکھئے۔ آج بھی ایسے حالات و واقعات
ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جو افریقہ میں اسلام کیلئے ایک شاندار مستقبل کا
وعدہ ہمیں دلاتے ہیں۔ نبی عرب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک معتقدات افریقہ کے
وحشت کدوں میں اس قدر تیزی کے ساتھ لوگوں کو اپنا قائل کر رہے ہیں کہ
عیسائیت کے لئے آج یہی بات ایک بہت بڑا سوال بن گئی ہے۔ اور اس کا حل
کرنا ایک نہایت دشوار منزل کا طے کرنا ہے۔ یہ وہ بات ہے۔ جو ہمیں یقین
دلاتی ہے۔ کہ اسلام کو اللہ تعالیٰ اس براعظم میں بہت زیادہ کامیاب کریگا
یوربین لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ افریقہ کا اسلام لانا گویا اپنے آپ کو
تہذیب و شائستگی کی حدود میں داخل کرنا ہوگا۔ اور اس سے یورپ کے حملوں اور
استبداد کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اُنہیں یہ بھی معلوم ہے۔ کہ اسلام کے اندر کس قدر
طاقت موجود ہے۔ اور اس قوت منتظمہ کا بھی انہیں خوب احساس ہے جو ایک
وحشی قوم کے مسلمان ہو جانے سے اسکے اندر کام کرنے لگتی ہے۔ جونہی کہ ایک
افریقی اسلام کو قبول کرتا ہے۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس مذہب میں
اسکے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ جو اسلام کے دوسرے اعلےٰ ترین
اشخاص کے ساتھ ہے۔ وہ ان کے ساتھ ایک مساوی سطح پر ہے۔ اور ذات پات
یا رنگ و روغن کی کوئی مصنوعی حد بندیاں اس کے رستہ میں نہیں۔ یہ مساوی
برتاؤ قدرتاً ان کے اندر خودداری کا ایک گہرا جذبہ پیدا کر دیتا ہے جس پر تمام
انسانی اخلاق کی بنیاد ہے۔ اسلام کے تمام رگ و ریشہ میں ایک نہ ایک ایسا
مہذب بنانیوالا عنصر موجود ہے۔ جو اس کے طور و طریق اور خیالات پر گہرا اثر ڈالتا
ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ذمہ دار ہستی سمجھنے لگتا ہے۔ اور اپنی تمام زندگی میں پہلی مرتبہ
اسے اس صداقت کا پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں تمام انسان یکساں
اور مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ ان حالات میں ایک نومسلم کا اپنے احساس اور

اخلاق و اعمال کو نیکی اور مذہبی جوش سے بھر دیتا ہے۔ اور اس کو ایک مستقل مزاج اور متقی انسان بنا دیتا ہے مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ جونہی کہ وہ دل سے کلمۂ شہادت کو پڑھتا ہے۔ وہ افریقی وحشیوں میں سے نکلکر ایک شریف مسلمان بن جاتا ہے جسکو تمام اپنے فرائض کا جو خدا۔ ماں باپ۔ بچوں۔ بیوی۔ دوستوں اور ساتھیوں کے متعلق ہیں۔ پورا احساس ہوتا ہے۔ اسکی زندگی کا یہ ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اور وہ اس دنیا میں مادی ترقیات اور آخرت میں ابدی رحمت و برکت کے دو رویہ مناظر کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ اس کی طرز بود و ماند امیدوں اور بشارتوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ اور خدا اور انسان کے سامنے اپنی زندگی کو عمدہ اور خوبصورت بنانے کی کوشش اسکو کامل انسانیت کے نصب العین کی طرف لیجاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ دوسروں کے لئے جو ابھی تاریکیوں میں ہیں۔ اور نجات کے راستہ کی تلاش میں ٹامک ٹوئیے مار رہے ہیں۔ ایک مشعل راہ بن جاتا ہے۔ وہ اپنے لوگوں کو ترقی کے بلند مینار پر پہنچانے کیلئے بڑے اخلاص اور جوش کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اور اسکو اپنی تمام زندگی کا نصب العین بنالیتا ہے۔ ایک حبشی کی زندگی میں یہ فوری انقلاب اس قدر نمایاں ہوتا ہے۔ کہ اور تو اور یورپین عیسائی بھی اپنی حیرت اور تعریف کو چھپا نہیں سکتے۔ اور بادل ناخواستہ اسبات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم ہی تہذیب و شائستگی کا حقیقی منبع ہے۔ لندن ٹائمز مورخہ ۲۱۔ اگست ۱۹۱۱ء کا ایک حوالہ میرے اس بیان کی صداقت پر شاہد ہے۔ اس پرچہ کے افتتاحیہ میں جس کا عنوان ہے The Problem of Nigeria (نائیجیریا مسئلہ) ایڈیٹر نے یہ ذکر کرنے کے بعد کہ نائیجیریا کے لوگ ہندوؤں کے برابر ہیں۔ اور گبن کا حوالہ دیتے ہوئے۔ کہ اس نے اہل نائیجیریا کو وحشیوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ اس ملک کی حالت کے متعلق لکھا ہے کہ

ایک حبشی جو کام نہیں کر سکتا - ان میں سے یہ بھی ہیں - کہ وہ اپنی عقل و دانش سے خیالات کے گھوڑے پر سوار ہو کر بلند پروازی کرنے اور لٹریچر پیدا کرنے سے قاصر ہے - نہ وہ زراعت کے متعلق کوئی ترقی کی راہ نکال سکتا ہے نہ دستکاری کو اعلےٰ مرتبہ پر پہنچا سکتا ہے - نہ کوئی ضابطۂ قانون بنا سکتا ہے - نہ مالگذاری کا کوئی موثر طریق ایجاد کر سکتا ہے - لیکن آج یہ حالت ہے کہ نائیجیریا کے شمالی علاقہ کی بڑی بڑی اقوام نے سب کچھ کر دکھایا ہے - اور بیشک نہیں - کہ قرآن اور بیرونی نمونہ کی مدد سے ایسا کیا ہے +

یہ الفاظ ایک یوروپین ایڈیٹر کے قلم سے نکلے ہیں - جو کبھی بھی قرآن کریم کے ساتھ کسی قسم کی طرفداری کا برتاؤ نہیں کر سکتا - بلکہ اسکے خلاف اگر اس کا بس چل سکتا - تو قرآن کریم کی اس عظمت اور وقعت کو کسی نہ کسی طریق سے کم ہی کرنے کی کوشش کرتا - یہ الفاظ اس قدر واضح اور پُر معنی ہیں - کہ ان پر کسی رائے زنی کی قطعاً ضرورت نہیں +

یہ بھی عیاں ہے - کہ اسلام افریقہ میں مسلمانوں کیطرف سے کسی باقاعدہ کوشش یا اعلےٰ درجہ کے نظام کے بغیر ہی رستہ پانے میں کامیاب ہوا ہے - باوجودیکہ مسیحی مشنریوں نے جن کی پشت پر یوروپین اقتدار بھی کام کر رہا تھا - نہایت سختی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا - یوروپین مسیحیت کی شکست اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے - جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ افریقہ کو مسیحی بنانے میں بالکل ناکام اور مایوس ہو چکی ہے - اگرچہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے تمام لوازم و سامان ان کے ہاتھوں میں موجود ہیں - اس کے اسباب کو تلاش کرنے کیلئے ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں - جس وقت ایک حبشی عیسائی ہوتا ہے - تو وہ بالکل یوروپ کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے - اور ان تمام فرائض اور پابندیوں سے جو ماں باپ اور اپنے قبیلہ کے متعلق اس پر عائد ہیں - وہ بالکل آزاد بن جاتا ہے - علاوہ ازیں وہ یوروپین طور و طریق کی نقل اُتارنی شروع کر دیتا ہے - جو گویا ایک وحشت کی زندگی ہے

ہے۔ اور شرابخوری اور منشیات میں بالکل غرق ہوکر اپنے لوگوں کی نفرت و حقارت کا آماجگاہ بن جاتا ہے۔ مغربی افریقہ اور افریقہ کے دوسرے حصص میں جو قوانین یورپین مسیحیوں نے بنائے ہیں۔ ان کے رُو سے ان افریقیوں کو جو یورپ کے رنگ میں رنگین ہیں۔ یہ اجازت ہے۔ کہ وہ اپنے تمدنی اور قبائلی قوانین کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ کوئی سزا ان پر اسکے لئے وارد نہیں ہوسکتی۔ اسلئے ایک مسیحی حبشی اپنے قبیلہ کی نظروں میں ایک قطعًا ناپسندیدہ انسان ہوتا ہے۔ اور اسکے اپنے قبیلہ کے دلوں سے تمام ہمدردانہ اور مشفقانہ جذبات سرد ہوجاتے ہیں دوسری طرف یورپین مسیحیت کی خصوصیات (یعنے علیحدگی اور رنگ و روغن کی تفریق) انہیں اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھ بھی ملنے نہیں دیتیں۔ اپنا قدیم مذہب ترک کرکے اور مسیحیت کا حلقہ بگوش ہوکر کوئی خاص حیثیت اسے سوسائٹی میں نہیں ملتی۔ بلکہ ایک انسان سمجھا جانے کے اوّلین حق سے بھی وہ محروم ہوجاتا ہے ایک ہی انعام جو الوہیت مسیح کے عقیدہ کو قبول کرنے سے اسے حاصل ہوتا ہے وہ اس کا یوروپین لباس اور اپنے ہم مشرب دیسیوں کا اسکو نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا ہے۔ لیکن جلدی اسے اپنی اصل حقیقت معلوم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ ایک سیاہ اور سفید عیسائی کے مابین حقیقی برادری کے تعلقات ایک یوروپین دل و دماغ کیلئے بالکل اجنبی چیز ہے +

مغربی افریقہ کے حبشیوں کے مسئلہ کے متعلق کُل دنیا کی اقوام کی سب سے پہلی کانگریس میں جو لندن میں منعقد ہوئی تھی۔ پاسٹر موجوں اگیبیبی ڈرڈی لاگوس نے جو نائیجر ڈولٹا مشن کے ڈائرکٹر ہیں۔ ایک مضمون پڑھا تھا۔ جو انٹر ریشیل پرابلمز بین الاقوامی مسائل نامی کتاب مؤلفہ جی سپلر میں طبع ہوچکا ہے۔ اس مضمون کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہے۔ کہ راقم مضمون خود ایک مغربی افریقہ کا باشندہ ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک مسیحی مشن کا ڈائرکٹر بھی اسلام کے متعلق اس کے خیالات بے نظیر و قابل قدر ہیں بالخصوص ایسی حالت میں کہ ان خیالات کا ظاہر کرنیوالا کوئی معمولی انسان

نہیں۔ بلکہ مسلمہ مسیحی لیڈر ہے۔ یہ خیالات اسلامی دنیا کیلئے نہایت خوش آئند اور خوشگوار امیدوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور ان کو بہت خوشی کے ساتھ ہم لیتے ہیں۔ کیونکہ بغیر ہماری کسی درخواست کے ان میں اسلام کے عجائبات کی تصدیق کی گئی ہے۔ اور وہ نہ صرف نصیحت آمیز بلکہ مستند بھی ہیں۔ یہ بتانے کے لئے کہ اسلام کے متعلق اس کے ایک دشمن کی رائے ہے۔ ہم ذیل میں اس پرچہ میں سے کچھ الفاظ نقل کئے دیتے ہیں +

اسلام افریقہ میں ایک معقول اور دلکش مذہب سمجھا جاتا ہے عیسائیت کے علاوہ صرف یہی ایک مذہب ہے جسکو دعویٰ ہے۔ کہ اسکے پاس ایک ایسا لٹریچر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے مسیحی اور اسلامی کتب ہر دو ایمانداروں کو مرنیکے بعد مادی خوشیوں کا وعدہ دلاتی ہیں۔ اور سنہرے رستے۔ موتیوں کے دروازے اور خوبصورت عورتیں ملنے کی خوشخبریاں دیگئی ہیں مسیحیت اور اسلام بہت سی باتوں میں اشتراک رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اپنے بہت سے رشتہ دار اور دوست نبی عرب (صلعم) کے پیرو ہیں جس طرح سے ہم میں سے بعض مسیح ناصری کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ اسلام افریقہ میں ایک مستقل مذہب بنگیا ہی۔ نماز کیلئے اسکی اذان اس کا طریق عبادت اور اسکی سالانہ عیدیں جو بہت ہی موثر مناظر اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اعلےٰ اور ادنےٰ ہر طبقہ کے لوگوں کو دل میں اپیل کرتی جاتی ہیں۔ قوانین تمدن۔ خانگی انتظامات۔ مذہبی جوش سیاسی خواہشات۔ دماغی قابلیت۔ باطنی طاقت اور لوگوں کے قومی جذبات پر اسلام کا اثر ایک مسلمہ حقیقت ہے جس پر کسی کلام کی گنجائش نہیں۔ افریقی لوگ کوئی بچے نہیں نہ وہ بچپن کی حالت قوم کی ہی۔ جیسا کہ بعض یوروپین لوگوں کا بیان ہے۔ بلکہ دنیا کی دائمی بادشاہت میں وہ پوری عمر کے انسان ہیں ......" +

خریداران رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کے وقت اپنی خریداری چٹ کا نمبر مہربانی کرکے لکھ دیا کریں +

مینیجر

عید الضحیٰ سنہ ۲۳ء

(از قلم مسٹر روڈلف پکتھال)

اس دفعہ عید الضحیٰ کی تقریب مورخہ ۲۵ جولائی چہار شنبہ کے دن واضح ہوئی۔ لیکن بد قسمتی سے موسم کی خرابی کے سبب کچھ بے لطفی سی پیدا ہو گئی۔ انگلستان میں مشن کی بارہ سالہ زندگی کے دوران میں ایکدفعہ پہلے بھی ایسا موقع ہوا۔ اگر مسجد کے رقبہ پر غور کیا جائے نیز ضرورت کے وقت اور جگہ کی قلت پر بھی نگاہ کی جائے تو یہ خیال کر لینا کوئی مشکل امر نہیں کہ تقریب کی کامیابی موسم پر ہی منحصر ہوتی ہے +

مسجد چھوٹی ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو سو آدمی جنہیں اگرچہ نہایت سائنٹیفک طریق سے کیوں نہ بٹھایا جائے۔ لیکن اسی تعداد سے مسجد اسقدر بھر جاتی ہے کہ حرکت کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور آرام و آسائش کا تو سوال ہی نہیں میموریل ہوس بھی چھوٹا ہے۔ اور بارش کے دن ہمیں بھی ایک مجمع نہیں سما سکتا مشن کے سٹاف اور ان کے معاونین کی کوشش قابل تحسین ہے۔ لیکن یہ ایک ناممکن امر کو حاصل کرنے کیلئے ہوئی۔ کیونکہ ایک محدود رقبے میں وہ تسلی بخش نتائج پیدا نہ کر سکے۔ خوش قسمتی سے ۲۵ تاریخ کو نوبت یہاں تک نہیں پہنچی۔ خطبہ اور نماز ختم ہو چکے تھے۔ لان پر لمبی لمبی میزیں بچھائی گئی تھیں۔ جن پر تقریباً بیس مہمان کھانا کھا چکے تھے کہ بوندیں شروع ہوئیں۔ مہمانوں نے اندر کھانا کھایا۔ اور لنچ بخیر و خوبی ختم ہو گئی۔ مہمانوں کی آسائش کیلئے ہر ممکن انتظام کیا گیا۔ لیکن بارش کے آنے سے مہمان قبل از وقت رخصت ہونے شروع ہو گئے۔ موجودہ حالات میں اس قسم کی تقریبوں کے دن باہر ہی منانے پڑتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی کا انحصار موسم پر ہوتا ہے۔ جو نہایت متلون مزاج واقع ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ کوئی اور چارہ نہیں۔ اگر کوئی سایہ دار جگہ لوگوں کی پناہ کیلئے بن جائے۔ جو ان موقعوں پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو ہماری

پریشانی کا ایک بڑا سبب دو، ہو سکتا ہے۔ ہر عید کی آمد پر ہمیں یہ خطرہ لاحق ہوتا ہے اور یہ بہت حیران کرنیوالا ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی علاج نہیں +

ایسی تقریب کے موقعوں پر آخر ووکنگ ہی مسلم انگلستان کا مرکز ہوتا ہے اور اسے بالکل موسم کے رحم پر ہی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ صبح کے وقت آسمان پر کچھ بادل تھے۔ مسجد کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ ایک سپیشل ٹرین جسمیں کرایہ کی بھی رعایت دیگئی تھی۔ سدرن ریلوے کمپنی نے مہمانوں کی آسائش کیلئے جاری کی اور سرکاری طور پر اس کا نام عید سپیشل رکھا گیا۔ دو سو پچاس حاضرین میں سے ایکسو پچاس نے فائدہ اُٹھایا ہمیں اُمید ہے کہ آئندہ بھی ایسے موقعوں پر یہی انتظام کیا جائیگا۔

نماز ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوئی۔ اس وقت مکدر آسمان سے سورج کی ایک شعاع نکلی جس سے مطلع صاف ہونے کی امید ہوگئی۔ اس کے بعد امام مسجد مولوی محمد یعقوب خان صاحب نے (جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی عدم موجودگی میں امامت کراتے ہیں۔ کیونکہ خواجہ صاحب حج کی غرض سے مکہ تشریف لیگئے ہیں) عید کا خطبہ پڑھا۔ جو قرآن کی اس آیت پر مبنی تھا۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (ترجمہ) (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ میری نماز اور میری (تمام) عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پروردگار ہے +

آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی طرف اشارہ کرکے دنیا کے تین بڑے مذاہب اسلام یہودیت اور عیسائیت میں باہمی اتحاد پر ایک پرزور تقریر فرمائی کیونکہ ان تینوں کا منبع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں۔ صرف اسلام میں ہی آپ پر ہر روز درود بھیجا جاتا ہے۔ اور آپ ہی کی ذات بابرکات کی بدولت ان تینوں کا بہت قریبی رشتہ ہے۔ آپ کی قربانی۔ بےنفسی اور اطاعت ہی ایک وجہ ہے جو ان تینوں مذاہب کے نیک لوگوں میں رشتہ اخوت قائم کر سکتی ہے۔ آسمان کی بادشاہت جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔ اسکی قرب یا دوری کا انحصار لوگوں کی نیک نیتی پر ہے

لیکن اس کا راستہ ہمیشہ قریب ہے۔ اور اس کے دروازے صرف کھٹکانے سے کھل سکتے ہیں۔ خطبہ کے دوران میں مولوی یعقوب خان نے لارڈ ہیڈلے (جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے ہیں) کے پُرجوش استقبال کا ذکر کیا جو مصر کے مسلمانوں کی طرف سے ہوا۔ آج تک کسی انگریز کو ایسا شاندار خیر مقدم نصیب نہیں ہوا۔ اور اس سے آپ نے یہ نیک فال نکالی کہ کپلنگ کا قول کہ مشرق اور مغرب کبھی ایکدوسرے سے مل نہیں سکتے۔ آخر غلط ثابت ہوگا۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ قول غلط ثابت ہو۔ اور خدا کے فضل سے ایکدن یہ غلط ثابت ہو کر رہیگا۔ صرف مکمل طور پر باہمی مفاہمت کی ضرورت ہے۔ دنیا میں فساد کی تہی وجہ نفاق نہیں بلکہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ مختلف ممالک میں وہاں کی دیرینہ روایات آب و ہوا اور دیگر حالات طریق زندگی عادات اور رسومات میں کچھ ایسا اختلاف پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ امتداد زمانہ کے باعث ان کے درمیان ایک ایسی خلیج حائل ہو جاتی ہے جسے عملی طور پر عبور کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ مشرق اور مغرب نے ابھی تک کوئی ایسی راہ تجویز نہیں کی جس سے یہ خلیج عبور ہو سکے۔ ان دونوں میں خصوصیات موجود ہیں۔ جو ایکدوسرے کو حیرانی میں ڈال دیتی ہیں لیکن دونوں میں سے کسی کو بھی یہ احساس نہیں ہوا۔ کہ حیرانی نہایت آسانی سے باہمی قدردانی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ایک فعل محض نیک نیتی سے کیا جاتا ہے مثلاً ایک حقیقت کو کسی شخص سے چھپایا جاتا ہے۔ یا محض اسلئے کسی اور رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے جذبات کو صدمہ نہ پہنچے لیکن تاوقتیکہ اس شخص کو حالات سے آگاہ نہ کیا جائے۔ غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ مشرق میں ایک عام دستور ہے۔ کہ ایک اجنبی کو بھی بھائی کے لقب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ لیکن مغرب میں اسے ایک منافقانہ فعل سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہاں اخوت ایک محدود حلقہ تک ہی شمار ہوتی ہے۔ اور ان باتوں اور دیگر امور پر جو بظاہر حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ خیال رکھا جائے تو مشرق اور مغرب کی

خلیج اتنی چھوٹی رہجاتی ہے کہ ایک تختہ کے ذریعہ ہم اسے عبور کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں مشرق اور مغرب کے لئے باہمی مفاہمت کا سبق سیکھنا ضروری ہے۔ اگر یہ کوشش پورے طور سے جاری رکھی جائے۔ اور ایکدوسرے کے رسم ورواج اور نکتۂ خیال کا پاس رکھا جائے تو بہت نیک نتائج مترتب ہوسکتے ہیں۔ پھر تمام انسان ایک ہی سطح پر کھڑے ہوکر قربانی اور خداوند تعالیٰ کی رضا میں ہر ایک کے ساتھ اس اخوت میں نہایت آسانی سے مل سکیں گے۔ جو اپنے حقیقی اور وسیع معنوں میں مشرق اور مغرب کیلئے یکساں ہے +

عید پر اظہارِ خیالات

(ایک خاتون کی قلم سے)

میں باغ میں بیٹھ کر لکھ رہی ہوں۔ اور مختلف لوگوں کی آوازیں میرے کانوں میں آرہی ہیں جن میں سے بعض کھیلوں میں مشغول ہیں۔ اکثر شوروغل سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ تمام خوش ہیں۔ کیونکہ بہت شور ہورہا ہے۔ ہر چند لمحوں کے لئے یہ آوازیں ریل گاڑی کی آمدورفت کے شور سے دب جاتی ہیں۔ کیونکہ باغ ریلوے لائن کے قریب ہی واقعہ ہے لیکن پھر پہلے سے زیادہ بلند ہوکر نکلتی ہیں۔ شام کی آمد آمد ہے۔ اور ایک اور مسرت انگیز عید کا اختتام ہورہا ہے۔ صبح کے وقت آسمان کچھ مکدر تھا۔ لیکن واٹرلو کے سٹیشن پر زائرین ووکنگ کے مجمع کو یہ بادل پژمردہ خاطر نہ کر سکے۔ مولوی یعقوب خانصاحب نے جو نہایت ہی قابل قدر انسان ہیں خطبہ پڑھا جو کسی دوسری جگہ ہدیۂ ناظرین ہوچکا ہے۔ لنچ کے اختتام پر جو انگریزی طرز کی تھی بارش شروع ہوگئی۔ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہم سب ایک خاص وقت پر بارش کے محتاج ہوتے ہیں لیکن ہم میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری خواہش

کے مطابق بارش ہوا کرے - اور یقیناً کوئی نہیں چاہتا تھا - کہ آج بارش ہو بہرحال چاہئیے کے بعد آفتاب نے پھر نہایت آب وتاب سے نکلکر خداوند تعالیٰ کی قدرت کا ثبوت دیا - دو سو پچاس مہمانوں کی اور تقریب کی کامیابی میں جو لوگ کوشاں ہوئے ان کیلئے سب حاضرین کے دل میں محبت اور احسان کے جذبات موج زن تھے - جو محض الفاظ میں ادا نہیں کئے جاسکتے +

مسز ہاول اور ان کا خاوند ہر ایک سوشل تقریب کے مسلمہ لیڈر شمار ہوتے ہیں - مسز بردز اور ان کی صاحبزادی مس پرلی روبرٹسن اور دیگر خواتین اپنی مساعی جمیلہ کے سبب ہمارے شکریہ کی مستحق ہیں +

ممالک غیر کیلئے صہ
قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنہ

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ
اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت
خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۹) بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء نمبر (۹)

فہرست مضامین

درخواستہائے خریداری بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان

رازِ حیات حقیقت تقدیر اور فضیلت عمل کا بیان فی جلد ... ۵ عہ

توحید فخر الاسلام ۔ ہر قسم کی ترقی کے لئے توحید ضروری ہے ... عہ

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر شعبہ ہائے ایمان پر بحث قسم اول عہ قسم دوم ۱۲ر مجلد عہ و عہ

مطالعۂ اسلام ۔ ارکان اسلام اور عقائد اسلام کا فلسفہ ... ۱۲ر

مکالمات ملیہ مختلف مذاہب کے علماء کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کے مباحثے ... ۱۳ر

سلک مروارید اسلام کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی دس معرکتہ الآرا تقریروں کا مجموعہ ... عہ

براہین نیرہ ۔ قرآن کریم ایک خاتم اور الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدن کے مکمل قوانین موجود ہیں ... ۱۲ر

ام الالسنہ ۔ عربی الہامی زبان ہے اور تمام زبانیں اسی سے نکلی ہیں ۔ قیمت فی جلد ... ۱۲ر

اسوۂ حسنہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ زندہ و کامل نبی ہیں قیمت ... ۱۲ر

ضرورت الہام سائنٹیفک طریق سے بتایا ہے کہ انسان کیلئے الہام نہایت ضروری ہے ۔ قیمت ۱۲ر

ذرات عالم کا مذہب سائنس اور مذہب میں چولی دامن کا ساتھ ہے ۔ قیمت ۱۲ر

اسلام اور علوم جدیدہ دنیا کو علوم جدیدہ سیکھنے کی طرف سب سے پہلے اسلام نے توجہ دلائی ... ۸ر

مسیح کی الوہیت ۔ اور آپکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۸ر

صلائے نصرت ۔ اہل ہمت مسلمانوں کیلئے پیغام بیداری ... ۶ر

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور سے طلب فرمائیں

اسلامیہ پریس بیرون دروازہ لاہوری بابو عبدالرشید کے اہتمام سے چھپوا کر خواجہ عبدالغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء نمبر (۹)

پیدائش در گناہ

اگر گناہ تھا مجھ میں بوقتِ پیدائش
گناہ عطیۂ پروردگارِ ہستی ہے
اگر ہوں پردۂ دُنیا پہ مخطی و ساہی
تو اس سے حکم کی خرملی رہی برستی ہے

میں مُشتِ خاک ہوں جاں اُسنے مجھ میں ڈالی ہے
کیا ہے شکل و طبیعت سے بہرہ ور مجھ کو
بھلا یہ کیسے روا ہے کہ بد دُعا دے کر
وہ انتقام کی خاطر جو دے ضرر مجھ کو

عجب تلافی ہے نقصان کی تعجّب ہے
کہ دھوئے داغ گناہ آکے خونِ قُربانی؟
خدائے پاک مُزیّن صلیب سے ہو کر
دکھائے رُوح کی پاکیزگی کو نیسانی؟

نہیں نہیں یہ سراسر ہے کُفر کا کلمہ
خدا کو مان کے ایسا خیال مت کرنا
کہ پیدا کر کے گناہوں میں ہم کو خالق نے
ہے اس کے بعد تلافی کا اس نے دم بھرنا

وصالِ خالقِ اکبر کو اے میرے پیارے
نہیں کسی کے وسیلہ کی ہم کو کچھ حاجت

ہر ایک رُوح کو تنہا روی سمجھ کافی
برائے موت و تلافی و سُوز[*] او صاقی

ترجمہ از نظم انگریزی

شذرات

مغربِ تمدّنی اُلجھنوں میں کہا جاتا ہے کہ بادشاہ فریڈرک سوم نے ایک مرتبہ اپنے ایک درباری پادری سے کہا۔ کہ وہ چند ہی لفظوں میں اس کے آگے عیسائیت کی صداقت کا ثبوت پیش کرے۔ کیونکہ اس کے متعلق طویل مباحثات کے سننے کی اسے فرصت نہیں۔ پادری نے جواباً صرف 'یہودی' یہودی' کے الفاظ کو دہرایا جس سے اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہودیوں پر بحیثیت قوم جو مصائب وارد ہوئے ہیں۔ وہ جناب مسیح علیہ السلام کے انکار ہی کا نتیجہ ہیں بعینہٖ اسی طرح اگر آج کوئی شخص ہم سے سوال کرے۔ کہ اسلام کی صداقت کا ثبوت ایک لفظ کے اندر کیا دیا جاسکتا ہے۔ تو جواباً ہم اسے مغرب کا حوالہ دینگے۔ کہ جو کچھ مغرب میں آج ہو رہا ہے۔ وہ اسلام کی صداقت کا ایک بدیہی ثبوت ہے مغربی تمدنی کل سر سے لے کر پاؤں تک ایسی سخت الجھنوں میں مبتلا ہے کہ جن کا سلجھنا ایک ناممکن امر ہو گیا ہے۔ اور ایک ایسے شخص کی طرح جو دلدل میں جا پھنسا ہو جس قدر وہ اپنے آپ کو ان اُلجھنوں میں سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی قدر وہ اُلجھنیں اور بھی پیچیدہ ہو جاتی ہیں۔ بہت سی اور مختلف طرح کی بیماریاں ہیں جن کے علاج کی ضرورت ہے۔ لیکن جس وقت ان کا علاج کیا جاتا ہے تو بیماری سے بڑھ کر اور بھی خطرناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم نے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کامل اور بہترین ضابطۂ زندگی ہے۔ ان بیشمار پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کی راہ بتائی ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو امکانی طور پر

[*] یعنی سوز کا حذف رکھنا۔

وہی ایک راہ ان مسائل کے حل کی ہے۔ کاش کوئی اس پر غور کرنیوالا ہو +

شراب خوری اور جوا بازی

کہ شرابخوری اور جوا بازی دو توام بہنیں ہیں اور انہیں غالباً اُم الخبائث کہنا بجا ہوگا۔ لیکن آج یہی دونوں بیماریاں مغرب کی خصوصیات میں سے ہیں۔ شاید ہی کوئی گھر یا کوئی مجلس یا دعوت کا کوئی موقع ہو۔ جہاں کسی ایک یا دوسری قسم کی شراب کو عزت کا مقام نہ دیا جاتا ہو ایک دوست اپنے دوست کی تواضع شراب سے بڑھ کر اور کسی خوشگوار چیز سے نہیں کرسکتا۔ اور باہمی محبت اور دوستی کے عہد کو پختہ اور مضبوط کرنیکے لئے انہیں بالضرور شراب سے بھرا ہوا ایکدوسرے کا جام صحت پینا پڑتا ہے۔ یہ کہنا ذرا بھی خلاف حقیقت نہیں۔ کہ ایک عام مغربی آدمی کی زندگی شراب ہی پر بسر ہوتی ہے۔ کھانے کو اسے خواہ نان شبینہ بھی میسر نہ آئے۔ مگر شراب کا گلاس اُسے ضرور ملنا چاہئے۔ یہ اسے تروتازہ کر لینا ہے +

ٹمپرنس سوسائٹیوں کو بلا استثنا ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ ایک تمدنی اصلاح کرنیوالا شراب کے معاملہ میں اپنے آپ کو دو قسم کی مصائب میں گھرا ہوا پاتا ہے۔ ایک طرف شیطان ہے۔ اور دوسری طرف شراب کا گہرا سمندر۔ ایکطرف وہ اسکو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ کہ یہ اُم الخبائث دنیا میں باقی رہے اور دوسری طرف وہ اگر اسے روکتا ہے۔ تو اس کا مذہب ہاتھ سے جاتا ہے۔ کیا جناب مسیح نے پانی کو شراب میں تبدیل نہیں کیا۔ اور اگر خداوند مسیح کے ہاتھ پر پانی کا شراب بن جانا ایک معجزہ ہے۔ تو کیونکر کوئی دوسرا شخص اسکو نفرت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھ سکتا۔ اور اسے روکنے کی جرات کرسکتا ہے پھر عشائے ربانی کے مراسم مذہبی کو کیا کہا جائیگا۔ اور تو اور یہ مقدس ترین رسم بھی شراب کے بغیر ادا نہیں ہوسکتی۔ اور اسلئے جب کبھی شراب کی قطعی ممانعت کا سوال انگلستان میں یا بحیرہ اطلانٹک کے دوسری جانب (یعنے امریکہ میں)

پیش ہوتا ہے۔ تو اسکی مخالفت میں جو آوازیں اٹھتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ زوردار اور اس کے ساتھ ہی سب سے زیادہ وزندار آواز کلیسیا کی ہوتی ہے +

دس کروڑ پونڈ سالانہ کی جوا بازی شراب خوری کی طرح شرط لگانا بھی مغرب کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ صحت افزا اور مردانہ تفریحات مثلاً گھوڑ دوڑ فٹ بال میچز۔ باکسنگ میچز (گھونسہ بازی کے مقابلے) قومی پیمانہ پر شرطوں اور جوا بازی کے آماجگاہ بنگئے ہیں۔ لارڈ جرس نے جو جاکی کلب کے سینیئر سٹوارڈ (افسر اعلےٰ) ہیں۔ اس منتخب کمیٹی کے سامنے جو شرطیں لگانیکے متعلق تحقیقات کر رہی ہے۔ بطور گواہ پیش ہو کر یہ اقرار کیا ہے۔ کہ دوڑیں اور جوا بازی دونوں لازم و ملزوم اور ایکدوسرے کے جزو لاینفک ہیں۔ اور کوئی گھوڑ دوڑ شرط لگائے بغیر نہیں ہوسکتی۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ملک انگلستان میں جتنی شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ ان کی مجموعی رقم دس کروڑ پونڈ سالانہ تک پہنچتی ہے۔ بلکہ حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی شرط لگانا ایک عام عادت ہے۔ "میں شرط لگاتا ہوں" کے الفاظ قریباً ایسے ہی رائج ہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ "میں یہ کہہ سکتا ہوں" اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ یہ الفاظ بچوں کی زبان پر بھی جاری ہیں۔ وہ بیان جو مسٹر بنگھم اسسٹنٹ کمشنر میٹروپولیٹن پولیس نے متذکرہ بالا کمیٹی کے سامنے دیا۔ فی الحقیقت لفظاً لفظاً صحیح ہے۔ مسٹر موصوف کی رائے میں شرطوں کی وجہ سے شراب سے بڑھ کر بہت سے خطرناک جرائم ظہور میں آئے ہیں +

مغرب اور عرب جاہلیت بعینہٖ یہی حالت جو آج مغرب میں پیدا ہوچکی ہے عرب میں اس وقت تھی جسکو زمانہ جاہلیت کہا جاتا ہے اور جسکی اصلاح محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسی نے ایسی کی کہ جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی +

مولینا حالیؒ مرحوم نے عرب جاہلیت کی اس حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے
جو یورپ کی مذکورہ بالا حالت پر بعینہ صادق آتا ہے ؎

جُوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی
شراب اُن کی گھٹی میں گویا پڑی تھی

تہذیب جدید کی روشنی میں دور جاہلیت کا یہ نظارہ از حد عبرت انگیز ہے +

اسلام کا فیصلہ اور اس کا اثر

اسلام نے اس بارہ میں کیا فیصلہ دیا ہے اور وہ کہاں تک اثر پذیر ثابت ہوا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

یا یھا الذین امنوا انما الخمر و المیسر . . . . رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ بیشک شراب اور جوا . . ناپاک شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہ ہے اسلام کا فیصلہ۔ یعنے شراب اور جوئے وغیرہ کی قطعی ممانعت۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہوا ہے؟ آج بھی آپ اسلامی دنیا کے طول و عرض میں ایک چکر لگا کر دیکھیں۔ آپ کو ان ناپاک بیماریوں کا نشان تک نہیں ملیگا۔ ہاں ان جگہوں کی جہاں مغربی تہذیب نے اپنا نامبارک قدم جمایا ہے علیحدہ صورت ہے۔ کاش مغرب آج اس اسلامی اثر سے فائدہ اُٹھائے۔ جیسے عربوں نے اس سے فائدہ اُٹھا کر دنیا کی نیک نامی حاصل کی +

اسلام کا احسان مہذّب اقوام پر

دنیا فی الجملہ مائل باسلام ہو رہی ہے جہاں کی مختلف غیر مسلم قومیں جنہیں اپنی تہذیب اور شائستگی اپنے تمدن اور علوم و فنون پر فخر ہے رفتہ رفتہ اسلام کے احکام کی پابندی اختیار کر رہی ہیں گو انہیں اسلام کے نام سے عار ہے۔ مگر دین حق کی حقیقی سپرٹ اپنا کام کر چکی ہے دنیا کی سب سے زیادہ شائستہ طاقتوں میں سے ایک برطانیہ ہے۔ حال ہی میں اس نے

طلاق کے قانون میں تغیر و تبدل کر کے اُسے ایسے طریق پر مروّج کیا ہے جو ایک حد تک اسلامی ہے۔ شراب فروشی اور شرابنوشی کو آج سے کچھ عرصہ پہلے یورپ کے جملہ ممالک عیب خیال کرتے تھے۔ مگر آج خدا کے فضل سے یہ حالت ہے کہ بہت سے ملک شراب کی فروخت قانوناً بند کر رہے ہیں۔ اور اس کے پینے کو ناجائز خیال کر رہے ہیں۔ اور اسے ایک ناپاک فعل قرار دیتے ہیں۔ حال ہی میں عالمگیر انسداد مسکرات کی زبردست جدوجہد شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ آسٹریا بلغاریہ ہسپانیہ، اسکاٹ لینڈ، اٹلی، پولینڈ، جرمنی، ہالینڈ، یوگوسلافیہ، فنلینڈ، اور چلی وغیرہ میں انسدادی تحریک جاری ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ تھوڑے وقت میں اسلام کا قانون غیر اسلامی ممالک کے قوانین پر حاوی ہو جائیگا یعنی شراب فروشی اور شرابنوشی کو قانوناً بند کر دیا جائیگا ✣

قانون طلاق میں مساوات اور اخفا کی ضرورت

مغرب کا نظام تمدن شاید کسی معاملہ میں بھی اسقدر ناکام ثابت نہیں ہوا جسقدر بیوی اور خاوند کے باہمی تعلقات کی تنظیم میں۔ اسے ناکامی نصیب ہوئی ہے۔ شادی کو مغرب میں محبت اور خوشی و مسرت کی زندگی کے اختتام کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ نہ کہ اسکے افتتاح کا۔ دوسری چیز جو شادی کے بعد پیش نظر ہوتی ہے۔ اور جو اکثر اوقات وقوع میں آتی ہے۔ وہ طلاق کے سنسنی خیز واقعات ہیں۔ سر اے۔ ایچ ولیمس نے قانون اسباب ازدواج پر جو اس وقت پارلیمنٹ کے سامنے ہے بحث کرتے ہوئے اس صورت معاملات پر بہت ہی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ موجودہ زمانہ کی سب سے زیادہ افسوسناک باتوں میں سے ایک وہ طریق عمل ہے جو نوجوانوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ عدالت طلاق کی طرف جوق در جوق بھاگے چلے جاتے ہیں اُس قسم کے دس معاملات میں سے نو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ نوجوان کسی دوسری عورت سے جا کر شادی کرتے ہیں۔ اور دو سال ہی کے اندر وہی صورت معاملات وہاں پھر

پیدا ہو جاتی ہے۔ ان حالات کے اسباب کیا ہیں۔ اس پر نظر ڈالنے کی اسوقت ہمیں ضرورت نہیں لیکن یہاں ہم قانون طلاق کے دو نمایاں نقصوں کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جن کو مجوزہ قانون کے ذریعہ سے دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے +

مُروّجہ قانون کی رُو سے ایک شخص کیلئے جو اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے یہ ضروری ہے کہ وہ اسکی زنا کاری کو ثابت کرے۔ اور اگر بیوی خاوند سے طلاق چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف خاوند کی زنا کاری ہی ثابت کرے۔ بلکہ اس کا بھی ثبوت پیش کرے۔ کہ اس نے اس پر ظلم کیا ہے میاں اور بیوی کے معاملہ میں یہ عدم مساوات کیوں ہے؟ اسکو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کیا مرد کا زنا کار ہونا جرم کی نوعیت کو کم کر دیتا ہے۔ اور بیوی اگر زنا کار ہو تو جرم کی نوعیت بڑھ جاتی ہے؟ اگر بیوی کے معاملہ میں اس جرم کا ارتکاب رشتہ ازدواج کو توڑ دینے کیلئے کافی ہے۔ تو مرد کے معاملہ میں ایسا کیوں نہیں؟ علاوہ ازیں اس قانون میں اسباب کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کہ اسکے علاوہ بھی اور وجوہات ایسی ہو سکتی ہیں جو طلاق کو ضروری ٹھیرا دیتی ہیں۔ مثلاً میاں بیوی کے مزاج کی ناموافقت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے ان کا ایکدوسرے سے ملکر بسر کرنا مشکل ہو۔ کسی قانون کا منشا اگر یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمارے روزمرہ کی زندگی میں کام آئے۔ تو چاہئے کہ فطرت انسانی کے تقاضاؤں کو بھی وہ پورے طور پر مدنظر رکھے۔ اور ان کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس سے بڑھ کر خلاف فطرت کیا بات ہو سکتی ہے۔ کہ دو ایسے انسانوں کو تمام زندگی بھر کیلئے آپس میں باندھ دیا جائے۔ جن کے مزاج باہم موافق نہیں۔ قانون کو ایسے تمام معاملات میں مخلصی کی راہیں تجویز کرنی چاہئیں۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر ہے تو شدت ضرورت خود بخود اپنے لئے راہ تجویز کر لیگی۔ جو اگرچہ شرمناک ہے لیکن مخلصی کی وہی ایک راہ ہو سکتی ہے۔ مسٹر جیک جونس نے اس قانون پر تقریر کرتے ہوئے بالکل صحیح فرمایا

کہ میں ایک کیتھولک ہوں - لیکن میں واقعات کا انکار نہیں کرنا چاہتا یہ بہتر ہوگا - کہ اس رشتۂ ازدواج کو جو ایک نالائق انسان سے ایک شخص کا ہے توڑ دیا جائے بہ نسبت اس کے کہ انہیں باہم ملکر رہنے پر مجبور کیا جائے - اور غلط طور پر اسباب کا اظہار ہو - کہ وہ گویا شادی کی زندگی بسر کر رہے ہیں - حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ باہم منافقت سے بسر کرتے ہیں لے

مروجہ قانون طلاق میں صرف زناکاری کو ہی ایک ضروری وجہ قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس برائی کو اور زیادہ شرمناک صورت دینے والی ایک یہ بھی چیز ہے کہ مقدمات طلاق کی سرگذشت علے رؤس الاشہاد ہونے کی وجہ سے ایک کنبہ کے نہایت مخفی سے مخفی حالات بھی ملک کے طول و عرض میں دن رات زبان زد عوام ہو جاتے ہیں - اخبارات ان شرمناک باتوں کا اعلان بڑے بڑے جلی اور شاندار عنوانات کے تحت میں کرتے ہیں - جس کا خمیازہ جو کچھ مقدمہ کے فریقین کو اٹھانا پڑتا اور جو کچھ اس کا اثر عامہ اخلاق پر ہوتا ہے - اسکے بیان کرنے کی حاجت نہیں مجوزہ قانون میں مقدمہ طلاق کو پردہ اخفا میں رکھنا تجویز کیا گیا ہے - جسکے صحیح اور جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا +

لے اس بری حالت کی جو مروجہ قانون طلاق کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے ایک نمایاں مثال پیش کی جا سکتی ہے مسٹر جسٹس ہل نے عدالت طلاق میں جب ان کے سامنے ایک عورت نے اپنے خاوند سے علیحدگی کی درخواست پیش کی - یہ الفاظ کہے ہیں کہ مجھے ہمیشہ اسبات سے افسوس ہوتا ہے کہ ایک عورت جس کے حالات طلاق کے اسے حقدار ٹھیراتے ہیں قانونی طور پر صرف علیحدگی کی خواہاں ہوتی ہے - اصل بات یہ ہے کہ یہ بیچاری بیویاں اس قسم کی مخلصی کی خواہش قانونی حدود کے اندر رہکر کرتی ہیں اس مقدمہ میں جو میرے سامنے ہے مجھے سخت افسوس ہے کہ میرے یہ اختیار میں نہیں ہے کہ میں طلاق کی ڈگری دینے پر اصرار کروں لیکن اگر یہ عورت بھی موجودہ خواہش کے علاوہ کسی اور چیز کی درخواست کرنا چاہے تو وہ بھی میرے اختیار سے باہر ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اس خاص صورت حالات میں خاوند اپنی بیوی کے جو اس سے علیحدہ رہیگی اس علم کے باوجود افعال بد میں مبتلا رہیگا اور کوئی چیز اسکو اس سے روک نہ سکیگی اور دوسری طرف ایک یہ بھی موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے بھی حالات کی اصلاح ایک ناممکن امر ہے +

مسئلہ طلاق کا حل اسلامی نقطۂ نگاہ

جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ۔ کہ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق۔ حلال اشیا میں سے جو چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بری ہے وہ طلاق ہے ۔ طلاق کے ذریعہ سے رشتہ ازدواج کو قطع کرنے سے پیشتر اسلام کی تعلیم ہے ۔ کہ دوستوں اور رشتہ داروں کی طرف سے پورے طور پر اسباب کی کوشش ہونی چاہئے ۔ کہ میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگوار بنا دیا جائے ۔ . . . .

. . . . لیکن جب برائی اپنی حد کو پہنچ جائے ۔ اور کوئی صورت ملاپ کی نظر نہ آئے ۔ تو میاں بیوی دونو کو طلاق کا یکساں حق حاصل ہے ۔ دونوں میں سے کسی ایک کے لئے یہ ضروری نہیں ٹھیرایا گیا ۔ کہ وہ زنا کاری کا مرتکب ہو ۔ تو طلاق ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ ایک کے بھی محض مزاج ہی کی ناموافقت رشتہ ازدواج کو قطع کرنے کے لئے کافی وجہ ہے ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ انقطاع ایک خاص فیاضانہ سلوک کے ساتھ عمل میں آتا ہے ۔ کیونکہ قرآن کا ارشاد ہے :-

یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنٰت ثم طلقتموھن . . . . فمتعوھن و سرحوھن سراحاً جمیلا ۰ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ۔ جب تم مومن عورتوں سے شادی کرتے ہو ۔ اور پھر انہیں طلاق دیتے ہو . . . . تمہیں ان کے ساتھ کچھ رعایت کرنی چاہئے ۔ اور انہیں عمدگی کے ساتھ رخصت کرنا چاہئے (سورت ۳۳ آیت ۴۹) پھر فرمایا ۔ وان اٰتیتم احدٰھن قنطارًا فلا تاخذوا منہ شیئاً ۔ اگر تم ان کو ایک تودہ کے برابر بھی دو تو ان سے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو (النساء ۔ ۲۰) ۔ ۔

قانون تکفیر ۔ ایک اور دلچسپ مسودہ قانون اس وقت پارلیمنٹ کے سامنے ہے اس کا عنوان ہے ۔ قوانین تکفیر کی تنسیخ کا بل ۔ قانون تکفیر کے ماتحت عیسائیت کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا ایک خطرناک جرم ہے ۔ اگر آپ کلیسیا کے معتقدات کی لغویت کو آشکارا کرنا چاہیں ۔ تو آپ ہیا کرتے سے ان کے ساتھ نہیں رہ سکتے ۔ نہ ہی آپ عقائد کلیسیا کی

صداقت کو زیر بحث لاسکتے ہیں۔ یہ گویا ان شاہی مذہب کے لئے ایک شاہی حفاظت ہے
دوسرے مذاہب پر جسقدر رنگ گی کوئی چاہے پھینکے۔ اس قانون کی خلاف ورزی نہیں
ہوتی۔ نہیں بلکہ کلیسیا کے اندر بھی یہ حفاظت صرف کلیسیائے شاہی تک ہی محدود
ہے یعنے صرف [illegible] (کلیسیائے انگلستان)
ہی اس حفاظت شاہی سے مستفید ہے۔ رومن کیتھولک۔ نان کنفرسٹ (کلیسیائے
انگلستان سے غیر ملحق کلیسیا) اور دیگر معتقدات کے لوگوں کو اپنی حفاظت خود کرنی
چاہئے۔ اگرچہ یہ قانون عملاً اب بوسیدہ ہو چکا ہے۔ جو اسبات کا ایک کھلا ثبوت ہے
کہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین بھی عملی زندگی میں آکر کسقدر ناقص ہو جاتے ہیں
تاہم یہ کسقدر افسوسناک امر ہے۔ کہ ایک ایسی سرزمین میں جہاں آزادیٔ رائے
کی شیخی اس قدر بگھاری جاتی۔ اور اس کا بلند آہنگی کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے
ایک ایسا قانون کتاب آئین کے اندر موجود ہیں۔ لیکن اس قانون کے نافذ العمل
ہونے ہوئے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے کانشنس اور عمل کو جو اس قانون کی
زد میں آتا ہے باہم مطابق نہیں کر سکتے۔ بہت سے دیانتدار اشخاص جو رائے کی آزادی
کیلئے کھڑے ہوئے اس قانون کے ماتحت جیل کی سنگین دیواروں میں بند
کر دیئے گئے۔ ٹامس کارلائل جس کے نام پر ہر ایک بڑا شخص بجا طور پر فخر
کر سکتا ہے۔ اپنے وقت میں ایک ایسا ہی بدقسمت انسان تھا۔ اگرچہ وہ قانون
جس کے ماتحت اسے سزا دی گئی۔ اب عملاً مردہ ہو چکا ہے۔ اور اب اسکی مردہ
لاش کو بھی صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی کوشش ہو رہی ہے تاہم کارلائل
کی یاد اور آزادیٔ رائے کیلئے اسکی جنگ ابھی تک تازہ ہے۔ اور جس عزت و شان
کے ساتھ تازہ ہے وہ کبھی فنا ہونیوالی نہیں +

اسلام کا طرز عمل

ان لوگوں کیلئے جو اسلام کو تلوار کا مترادف سمجھتے ہیں یہ
بات سخت حیرت اور سراسیمگی کا موجب ہوگی۔ کہ آزادیٔ رائے کے بارہ میں بھی اسلام ایک

مشعل راہ ہاتھ میں لئے ہوئے بیسویں صدی کی مغربی روشنی کو رستہ دکھا رہا ہے۔ قرآن کریم
فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ دین میں کوئی جبر نہیں
بھلائی اور کجی میں ایک کھلا امتیاز کر دیا گیا ہے (البقرہ - ۲۵۶)
اس سے بھی بڑھ کر اسلام نے مذہب کے معاملہ میں انفرادی طور پر بھی آزادی دی ہے فرمایا:
ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم کذلک زینا لکل امۃ
عملھم ثم الی ربھم مرجعھم فینبئھم بما کانوا یعملون ۰ اللہ کے سوائے جنکو وہ پکارتے
ہیں۔ ان کو بھی گالی مت دو۔ کہ یہ لوگ بھی براہِ نادانی ناحق و ناروا خدا کو برا کہہ بیٹھینگے
وہی ان کو ان باتوں کا پتہ دیگا جن پر وہ عمل کرتے ہیں (الانعام ۱۰۹)

مسیح کا کلیسیا مسجد ہے نہ کہ گرجا

چرچ فیملی نیوز پیپر نے اپنی ۱۵ جون کی
اشاعت میں کرائسٹ چرچ ووکنگ کے پادری کی تقریر کا جو نارووچ کی سی۔ ایم۔ ایس
کانفرنس میں انہوں نے کی ہے ذکر کرتے ہوئے ہماری چھوٹی سی مسجد کے متعلق خطرہ کا اظہار
دیا ہے! اخبار مذکور رقمطراز ہے۔ کہ پادری صاحب نے ایشیائے کوچک کے کلیسیاؤں کو محمد (صلعم)
کی اسلام کیلئے تبلیغی مہم کے ذریعہ سے خطرناک گرہن لگنے کا ذکر کرتے ہوئے اس کا
مقابلہ اس مخاصمانہ طریق عمل سے کیا۔ جس کی وجہ سے اس وقت کے کلیسیاؤں کو
تشطط وافتراق کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اس کے ساتھ یہ لکھا ہے۔ کہ آجکل اس وقت
ووکنگ میں ایک مسجد ہے۔ اسلئے پادری صاحب کی یہ آواز اسکے متعلق ایک تازہ گونج پیدا
کرنیوالی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بات بالکل ناواجب اور دور از قیاس قرار نہیں دیجا سکتی
کلیسیا کو فی الحقیقت گرہن لگنا ضروری ہے۔ لیکن اس کی اصل وجہ ہمارے خیال میں وہ
نہیں جس کی طرف اخبار مذکور نے اشارہ کیا ہے۔ بلکہ اسکی وجہ دراصل کچھ اور ہے۔ کلیسیائے
مسیح اپنے مسیح کو کھو بیٹھا ہے! اور جب تک وہ اپنی اس اصل روح کو دوبارہ نہ پالے۔ اسکے
دن گنتی کے سمجھنے چاہئیں۔ اور اگر مسجد اپنی جگہ اصل مقصد کو پورا کر رہی ہے تو یہ بالکل
جائز ہے۔ یہ کسی خاص مہم کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ مسجد ہی ایک جگہ ہے

جہاں مسیح کو ہم اپنی اصل آسمانی شان و شوکت کے ساتھ پاسکتے ہیں۔ اور اسلئے یہ کہنا بجا ہے کہ مسجد ہی مسیح کا اصل کلیسیا ہے +

رجوع الی الاسلام کلیسیائے مسیحیت ایک متلاشی صداقت کو خواہ کتنا ہی پامال کرنے کی کوشش کرے لیکن تلاش صداقت ایک ایسی چیز ہے جسکو کچلنا اسکی طاقت سے باہر ہے۔ یہ روح کلیسیا کی مدافعانہ کوششوں کے باوجود ابھی تک زندہ ہے اور مختلف معتقدات اور فرقوں کی شکل میں جو تلاش حق سے پیدا ہوئے ہیں صفحۂ ہستی پر موجود ہے۔ یہ تمام فرقے در اصل یوں کہنا چاہئے۔ کہ انسان کے اندرونی جذبہ کا روشنی کیلئے ناتک ٹوئیے مارنا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اس روشنی کی ایک جھلکتی سی شعاع کو لئے ہوئے۔ اور اس "کامل صداقت" کے ایک حصہ کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو اسلام کو ظاہر کرنیوالی ہے۔ یہ فرقے گویا فطرت انسانی کی اسلام کی طرف جو فطرت کا مذہب ہے ایک خود اختیاری حرکت کا نتیجہ ہیں +

جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی تازہ تصنیف میں جو

Towards Islam

"رجوع الی الاسلام" کے شاندار عنوان کے ماتحت طبع ہوئی ہے۔ ان تمام نوزائیدہ فرقوں کے متعلق بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ کس طرح یہ سب کے سب اسلام کے وسیع دائرہ کیطرف حرکت کر رہے ہیں۔ اور آخر کار یہ سب اسی کے اندر آکر جذب ہو جائیں گے۔ حضرت خواجہ صاحب کو ان سب فرقوں کے ساتھ ایک لمبا اور گہرا تعلق رہا ہے۔ اور وہ ان سب مجالس میں خود انہی کے پلیٹ فارموں پر کئی دفعہ لیکچر دے چکے ہیں۔ اسلئے جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ اپنے ذاتی علم کی بنا پر لکھا ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ اس قابلانہ تصنیف کے جو ابھی زیر طبع ہے مضامین کس درجہ لطف اندوز اور سبق آموز ہیں۔ ہم اپنے ناظرین کرام کو پہلے سے ہی اس کا مزا چکھا دینگے۔ اور اگلی اشاعت میں اسلام میں تصوف کے ذریعہ بیماریوں کا علاج کے

عنوان سے اس کتاب کا ایک باب ہدیہ ناظرین کرام کیا جاویگا -

قبول اسلام - حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی لندن سے روانگی سے پہلے ایک اعلیٰ طبقہ کا انگریز جو انجینیر تھا مشرف بہ اسلام ہوا - یہ صاحب لندن ہوس میں آیا کرتے تھے اور لیکچروں میں شریک ہوا کرتے تھے +

مشرق کا ملاپ مغرب سے - جیسا گذشتہ اشاعت میں یہ خبر شائع کیجا چکی ہے - کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور رائیٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ لندن کے لورپول رینو کے اسٹیشن پر سے ایک بہت بڑے مجمع احباب کی جو انہیں رخصت کرنے کیلئے جمع ہوا تھا مسرت اندوز مبارکبادیوں میں ۲۲ جون کو مکہ کی طرف روانہ ہوئے - تاکہ تاکہ بیت اللہ کا حج وہاں کریں - لارڈ ہیڈلے ان برطانوی امرا اور لارڈوں میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا - اور اب خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہی کو یہ امتیاز بخشا ہے - کہ خانہ کعبہ کے سب سے پہلے مغربی حاجی بھی وہی بنے ہیں - کس قدر موثر وہ نظارہ تھا - جب لارڈ موصوف حج کیلئے ایک ہی سفید کپڑے میں ملبوس تھے - اور اپنے لکھو کہا مسلمان بھائیوں سے ملکر ان کیلئے خوشی کا موجب ہوئے - باوجودیکہ کپلنگ شاعر نے مشرق ومغرب کے کبھی نہ ملسکنے کا اعلان کر رکھا ہے لیکن واقعات بتا رہے ہیں - کہ اتحاد اسلام کے اندر آکر مشرق ومغرب ہردو ایک ہی دائرہ کے اندر جمع ہو سکتے ہیں +

منقول از اخبار مدینہ

ایک عظیم الشان اسلامی جلسہ مصر میں فاروق لارڈ ہیڈلے اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا استقبال - چونکہ فاروق لارڈ ہیڈلے پریزیڈنٹ جمعیتہ اسلامیہ برطانیہ اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب امام مسجد ووکنگ لندن مصری مملکت سے گذرتے ہوئے حج بیت اللہ کو تشریف لیجانیوالے ہیں تو

اسلئے علماء و رؤسا و تجار و باشندگان اسکندریہ نے ان کے استقبال کیلئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جناب خواجہ کمال الدین علماء اسلام میں سب سے پہلے عالم ہیں جنہوں نے دین حنیف کی تبلیغ و اشاعت اور شریعت حقہ کی دعوت و تصدیق کا علم بلند کیا اور ترک وطن انگلینڈ و امریکہ کے کوہستانوں کو اپنا میدان جہاد بنایا۔ انھوں نے جو خدمات عظیمہ و جلیلہ اسلام اور قرآن کی انجام دی ہیں ان کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ بہت سے لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے انہیں میں لارڈ ہیڈلے کی ذات گرامی بھی ہے جن کا اسلامی نام فاروق ہے اور حضرت خواجہ کے شجر تبلیغ کے سب سے پہلے برگ و بار ہیں! انھوں نے قبول اسلام کے بعد تبلیغ و اشاعت جو گرانقدر مالی عملی و قلمی خدمات انجام دی ہیں۔ وہ دائرہ اظہار سے باہر ہیں۔ آپ کی بیش قیمت تصنیف (مغرب کی بیداری اسلام کیلئے) جو خاص طور پر یورپ و امریکہ کو اسلام کی طرف مخاطب کرنے کیلئے لکھی گئی ہے ان مالی خدمات کے علاوہ ہے جو آپنے اشاعت اسلام کیلئے انجام دی ہیں۔ اس جلسہ میں علماء و رؤسا و اعیان و اطباء و اہل ادب کی ایک بڑی جماعت نے شرکت کا وعدہ کیا ہے جو لوگ اسمیں شرکت کرنا چاہتے ہیں وہ ہم سے گفتگو کریں + (مدینہ)

لارڈ ہیڈلے قاہرہ میں (سٹیٹسمین کلکتہ کا ایک نامہ نگار مقیم قاہرہ لکھتا ہے کہ میں لارڈ ہیڈلے سے قاہرہ میں ملا۔ آپ حج کیلئے مکہ تشریف لیجا رہے تھے۔ میں نے لارڈ صاحب ممدوح سے پوچھا۔ کہ آپ کا اس بیان سے کیا مطلب ہے کہ صرف انگلستان میں ہزاروں مسلمان موجود ہیں۔ لارڈ صاحب نے جواب دیا کہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ انگلستان کے لوگ اگرچہ اپنا مذہب عیسائیت بتاتے ہیں لیکن وہ اسکے مطابق عمل نہیں کرتے۔ انھوں نے مسیحیت کے مسائل لاطائل کو ترک کردیا ہے اور حقیقت میں وہ لوگ مسلمان ہیں۔ گو وہ خود نہیں جانتے کہ ہم اسلام کی پیروی کر رہے ہیں اس سے آگے چلکر اخبار مذکور لکھتا ہے کہ قاہرہ میں لارڈ صاحب ممدوح کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا گیا۔ آپنے قاہرہ کی ایک بڑی مسجد میں تقریر کی۔ دوران تقریر میں آپ کے سر پر اسلامی ٹوپی تھی۔ سامعین کا اسقدر ہجوم تھا۔ کہ پولیس انتظام کیلئے خاص طور پر بلائی گئی تھی +

ریویو

حسین بیتی:- جناب مولوی حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی کی تصنیف کردہ ہے حسینی مثنوی کی بحر میں کربلا کے موثر حالات درج ہیں - یہ کتاب دفتر المشائخ دہلی سے ۸/ پر مل سکتی ہے

مخزن بارہ اکسیر نامی کتاب بایا کوچک یعنی نشور لمیٹیڈ کے طریقہ علاج پر عام فہم و سلیس اردو زبان میں لکھی گئی ہے - یہ علاج ملک جرمنی کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر ولیم ہینرچ شوسلر نے ایجاد کیا تھا - اور اس نے کل طرائق العلاج کے مقابلہ میں ہر مرض کا علاج صرف ان بارہ ادویات سے کر کے یہ ثابت کر دیا ہے - کہ یہ بہترین کم خرچ بیضرر اور سریع التاثیر علاج ہے چنانچہ ہندوستان میں اس گرانی کے زمانہ میں ضرورت ہے - کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں علاوہ ہیکی ادویات میں فضول دقتیں یہ کتاب اطبا و عیالدار آدمیوں کیلئے از بس مفید ہے - کیونکہ اسکی موجودگی سے معمولی لکھا پڑھا آدمی بروقت ضرورت ہر مرض کا علاج بآسانی کر سکتا ہے - قیمت صرف عه +

ملنے کا پتہ:- ہانیجا - ہومیو پیتھک فارمیسی - دیوان لکشمی نارائن بلڈنگ انارکلی لاہور

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء بابت دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

تفصیل	نمبر نقشہ	رقم آمد ہندوستان (پائی)	(آنہ)	(روپیہ)	تفصیل	نمبر نقشہ	رقم خرچ ہندوستان (پائی)	(آنہ)	(روپیہ)
امداد مشن	عـ۱	۰	۱۳	۳۱۸	خرچ ووکنگ مشن	عـ۳	۳	۱۴	۱۴۶۹
قیمت رسالہ و مفت تقسیم	عـ۲	.	۰	۴۷۳	خرچ اسلامک ریویو	عـ۴	۱	۱	۶۵۴
میزان		۰	۱۳	۷۹۱	میزان		۹	۱۵	۲۱۲۲

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن - عزیز منزل لاہور

نقشہ عـ۱ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد امیر حسین صاحب کاکوری	۰	۰	۲	جنابہ نواب سراج الدین خان صاحب لاہور	۰	۰	۱
" محمد عبد الواحد خان صاحب اجمیر	۰	۰	۱۰	" کے اللہ علی صاحب نگر کنڈا	۰	۰	۲
" محمد عنایت اللہ خان صاحب آگرہ	۰	۰	۶	" والدہ محمد اقبال لاہور	۰	۰	۲
" والدہ خلیل احمد صاحب لاہور	۰	۰	۴	" عبد الغنی صاحب کوٹلی	۰	۰	۲
" منہاج الدین صاحب تھنڈہ	۰	۰	۵	" فاطمہ بی بی لاہور	۰	۰	۱
" سید محمد صاحب پٹنہ	۰	۰	۵	" شیخ محمد بخش صاحب نوشہرہ ضلع ناگ	۰	۰	۵
" محمد عبد الباسط صاحب مدراس	۰	۱۲	۳	" ایم تاج الدین صاحب کانی کرچی	۰	۰	۵
" عبد الرشید نانا صاحب کیمپ پونہ	۰	۰	۱۰	" ڈپٹی رضا احمد علی صاحب امرتسر	۰	۸	۸۵

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب بابو فضل کریم صاحب پشاور	۰	۹	۷	جناب چوہدری محمد یار خان صاحب کیمبل پور	۰	۰	۱۰
” فضل دین صاحب اسٹیشن ماسٹر اکوڑیا	۰	۰	۵	” اہالیان قوت پور معرفت اللہ دتا صاحب	۰	۰	۱۷
” خان زید خان صاحب خانیوال	۰	۰	۳	جناب نظیر احمد صاحب منٹگمری	۰	۰	۲
” محمد خان صاحب خانیوال	۰	۰	۲۰	” عباد اللہ خان صاحب مونیر	۰	۰	۱۲
” لعل خان صاحب ”	۰	۰	۱۰	” سید عظمت اللہ صاحب مهیور	۰	۰	۳
” جہان خان صاحب ”	۰	۰	۱۰	” احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
” اسمعیل خان صاحب ”	۰	۰	۲	” غنی صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰
” میاں محمد شاہ صاحب کیمبل پور	۰	۰	۱۵	” نواب موج الدین خان صاحب لاہور	۰	۰	۱
” بہار خان صاحب سلار داہن	۰	۰	۱۰	کل میزان		۱۴	۳۱۸

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ		پائی	آنہ	روپیہ
مد تقسیم جناب کرنل لطاف صاحب لودھیانہ	۰	۰	۱۰۰	قیمت فوٹو	۰	۸	۱
” جناب حاجی میر محمد حمید اللہ خان صاحب بھوپال	۰	۰	۵۰	قیمت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۸	۳۲۱
				کل میزان	۰	۰	۴۷۳

نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن در ہندوستان بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ بابت ماہ جون ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۵۲
بل ۶۳ کرایہ دفتر در ماہ مئی و جون ۱۹۲۳ء نصف	۹	۰	۱۰
بل ۶۴ جلد بندوائی رجسٹر آمد و خرچ ۵ عدد فی ۸ کل ۲ — تلب دو عدد — سیاہی دستی رسید ۱۲ — ڈائری فلیسکیپ کاغذ — دھاگہ گولی ۲ — اجرت کتابت عید کارڈوں پر پتہ نوابان — لیمپ و پوسٹل ڈائریکٹری خط — فینائل ۷ — حصہ ملازم — مہر ربڑ — عید کارڈ برائے بھیجنے نوابان و معطی صاحبان — پنجاب سول لسٹ — رجسٹر دو عدد برائے حساب جو روپیہ خزانہ میں جمع ہوتا ہے — فائل ایک درجن — کوپن رجسٹر ایک عدد — دو ہزار فارم اپیل انگریزی کی چھپائی — چھپوائی و کاغذ لفافہ حساب آمد و خرچ — ٹکٹ و کارڈ — تار و کنگ بابت اطلاع — دو دفعہ — فیس منی آرڈر رقیہ بیگم — لفافہ سادہ — کل میزان	۳	۶	۱۰۰
پیشگی برائے سفر خرچ جناب ماسٹر یعقوب خان صاحب ووکنگ از لاہور	۰	۰	۱۰۰۰
ورقہ ۲۰ جون ۱۹۲۳ء میں نور محمد صاحب کی رقم غلطی سے مشن میں جمع ہوئی تھی اسلامک ریویو میں منتقل کرائے گئے — مجلدین اشاعت اسلام برائے ریکارڈ — مزدوری صفائی دفتر	۰	۸	۷
کل میزان	۳	۱۴	۱۴۶۹

نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو در ہندوستان بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء

تفصیل	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ بابت ماہ جون ۱۹۲۳ء	۰	۰	۴۵۰
کرایہ دفتر دو ماہ مئی و جون ۱۹۲۳ء نصف	۰	۰	۱۰
ٹکٹ — سادہ لفافہ — تین ہزار فہرست پرانے رسالہ کی جلد بندی — کتب — متفرق — ربڑ کی مہروں کا بکس — متفرق — ایک درجن فائل — ایک خریدار کا چندہ واپس کیا — دو ہزار فارم انگریزی کی چھپائی — ۴ صفحات چیپ اسلامک ریویو کی چھپوائی — اسلامک ریویو چندہ کے فارم ڈھائی ہزار — روزنامچہ کے رجسٹروں کی چھپائی — پالف کارڈ اطلاعی کی چھپائی — تنخواہ مہتر اپریل لغایت جون تین ماہ ۱۲			
میزان	۶	۱	۱۹۲
کل میزان	۶	۱	۶۵۲

مُسلم زندگی کا نصب العین

از رُوئے قرآن مجید

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ ترجمہ۔ قسم ہے عصر کی تحقیق آدمی البتّہ خسارہ میں ہے۔ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھّے اور ایکدوسرے کو نصیحت کرتے ہیں حق کی۔ اور ایکدوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی +

مندرجہ بالا سُورہ قرآن شریف کی چھوٹی سُورتوں میں سے ایک ہے۔ یہ سُورہ مُسلم زندگی کا نصبُ العین صاف اور واضح الفاظ میں ظاہر کرتی ہے یہ سُورہ ضمیر انسانی کو اپیل کرتی ہے۔ اور وقت کے گُذرنے کی طرف توجہ مبذول کراتی ہے۔ ہر لمحہ جو گذرتا ہے انسان کی زندگی کم کرتا جاتا ہے لیکن انسان اس نقصان سے بالکُل بیخبر ہے۔ اور اپنی حالت پر غور نہیں کرتا ہے۔ اور وقت کو چوٹی سے پکڑنے کی کوشش نہیں کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کا ایک ایک منٹ جو گُذرتا ہے وہ اب اس کا نہیں ہے لیکن جو کچھ انسان کو اس زندگی میں عطا کیا گیا ہے اس کا حساب دینا پڑیگا۔ ہر ایک موقعہ جو نکلگیا آنکھ کی جھپک جو بیسُود گذر گئی۔ یہ سب چیزیں الزام دینے کے لئے کھڑی ہوجائینگی۔ کہ انسان نے عمدًا اور جان بُوجھ کر تغافلی اور بھلُونہی کی پس اگر انسان چاہتا ہے کہ اپنے ربّ کی صاف اور بے عیب خدمت بجالائے تو سب سی پہلی بات یہ ہے۔ کہ وہ اپنے محدُود اوقات کا خیال رکھّے جو اُسے عطا کیا گیا ہے۔ اسی لئے قرآن پاک نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ انسان اپنے وقت کا جو اُسے زندگی میں عطا ہُوا ہے پُورا خیال اور لحاظ کرے۔ عمومًا انسان وقت کے متعلّق بڑے گھاٹے اور نقصان اُٹھا رہا ہے۔ لیکن مقدس صحیفہ یہ کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کی بھی

جماعت ہے جو وقت کا خمیازہ نہیں اٹھاتے ہیں۔ اور نہ اُن کو کسی قسم کا پچھتاوہ ہے۔ ہر لمحہ جو گذرتا ہے اس پر اُن کا مستقل قبضہ ہے۔ پس یہ لوگ مستثنےٰ ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہے الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر۔ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے اور ایکدوسرے کو نصیحت کرتے ہیں حق کی۔ اور ایکدوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی۔

اس دوامی دشمن کے حملے سے ہوشیار اور بیدار رہکر یہ لوگ اللہ تعالےٰ پر مضبوط ایمان رکھتے ہیں۔ یہ ایک سنگلاخ چٹان ہے جس پر ان کی اخلاقی ہستی کی بنیاد قائم ہے جب ایک انسان کو اسبات کا خیال ہوتا ہے۔ کہ اپنے قوئے کی تکمیل اور اس منزل مقصود کے حصول کیلئے جس کے واسطے میں پیدا کیا گیا ہوں جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں ان سب کا میں ذمہ وار ہوں تو پھر یہ غیر ممکن ہے کہ وہ انسان ایک ادنےٰ شے کو بھی بیکار جانے دے

چونکہ وقت اور موج دریا کسی کا انتظار نہیں کرتے ہیں۔ اسلئے لازم ہے کہ زندگی کا تھوڑا وقت جو ہمیں عطا ہوا ہے۔ اس کا حتے الوسع بہتر استعمال کریں۔ انسان کی زندگی کا اصلی مقصد یہی ہے۔ قرآن پاک مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ کوئی بھی لمحہ ایسا نہ گذرنے دو جس سے کچھ نہ کچھ فائدہ نہ حاصل کرو۔

ایمان باللہ

یہ سب سے پہلا فرض ہے۔ تمام کام ہمارے ارادوں سے ہوتے ہیں۔ اسلئے اسلام پہلے صفائی قلب کی طرف متوجہ کرتا ہے اچھی نیت سے اچھے عمل ظاہر ہوتے ہیں۔ اسلام عمل سے پہلے صفائی نیت اور خیالات پر زور دیتا ہے۔ اللہ پر ایمان رکھو اس وقت قلب نیک اعمال کا سرچشمہ ہو جائیگا۔ جب اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان ہو جاتا ہے تو بُرے خیالات اور بدنیات بالکل کافور ہو جاتے ہیں۔ بُری خواہشات اور نیات کی عدم موجودگی میں بداعمال عنقا ہو جاتے ہیں۔ اسلئے اسلام ابتدا ہی میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے۔ بُرے خیالات کو جڑھ سے اکھیڑ دیتا ہے اور

بد اطوار کو موزوں کر دیتا ہے۔

انسانی ترقی کا بڑا اثر ذریعہ

انسانی ترقی کے لئے قرآن کریم نے جو راستہ بتلایا ہے وہ کیسا صاف اور صریح ہے۔ انسان کا بحیثیت مخلوق یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے قویٰ کو اس کام کیلئے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے اپنی زندگی میں پورے طور سے استعمال کرے۔ تمام مفوضہ چیزوں میں وقت سب سے قیمتی چیز ہے۔ وقت کے لحاظ سے تمام انسان خسارہ میں ہیں۔ کیونکہ وہ وقت کو بیکار کام میں ضائع کرتے ہیں لیکن ان میں بہت سے لوگ مستثنےٰ ہیں۔ جن کو اسبات کا یقین ہے۔ کہ اگر ہم وقت کو بیدردی کے ساتھ ضائع کردینگے تو ہمکو اس کا بہت خمیازہ اُٹھانا پڑیگا۔ ہر صاحب عقل وفراست کا یہ مقولہ ہے کہ وقت کو ضائع نہ کرو لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں۔ جو وقت کی قدر و منزلت نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف نے کیا صحیح ارشاد فرمایا ہے یعنی والعصر ان الانسان لفی خسر قسم ہے عصر کی تحقیق آدمی البتہ خسارہ میں ہے لیکن بہتیرے ایسے بھی ہیں جو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کے احکام کی پوری پیروی کرتے ہیں +

اسلام میں نجات کا عقیدہ

قرآن کی رُو سے نجات کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمام انسانی قویٰ کی تکمیل کی جائے۔ اور بُری خواہشات کو نکالدیا جائے۔ انسان اسلئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا اور مستحکم رشتہ قائم کرے۔ جب تک کہ انسان خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں کو پوری طرح استعمال نہ کریگا۔ اس وقت تک وہ یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ قائم کر لیا ہے۔ خدا کے کسی عطیہ کو چھوڑ دینا گویا اسکی حقارت کرنا ہے۔ اور یہ بات خدا کو ناراض کرنیوالی ہے پس خدا کو خوش کرنے کے لیے سب سے اول اور مقدم یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور تحائف کا حتے الامکان نہایت اچھا استعمال کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے کسی عطیہ کو سرسری

نظر سے دیکھا جائیگا۔ تو اس سے اسکی ناشکر گذاری ظاہر ہوگی۔ اور ایک سلیم الطبع انسان کے نزدیک ایک بُرا فعل سمجھا جائیگا۔ پس وہ شخص کس طرح سے خدا تعالیٰ کی نظروں میں عزیز ٹھیریگا جو اپنے تمام کام میں گذشتہ اور موجودہ لوگوں سے بڑھ کر ترقی کرنے کی کوشش نہ کریگا +

اسلام میں آرام طلبی کا عدم جواز

اگر کوئی ایسا مذہب ہے جس نے آرام طلبی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔ قرآن میں یہ الفاظ بہت دفعہ دُہرائے گئے ہیں۔ کہ عملوا الصّٰلحٰت۔ نیک عمل کرو۔ انسانی جدوجہد کے تمام مختلف شعبے شامل ہیں جن سے نسل انسانی کی ترقی اور بہبودی ہوتی ہے۔ ان الفاظ میں سائنس کے تمدنی دماغی اور رُوحانی سلسلے بھی شامل ہیں۔ جن سے کہ مخلوق خدا کی بہبودی ہوتی ہے۔ اور جو انسان کو آرام آسائش امن اور سکون بخشتے ہیں۔ اور روزمرّہ انسان کو خدا تعالیٰ کی صفات اور خوبیوں سے بہرہ ور کرتے ہیں۔ سائنس کی ہر ایک جدید ایجاد خدا تعالیٰ کی ایک نعمت کا اظہار کرتی ہے۔ اس طرح سے اسکی طرف متوجہ ہونے کا ایک عملی ذریعہ پیدا ہوتا ہے ہر ایک جدید ایجاد خدا تعالیٰ کی طاقت کا ایک تازہ انکشاف ہے۔ اور اس طرح سے اسکے قرب حاصل کرنے کا ایک سیدھا راستہ ہے۔ رُوحانی دماغی اور جسمانی طاقتوں کو ترقی دینا ہر مسلم کا فرض ہونا چاہیئے۔ اگر وہ راستباز انسان ہے تو وہ کسی طاقت کو لاپرواہی سے نہ چھوڑیگا۔ کیونکہ سب خدا تعالیٰ کی عطا شدہ ہیں۔ اور انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ ان کو بپایۂ تکمیل پہنچائے۔ ان تینوں میں رُوحانی سب سے اہم ہے جسے زندگی کے دستور العمل میں سب سے پہلی جگہ دینی چاہیئے۔

انسانی طاقت سے بے التفاتی کرنا گناہ ہے۔

یہ سچ ہے کہ قویٰ انسانی کو ترقی دینا ہر الٰہی مذہب کا فرض ہے۔ لیکن یہ بھی درست ہے، کہ بہت سی چیزیں اپنی حیثیت میں جداگانہ ہیں بعض عملی حیثیت کے لحاظ سے زیادہ قیمتی ہیں چنانچہ روحانیت جو سب سے زیادہ ضروری ہے اسکو دوسروں پر ترجیح دینا چاہیئے۔ اس سے یہ

مطلب نہیں ہے۔ کہ رُوحانیت کو ترقّی دینے کے لئے دوسرے قویٰ کو ضائع
کر دیا جائے۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ تینوں چیزیں ایکدوسرے سے ملی ہوئی
ہیں۔ چونکہ رُوحانیت سب سے زیادہ اہم ہے۔ اسلئے قرآن پاک نے اسکی
طرف زیادہ زور دیا ہے۔ پس جو کوئی شخص خدا تعالیٰ کے کسی عطیّہ کی طرف سے
بے التفاتی کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں گنہگار ہے۔ جو کوئی نسل
انسانی کی بہبودی کسی قوے کے ذریعہ کرتا ہے وہ تعریف کا مستحق ہے +

"اسلام میں اصلاحِ نفس کا سب سے پہلا حکم"

سب سے پہلی بات جو قرآن میں آئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اِنسان اپنی حفاظت کرے
اور اپنے قویٰ کی تکمیل کرے ایمان باللہ اور نیک عمل یہ پہلا فرمان ہے۔ اِنسان
کی اپنی اصلاح اور درستگی نہایت ضروری ہے۔ جب اِنسان کی اپنی تکمیل
ہو جاتی ہے۔ تب نسل انسانی کی باری آتی ہے۔ چونکہ انسان مدنی الطبع
ہے۔ اسلئے دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے۔ کہ ایکدوسرے کو حق وصبر کی تلقین کرو۔ جب تم کو اپنے نفس پر پورا
اختیار ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائیگا۔ تو پھر تم دوسروں کو
اس صداقت کی طرف بُلاؤ جس نے تمہارے نفس کو روشن کیا ہے۔ اور جس نے
تمہیں زندگی کے گڑھوں سے بچایا ہے +

"موجودہ زمانہ میں ناکامیابی کا بھید"

یہ قدرتی بات ہے۔ کہ انسان نمونہ کو دیکھ کر کسی چیز کی پیروی اور تقلید
کرنے پر مائل ہو جاتا ہے محض زبانی گفتگو سے اس پر اتنا اثر نہیں پڑتا
ہے۔ اسلئے یہ چاہئے کہ جو کچھ تم دوسرے سے کرانا چاہتے ہو پہلے تم خود
اس پر عمل پیرا ہو۔ نسل انسانی کی ترقی کا یہ صحیح اور درست طریقہ ہے۔
آجکل کے خطیبوں اور واعظوں کو جو ناکامیابی ہوتی ہے۔ اسکی یہی وجہ ہے
کہ وہ خود عمل نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ وہ خود برعکس کام کرتے ہیں جس کا اثر سامعین پر

نہیں پڑتا اور آخر کار ان کا پُر جوش خطبہ اور وعظ خصوصاً بجز اُڑ جاتا ہے اُن کی محنت کا صرف یہی پھل ملتا ہے کہ ان کی آواز بیٹھ جاتی ہے۔ اور طبیعت بدمزہ ہو جاتی ہے لیکن وہ لوگ جو پہلے خود عمل کرتے ہیں۔ اور بعد میں عوام سے درخواست کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ تنہا دنیا کو زیر و زبر کر سکتے ہیں۔ اپنے نمونہ اور اصول کی پابندی کی وجہ سے نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہؓ نے دنیا کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہلا دیا۔ اور صفحۂ ہستی سے تاریکی اور جہالت کے ابر کو دُور کر دیا۔ اس زمانہ کے بھی لوگ پہاڑوں اور وادیوں میں شور مچاتے ہیں لیکن صدا ے بر نخاست کا مضمون ہوتا ہے۔ تمام سامعین کو اپنی فصاحت سے مخاطب کرتے ہیں لیکن ان کی بلاغت کا اثر مشکل ہی سے کسی کے دل پر ہوتا ہو گا۔ قرآن پاک ایسے وعظ کو پسند نہیں کرتا ہے۔ انسان کی اپنی اصلاح اور درستگی مقدم شئے ہے۔ اس کے بعد اپنے عملی نمونہ اور پاکیزہ اصول سے دوسروں کو دعوت دینا چاہئے۔

مبلغین کے اوصاف

جو لوگ تبلیغ کے کام کا ذمہ لیتے ہیں۔ اُن کو بہت سی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ان کا ارادہ مصمم۔ دل مضبوط۔ قوت ارادی زبردست اور طاقتور ہونا چاہئے۔ ناکامی سے ان کو ہمت نہ چھوڑ دینا چاہئے۔ اور کسی طرح سے ان کو ہچکچانا یا پست ہمت نہ ہونا چاہئے۔ ہمت استقلال اور صبر کے ساتھ انسان اس دنیا میں مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم کسی کو حق کی تعلیم دیتے ہو تو ساتھ ہی صبر اور استقامت کی بھی تلقین کرو۔ ان بہادروں کے ہاتھ میں جنہوں نے نسل انسانی کو صراط مستقیم پر چلانے کا بیڑا اٹھایا تھا مستقل ارادہ اور کوشش ان کے خاص ہتھیار تھے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے تمام مشکلات پر فتح حاصل کر لی +

انسانی زندگی کے چار اشکال

المختصر قرآن پاک نے انسانی زندگی کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

اول یہ کہ انسان بلحاظ وقت گھاٹے اور خسارہ میں ہے۔ وقت انسان کے لئے نہایت قیمتی چیز ہے۔ اسلئے قرآن پاک انسان کے تغافل کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ بعض اس سے مستثنٰے بھی ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اپنے وقت کے ایک ایک لمحہ کو اچھی طرح استعمال میں لاتے ہیں۔

دوم یہ کہ چونکہ خدا تعالےٰ نے اسقدر نعمتیں عطا کی ہیں۔ اسلئے انسان کو چاہئے کہ ان سے فائدہ اُٹھائے خواہ وہ جسمانی و دماغی یا رُوحانی نعمتیں ہوں۔ اور انسان کو اپنے نفس کی اصلاح اور درستگی لازم ہے ✣

سوم یہ کہ صداقت کا اعلان کیا جائے۔ دوسروں کو تبلیغ کی جائے۔ تاکہ انسان اپنی تکمیل کرلے۔ لیکن اس کیلئے عملی نمونہ اور نصائح ضروری ہیں ✣

چہارم یہ کہ نسل انسانی کو روحانی زندگی پر چلانا ایک نہایت عظیم الشان اور مشکل کام ہے۔ اس میں بڑی تکالیف کا سامنا ہے پس اس کیلئے استقامت استقلال اور صبر کی ضرورت ہے۔ ایک انسان کو مدارج ترقی پر پہنچنے کیلئے بڑی کوشش کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر وہ اس قابل ہوتا ہے کہ نسل انسانی کو دوبارہ زندہ کرے ✣

تہذیب

اسلام اور مسیحیت

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون
اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون (سورہ بقرہ - آیات ۳ و ۴)

ترجمہ - اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اُتار آگیا طرف تیری اور جو اُتار آگیا پہلے تجھ سے اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں - یہ لوگ اس ہدایت پر ہیں - جو انکے رب سے ہے - اور یہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں -

آیات مندرجہ بالا قرآن شریف کے دیباچہ کی گویا آخری حصے ہیں - ان آیات میں وحی ربانی کی غرض و غایت ظاہر کی گئی ہے جو پہلے زمانہ میں نازل ہوئی تھی یا جو حضرت نبی کریمؐ بانئ اسلام پر اُتری تھی - یہ قانون رب العالمین رحمن اور رحیم خدا کی طرف سے نازل ہوا - جس کے ذریعہ تمام انسانی قویٰ اور اعمال کا نشوونما ہوتا ہے - یہ پاک صحیفہ انسانی ترقی اور تکمیل کا ایک ذریعہ ہے - اور یہی انسانی زندگی کا نصب العین اور منزل مقصود ہے - اگر کسی مذہب میں یہ نصب العین نہیں ہے تو پھر وہ ایک بازیچۂ اطفال ہے - تمام انسانی جمعیتیں ہماری ترقی میں کوشاں ہیں لیکن وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا اعلان کرتی ہے - اس طرف بہت زیادہ کوشاں ہے - کیا ہماری فطرت زیادہ ترقی کرنے کی استعداد کا اظہار نہیں کرتی ہیں وہ کتاب کس طرح سے آلٰہی صحیفہ ہوسکتی ہے جس میں کہ اس غرض کو پورا کرنے کا علاج نہیں ہے - اس میں شک نہیں کہ آیات مندرجہ بالا پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کی تعلیم دیتی ہیں - اور قریب قریب تمام قرآن میں یہی تعلیم پائی جاتی ہے - لیکن انسانی ترقی ان کی سچائی کا معیار سمجھی جاتی ہے - اسلئے قرآن کریم ہم کو اسباب کی ہدایت کرتا ہے - کہ ہم اُن کتابوں کو موجودہ بگڑی ہوئی شکل میں قبول نہ کریں -

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ اسلام کے پہلے ادیان میں انسانی آمیزش ہوگئی ہے ہم اس پیغام کو قبول کرتے ہیں جو ابنِ مریم نے دنیا کو دو ہزار سال پہلے پہنچایا۔ لیکن اب اس وقت ہم کو اسکی اصلیت میں شبہ ہے جس کو کہ کلیسیا تعلیم دیتی ہے۔ ہم کو اس کتاب کے تاریخی نقطۂ نگاہ سے نکتہ چینی کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ ہم ایکدوسرا طریقہ اختیار کرتے ہیں جو زیادہ آسان اور اطمینان بخش ہے +

کیا مسیحیت میں تہذیب کا اصول پایا جاتا ہے

اگر معتقدات سے عمل ہوتا ہے۔ اور اگر موجودہ حالات ایسے اصولوں سے مخرج ہوں جن کو لوگوں نے قبول کرلیا ہے۔ تو مسیحیت کو یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کا سرچشمہ دینِ عیسوی ہے بلا اس کا ثبوت دیئے ہوئے موجودہ تہذیب کو عیسائیت کا پھل قرار دینا درست نہیں ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مغربی دنیا میں مسیحیت اور تہذیب دوش بدوش ہیں۔ لیکن اس سے مسیحیت کے حق میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ یہ محض اتفاقیہ امر ہے۔ اور اسکے اسباب مختلف ہیں۔ مذہبی تہذیب صرف ایک دھندلی شکل ظاہر کرتی ہے۔ لیکن خوبصورتی اور حسن کا اظہار کرنا خوش عقیدگی پر محمول ہے علاوہ انکے مسیحیت سترہ سو برس سے زیادہ چلی آتی تھی۔ لیکن جدید خیالات اور موجودہ حالات تقریباً ایکسو برس سے پیدا ہوئے ہیں۔ وحشت۔ جہالت۔ تاریکی کا اس وقت زور تھا جب مسیحیت کی یورپ میں ابتدا تھی۔ اور ابھی سائنس اور معقولیت کا حملہ نہیں ہوا تھا۔ اگر کلیسیا کی تعلیم میں تہذیب کی ترقی کی صفت تھی تو کیوں وہ عمدہ نتائج جن کا اس وقت اعلان کیا جارہا ہے اس زمانے میں مرتب نہیں ہوئے تھے +

کلیسیا اور تہذیب

دراصل عیسائی کلیسیا ترقی کی راہ میں ہمیشہ سدِّ باب رہی۔ اگر مغرب میں کوئی اصلاح

ہوتی تھی تو کلیسیا اُسکی جانی دشمن تھی - یوروپین تہذیب کی تواریخ میں کوئی واقعہ ایسا بتلاؤ کہ جس کی سخت مخالفت گرجے کی طرف سے نہ ہوئی ہو۔ کلیسیا نے اپنی طرف سے تمام سائنس اور علوم کو مٹانے کی پُوری کوشش کی۔ اسکو یہ گوارا نہیں تھا کہ علم کی شمع کلیسیا کی چار دیواری کے باہر بھی دکھلائی دے۔ سائنس کی تمام ایجادوں کی مخالفت کی گئی - اور جادو کا کھیل قرار دیا گیا۔ عورت کو کلیسیا کی مُقدّس جماعت میں اپنی بیعزّتی اور بیحرمتی کا مشاہدہ کرنا پڑا۔ رسم غلامی کی اصلاح کے وقت کلیسیا نے مخالفت نہیں چھوڑی۔ ہم لوگ معاقی کے خلاف نہیں ہیں۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس وقت کے کلیسیا کی غلط فہمی تھی اگر موجودہ روشن خیالات کلیسیا کے صحیفوں میں پائے جاتے ہوں۔ عدم جواز بادہ نوشی کی تحریک اِس وقت قابلِ تحسین ہے - اپنے جسم اور دماغ کو صحیح اور محفوظ رکھنا ہمارا فرضِ اوّلین ہے۔ اور اس سے اِنکار نہیں ہوسکتا۔ کہ شرابنوشی نے ہمکو کمزور اور ضعیف کردیا۔ اگر بادہ نوشی مغرب سے اُٹھ جائے تو سوسائٹی سے نصف بدیاں معدُوم ہوجائیں۔ اس تحریک کو اوائل میں کلیسیا کا بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ ہم اسے ذاتی جہالت پر محمول کردینے کیلئے تیار ہیں لیکن کیا وہ پاک صحیفہ عدم جواز بادہ نوشی کی تاکید کرتا ہے۔ ہم کو اسمیں یہ تعلیم نہیں ملتی نہیں نہیں ہم کو تو بائیبل میں کچھ اور ہی ملتا ہے عشائے ربانی میں شراب کا استعمال شرابنوشی کی عادت کو نہیں بدل سکتا ہے۔ ہمنے پہلے رسالہ میں لکھا تھا کہ ایک شخص بحث میں یہ پیش کرسکتا ہے کہ اگر شرابنوشی مضرِ صحّت ہے تو معجزے کے ذریعہ سے پانی کو شراب بنا کر خدائی جاہ وجلال کا اظہار نہ کیا جاتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ کوئی شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ خدا کی بڑی ناشکری ہوگی۔ اگر انگور کے دو آتشہ عرق کا استعمال نہ کیا جائے - کیونکہ خداوند کو خود اس کے بنانے کی ضرورت پڑی۔ اور شادی کے مہمانوں کی احتیاج اس شراب سے پوری کی گئی۔ پس شراب کا معجزہ بجائے کوئی روحانی اصلاح کرنے کے بہت سے لوگوں کے لئے بادہ نوشی

کی سند ہوگیا۔ اگر عدم جواز بادہ نوشی انسانی ترقیات کیلئے ازبس ضروری ہے تو اس کا دریافت کرنا اور ساری دُنیا میں اعلان کردینا یہ اسلام ہی کا کام ہے ۔

"تہذیب اور مذہب کا باہم وجُود قطعی ثبوت نہیں ہوسکتا"

یہ کوئی منطقی طریقہ نہیں ہے جسمیں کوئی قطعی فیصلہ پر پہنچ جائیں کسی مذہب کا تہذیب کے ساتھ ہونا نیز بعض جگہ یا کسی زمانہ میں جہالت کا وجود اس مذہب کی خرابی یا عاجزگی کا قطعی ثبوت نہیں ہے۔ مذہب کے علاوہ ایسے اور واقعات ہوسکتے ہیں جنکی وجہ سے خاص حالت پیدا ہوگئی ہو۔ لہٰذا یہ کوئی معقول طریقہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم کسی اچھی چیز کو کہیں سے لیلیں اور کہدیں کہ یہ تو ہماری ہی ایجاد ہے۔ کسی مذہب کو دوسرے پر فوقیت دینے کے لئے یہ بہتر طریقہ ہے کہ اس مذہب کے عقائد کی پچھلی اصلاح کا حال بتلایا جائے یا اسکے اصُولوں سے ایسے ذرائع اختراع کئے جائیں جن میں موجودہ بُرائیوں کا ازالہ ہوجائے۔ ابھی بہت سے ایسے سوالات ہیں جو اس وقت انسانی دماغ میں چکر کھا رہے ہیں۔ اگر مسیحیت ایک مضبُوط چٹان ہے جو دائمی تہذیب کا چشمہ ہے۔ تو کیا کوئی کلیسیا کا پادری ان سوالات کا حل عیسائی عقائد اور اصُولوں کے رُو سے کرسکتا ہے۔ مثلاً جنس کا سوال اس وقت یُورپ میں بڑا پیچیدہ سوال ہے۔ تحریک سفریجیٹ (عورتوں کے حقوق) نے اس معاملہ کو اور بھی نازک اور پیچیدہ بنادیا ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ ہماری خوشی کا دارو مدار۔ بلکہ ہماری جنس کا وجُود اور قیام اس مسئلہ شادی پر منحصر ہے۔ کوئی شخص اپنی تہذیب پر فخر نہیں کرسکتا ہے۔ جب تک کہ ان مسائل کو اطمینان بخش طریقہ سے طے نہ کرلے۔ اگر مسیحیت اپنے کو تہذیب و ترقی کا آلہ سمجھتی ہے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے عقائد کے رُو سے ہمیں اصُول بتلائے۔ تاکہ موجُودہ مشکلات کو حل کرسکیں۔ کیا عیسوی اخلاق میں کہیں عورت اور مرد کے حقوق اور فریضہ

کا ذکر ہے۔ یا اس کے وکلا اس وقت تک کا انتظار کریں جب سخت مشکلات اور ضروریات کے بعد کوئی ممکن ذریعہ نکل آئے پھر اس کے نتائج کو کہہ دیا جائے کہ یہ مسیحیت کا پھل ہے۔ ایک معاملہ میں ایسا ہی ہوا ہے جو شادی سے مناسبت رکھتا ہے یعنی تعدد ازدواج۔ دوسری اشاعت میں ہم اسی سرخی سے مضمون درج کرینگے لیکن اس وقت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ

اسلام میں ایک شادی کرنا اصل زندگی ہے

قرآن میں ایک نکاح کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ خانگی زندگی میں احسن طریقہ ہے متعدد ازدواج کا بھی حکم ہے لیکن خاص حالات میں مثلاً عورت بچے پیدا کرنے کے قابل نہ ہو اور شوہر کو اولاد کی ضرورت ہے۔ اسلام میں تعدد ازدواج کی خرابی روکنے کیلئے سخت قوانین ہیں۔ اسلئے اسلامی ملکوں میں اس کا رواج بہت کم ہے در اصل عمل میں عیسائی لوگ مسلمانوں سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ اچھا یہ مان لیا جائے کہ انسانی بہبودی کیلئے ہر حالت میں صرف ایک ہی نکاح کیا جائے۔ جیسا کہ مغرب میں مدت تک یہ دستور تھا۔ لیکن ایک عیسائی مشنری اسکو اپنے مذہبی اخلاق میں کس طرح بتلا سکتا ہے۔ بائیبل تعدد ازدواج کی تائید کرتی ہے۔ انبیاء نسل انسانی کے بہترین نمونہ تھے۔ اور وہ اپنی قوم کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر وہ بھی تعدد ازدواج کے حامی تھے۔ یہوا جو عیسائیوں کا خدا ہے اس نے بھی چند نبیوں کو اجازت دی کہ اپنی بیبیوں کی تعداد میں اضافہ کرلیں مسیحیت کے بانی کا نمونہ اور اسکی تعلیم اس مسئلہ پر بالکل خاموش اور کالعدم ہے۔ اور صدیوں تک اس کا مذہب گرجے کے آباؤ اجداد کی سمجھ میں بھی نہ آیا انہوں نے بھی تعدد ازدواج کے متعلق کچھ نہ کہا۔ سنہ کی سترہویں صدی کے آخر تک پاک لوگ جو گرجے کے پادریوں سے کم نہ تھے ایک سے زیادہ بیبیوں کی صحبت سے مستفیض نہیں ہوتے تھے۔ بادشاہ جسٹینین نے قانونا

ایک نکاح کو رائج کیا جس طرح اس کے بہت سے قانونی اصُول دوسری یوروپین ریاستوں نے رائج کئے۔ اسی طرح نکاح کا قانون بھی رائج ہو گیا اور عقد اولے کا رواج اب تک چلا آتا ہے +

مسیحیت اور تہذیب کا اصولی اختلاف

گرچہ کے وکلا ابتدائی تہذیب سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک مُبصر کی نگاہ میں مغربی تہذیب اور مذہب ایک اصُولی نقطہ پر اختلاف کرتے ہیں اگر تہذیب انسان کو کسی چیز سے محروم رکھنا چاہتی ہے۔ تو مذہب اُسے عنایت کر دیتا ہے۔ کیا ذاتی فیصلہ اور پوشیدہ یقین جس انسان کو عطا ہو جاتا ہے۔ تو وہ اس کے تمام دماغی قویٰ کو جنبش نہیں دیتے۔ اور اُسے عقل کے ملک میں سیر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ کیا صدیوں تک کلیسیا نے امورات مذہبی کے متعلق ذاتی آراء کو متروک نہیں کر دیا تھا۔ کیا ذاتی اعتماد کا اب تک انکار نہیں ہوتا۔ بہرحال تہذیب کیا چیز ہے۔ انسان کی خلقت کے استعداد اور قوائے مُضمرہ کا ارتقا۔ جب انسان تکمیل کر چُکا تو وہ مہذب ہو گیا اگر ذاتی فیصلہ سے وہ محروم کر دیا جائیگا۔ تو اس کے قوئے کس طرح نشوونما پائیں گے۔ ان اصولوں کی تشخیص کرو جسے کلیسیا مذہب عیسوی کے نام موسُوم کرتی ہے۔ اور تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ اسمیں انسانی امداد کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ انسان کو ایک ذلیل ذرہ سمجھتے ہیں جو تمام ہوشیاری سے نئے بہرہ اور مطالبہ سے نا امید ہے۔ اگر کسی مذہبی تعلیم کا یہی نچوڑ ہے تو پھر سمجھنا مشکل ہوگا۔ کہ اس مذہب کو انسانی ارتقا سے کیا تعلق ہے ہماری

آیندہ کی اشاعت میں یہ مسئلہ پھر زیر بحث
ہوگا۔ اور اس موضوع کے اُوپر
اسلامی نقطۂ خیال سے
بحث ہوگی +

دُنیا کا خاتمہ حسب تعلیم قرآن

تصادم عظیم

کُرۂ زمین خود ساختہ اور موجودہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک مخلوق شئے ہے اور کسی طبعی وجہ سے فنا ہو جانیوالی ہے علم نجوم (ہیئت) سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا خاتمہ اس طرح سے ہوگا۔ کہ یہ زمین کسی اجرام فلکی سے ٹکر کھائیگی۔ یعنی کوئی سیارہ وغیرہ زمین کے اس قدر قریب آجائیگا۔ کہ ایک کی قوت مقناطیسی دوسرے کو اپنی طرف کھینچ لیگی۔ اور نہایت سخت تصادم کے بعد دونوں آپس میں ملجائینگے یا اجرام کم منجمد اور قلیل وزن کے پارشدہ مادے سخت ٹکر کے زور کی وجہ سے بکھر کر پھیل جائینگے۔ اور بالا آخر اپنے ابتدائی مرکز کشش یعنی آفتاب میں ملجائینگے۔ اور اس کی روشنی بڑھانے میں ایندھن کا کام دینگے۔ اور زیادہ منجمد و ٹھوس اجرام تصادم کے بعد پھر درست ہو جائیں گے۔ اور اسی طریقہ سے گردش شروع کردیں گے سیاروں اور ستاروں میں ایسے واقعات گذر چکے ہیں بعض ستارے ایکدوسرے سے ملے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کو جوڑواں ستارے کہتے ہیں۔ یعنی دو جُڑے ہُوئے۔ کہکشاں کی نسبت بھی یہی خیال ہے کہ بہت سے اجرام فلکی تصادم کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پھیل گئے ہیں الغرض سائنس کی رُو سے یہ زمین جب خاتمہ کے قریب ہوگی تو سخت ٹکر لگ کر ریزہ ریزہ اور پارہ ہو جائیگی۔ اس کے ٹھوس اور سخت ٹکڑے پھر اندازہ درست کرکے گردش شروع کردیں گے۔ لیکن جو کم وزن والے اور زیادہ ٹھوس نہیں ہیں آفتاب سے ملکر ہمیشہ کی جلتی ہوئی آگ میں فنا ہو جائینگے قرآن مجید نے دنیا کے خاتمے کا ذکر کرتے ہوئے ایک سورہ میں کس وضاحت

اور صفائی کے ساتھ اس واقعہ کا اظہار کیا ہے یعنی القارعۃ ۰ ما القارعۃ ۰ و
ما ادرٰک ما القارعۃ ۰ یوم یکون الناس کالفراش المبثوث ۰ وتکون الجبال
کالعھن المنفوش ۰ فاما من ثقلت موازینہ ۰ فھو فی عیشۃ راضیہ ۰ واما
من خفت موازینہ ۰ فامہ ھاویۃ ۰ وما ادرٰک ماھیہ ۰ نار حامیۃ ۰

ترجمہ (سب کو) کھڑکھڑا ڈالنے والا (حادثہ سو) وہ کھڑکھڑا ڈالنے والا (حادثہ)
ہے کیا چیز اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے کہ وہ کھڑا کھڑا ڈالنے والا (حادثہ) ہے کیا چیز
(اس حادثے سے مراد ہے وہ دن) جب کہ لوگ (میدان حشر میں ایسے پٹے پڑے ہونگے
جیسے پردار چیونٹیاں پٹی پڑی ہوتی ہیں) اور پہاڑ (ایسے اُڑے اُڑے پھر رہے)
ہونگے جیسے دھنکی ہوئی اُون۔ تو جس کے اعمال (نیک) تول میں زیادہ ٹھیرینگے
تو وہ خاطر خواہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ٹھیرینگے
تو اس کا ٹھکانا ہاویہ۔

اسلامک ریویو:- قرآن شریف کی مندرجہ بالا سورہ میں جو الفاظ نشان شدہ ہیں۔ وہ خود ہی نہایت واضح اور صاف ہیں۔ اور کسی مزید تفسیر کے محتاج نہیں ہیں سخت تصادم کے بعد زمین کے ہلکے ہلکے ٹکڑے آفتاب میں ملجائیں گے جو اُن کا منبع ہے (یعنی اُم) اور ہمیشہ کی جلتی ہوئی آگ میں فنا ہو جائیں گے تصادم کے بعد صرف وہی جو زیادہ سخت و منجمد ہیں بچے رہینگے۔ ایسا ہی اخلاقی اور رُوحانی دُنیا میں ہے۔ انسان بہت سے ذرات عالم کا مجموعہ ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اسکی خلقت اور سرشت میں ذرات گھسے ہوئے ہیں۔ قرآن میں اکثر قوانین اور مظاہرات قدرت کا حوالہ ملتا ہے۔ چونکہ انسان اپنے طبعی سرشت کی وجہ سے ان کا ہم مشابہ ہے اسی طرح سے طبعی دنیا کے قوانین اس کے اخلاق اور روحانی سرشت کے قوانین سے ملتے ہیں تقریباً تمام دنیوی مظاہرات کی طرح اخلاقی اور روحانی دُنیا میں بھی ہم مشابہ اور ہم پلہ قوانین اور مظاہرات ہیں ابتدا میں یہ سب آفتاب سے نکلکر اب ایک لطیف شکل میں بنگئے ہیں۔ ہم اپنے وجود کو مستقل اور مضبوط

ہو کر قائم رکھ سکتے ہیں۔ اخلاقی سُستی اور روحانی ہلکا پن ہمارے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ بلکہ نیستی کا سامان پیدا کر دیگی۔ اسلام کی کتاب کوئی سائنس کی کتاب نہیں ہے لیکن اپنی اخلاقی اور رُوحانی مسلمات کی مثال میں یہ کتاب اکثر سائنس کے اصول کا حوالہ دیتی ہے۔ اور اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو نفس التحقیقت اس کا بیان مظاہر قدرت کے متعلق بے ریب اور بلاشبہ صحیح اور درست ہے۔ پیدائش کی کتاب کا پہلا باب جسمیں مغربی علم الٰہیات کا زور لگایا گیا ہے۔ تاکہ اسکی تشریح عقلی کی جاوے محض یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ یہ انسانی آمیزش اور جعلسازی کا مجموعہ ہے لیکن قرآن مجید ایک مضبوط بنیاد پر ہے۔ اور واقعات اور مسائل کو خوب واضح کرتا ہے۔ کسی آیندہ کی اشاعت میں ہم اسے قلمبند کرینگے۔ اس کتاب میں دنیا کے ظہور اور پیدائش کا ذکر ہے۔ اگر اسکی بہت سی صداقتیں ۱۳۰۰ برس پہلے ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور اب سائنس کے ذریعہ سے بپایۂ ثبوت پہنچ چکی ہیں۔ پس چاہئے کہ اسکی اور صداقتیں دوسری مسلمات کی تلاش کے واسطے مشعل راہ کا کام دیں۔ شعر

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

خواجہ کمال الدین اور لارڈ ہیڈلے مصر میں



لارڈ موصوف اور حضرت خواجہ کمال الدین ۲۲ جون کو بغرض حج لندن سے روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ عبدالمجی عرب مفتی مسعود و کھنگ بھی شریک سفر ہوئے۔ لارڈ موصوف کا اعلان اسلام ۱۹۱۳ء میں ہوا۔ اور اعلان کے چند ماہ بعد ہی آپ کو زیارت مکہ و مدینہ کا خیال ہوا۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے ہمراہ ۱۹۱۴ء میں آپ نے حج کا مصمم ارادہ کیا۔ اور پی اینڈ او کمپنی کے جہاز موسوم بہ پرشیا میں خواجہ صاحب نے اپنے لیے اور لارڈ موصوف کے لیے مکہ جانے کا انتظام کیا ٹکٹ بھی خریدے گئے لیکن عین روانگی کے وقت جنگ یورپ شروع ہو گیا۔ اور لارڈ موصوف کو اپنے بچوں کے لئے جو اس وقت سب کے سب صغیر سن اور نابالغ تھے اپنا ارادہ حج چھوڑنا پڑا - اور خواجہ صاحب تنہا حج کو گئے۔ جنگ اگرچہ ۱۹۱۸ء میں ختم ہوا۔ لیکن سفر کی سہولتیں ۱۹۱۹ء کے اخیر تک بھی میسر نہ ہوئیں۔ خواجہ صاحب اس وقت ہندوستان تھے۔ اور وہ ۱۹۲۱ء کے اخیر میں ہندوستان سے انگلستان واپس ہوئے۔ آپ کے آنے پر لارڈ موصوف کو پھر حج کا خیال پیدا ہؤا۔ جو اب آکر پورا ہؤا۔ یوں تو حج ارکان خمسہ میں سے ہے اور صدہا ہزارہا مسلمان ہر سال حج کو جاتے ہیں۔ لیکن لارڈ موصوف کا حج ایک خاص اہمیت اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ جیسے آپ انگلستان میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ ویسے ہی اس دیار سے پہلے شخص ہیں جو حج کیلئے جاتے ہیں لارڈ موصوف کا سفر طبعاً خاص دلچسپی کے ساتھ ہر جگہ دیکھا گیا +

ان عازمان حج کا جہاز موسوم بہ مقدونیا ابھی پورٹ سعید نہ پہنچا تھا کہ بذریعہ پیغام بلا تار پورٹ سعید کے مسلمانوں کی طرف سے اطلاع آئی - کہ خواجہ صاحب

اور لارڈ ہیڈلے کُل شہر کی دعوت قبول کریں - اور ایکدن رات وہاں قیام کریں - کل شہر نے بحیثیت مجموعی ایک استقبالی کمیٹی بنائی - اور یہ تار احمد سنا باری بے (Ahmad Sanabri Bey) نے بحیثیت پریسیڈنٹ کمیٹی دی اور بھی ایسے پیغام خیر مقدم کے جہاز میں پہنچے - ۳۰ جون کو جب جہاز پورٹ سعید پہنچا - تو اہل جہاز پر یہ دیکھ کر حیرت طاری ہوئی - کہ جہاز کے کنارہ پر پچاس کے قریب معززین استقبالاً موجود ہیں - جہاز کنارہ سے کسی قدر فاصلہ پر تھا لیکن یہ سب کے سب معززین جہاز میں آکر فسٹ سیلون میں جمع ہوئے - جہاں خواجہ صاحب اور لارڈ موصوف ان کو ملنے کیلئے گئے - وہاں جاکر معلوم ہوا - کہ پورٹ سعید کے علاوہ قاہرہ اور اسکندریہ نے بھی ان عازمان حج کو دعوت دینے کیلئے نمایندہ بھیجے ہیں جن کا پیغام دعوت قبول کیا گیا -

سیلون میں مسٹر نجیب بے براداہ بیرسٹرایٹ لا قاہرہ نے سب سے پہلے خیر مقدم کی تقریر کی - دورانِ تقریر میں مسٹر نجیب نے قرآن کریم کی آیت والشمس وضحٰھا ۰ والقمر اذا تلٰھا کی طرف اشارہ کرکے کہا - کہ خواجہ کمال الدین ایک سورج ہی جو مغرب کے افق پر جا نکلا ہے - اور اس سے لارڈ موصوف نے نور حاصل کرکے اپنے اہل ملک میں نور افشانی شروع کی ہے آپکے بعد بعض علماء قاہرہ نے پھر سنا باری بے اور علماء پورٹ سعید نے پھر بعض علماء سکندریہ نے پورٹ سعید - قاہرہ اور اسکندریہ کی طرف سے باری باری خیر مقدمانہ الفاظ کہے - جہاز سے کنارہ تک پہنچنے کیلئے بہت سی چھوٹی کشتیاں وہاں موجود تھیں جنکی تعداد بیس سے اوپر تھی - پہلی کشتی میں لارڈ صاحب اور خواجہ صاحب اور مسٹر نجیب براداہ تھے - دوسری میں شیخ عبد المحیی مفتی اور میرے بالوں میں سے چند ایک - اس کے بعد باقی کی کشتیاں ایک لمبی قطار میں چلیں - کنارہ پر بہت سی گاڑیاں بھی ایک قطار میں موجود تھیں چنانچہ ترتیب بالا سے کل کی کُل جماعت گاڑیوں میں مہمانوں کے ساتھ سوار ہوئی

یہ ایک قسم کا Procession تھا - جو سارے شہر میں پھرایا گیا - قریباً نصف گھنٹے میں مقتدر مہمان خلیل قصیفی آفندی کے مکان میں پہنچے - جو یورپین کوارٹر میں تھا - وہاں اور بھی عمائد شہر انہیں ملنے آئے - عصر کی نماز مسجد خلیلی میں ادا ہوئی - جو خلیل آفندی کی بنائی ہوئی تھی - وہاں مختصر تقریریں ہوئیں - خواجہ صاحب سے خطبہ کی استدعا ہوئی جو انہوں نے پڑھا - لارڈ موصوف نے بھی چند الفاظ کہے - بعد نماز عصر سب کے سب ایک ایوننگ پارٹی میں شریک ہونے کیلئے گئے - جو مہمانوں کی تقریب میں اہالیان شہر نے دی - وہاں عمائد شہر کا عمدہ مجمع تھا - اور خواجہ صاحب سے درخواست ہوئی - کہ وہ تقریر کریں - لارڈ موصوف نے مناسب الفاظ میں اپنی طرف سے اور خواجہ صاحب کی طرف سے شکریہ ادا کیا - دوسرے دن مقتدر مسافر قاہرہ کو روانہ ہوئے - پورٹ سعید استقبالیہ کمیٹی نے ریلوے سیلون اپنی طرف سے مہمانوں کیلئے رکھا تھا - اس سیلون میں انگلستان کے مسافر اور ان کے ہمراہ قاہرہ اور سکندریہ کے نمایندہ بیٹھے - پورٹ سعید سے قاہرہ تک کوئی چھوٹا یا بڑا اسٹیشن ایسا نہ گذرا جہاں مخلوقات کا ہجوم نہ تھا - معزز سے معزز اور ادنےٰ سے ادنےٰ موجود تھے - ہر موقع پر لوگ شوق سے خواجہ صاحب کے ہاتھ چومتے اور لارڈ موصوف سے مصافحہ کرتے تھے - لارڈ ہیڈلے زندہ باش اور خواجہ کمال الدین زندہ باش کے نعروں میں چھوٹے بڑے شریک تھے - ایسے اسٹیشنوں پر جہاں تین چار منٹ سے زیادہ گاڑی ٹھیرتی مہمانوں کو تقریر کرنی پڑتی تھی - جس کا ترجمہ نجیب بے کرتے تھے - گاڑی آخر کار بارہ بجے کے قریب قاہرہ پہنچی - اسٹیشن پر ہجوم سے تل رکھنے کی جگہ نہ تھی - اور ادنےٰ سے اعلیٰ تک وہاں موجود تھے - کوئی اعلےٰ سے اعلےٰ حیثیت کا انسان قاہرہ میں نہ تھا - جس نے مہمانوں کی عزت و تکریم میں اسٹیشن پر آنا اپنا فرض نہ سمجھا - مہمانوں کو گلدستہ پیش کئے گئے - اور مصافحہ اور دست بوسی میں اور خواجہ و ہیڈلے زندہ باش کے نعروں میں عازمانِ حج کی

جماعت موٹروں میں بیٹھ کر بکری مینشن (Mansion) میں پہنچے۔ جو
ہیلی پولیس (Heliopolis) میں ہے۔ سید احسان بکری کا یہ مکان تھا
احسان آفندی سے انگلش مسلم اکثر واقف ہیں۔ وہ ایک مدت تک انگلستان
میں رہے۔ اور اپنے دوران قیام انگلستان میں ہمارے مشن میں ہر طرح امداد
دیتے تھے۔ تین دن قاہرہ میں قیام رہا۔ جمعہ کی نماز مسجد سید نا حسین میں
پڑھی گئی۔ جہاں کل علماء و شیوخ مصر نے بعد از نماز جمعہ مہمانوں کی تقدیم کی
جمعہ کے پچھلے پہر سید بکری جو احسان بکری آفندی کے عم بزرگ ہیں
اور شیخ طریقت ہیں اُن کے ہاں ایوننگ پارٹی تھی۔ یہ گویا مہمانوں کی تکریم
میں کل شہر کی طرف سے ریسپشن تھی۔ اسمیں پانصد شرفا شریک ہوئے۔ یہ ایک
عجیب نظارہ تھا۔ مکان ایک عالیشان محل تھا۔ جس کے صحن میں یہ پارٹی دی گئی
نہایت اعلیٰ مذاق کے ساتھ میزیں پھولوں سے اور مختلف قسم کی مٹھائیوں
سے سجائی ہوئی تھیں۔ چاء کے شروع ہونے سے پہلے خیر مقدم کی تقریریں شروع ہوئیں
استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ نقیب الاشراف شیخ پہلوی تھے جنہوں نے
نہایت اعلےٰ الفاظ میں خیر مقدم کیا۔ باقی تقریروں میں شیخ بکری اور
عثمان پاشا کی تقریب خصوصاً قابل ذکر تھی۔ خواجہ صاحب اور لارڈ صاحب
کی تعریف و توصیف میں قصیدے بھی پڑھے گئے۔ اور انمیں خواجہ صاحب
کی خدمات کا خاص اعتراف کیا گیا۔ ان تقریروں کے بعد چاء کا دور چلا اور
چاء کے بعد لارڈ ہیڈلے نے مختصر تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا ترجمہ مسٹر نجیب بے
بیرسٹر نے عربی زبان میں کیا۔ پھر خواجہ صاحب سے درخواست خطبہ کی ہوئی۔ یہ خطبہ
انگریزی میں تھا۔ لیکن اس کا اثر سامعین پر عجیب تھا۔ اگرچہ نصف کے قریب
لوگ انگریزی نہ جانتے تھے۔ لیکن اس کا اثر کل حاضرین مجلس پر یکساں تھا
کل دوران خطبہ میں مسحور تھے۔ حاضرین میں سے اکثر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں
میں منقسم ہو گئے۔ اور ہر ایک ٹولی میں ایک ترجمان ہو گیا۔ اس تقریر کا حاضرین پر

اسقدر متاثر ہوا کہ آیندہ جہاں کہیں موقعہ ہوا حاضرین کی یہی خواہش رہی کہ مختلف مضامین اسلامی پر خواجہ صاحب تقریر کریں۔ چنانچہ شکریہ میزبانان اور اسلامی تحریک انگلستان کا بیان تو لارڈ موصوف کیا کرتے تھے۔ اور خطبات خواجہ صاحب کے ذمے تھے۔ لارڈ موصوف کی تقریریں کل کی کل انگریزی اخباروں میں چھپ گئیں۔ جسے ہم دوسری جگہ درج کرتے ہیں تین دن کے قیام کے بعد مکرم مہمان چند اکابر قاہرہ کے ہمراہ اسکندریہ کو روانہ ہوئے۔ وہاں کا استقبال اپنا نظیر آپ ہی تھا۔ تمام مشائخ علماء اور عمائد شہر موجود تھے۔ اور پرنس توسن کی طرف سے ایک نمایندہ بھی تھا۔ یہ ریپشن جو اہل مصر کی طرف سے ہوئے اُمیں چند باتیں قابل ذکر ہیں :-

(۱) یہ ریپشن کسی خاص طبقے کی طرف سے نہ تھے۔ بلکہ ادنےٰ اعلےٰ سب اسمیں شریک تھے۔ محبت اخوت۔ یگانگت کی ایک لہر تھی۔ جو خواجہ صاحب کی اسلامی خدمات کے اعتراف وتکریم اور لارڈ موصوف کی محبت میں وہاں پیدا ہوگئی جس نے بڑے چھوٹے کو برابر ایک قسم کے رنگ اخوت وتشکر میں رنگ دیا۔ اعلیٰ طبقہ کی شمولیت استقبال کا اندازہ اس امر سے ہوجاتا ہے۔ کہ اسکندریہ کی استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ خود پرنس عمر توسن تھے۔ جو مصر کے شاہی خاندان کے ایک درخشندہ گوہر ہیں جو اپنی عزت۔ رعب۔ تاثر۔ وجاہت ودولت اور ہردلعزیزی میں دیگر ارکان خاندان شاہی سے اول نمبر پر ہیں۔ اور پہلے دن تیسرے پہر Evening party بصدارت ہز ہائنس توسن عمر تھی۔ اور دوسرے دن مہمانوں کی اعزاز میں دعوت بمقام اسکندریہ ہوٹل سیوائے میں Savoy Banquet دی گئی۔ اسمیں کل کے کل مشائخ۔ علماء۔ شاہی خاندان کے ممبر مختلف وزارتوں کے منسٹر شہر کے بڑے سے بڑے تاجر اور عمائد موجود تھے۔ جن کی تعداد نوے کے قریب تھی +

(۲) اس استقبال اور اظہار محبت میں طبقہ علماء نے خاص حصہ لیا۔ عموماً مذہب کے پیشوا اور معلم خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ ہمیشہ اپنے آپ کو

ایسے مجمعوں سے الگ رکھتے ہیں۔ لیکن مصر کے علماء اسلام نے اس معاملہ میں خاص استثنا دکھلائی۔ انہوں نے اس استقبال و اظہار تکریم کو ایک مذہبی فرض سمجھا۔ کیونکہ ایک تو مہمانان عزیز حج کو جا رہے تھے۔ دوسرا ان میں ایک خادم اسلام تھا جسکی خدمات اسلام نے عالم اسلام میں عزیز کر رکھا ہے۔ اپنی تقریروں میں کوئی لفظ محبت عزت اور تکریم کا ایسا نہ ہوگا۔ جو خواجہ صاحب کے متعلق ظاہر کیا سید۔ شیخ۔ مرشد۔ مجاہد مخلص بڑے سے بڑے شیخ اور علماء خواجہ صاحب کو اپنی تقریروں میں مخاطب کرتے +

(۳) کل قاہرہ۔ اسکندریہ اور پورٹ سعید کے اخباروں نے نہایت محبت سے اس استقبال میں حصہ لیا۔ اور ان مقتدر مہمانوں کی ہر نقل و حرکت کا نہایت عزت کے ساتھ ذکر کیا۔ اور اپنے کالم کے کالم انکے متعلق وقف کر دیئے۔ ہم خاص کر نصرانی پرچوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کوئی مذہبی رقابت ظاہر نہ کی اگرچہ لارڈ موصوف اور خواجہ صاحب کی تقریروں میں عیسائیت کے متعلق عموماً ذکر آتا رہا

(۴) اگرچہ ان مہمانوں کا گذر مصر کے تین شہروں میں ہوا۔ لیکن کل کے کل ملک مصر میں عموماً مہمانوں سے محبت ظاہر کی گئی۔ جیسے کہ اوپر ذکر ہوا۔ جہاں جہاں ریلوے ٹرین کا گذر ہوا اسٹیشن لوگوں سے پر تھے۔ اور ہر جگہ مختلف چیزوں سے مہمانوں کی تواضع کرتے تھے مختلف شہروں سے خطوط اور تاریں آئیں۔ اور یہ خواہش ظاہر کی گئی۔ کہ حج سے واپسی پر یہ مہمان ان شہروں میں جائیں +

(۵) اگرچہ بہت سے اصحاب نے فرداً فرداً دعوت کیلئے کہا۔ لیکن منتظمہ کمیٹی استقبالی نے اجازت نہ دی۔ کیونکہ ایک تو دعوت دینے والے لاتعداد اصحاب تھے لیکن یہ مہمان گویا کل ملک کے بحیثیت مجموعی مہمان تھے۔ اسلئے فرداً فرداً مہمانی کو قبول کرنا اس دعوت عامہ کے نقیض تھا +

(۶) یہ استقبال جس پایہ کا ہوا اور جس شان و شوکت سے ہوا ایسا کبھی پہلے نہیں ہوا چنانچہ لوکل اخباروں نے اس امر کا ذکر کیا خصوصاً اسکندریہ میں۔ اگرچہ ہمیں گورنمنٹ

کا حصہ بظاہر نہ تھا۔ لیکن یہ استقبال ہر رنگ میں آفیشل تھا۔ عزیز مہمانوں کی ہر نقل و حرکت کا پروگرام پہلے سے تجویز شدہ تھا۔ ہوٹل میں نہایت اعلےٰ سے اعلےٰ کمرے مہمانوں کے لئے تجویز کئے گئے۔ ان کے ملنے والوں کیلئے ہوٹل میں خاص (Lounge Room) نہایت اعلےٰ پیمانہ پر طیار کیا گیا۔ خرچ کی کسی امر میں ذرا بھی پرواہ نہ کی گئی۔ حتےٰ کہ ریلوے سفر کیلئے پورٹ سعید سے قاہرہ۔ قاہرہ سے سکندریہ۔ سکندریہ سے پھر قاہرہ اور قاہرہ سے سویز تک کُل کا کل خرچ ہر مقامی استقبالی کمیٹی کی طرف سے ہؤا۔ اور ہر جگہ ریلوے سفر کیلئے فسٹ کلاس چھوڑ سیلون تجویز کی گئی۔ اسکندریہ میں یہ مقتدر مہمان گویا شاہی مہمان تھے۔ کیونکہ یہ سب انتظام ہز ہائنس پرنس عمر توسن کا تھا۔ یہ پرنس موصوف کی کریم النفسی اور علو ہمّت کا نشان ہے۔ کہ اگرچہ اصلی مہمان ہر معنوں میں وہ خود تھے۔ لیکن انہوں نے یہی پسند کیا۔ کہ اَور بھی شریک دعوت ہوں۔ اور استقبال کُل شہر کی طرف سے ہو۔ چنانچہ اپنے ہر ایک ایسا طریق اختیار کیا جس سے یہ مہمان گویا کُل شہر کے مہمان سمجھے جائیں۔ اس سے اُن کا مقصد یہ بھی تھا۔ کہ دُنیا دیکھ لے کہ اسلام کو مبشرین اسلام اور نئے مسلموں سے کسقدر محبت ہے۔ اور کس طرح چھوٹا بڑا ایک مُبشّر اسلام اور ایک نئے مسلم کو عزّت و تکریم میں سرشار رہے۔

(۷) یہ تو ایک طبعی امر تھا۔ کہ لارڈ صاحب موصوف سے عالم اسلام محبّت ظاہر کرے۔ ایک انکی ذاتی حیثیّت پھر وہ سب سے اول مسلم انگلستان پھر سب سے پہلے مسافر حج تھے۔ لیکن خواجہ صاحب کی ذات سے جو اخلاص اور محبّت و تکریم مصر کے ہر طبقہ نے اور خصوصاً علما اور اُمرا نے ظاہر کیا۔ وہ خاص قابل ذکر ہے۔ وہ اپنی تقریروں میں خاص کر خواجہ صاحب کے ایثار کا اور تبحر علمی کا ذکر کرتے اور جو معارف قرآنی انہوں نے ان تقریروں میں خواجہ صاحب سے سُنے اس کا شکریہ اور تعریف کرتے۔ اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے۔ علماء اسکندریہ میں بعض نے قصائد

تعریفیں لکھے اور پڑھے۔ اور اسمیں خصوصاً اِن باتوں کا ذکر تھا +

قیام قاہرہ میں جامع اظہر (بیت العلوم اسلامی) کی طرف سے بھی دعوت تھی۔ چنانچہ مکرم مہمان وہاں بھی گئے۔ اور وہاں عموماً کُل علماء و شیوخ مصر موجود تھے سکندریہ میں لارڈ صاحب اور خواجہ صاحب ہز ہائنس پرنس عمر توسن کی ملاقات بازدید کیلئے گئے اسکے بعد سلطان فواد کے محل میں بغرض ملاقات سلطان گئے لیکن سلطان موصوف اسوقت اسکندریہ نہ تھے۔ اسکے بعد ہر دو اصحاب لارڈ النبی ہائی کمشنر مصر کے ملنے کیلئے گئے جو نہایت تپاک اور خوشی سے ملا۔ انہوں نے چاہا۔ کہ ایک وقت کے لئے خواجہ صاحب اور لارڈ موصوف اسکے ساتھ کھانا کھائیں۔ لیکن عدم وقت کے باعث ایسا نہ ہوسکا۔ گیارہ تاریخ کو ہمارے مسافر سویز کو آئے جہاں سے وہ منصورہ جہاز میں سوار ہو کر جدہ کو روانہ ہوئے۔

دو باتوں کا خاص کر اہل مصر پر اثر ہوا۔ لارڈ موصوف کی سادگی آپکی محبت اسلام طہارت قلبی۔ ان کا چھوٹے بڑے سے تپاک کے ساتھ ملنا۔ اور کسی موقعہ پر بھی اپنے معتقدات کے اظہار میں تامل نہ کرنا دوسری خواجہ صاحب کے علمی تبحر انکی طلاقت لسانی اور فصاحت اور سہولت کے ساتھ باریک سے باریک مضامین کو بیان کرنیکی طاقت کے مقابل انکی سادگی اور منکسر المزاجی اور یورپین قیود رسمیات سے آزادی خاص کر قابل نوٹ سمجھی گئی۔ یہاں ہمیں احسان بحری آفندی کا اور مسٹر نجیب براده کا خاص کر شکریہ ادا کرنا ہے ان دوستوں نے اپنے کل کاروبار کو چھوڑ دیا۔ اور ہر وقت وہ مہمانوں کے ساتھ رہے قیام قاہرہ میں احسان آفندی کا گھر گویا مہمانوں کا اپنا گھر تھا۔ احسان آفندی کے علاوہ ان کے گھر میں کوئی بھی متنفس نہ تھا۔ جو مہمانوں کے آسائش و آرام کو اپنا پہلا فرض نہ سمجھتا ہو۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ہمارے ناظرین اسبات کے بھی متمنی ہوں گے۔ کہ ہم لارڈ موصوف اور خواجہ صاحب کی تقاریر کو یہاں درج کریں۔ لیکن ہمارے صفحات اسبات کی اجازت نہیں دیتے البتہ ہم یہاں لارڈ صاحب کی ایک تقریر ایجپشن میل Egyptian سے نقل کرتے ہیں۔ اور خواجہ صاحب کی تقریروں میں سے ہم یہاں سرِدست سکندریہ کی تقریر کا ملخص درج کرتے ہیں باقی تقریریں بھی وقتاً فوقتاً درج کرینگے +

خلاصۂ تقریر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب در اسکندریہ

یور ہائنس اور برادرانِ اسلام میں خاص کر دو امر یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن سب سے پہلے میں لارڈ صاحب موصوف کا مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے میری طرف سے تشکر و امتنان کی ترجمانی بہترین الفاظ میں کی۔ لارڈ موصوف کے دل پر جو ان استقبالوں کا اثر ہوا۔ وہ ایک طبعی امر تھا۔ ان کا خیال کہ جس حسن سلوک سے برادران اسلام ان سے مختلف جگہوں پر پیش آئے وہ انکے قیاس و امید سے باہر تھا۔ اس کا باعث یہ ہے کہ اہل مغرب کے انداز و طریق ہم سے کچھ جداگانہ ہیں عیسائی دنیا اس محبت و حسن سلوک سے ناواقف ہے جس سے ایک مسلم کا دل ایک نومسلم کے داخل اسلام ہونے سے مکیف ہو جاتا ہے علاوہ ازیں مغرب میں مہمان عموماً ایک آدھ دن یا ایک آدھ وقت کے بعد اپنا آپ میزبان ہوتا ہے۔ لارڈ موصوف نے نہایت صحیح طور پر کہا کہ جو کچھ محبت و تکریم ان کیلئے یہاں ظاہر ہوئی۔ اسکی وجہ کوئی ان کا ذاتی تعزز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسکی وجہ وہ جوشِ محبت ہے۔ جو ایک مشرقی کے دل میں مغرب کیلئے ہے۔ یہ سچ ہے اسلام ہی مشرق و مغرب کو ایسے انداز سے ممزوج کر سکتا ہے۔ کہ جس سے موجودہ تباین و اختلاف آسانی سے مٹ سکتا ہے مصر اور اسکے قدیمی آثار نے آج مصر کو مغربی دنیا کا مرجع بنا رکھا ہے ہر روز یہاں بیسیوں چھوڑ سیکڑوں لارڈ اور معزز طبقے کے امرا یورپ و امریکہ سے آتے ہیں لیکن بجز ذاتی تعلقات کے وہ کسی غیر توجہ کو اپنی طرف نہیں کھینچتے۔ آج لارڈ ہیڈلے آتا ہے۔ اور چھوٹے سے بڑا انکی عزت و تکریم میں آموجود ہوتا ہے ہز ہائنس پرنس عمر طوسن بھی اپنے اشتغال وغیرہ میں سے ہمارے استقبال کیلئے وقت نکالتے ہیں۔ اور ریسپشن پارٹی اور (Banqhet) کو اپنی صدارت سے عزت دیتے ہیں۔ آخر یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ مغرب میں ایک شخص نورِ اسلام سے منور ہو کر ادھر آتا ہے۔ اور مشرق کی آنکھیں اسکے لئے فرش راہ ہو جاتی ہیں۔ یہ تو لارڈ موصوف کی کیفیت قلب ہے لیکن میرا دل ایک اور کیفیت سے مکیف ہو رہا ہے۔ یوں تو ایک مسلم کا فرض ہے کہ ایک نگاہِ محبت یا ایک کلمۂ شفقت تک کیلئے جو اسکے لئے ہو۔ وہ دل سے دوسرے کا مشکور رہے۔ چہ جائیکہ وہ عزت و تکریم و محبت جو یہاں کے امرا مشائخ علماء۔ شرفا اور عامۃ الناس نے مجھ سے اور میرے رفقا سے ظاہر کی ہیں کا میں

شکرگذار ہوں لیکن یہ نظارے میری آنکھ نے نئے نہیں دیکھے۔ میرے ایثار اور قربانی کا اگر کچھ میں نے کیا یہاں بھی ویسے ذکر ہوا جیسے اور جگہ اسکی قدر ہوئی ہے لیکن مجھے تو خدا کی جناب سے گوناگوں عوضہ اس ادنیٰ ایثار کا جو مجھ سے ہوا ہر جگہ ملا ہے۔ ہر طبقے کے مسلمانوں نے ہر جگہ مجھ سے محبت کی دیگر مسلمان فرمانرواؤں نے ہندوستان میں میری ویسی ہی عزت کی جیسے پرنس عمر کی طرف سے یہاں ہوئی جو دوسرا کمانڈ ہائنس نظام حیدرآباد نے مجھے اپنے دسترخوان پر شمولیت کی عزت دی۔ بہاولپور خیرپور بھوپال میں میں ہمیشہ والیان ملک کا مہمان رہا جنھوں نے اصالتاً مجھے شرف ملاقات دیا میں دنیا کے مختلف حصص میں گیا اور ہر جگہ میں نے ہزارہا مسلمانوں کو اپنے استقبال میں پایا۔ اسکی وجہ میری ذات نہیں۔ اسکی وجہ اسلام ہے مسلم دنیا نے ایک ادنیٰ خادم اسلام کی وہی عزت و تکریم کی جو وہ ہر جگہ خدام اسلام کی کرتے ہیں۔ اور یہ وہ بات ہے جس سے عیسائی اور مغربی دنیا نا آشنا ہے مگر جس بات کیلئے میں ہز ہائنس پرنس عمر بن کا علی الخصوص اور دیگر برادران اسلام کا علی العموم، خدا کے حمد و شکر کے بعد مشکور ہوں۔ وہ یہ ہے کہ لارڈ موصوف نے جو کچھ اخوت اسلامی اور شفقت اسلامی کے متعلق مجھ سے وقتاً فوقتاً سنا یا خود ہماری کتابوں میں پڑھا اس کا عملی ثبوت لارڈ موصوف نے اپنی آنکھ سے اپنے قیام مصر میں دیکھ لیا۔ لارڈ موصوف نے جو کچھ دیکھا اس کا نقشہ میں نے انہیں جہاز میں پہلے ہی بتلا دیا۔ آج لندن کے فاروق نے اخوت اسلامی کے نظریہ کو لباس عمل میں پایا۔ جو امر بالقوہ وہ مسلم دل کے متعلق مجھ سے سنتا تھا آج وہ اسے بالفعل اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ مکرم فاروق باوجود مجھ سے پہلے ان تمام باتوں کو سنکر اور ہماری کتابوں میں خود پڑھ کر پھر اپنی حیرت ظاہر کرتا ہے۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ مغرب اور عیسائی دنیا ان مراعات اسلامی اور حقوق مہمان نوازی سے کچھ اسقدر دور ہے۔ کہ ایک مسلم مغرب میں خواہ کتنا ہی قوت متخیلہ سے کام لے پھر بھی اس محبت اور عزت کو سمجھ نہیں سکتا جو ایک مسلم قلب میں ایک نومسلم کیلئے ہوتی ہے۔ بحمد اللہ جن اسلامی باتوں کو شاید بطور داستان خواب مجھ سے لارڈ موصوف سنتا رہا وہ خواب سچا نکلا۔ اور اسکی تعبیر اپنے لفظی معنوں میں پوری ہو گئی +

دوسرا امر جو کسی قدر تصریح طلب ہے وہ لارڈ موصوف کا یہ بیان ہے کہ صرف انگلستان میں اور مغربی ممالک کو چھوڑ، ہزارہا لوگ ایسے ہیں جو در اصل دل میں مسلم ہیں۔ جو اظہار اسلام کیلئے

کسی وقت کے منتظر ہیں۔ اور اکثر ان میں سے ایسے ہیں جو مسلم ہیں لیکن نہیں جانتے کہ وہ مسلم ہیں۔
اس امر کو لارڈ موصوف نے ہر جگہ مصر میں بیان کیا۔ انہوں نے انگلستان میں بھی متواتر اسے بیان کیا۔ یہ امر بعض کیلئے یہاں مسرت اور بعض کیلئے استعجاب کا موجب ہوا پہلی کے بعض انگریزی اخباروں نے ان معترات پر لیکن نہایت محفوظ الفاظ میں حیرت ظاہر کی۔
لیکن یہ امر در اصل ایک حقیقت کا انکشاف ہے۔ اس موقع پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انگلستان مذہب کلیسیہ سے فارغ ہو رہا ہے۔ اس کا جواب آپ کو وہ واقعات دیتے ہیں جو گذشتہ پانچسال میں ظہور پذیر ہوئے۔ مثلاً ۱۹۱۷ء میں بمقام کنٹربری یہ قرار دیا گیا۔ کہ جن الفاظ میں نئے پادریوں سے حلف بائیبل کی صداقت کے متعلق لیا جاتا ہے وہ بدلا جائے۔ کیونکہ خود پادریوں میں سے اکثر بائبل کے بعض حصص کو منجانب اللہ نہیں مانتے زبور کے بعض حصص کو کتاب نماز میں سے نکالنے کی سفارش بھی ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بائیبل محرف و مبدل ہے۔ اور اسکے بعض حصص انسانی ہاتھ سے ہیں۔ قرآن نے تیرہ صدیاں ہوئے یہ کہا اور عیسائی دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ اور آج خود انہیں ماننا پڑا۔ کوئی ان سے پوچھے کہ جس حصہ کو تم منجانب اللہ مانتے ہو اس کا ثبوت تمہارے پاس کیا ہے جب بائیبل کا ایک حصہ محرف ثابت ہوگیا تو پھر باقی حصے کو کیوں قابل تسلیم سمجھا جاوے۔ جبکہ انجیل انکی تصدیق انجیل کے سوا کسی کتاب سے نہیں ہو سکتی۔ اسکی صحت بائیبل کے متعلق ڈین آف ویسٹ منسٹر نے اگلے دن ۱۹۲۳ء میں ایک دلچسپ بیان دیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ہم کتاب پیدائش کی کہانیوں کو درس اطفال میں رکھیں گے تو ہمارے بچے جوان ہو کر یہی کہینگے کہ ہمارا معیار صداقت بہت ہی ادنےٰ تھا۔ ڈین مذکور کا اس سے مطلب یہ ہے کہ کتاب پیدائش کی داستانیں صداقت سے معرا ہیں۔ ڈین مذکور نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ اگر قصہ آدم اور اس کا ہبوط صحیح نہیں تو پھر سب مذہب کلیسیا ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انکی بنیاد آدم کا گناہ اور ہمارا ورثہ گناہ ہے۔ اگر وہ قصہ ہی غلط ہے تو پھر اس کے ساتھ ہی نہ ضرورت کفارہ رہتی ہے نہ الوہیت مسیح دریافت کرنے کی حاجت۔ الغرض ۱۹۱۷ء میں آفیشل طور پر کنٹربری میں انجیل و توریت کی صحت زیر مواخذہ آگئی +

سنہ ۱۹۱۸ء میں بمقام کیمبرج ایک عالیشان جلسہ بشپوں اور کلیسیہ کے بہترین فضلاء کا ہؤا اس دن مضمون زیر بحث یہ تھا۔ کہ جس مذہب کو ہم آج مسیح کے نام پر اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آیا اُسے جناب مسیح سے بھی کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ بحث کو سینٹ پال گرجا کے افسر اعظم ڈین انجی نے افتتاح کیا۔ انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ جناب مسیح یہودی اور خادم شریعت موسوی تھے انہوں نے نہ کوئی نئی تعلیم پیش کی۔ نہ سابقہ تعلیم کو بدلا۔ بلکہ وہ شدت سے اسکے پابند تھے۔ نہ انہوں نے کسی نئے کلیسیا کی بنیاد ڈالی۔ اور جو کچھ آج مسیح کے نام پر بطور مذہب ہمارے پاس ہے یہ سینٹ پال کا بنا کردہ ہے۔ گویا مسیح کو اس مذہب سے کوئی تعلق ہی نہیں اس بحث میں ان کی مخالفت بھی ہوئی لیکن جلسہ میں کثرت رائے کا رجحان اسی طرف تھا۔ اب آپ خود نتیجہ نکال لیں۔ کہ جب ان اُسقفوں کے نزدیک تعلیم مسیح کو مذہب کلیسیہ سے کوئی تعلق نہیں تو ایک متدین اس مذہب کو کیسے قبول کر سکتا ہے +

سنہ ۱۹۲۱ء میں ایک اور دلچسپ مباحثہ کلیسیائے انگلستان کے پادریوں اور اُسقفوں میں ہؤا۔ وہ یہ تھا کہ چونکہ لوگ عام طور پر الوہیت مسیح کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ اسلئے اس امر کا فیصلہ ہونا چاہئے کہ الوہیت مسیح سے کیا مراد ہے بحث کی افتتاح ڈاکٹر ہرزبرگ ڈین آف کارلائل نے کی۔ اس نے تسلیم کیا کہ نہ تو مسیح خدا تھا نہ انہیں کوئی خداوندی طاقت تھی۔ وہ ہر معنوں میں انسان تھا اسکی پیدائش اس کا دنیا سے جانا اس کے معجزات اگر صحیح اُنہیں معنوں میں لئے جائیں۔ جیسے کہ بیان کئے گئے ہیں تو بھی یہ باتیں اُسے خدا نہیں بناتیں۔ الوہیت مسیح سے مراد صرف ان کا متخلق باخلاق اللہ ہونا ہے۔ اس تقریر نے تو مذہب کا تختہ ہی پلٹ دیا میں نے اسموقعہ پر ڈین موصوف کو لکھا۔ کہ اگر الوہیت مسیح سے مراد اسیقدر ہے جو انہوں نے بیان کی ہے۔ تو پھر ان میں اور ہم میں کوئی تنازعہ نہیں ہم مسلم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں صرف فرق اس قدر ہے کہ ہم اس صفت سے دنیا کے ہزارہا پیران قدیمی اور پیغمبران خدا کو متصف مسیح کی طرح مانتے ہیں۔ اور اسلام کا ہر ایک انسان کیلئے نصب العین یہی ہے چنانچہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تخلقوا باخلاق اللہ کی نصیحت ہر ایک مسلم کو کی ہے۔ ہم میں سے بالقوہ ہر ایک مسیح اور مسیحیوں کا خدا ہو سکتا ہے لیکن ہم جب نجات پاک کو

کو صاحب الوہیت سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ وراء الوریٰ ہے۔ اسکی شان میں لیس کمثلہ شئی آیا ہے
ڈاکٹر میجر ربرگ اس امر سے گھبرائے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ وہ مجھ سے اس تشریح میں متفق
نہیں ہو سکتے۔ اور وہ عنقریب مجھے اپنی تقریر کی تشریح بھیجدینگے۔ انہوں نے ازراہ
مہربانی تشریح بھیجدی۔ لیکن یہ تشریح تو انکے اپنے کلام سابق کا تکرار بالفاظ دیگر تھا۔
چنانچہ میں نے انہیں اطلاع دی۔ کہ جو کچھ انہوں نے لکھا وہ محض تکرار ہے۔ اور اس سے
میری پوزیشن اور مضبوط ہوتی ہے۔ اس سے ہماری خط و کتابت کا تو خاتمہ ہؤا۔ لیکن اُن کی
اجازت سے میں نے اس خط و کتابت کو اپنے ریویو میں چھاپ دیا +

یہ ظاہر ہے کہ پادریوں کے ان جلسوں نے اور ان اظہارات عقائد نے مسترہ مذہب
اور جاریہ عقائد کا تو خاتمہ کر دیا۔ اب ضرور تھا۔ کہ وہ دُنیا پر اپنے مذہب کا کوئی نقشہ پیش
کریں۔ اس کام کیلئے سنہ ۱۹۲۱ء میں بعض بشپ اور ڈین بمقام اکسفورڈ جمع ہوئے
اور وہاں یہ قرار دیا گیا۔ کہ مذہب عیسائی دراصل مذہب محبت ہے۔ اور اس صفت میں
بدھ مذہب بھی عیسائی مذہب کے ساتھ شریک ہے جس سے جوش خصوصیت وہ اپنے مذہب
کی بیان کیا کرتے تھے وہ جاتی رہی۔ اب وہ کیوں دوسرے ممالک میں مشنری بھیجتے ہیں +

اب معزز سامعینوں تم خود فیصلہ کرو کہ مروّجہ عیسائی مذہب کہاں گیا اور کہاں ہے
جب معلمان کلیسیہ کے یہ اعتقادات ہیں۔ تو پھر عامتہ الناس کا کیا حال ہو گا۔ اس کا
نقشہ بھی آج انگلستان میں دیکھ لو۔ گرجے خالی ہو گئے۔ اور اتوار کے دن منادان
عیسائیت خالی بنچوں اور کرسیوں کو سرمن دینے لگے۔ اتوار کی تقدیس کرکٹ فٹ بال
اور گولف کے میدانوں میں ہونے لگی۔ اس کا اثر خود کلیسیہ کے افسروں پر پڑا۔ چنانچہ بشپ
آف یارک نے اپنے ایک مشہور سرمن میں کہا۔ کہ مذہب سے علے وجہ التجرد تو محبت لوگونکو ضرور ہے
لیکن کلیسیہ سے لوگوں کو سخت نفرت ہے۔ کلیسیہ سے مراد اُن عقائد کا مجموعہ ہے جو عیسائی مذہب کے نام
پر آج مشہور ہیں۔ بشپ مذکور کے اس بیان نے ایک عام بحث انگریزی اخباروں میں
پیدا کر دی۔ ایک انگریزی ماہواری رسالہ موسوم بہ پیرسن نے پچاس بشپوں اور ان کے
بعد دیگر مشاہیر ملک کو اس سوال پر مخاطب کیا۔ اور کہا کہ وہ مذہب کا خاکہ کریں۔ اور کوئی

راہ سوچیں۔ کہ ملک عیسائیت سے ہی نہ فارغ ہو جائے۔ یہ وقت نہیں کہ میں ان مباحث کو بالتفصیل یہاں بیان کروں مختصراً عرض یہ ہے کہ علی العموم اہل الرائے انگلستان نے ایکطرف تو کلیسیا اور عیسائیت کی موجودہ شکل سے بیزاری ظاہر کی۔ لیکن دوسری طرف علی وجہ التجرد مذہب کی ضرورت اور مذہب سے محبت ظاہر کی + جس مذہب کی ضرورت ان مشاہیر قلم نے بیان کی۔ وہ میں چند لفظوں میں بیان کر دیتا ہوں +

مذہب ایسا ہو جو غیر معقول اور تحکمانہ تعلیم سے معرا ہو اس کے اصول علم و عقل کے مخالف نہ ہوں۔ مذہب ایسا ہو جو ایک طرف انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرے۔ اور احکام و اوامر آلہی کی عزت اس کے دل میں اُبھارے دوسری طرف وہ خلق اللہ سے شفقت اور محبت ہر ایک کے دل میں پیدا کرے۔ مذہب ایسا ہو جو عالمگیر اخوت اور محبت پیدا کرے۔ اسکی تعلیمات کا اثر روزانہ زندگی پر ہو۔ مذہب صرف چند معتقدات کا ہی نام نہو۔ بلکہ اسکے اندر ایمانیات کو براہ راست عملیات سے تعلق ہو یعنے اس کے اجزاء ایمان منتقل اور قابل متشکل بہ اعمال ہوں مذہب ایسا ہو جو ہر شعبۂ زندگی میں اپنے اندر ہدایت رکھتا ہو۔ اور ہمارے کل قوائے فطریہ کی آبیاری کرے۔ اور ہمارے فطری تقاضوں کو ہلاک نہ کرے۔ بلکہ ان کی اصلاح و تہذیب و تادیب کرے وغیرہ وغیرہ +

ایہا السامعین آپ میں قریب کُل کے کُل مسلمان ہیں میرے سامنے بہت سے علماء اسلام اور مشائخ ہیں۔ بہت سے تعلیمیافتہ اصحاب ہیں۔ کیا یہ مطالبات جو اُس سال سنہ ۱۹۱۲ء میں مذہب مطلوبہ کے متعلق انگلستان میں ہوئے۔ کیا یہ اسلام کی تصویر نہیں۔ کیا یہ اسلام کے خط و خال کا صحیح فوٹو نہیں۔ اب کیا ان باتوں کے سننے کے بعد ایک شخص لارڈ ہیڈلے بالقابہ کے یہ الفاظ آسانی سے نہیں سمجھ سکتا۔ کہ انگلستان میں ہزار در ہزار مسلمان ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب وہ مفروضہ و مطلوبہ مذہب کا نقشہ کھینچتے ہوئے اسلام کی تصویر کھینچ دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسلام کی طرف انکی توجہ نہیں تو وہ مسلمان ہیں لیکن نہیں جانتے کہ وہ مسلمان ہیں +

میں یہ نہیں کہتا۔ اور اگر کہوں تو یہ امر راستی سے خالی ہوگا۔ کہ میری کوششوں سے یہ باتیں

ہوئیں۔ ایسا میرا کہنا صریح کذب و بہتان ہوگا۔ البتہ ایک بات ضرور کہتا ہوں۔ یہ جو کچھ ہوا اتفاقیہ نہیں ہوا۔ بلکہ ارادۂ الٰہی سے ہوا۔ یہ خدا کے علم میں تھا۔ کہ مغرب میں عیسائیت کا یہ نقشہ ان گذشتہ دس سالوں میں ہو جائیگا۔ جب خدا کے علم میں وہ دن قریب آ گئے۔ کہ جب مذہب کلیسیہ خود بخود نمک کی طرح پانی میں گھلجائے تو اس نے میرے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ جو مجھے تبشیر و تبلیغ اسلام کیلئے انگلستان لیگئے اس کا نام محض اتفاق رکھا جائے یا بقول لارڈ ارادۂ ازلی۔ یہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ لارڈ موصوف نے ابھی اپنی تقریر میں میری مساعی کا ذکر کیا۔ اور میں ان کا مشکور ہوں انہوں نے بار بار کہا کہ اس دس سال میں میرے مشن نے عجیب و غریب کام کیئے۔ یہ ان کی محبت مجھ سے ہے۔ جو یہ باتیں کرا رہی ہے البتہ ایک بات انہوں نے مؤکدیہ ثبوت کر دی۔ دس سال ہوئے۔ کہ انہوں نے ایک تحریر لکھی تھی۔ جسمیں ظاہر کیا کہ اسلام کے دشمنوں کے اسے ایسے بُرے پیرایہ میں ظاہر کیا ہوا ہے۔ کہ اُس کا وہاں قبول ہونا از حد مشکل ہے۔ یہ تحریر اس وقت چھپ گئی تھی۔ اور انہوں نے ابھی آپ کو سنائی ہے لیکن آج وہ علیٰ وجہ البصیرت شہادت دیتے ہیں۔ کہ ان دس سالوں میں اسلام کے متعلق لوگوں کے خیالات و ارادے میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ اور اس امر کو وہ میرے مشن کے متعلق منسوب کرتے ہیں +

ایہا الناظرین میں خاتمہ میں صرف ایک عرض کرتا ہوں۔ اگر ایک فرد واحد کی کوشش چند متعدد دوستوں کے کم و بیش امداد سے یہ نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ تو پھر کیا یہ فرض ایک ہندوستانی کا تھا کہ سات ہزار میل سے اس طرف آئے۔ یا اس فرض کا بار آپ کی گردن پر بھی پہلے سے تھا۔ اور اب بھی ہے اُٹھو۔ جاگو ہوش کرو۔ اسلام کیلئے یہ بہار کے دن ہیں۔ نسیم چل رہی ہے۔ قوت نامیہ زوروں پر۔ آسمان سے بارش ہو رہی ہے۔ زمین کے ایسے مواد جو زراعت کے مخالف ہوں معدوم ہو رہے ہیں۔ یہ تو سب فعل خداوندی ہے لیکن زمین سے روئیدگی اور عمدہ فصل تو ہی پیدا ہو گا۔ جب کوئی مزارع یا غلام کھیت کی طرف جاویگا۔ اور زمین کو کھود کر تخم ریزی کریگا +

آپ میں سے اکثر بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ کیا فصل بونے اور تخم ریزی کے وقت آپ ایک کسان کو بھیجا کرتے ہیں یا کثرت سے کام کرنے والے تمہاری زمینوں میں جاتے ہیں۔ پھر اس

دیا عمت اسلام کے مزارعین اور فلاحین کہاں ہیں۔ وقت کو مت گنواؤ۔ اگر یہ وقت تم نے گنوا دیا تو خدا تعالی کوئی اور قوم پیدا کریگا۔ جو خدا کے حکم کو تم سے بہتر پورا کریگی۔ خداوندی وعید یستبدل قوما غیرکم کو سامنے رکھو۔ آج ایک اسلامک ریویو جس کی ایک ہزار کاپی کتب خانوں میں تقسیم ہوتی ہے یہ نتیجے پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ گذشتہ دو سالوں میں جو نفوس شامل اسلام ہوئے ان کی تعداد پچاس سے اوپر ہے۔ ان میں سے زیادہ وہی ہیں جنہوں نے مختلف کتب خانوں میں اسلامک ریویو کو پڑھا پھر ہم سے خط و کتابت کی۔ اور آہستہ آہستہ مشرف باسلام ہوئے۔ دل چاہتا ہے کہ ہزارہا کاپیاں اسلامک ریویو کی مختلف مغربی کتب خانوں میں بلا قیمت بھیجے جائیں۔ اس وقت اسلامی لٹریچر کی سخت طلب ہے۔ کثرت سے خطوط میرے پاس اس لٹریچر کی طلب میں آتے ہیں۔ میں خدا کے فضل سے یہ لٹریچر پیدا کر سکتا ہوں۔ اور آسانی سے پیدا کر سکتا ہوں۔ میں اس گذشتہ سال میں چھ کتابیں لکھی ہیں۔ اور بہت تھوڑے وقت میں مختلف مضامین اسلامی پر کتابیں لکھ سکتا ہوں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ کتابیں کسی طرح طبع ہوں۔ اور مفت یا برائے نام قیمت پر طالبان حق کے پاس پہنچ جائیں۔ واللہ معک

اسوۂ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی قیمت صرف آٹھ آنے

اسمیں آنحضرت صلعم کا کامل نمونہ بحیثیت انسان کامل پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مقبولیت عام حاصل کر چکی ہے۔ اس کو پڑھ کر ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ حضرت محمد صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور اگر کوئی کامل نبی ہو سکتا ہے تو وہ آپ کی ذات پاک ہے۔

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی لاہور آنی چاہئیں

وہ کون تیل ہے؟

جو بال بڑھانے میں درجۂ اول ہو	سندری سہاگ ہے
جو بالون کی جڑون کو مضبوط کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو دماغ کی کمزوری اور خشکی کو دور کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو قوت بصارت کو بڑھاتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو درد سر۔ نزلہ۔ زکام کو دور کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو بالون کو گھونگروالا اور چمکدار بناتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو دل و دماغ دونون کو معطر کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو گرے ہوئے بالون کی جگہ نئے بال پیدا کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو مٹی کے تیل یا نقصان رسان چیز سے پاک ہو	سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے بال جھڑتے نہیں ہین	سندری سہاگ ہے
اسکے استعمال سے بال سفید ہونے سے محفوظ رہتے ہین	سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے خوبصورت موجود ہونے [illegible]	سندری سہاگ ہے

الغرض جب سندری سہاگ میں تمام خوبیاں موجود ہین تو آپ کے منگانے میں کیا تامل ہے۔ کیا ایک شیشی ارسال خدمت کی جائے۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ تین شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔
محصول علاوہ

سندری سہاگ کی تعریف معزز بہنون کے قلم سے!

بیگم جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم۔ دھلی۔

مخدومی منشی صاحب۔ مہربانی کرکے دو درجن سندری سہاگ تیل کی بوتلین بذریعہ وی۔ پی بھیجدین۔ ایک دو بوتل منگانے مین پارسل کا خرچ زیادہ دینا پڑتا ہے اسلیے ریلی پارسل کر دین تاکہ خرچ کم پڑے۔ سچ تو یہ ہے کہ مین اس تیل پر عاشق ہون اللہ رکھے چچا بہنوئی حکیم خاوند اور داماد ڈاکٹر درد سر اور بال بڑھانے کے سیکڑون گھر کے علاج ہوئے کسی سے فائدہ نہ ہوا سر کے درد کو کسی نے جگر کی خرابی سے بتلایا کسی نے اعصاب کی کمزوری کسی نے نسوانی عوارض۔ خدا بھلا کرے علامہ راشد الخیری کی بیوی کا ایک دن درد سر مین چٹک رہی تھی اور آنکے گھر گئی تھی انھون نے آپکا تیل لیکر سر مین لگایا سچ یہ ہے کہ اس دن سے یہ تیل میرے استعمال مین ہے۔ جبان سر مین درد۔ خشکی۔ بال گرنا کوئی شکایت ہوئی استعمال کیا اور جاتی رہی۔ کیا اچھا ہوتا کہ دہلی مین اسکی ایجنسی ہوتی اور بآسانی بلا ڈاک کے اخراجات کے مل جایا کرتا۔ آپکے تیل کی کافی شہرت ہے کوئی دو درجن کے قریب تو میرے ملنے والیان اسکا استعمال کرتی ہین۔

فقط والسلام

مسز اے۔ ایچ۔ فاروقی حیدرآباد

تحریر فرماتی ہین کہ [illegible] آپ کے یہان سے چار شیشیان سندری سہاگ کی منگوائی تھین اب وہ ختم ہو گئے [illegible] خوشبودار ہونے کی وجہ سے اور منگوانے کی ضرورت ہوئی۔ براہ مہربانی [illegible] شیشی سندری سہاگ [illegible] بذریعہ [illegible] روانہ فرما کر ممنون فرمایئے۔

اِطلاعِ ضروری

۱۔ رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے۔ جو ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہئے۔ ورنہ شکایت معاف۔
۳۔ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت عزیز منزل لاہور آنا چاہیئے۔
۴۔ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی۔
۵۔ سالانہ قیمت للعہ/ ششماہی عہ/ بیرون از ہندوستان صہ/ نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے۔
۶۔ جواب طلب خطوط کیلئے ۱ آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے۔
۷۔ جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائیں گے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔
۸۔ پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از سنہ ۱۹۱۴ء تا غایت سنہ ۱۹۲۰ء فی جلد ۸ر سنہ ۱۹۲۱ و ۲۲ء فی جلد ۱۰ر محصولڈاک بذمہ خریدار۔
۹۔ مُربیّ رسالہ اشاعت اسلام ہے۔ جو مفلس نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے مبلغ پچاس روپے سالانہ چندہ دے۔

اُجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰	۳۵	۲۰
۶	۳۵	۲۰	۱۴
۳	۲۰	۱۵	عہ/
۱	عہ	صہ/	سے/

اُجرت اشتہار پیشگی لی جائیگی — معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا — مدت معینہ کے اندر اشتہار بدل سکتے ہیں — اشتہار کے چربے بھیجنے چاہئیں

۱۔ اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو عہ/ کاتب کی اُجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی۔
۲۔ فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہ لئے جائیں گے۔
۳۔ ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی۔

تمام درخواستیں

مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ممالک غیر کیلئے پانچ روپے آٹھ آنے

قیمت چار روپے آٹھ آنے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام بی اے ایل ایل بی

جلد (۹) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء نمبر (۱۰)

فہرست مضامین

ضروری اطلاع

۱- رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔
۲- رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہیئے۔ ورنہ شکایت معاف۔
۳- رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہیئے۔
۴- خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی۔
۵- سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ بیرون از ہندوستان صر نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے۔
۶- جواب طلب خطوط کیلئے ۔ ر کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔
۷- جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائیں گے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا
۸- پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۹۱۴ء لغایت ۱۹۲۰ء فی جلد ۸ر سنہ ۱۹۲۱ و سنہ ۱۹۲۲ء فی جلد ے ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔
۹- مربی رسالہ اشاعت اسلام وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے۔

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰ر	۳۵ر	۲۰ر
۶	۳۵ر	۲۰ر	۱۴ر
۳	۲۰ر	۱۵ر	۸ر
۱	۸ر	صر	ے ر

اجرت اشتہار پیشگی لیجاویگی — معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا — مدت معینہ کے اندر بدل سکتا ہے — اشتہار کے حرف بھجوانے چاہیئں

۱- اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو عہ ر کاتب کی اجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی۔
۲- فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جاوینگے۔
۳- ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی۔

تمام درخواستیں بنام

مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہیئیں



H.H. Prince Omar Tusan

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء نمبر (۱۰)

دُعائے مسلم

خداوندِ دو عالم مَیں ہوں سرگرم ثنا تیرا
فدا ہے تجھ پہ جاں میری کہ تُو ہے دلرُبا میرا

تُو ہی اللہ ہے میرا اور نہیں تیرے سوا کوئی
احد ایمان ہے میرا نہیں ہے دوسرا کوئی

جمالِ عالمِ ایجاد بیشک تیری صورت ہے
تو ہم کو معجزوں کی جستجو کی کیا ضرورت ہے

کہاں ہے عقلِ انسانی کو یارا تیری قُدرت کا
کہ اِک برگِ گیاہِ سبز آئینہ ہے حیرت کا

تیری رحمت کا دسترخوان اِک دُنیائے نعمت ہے
بلاتخصیص ہر یک کے لئے سامانِ دعوت ہے

بلاتخصیص کالے اور گورے چل کے آتے ہیں
برابر گبر و ترسا اور مسلماں رزق کھاتے ہیں

تُو وہ فیّاض ہے تُو نے سدا سب کچھ دیا ہمکو
ہمیں جس کی ضرورت تھی برابر وہ ملا ہم کو

تعالیٰ اللہ کیا رحمت ہے اِک نیکی جو ہو جائے
تو اس نیکی کے بدلے دس گُنہ انعام پھر آئے

بپائے عفوِ گنہ اب تیری رحمت کی ضرورت ہے
کہ بخشش تیری عادت مالکِ یومِ قیامت ہے
میرے وردِ زباں ایاك نعبد بہر طاعت ہے
تیرے آگے کروں سجدہ یہی میری عبادت ہے
بنا مرے ہمسفر اب رہ نوردانِ ہدایت کا
چکھا دے لطف انعمت علیھم کی حلاوت کا
بچا لے ان کی صحبت سے جو ہمدوشِ ضلالت ہیں
گرفتارِ غضب ہیں اور اسیرِ قید آفت ہیں

ترجمہ نظم انگریزی جناب اکمل الدین

شذرات

بچوں کیلئے انجیل کے تمام باتوں کو چھوڑ کر بچوں کو کہانیاں بہت مرغوب ہوتی ہیں۔ جتنی وہ عجیب و غریب ہوں۔ اسی قدر وہ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کلیسیا نے اپنی اشاعتی جدوجہد میں اس امر کو فراموش نہیں کیا۔ اور بچوں کے مفاد کو بالائے طاق رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ نائل مشن پریس کے سالانہ اجلاس میں مس ایم۔ ڈابسن نے بچوں کے لئے لٹریچر بہم پہنچانے کی ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں بچوں کی دماغی حالت سے فائدہ اٹھانا چاہئیے۔ کیونکہ ان کی رجحان طبع کو جس طرف ہم چاہیں پھیر سکتے ہیں۔ اور ہندوستان میں یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ ایک بڑے انسان کو انجیل کی سچائی منوانا بہت مشکل امر ہے۔ ایک مسلمان عورت جس کے ساتھ میں قرآن اور انجیل پڑھتی تھی۔ جب اس کے سامنے ایک ایسی بات آئی جو قرآن کے خلاف تھی تو اس نے پوچھا تمہاری کتاب سچی ہے یا میری۔ جب اسے کہا گیا کہ انجیل سچی کتاب ہے۔ تو اس کے بعد اس نے انجیل نہیں پڑھی لیکن بچے تو ہر شئے کو شوق سے پڑھتے ہیں ہندوستان میں میں نے ایک چھوٹی لڑکی کو الف لیلہ کی

ایک جلد کا مطالعہ کرتے دیکھا جو مخرب اخلاق باتوں کو نکالکر شائع کی گئی تھی لیکن اسکی بجائے انہیں انجیل کیوں نہ دیجائے۔ کیا خوب بدل ہے بچوں کی تعلیم سے ان کی بہتری منصور ہوتی ہے لیکن تم ان کے نازک دماغ کو ان امور سے بھرنا چاہتے جنہیں ایک ترقی یافتہ دماغ ہرگز قبول نہیں کرسکتا +

سُرخ پروپیگنڈا مسلمانوں سے اپیل آجکل روس کی سرزمین پُراسرار بنگئی ہے۔ دنیا میں اس کے متعلق بہت سی باتیں مشہور کی گئی ہیں لیکن انہیں سمجھنا بہت دشوار ہے۔ حال ہی میں برطانیہ نے سوویٹ حکومت کے نام جو مراسلہ بھیجا ہے اس میں برطانیہ کے خلاف مشرق میں پروپیگنڈا پھیلانے کا الزام لگایا ہے۔ اور اس قسم کی اشاعت کو روکنے کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن مارننگ پوسٹ کا روسی نامہ نگار تحریر کرتا ہے۔ کہ اس وعدہ کے خلاف روسی اخبار میں جو حکومت کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے تمام دنیا کے مسلمانوں سے یہ اپیل کی گئی ہے اور جس پر روسی مسلمانوں کی ایک سوسائٹی کے ممبروں اور صدر نے دستخط کئے ہیں۔ یہ اپیل اس امر پر زور دیتی ہے کہ حکومت برطانیہ نے اپنا جوا اہل اسلام کی گردن میں ڈالا ہوا اور ہم مسلمانوں نے ایشیائے کوچک و تھریس سے یونانیوں کو خارج کرنے اور سلطنت ٹرکی کی فتح کیلئے خداوند تعالے سے دعا کی ہے اللہ نے ہماری دعاؤں کو سُنا اور ٹرکی کو فتح نصیب ہوئی۔ لیکن اس فتح کا ایک بڑا سبب سوویٹ حکومت کی امداد تھی جو اس نے ٹرکی کو دی۔ اسلئے تمام اسلامی دنیا کو روس کی سوویٹ حکومت کا ممنون احسان ہونا چاہئے۔ اور اس جنگ میں جو برطانیہ کے خلاف اسے درپیش ہے اسکی حمایت کرنی چاہئے +

جاوا کے مسلمان جاوا کی کُل آبادی ۳۴۳۲۱۰۹۳۰ ہے جمیں سے ۳۶۰۰۰۰۰ مسلمان ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ رفتار زمانہ سے کسی حالت میں پیچھے نہیں بلکہ دیگر

اسلامی ممالک کی طرح ان میں بھی زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ بیرونی ممالک کے مسلمانوں کو قدرتی طور پر مسلمانان جاوا کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوگی ایک ریلوے ہڑتال کے متعلق بٹاویا سے ٹائمز کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے چند سال پہلے باشندگان جاوا کی ہڑتال کا خیال مضحکہ انگیز معلوم ہوتا تھا اس جزیرے کے لوگ ایک سرے سے دوسرے تک نہایت پرامن اور خوشحال ہیں لیکن گذشتہ چند سالوں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جو لوگوں کو ابھارنے میں مشغول ہے۔ شرکت اسلام پہلے ایک خالص مذہبی جماعت تھی جسے مسلمان علما نے قائم کیا تھا۔ لیکن اب اس جماعت نے سیاسی رنگ اختیار کرلیا ہے۔ اور یوروپین اقوام کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ ہر ایک گاؤں اور سماٹرا کے دور افتادہ پہاڑی علاقوں میں بھی مدرسے کھولے گئے ہیں۔ موجودہ تعلیمی نظام میں جو نہایت وسیع پیمانہ پر ہے۔ ایک نقص یہ ہے کہ پرانی طرز کی تعلیم کو ترک کر دیا گیا ہے۔ چند سال پہلے عورتیں اور لڑکیاں لبس اور کپڑے پر نہایت عمدہ سنہری کام کرتی تھیں۔ ڈانگ کے تمام گھروں میں نہایت خوبصورتی سے بیل بوٹے تراشے جاتے تھے۔ اب لڑکیوں نے لکھنا پڑھنا تو سیکھ لیا لیکن وہ سی نہیں سکتیں۔ یہ عام شکایت ہے کہ گورنمنٹ نے ہمیں تعلیم تو دے دی لیکن ملازمت نہیں دیتی +

لارڈ ہیڈلے کا عزم حج ویسٹ منسٹر گزٹ نے ۵ جولائی کی اشاعت میں ذیل کا پیغام شائع کیا جو قاہرہ سے موصول ہوا تھا۔

آج قاہرہ۔ اسکندریہ اور مصری مسلمانوں کے نمائندوں نے لارڈ ہیڈلے کا خیر مقدم کیا۔ لارڈ موصوف حج کیلئے مکہ جانے سے پہلے چند دن قاہرہ میں قیام فرمائیں گے۔ دس سال ہوئے کہ لارڈ ہیڈلے کی قبولیت اسلام کا اعلان شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا۔ کئی سال کے غور و خوض کے بعد میں نے

اسلام قبول کیا۔ لیکن اس امر کے باوجود میں عیسائی بھی ہوں۔ کیونکہ حضرت مسیح کو مانتا ہوں اور ان کی تعلیم پر عمل کرتا ہوں۔ اس امر کو لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ صرف لارڈ ہیڈلے ہی ایک ایسے مسلمان نہیں جو عیسائی بھی ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمان نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح کی رسالت کو مانتے ہیں۔ اسلئے مسلمان عیسائی بھی ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ایک مسلم ہی سچا عیسائی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان حقائق پر عمل کرتا ہے جو حضرت مسیح کی زندگی کا مقصد تھے۔ اور جن کیلئے آپ نے جان دی۔ حضرت مسیح اپنی زندگی میں رضاء الٰہی کے لئے جویا رہے۔ ان کی اپنی کوئی مرضی نہ تھی۔ آپ نے انہی اصول کیلئے جان دی۔ یہ اسلام نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام کے معنی ہی خداوند تعالےٰ کی فرمانبرداری کے ہیں۔ نبی کریم صلعم نے ذیل کے الفاظ میں انہی جذبات کو ظاہر کیا۔

نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین +

موت کے بعد کی زندگی اور یوم قیامت

(از قلم جناب محمد صاحب لدھیانہ)

قرآن کریم میں انسانی زندگی کی تین حالتیں مذکور ہیں۔ پہلی حالت کا اظہار یہی دنیا کی زندگی میں ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں انسان کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور یہی زندگی میں وہ اپنے نیک و بد اعمال سے آخرت کے لئے سامان تیار کرتا ہے۔ دنیاوی زندگی کے بعد اگرچہ روح کی ارتقا کی ابدی منازل طے کرتی ہے۔ مگر یہ ترقی صرف خداوند کریم کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور انسانی اعمال کا نتیجہ نہیں۔ دوسری حالت جو بعد از موت روح پر وارد ہوتی ہے برزخ کہلاتی ہے جس کے معنی حالت وسطیٰ کے ہیں۔ یہ حالت اس وقت وارد ہوتی ہے۔ جبکہ روح اس جسم کثیف سے علیحدگی اختیار کرتی ہے۔ اور یہ جسد عنصری جزو خاک ہو جاتا ہے حالتِ برزخ میں ہر روح کو ایک جسم عطا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ ظاہری طور پر اپنے گذشتہ نیک و بد اعمال کا

مزا چکھے۔ یہ نیا جسم خاکی نہیں۔ بلکہ دنیاوی زندگی کے اعمال کے مطابق نورانی یا ظلماتی ہوتا ہے +

اسمیں شک نہیں کہ انسانی فہم وادراک ان گہرے اسرار پر بکلی احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہمیں اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ان رازہائے سربستہ کا پتہ چلانے میں متجسس ہوں۔ تیسری حالت کا ظہور یوم قیامت کو ہوگا۔ اور اس وقت ہر ایک نیک و بد روح کو پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اس دن خدا تعالیٰ کی شان و عظمت کا اظہار ہوگا۔ اور مخلوق خدا اپنے خالق کو ظاہر طور پر دیکھ لیگی۔ اسی دن ہر انسان کو درگاہ باری تعالیٰ سے اسکے اعمال کی جزا ملیگی۔ بلاشبہ خداوند تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ اور اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اسی نے انسان کو ایک ادنیٰ حالت سے ایک اشرف حالت تک پہنچایا۔ اور اسے طاقت کاملہ حاصل ہے۔ کہ اپنے بندوں کو حیات بعد الموت عطا فرمائے۔ اسی دن خداوند تعالیٰ انسان کی دنیاوی زندگی کے نیک و بد اعمال کا مواخذہ کریگا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

یٰایها الناس اتقوا ربکم واخشوا یوما لا یجزی والد عن ولده ولا مولود هو جاز عن والده شیئا ان وعد الله حق فلا تغرنکم الحیوة الدنیا ولا یغرنکم بالله الغرور ۵ (سورہ لقمٰن ع۴) ترجمہ۔ لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو کہ نہ باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئیگا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئیگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی فریب نہ دے۔ اور خدا کے بارے میں تمہیں وہ فریبی (شیطان) فریب نہ دے +

ونضع الموازین القسط لیوم القیمة فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبة من خردل اتینا بها وکفی بنا حاسبین (ترجمہ) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھینگے سو کسی جان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لائینگے اور ہم کافی محاسب ہیں +

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء الله ثم نفخ فیه

اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون ۰ واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتٰب وجایٔ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون ۰ ووفیت کل نفس ما عملت وھو اعلم بما یفعلون ۰ وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتیٰ ..... فبئس مثوی المتکبرین ۰ وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا ....

(سورہ زمر ع ۶) **ترجمہ** ۔ اور صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے بیہوش ہو جائیگا۔ مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ وہ اسی وقت کھڑے ہو جائینگے اور دیکھ رہے ہونگے ۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھیگی ۔ اور اعمالنامے رکھے جائینگے اور انبیا اور گواہ حاضر کئے جائینگے ۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۔ اور ہر نفس کو جو کچھ اس نے کیا ہے پورا بدلہ ملیگا ۔ اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں ۔ اور کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ کر کے ہانکے جائینگے ۔ ... متکبروں کا ٹھکانا برا ہی ۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ۔ وہ گروہ در گروہ کر کے جنت کیطرف لائے جائینگے ۔

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اگست ۱۹۲۳ء دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر تفصیل	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر تفصیل	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	ع۱	۶	۱۴	۳۵۸	خرچ ووکنگ مشن	ع۳	۰	۰	۳۲۸
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	ع۲	۰	۵	۵۱۰	خرچ اسلامک ریویو	ع۴	۹	۵	۴۸۹
میزان آمد		۶	۲	۸۶۹	میزان خرچ		۹	۵	۸۱۷

دستخط ۔ ڈاکٹر غلام محمد فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ انگلستان

نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ اگست ۱۹۲۴ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
نامعلوم الاسم	۰	۰	۳	جناب میاں محمد خاں صاحب اکاڑہ	۰	۸	۷
جناب خادم حسین صاحب بارہ بنکی	۰	۰	۲	وصیت قرضہ منشی مظہر الحق صاحب	۰	۰	۲۰
" ایم عبدالرحیم صاحب میسور	۰	۰	۲۴	" احسان الحق صاحب میانوالی	-	-	۵
شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۳۰	" وصیت قرضہ میاں غلام حسن صاحب لاہور	۶	۱۴	۱۷۷

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبد الکریم صاحب انجینیر کانکی رانچی	۰	۰	۱۵	جناب تاج الدین صاحب کالی کرچی [?]	۰	۰	۵
" منہاج الدین صاحب کھنڈوا	۰	۰	۵	" محمد امیر حسن صاحب لکھنؤ	۰	۰	۱
" حکیم اجمل خان صاحب دہلی	۰	۰	۵	از پوسٹل آڈٹ آفس مدراس	۰	۴	۴
" محمد شریف خان صاحب سب جج بہار کشمیر	۰	۳	۱۴	" محمد دین صاحب ٹھیکہ دار لاہور	۰	۰	۱
" فرید الدین صاحب کوریا گنج اندور	۰	۰	۲	" نواب مظفر گوہر صاحب "	۰	۰	۱
واپسی قرضہ میاں غلام عباس صاحب	۰	۰	۶	" ابراہیم صاحب کھیوانی	۰	۰	۱
جناب مس حذیو جنگ [?] حیدر آباد دکن	۰	۰	۵	" احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
چوہدری نذیر احمد صاحب منٹگمری	۰	۰	۱	" منشی سلطان علی صاحب بہاولپور	۰	۰	۱
" مصدق الدین صاحب شملہ	۰	۰	۲				
" نواب فتح الدین خان صاحب لاہور	۰	۰	۱	" فاطمہ بی بی صاحبہ	۰	۰	۱
" والدہ خلیل احمد صاحب	۰	۰	۴	میزان	۶	۱۳	۳۵۸

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
مفت تقسیم - جناب حاجی میجر محمد حمید اللہ خان صاحب بھوپال	۰	۰	۵۰
" سید سراج الدین صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو			۴۵۰
کل میزان		۵	۵۱۰

نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن ماہ اگست سنہ ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۲۸
میزان	۰	۰	۳۲۸

نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو بابت جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

	پائی	آنہ	روپیہ
تنخواہ عملہ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۵۰
قیمت رسالہ اشاعت اسلام کی تھی جو غلطی سے جمع ہوئی واپس دیئے گئے	۰	۸	۴
ٹکٹ ما عنہ ۱۲۰/۴ - تنخواہ مہترانی بابت ماہ جنوری لغایت مارچ سنہ ۱۹۲۳ء ۱۲/- پیر شمس الدین صاحب کو کمیشن دیگئی عیصا ۴/ - متفرق ۹/ - سٹیشنری عیا/ - ایک ریم کاغذ بنک پیپر ۲۲ × ۱۸ صہ بارہ دستہ کاغذ ۶/			
میزان	۹	۱۳	۱۴۴
میزان کل	۹	۵	۴۸۹

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ ۰

مذہب کی غرض

از حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

اس پر غالباً سب اہل مذہب کا اتفاق ہے۔ کہ مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مالک سے پیدا ہو۔ اور اس پر بھی غالباً سب کا اتفاق ہے کہ یہ تعلق چند ہدایات الٰہی کے ماتحت چلنے اور چند نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ ہدایات کیا ہیں اور وہ نیک لوگ کون ہیں۔ ایک مذہب کے نزدیک وہ ہدایات توریت میں ہیں اور وہ نیک لوگ بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات انجیل میں ہیں۔ اور وہ بزرگ جن کے نقش قدم پر چلنے سے خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات ژند اوستا میں ہیں اور وہ بزرگ زرتشت ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات ویدوں میں ہیں۔ اور وہ نیک لوگ رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج ہیں۔ پھر کوئی یہ مرتبہ مہاتما بدھ کو دیتا ہے اور کوئی کنفیوشس کو۔ الغرض ہر ایک اہل مذہب یہی مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت آئی وہ بزرگ جو اسے لائے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے آج بھی انسان ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلکر خدا تک پہنچ سکتا ہے +

لیکن ان پاک اور نیک لوگوں کے مقابل پر جنہوں نے انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرنا چاہا ایک اور گروہ ہوا ہے جن کا یہ کام رہا ہے کہ ان پاک اور نیک لوگوں کی پاک زندگیوں پر کوئی نکتہ چینی کر کے اور اُن کو بُرے رنگ میں دکھا کر لوگوں کو ان کی طرف توجہ کرنے سے روکا جائے۔ حضرت موسیٰ اور انبیاء بنی اسرائیل کو بُرا کہنے والے لوگ اس وقت بھی تھے اور اب بھی موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو بُرا کہنے والے ان کے معاصر بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ رامچندر جی اور کرشن جی کو بُرا کہنے والے بھی تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مذہب کی اصل غرض سے دور رہتے ہیں۔ اور خدا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر وہ بزرگ دنیا

کیلئے نور ہدایت لاتے ہیں تو یہ تنگدل لوگ دُنیا میں ظلمت پھیلاتے ہیں۔ انکے جھوٹا ہونے
کی یہی دلیل ہے کہ انکی اپنی مقدس کتابیں انہیں اس راہ پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتیں اور وہ نیک
لوگ جن کے نقش قدم پر چلنے کا انہیں دعویٰ ہے۔ انہوں نے کبھی دوسروں کی عیب شماری
نہیں کی۔ دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں عیب تلاش کرنا کبھی کسی قوم کے خدارسیدہ انسان
کا کام نہیں ہوا۔ انہوں نے کبھی کسی بُرے آدمی کی بھی عیب شماری نہیں کی۔ چہ جائیکہ کسی
راستباز کسی قوم کے ہادی کسی مذہبی رہبر پر عیب لگایا ہو۔ یہودی ہوں یا عیسائی، پارسی ہوں
یا ہندو، بدھ کے پیرو ہوں یا کنفیوشس کے۔ نہ کسی کی مقدس کتاب میں دوسرے لوگوں کی
عیب شماری کی گئی ہے۔ نہ کوئی ہدایت اسمیں موجود ہے۔ کہ تم دوسروں کی عیب شماری کیا کرو نہ رامچندر جی
مہاراج نے کسی کی عیب شماری کی، نہ کرشن جی نے نہ مہاتما بدھ نے دوسروں کی زندگیوں پر حملے کئے
نہ زرتشت نے، نہ حضرت موسیٰ نے دُنیا کے کسی بزرگ کو بُرا کہا، نہ حضرت عیسیٰ نے۔ یہ ایک الگ بات ہے
کہ بدی کو دُور کرنے کیلئے بدی اور ریاکاری کو بُرا کہیں، یا عام الفاظ میں نفاق اور ریاکرنیوالوں
یا بدکاروں کو ملامت کریں۔ مگر وہ کسی ایک شخص کو خاص کرکے اسکی زندگی پر کوئی حملہ نہیں کرتے
مگر بڑا ہی تعجب ہے۔ کہ آج انہی لوگوں کے پیرو کہلانیوالے مذہب کی غرض و غایت اسی بات کو
سمجھتے ہیں۔ کہ کسی مقدس انسان پر کوئی حملہ کیا جائے۔ یا اس کے ذمے تلاش کرکے کوئی عیب
لگایا جائے۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کرتے ہیں۔ وہ اسبات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ وہ کسی بزرگ
کے نقش قدم پر نہیں چل رہے۔ بلکہ ان حقیقت سے بیخبر لوگوں کے پیچھے چل رہے ہیں۔
جو خدا سے دُور پڑے ہوئے تھے اور نہ چاہتے تھے۔ کہ انسان کا تعلق خدا سے پیدا ہو۔ آج
اگر کسی مذہب کے پیروؤں کو اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کیلئے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے
کہ وہ کسی بزرگ پر ذاتی حملے کریں۔ اور اس پر عیب لگائیں تو وہ اپنے فعل سے خود یہ ثابت
کر دیتے ہیں اور کہیں حق ہو تو ہو ان کے پاس کوئی حق نہیں۔ اہل حق کو آج تک بڑے بڑے
پیشوایان مذہب پر عیب لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی +

بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جتنا احسان دنیا پر کیا ہے اور کسی نے
نہیں کیا۔ تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ ملک عرب ہر قسم کی توہم پرستی اور بُت پرستی وغیرہ سے بھرا ہوا تھا؟

آپ کے پاک انفاس کی بدولت یہ تمام قسم کے شرک ملکِ عرب سے مٹ گئے۔ اور سب خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔ اس ملک کے لوگ دن رات ایک دوسرے سے لڑائیاں کرتے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے۔ آپ نے اس جنگ و جدال کو دور کر کے انہیں ایک متحد قوم بنا دیا۔ اس ملک میں شراب خوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی آپ کی قوت قدسی نے شراب کا نام و نشان اس ملک سے مٹا دیا۔ اس ملک میں زنا کاری پھیلی ہوئی تھی۔ اور بڑے بڑے لوگ لونڈیوں سے زنا کا پیشہ کرا کر اسکی آمدنی کھاتے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے علی الاعلان فحش تعلقات تھے۔ آپ کی بدولت یہ ملک زنا سے پاک ہو گیا۔ اور مردوں اور عورتوں کے تعلقات میں اعلیٰ درجے کا حیاء اور غیرت پیدا ہو گئی۔ اس ملک میں یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی نہایت کس مپرسی کی حالت تھی آپ نے ان کے حقوق کو ایسا قائم کیا کہ زبردست سے زبردست آدمی کی مجال نہ رہی کہ کمزور سے کمزور آدمی کے حق پر دست درازی کر سکے۔ اس ملک میں زندہ لڑکیوں کو مٹی میں گاڑ کر مار دیتے تھے۔ آپ کی بدولت یہ وحشیانہ رسم اس ملک سے دور ہوئی۔ آپ کی بدولت جہالت کا پردہ اس ملک سے اٹھ کر علم پھیل گیا وحشیانہ حالت کی بجائے تمدن اور معاشرت کے اعلیٰ درجے کے قوانین قائم ہو گئے۔ ایک انسان جس نے بیس سال کے عرصہ میں ایک ملک کے ملک سے اس قدر ناپاکیوں کو دور کر دیا ہو۔ اور جس کے نقش قدم پر چلکر کروڑ در کروڑ انسانوں کا تعلق خدا سے پاک سے ہو گیا۔ اس کی پاک زندگی پر حملے کرنا ناپاک انسانوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جس سرچشمہ سے اس قدر پانی کے دریا بھر گئے جن کے سامنے ہر ایک قسم کی ناپاکی دنیا سے دور ہو گئی۔ اسکی طرف پلیدی کی نسبت وہی کر سکتا ہے جس کے اپنے دل میں پلیدی ہو۔ عالم روحانیت کا وہ آفتاب جس نے اپنی تیز روشنی سے سارے عالم کو منور کر دیا۔ جس کی تاریخی طور پر کوئی دوسری نظیر نہیں۔ اسے سوائے سیاہ دل کے اور کوئی ظلمت سے نسبت نہیں دے سکتا۔

مگر ان سب باتوں سے بڑھ کر جو فائدہ آپ کی ذات پاک سے دنیا کو پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کے تمام راستبازوں تمام مذاہب کے پیشیروؤں کی عزت دنیا میں قائم کی۔ اور اپنے پیرؤوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اسبات پر ایمان لائیں کہ دنیا کی تمام قوموں میں خدا کی طرف سے پیغمبر آتے ہیں

جنھوں نے اپنے اپنے وقت میں لوگوں کا خدا سے تعلق پیدا کیا۔ اور نہ یہی بتا دیا کہ پیغمبر وہی نہیں جن کے نام قرآن شریف میں آ گئے ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی دنیا میں پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور یوں سمجھایا کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبی پیشواؤں کی عزت پیغمبروں کی طرح ہی کرنی چاہئے۔ غرض وہ بیماری جس نے ہر مذہب کے پیروؤں کو مذہب کی اصل غرض سے ہٹا دیا یعنی انھوں نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو برا کہا اور دوسرے مذاہب کو جھوٹا قرار دیا۔ اس کو آپ نے دور کیا اور اپنے پیروؤں کو صاف لفظوں میں تعلیم دی۔ کہ دوسرے مذاہب کے انبیاء پر ایمان لائیں۔ اور جو انھوں نے اپنی کتابوں میں تغیر و تبدل کر کے خدا کے سوائے اور معبود بنا لئے ہیں۔ اُن کو بھی گالی نہ دیں۔ تاکہ دنیا میں محبت اور آشتی پھیلے اور انسان ایکدوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح مل کر رہنا سیکھیں +

غرض اگر دنیا کے مختلف مذاہب میں سے ہر ایک مذہب ایک ہی صداقت کو قبول کرنا اور ایک ہی انسان یا چند اپنی ہی قوم کے انسانوں کو منجانب اللہ ہدایت لانیوالا قرار دیتا ہے تو اس شخص کا دنیا پر کس قدر احسان ہے جس نے دنیا کی تمام صداقتوں کو قبول کرنے کی تعلیم دی اور دنیا کے تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت سکھائی۔ اور تمام انبیا کے ایمان لانے کو اصول مذہب میں داخل کیا۔ ہر ایک مذہب اپنی قوم کے بزرگوں کی عزت سکھاتا ہے۔ اور یوں مذہب کی اصل غرض کو تمام مذاہب سے بڑھ کر پورا کرتا ہے۔ وہ کسی آسمانی کتاب کو برا نہیں کہتا۔ نہ کسی مذہب کے پیشوا کو برا کہنا سکھاتا ہے۔ ہاں جو ان مذاہب میں بعض غلطیاں داخل ہو گئیں ہیں مثلاً وید وں میں بت پرستی کی تعلیم انجیل میں حضرت مسیح کی خدائی کی تعلیم یا بدھ مذہب کی کتابوں میں انکار خدا کی تعلیم یا ان کتابوں میں یا اور کتابوں میں بعض قسم کی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں انکی اصلاح اسلام کرتا ہے اور انہی کی اصلاح کیلئے اسلام آیا ہے کیونکہ جب سب مذاہب میں غلطیاں داخل ہو گئیں تو ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا شخص آتا جو ان تمام مذاہب کو غلطیوں سے پاک کر کے لوگوں کو پھر ان صحیح اصول پر قائم کرتا۔ جن پر وہ ابتداء میں قائم تھے۔ اور دنیا کا تعلق خدا تعالیٰ سے دوبارہ قائم کرتا۔ اور چونکہ ابتدا میں نسل انسانی کی حالت ایک بچہ کے برابر تھی۔ اور اس وقت ان کی ہدایات بھی انکی ضروریات کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ اسلئے جب تمام مذاہب کی صحیح تعلیم کو از سر نو دنیا میں قائم کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی

مذہب تکمیل کو بھی پہنچایا گیا۔ اور وہ ہدایات دی گئیں جو ہمیشہ کیلئے دنیا میں قائم رہنے والی تھیں۔ پس نسل انسانی کے لئے بڑے محسن پر جس نے دنیا کو طرح طرح کی بدیوں سے ایسا پاک کیا۔ جس کی دوسری نظیر تاریخ میں نہیں۔ اور جس نے آئندہ نسل انسانی میں محبت اور اخوت پیدا کرنے کیلئے اعلےٰ درجہ کا سبق سکھایا۔ عیب لگانا اور اسی کو برے الفاظ سے یاد کرنا اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جنہوں نے پہلے ہر نبی اور ہر راستباز کے زمانے میں اس کا مقابلہ کیا' اور حق سے دشمنی کی +

اگر مذاہب میں کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے تو وہ ان مذاہب کے مقدس پیشواؤں پر حملے کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان کے اصول کو دیکھنا چاہیئے' اور ان کی تعلیم پر غور کرنا چاہیئے' کہ کسی مذہب میں کوئی ایسی تعلیم موجود ہے جو نسل انسانی کی بہتری کا موجب نہیں یا جس سے بجائے نیکی کے دنیا میں ناپاکی پھیلتی ہے۔ اگر ایک مذاہب کے اصول قابل عزت ہیں تو اس مذہب کا بانی بھی الا یقیناً قابل عزت ہے لیکن اگر ایک مذہب کے اصولوں میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے تو وہ نقص بانی مذہب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ پچھلے لوگوں کی طرف جنہوں نے اپنی حرص دنیوی کی پیروی کر کے حق کے ساتھ باطل کو ملا دیا +

مدح

از تصنیف امام الزمان حجۃ الاسلام حضرت میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان مجدد صدی چہاردہم

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است	خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش	در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم	یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست	ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

اسلام اور تہذیب

پروفیسر فلنڈرز پیٹری ییل ریویو (Yale Review) میں تہذیب کا مطمح نظر" کے عنوان سے رقمطراز ہیں :-

آجکل سیاہ اقوام یا اسلام کے یورپ کے ساتھ عناد کے بہت سے خوفناک نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ یورپ نے اگر اپنی بیوقوفی سے اندرونی طور پر اپنے آپ کو کمزور کر لیا۔ تو ان اقوام کی ظالمانہ دستبرد تباہی کا خطرہ پیدا کر دیگی لیکن یہ خیال کہ یورپ کی دماغی طاقت کو یہ لوگ دبا لینگے۔ کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

اسلام کم از کم اپنی موجودہ شکل و صورت کے لحاظ سے دماغی طور پر بہت سے دباؤ کے نیچے ہے کیونکہ مسلمانوں کو قرآن طوطے کی طرح حفظ کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے انکے دل اور دماغ کی طاقت نشو و نما نہیں پا سکتی۔ اس سے دماغی طاقت بہت کمزور ہو جاتی ہے اور اس مقدس کتاب کا طرز بیان صاف اور مدلل طور پر کسی چیز کو سمجھنے کی طاقت نہیں رہنے دیتا۔ بڑے بڑے کتب مقدسہ میں سے قرآن مضمون کی بے ربطگی۔ بے ترتیبی اور بےموقع تبدیلی اور ایک ہی قسم کے خیالات کی وجہ سے سب سے ادنےٰ درجہ پر ہے۔ یہ ان لوگوں کے دماغ کا نتیجہ ہے۔ جو ایک لق و دق بے آب و گیاہ ملک کے اندر متواتر اپنی جگہ کو بدلتے رہتے ہیں جیسا بھارت بطور مثال خیالات کی بلندی تسلسل اور اپنے لوگوں کی اخلاقی ترقی میں قرآن سے بہت بلند درجہ پر ہے بناوٹ کے لحاظ سے یہ زیادہ تر (Hamlet) نظموں کی ایک کتاب کے درجہ پر ہے ویدوں کی بہت سی عبارات مضمون کی خوبی اور نزاکت کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتی ہیں چین کی کتب مقدسہ خیالات کی بلندی اور اصولوں کی پختگی اور معقولیت کے لحاظ سے جو عزائم کو مضبوط بنا دیتی ہے اعلےٰ درجہ پر ہیں لیکن دوسری اقوام کیلئے زیادہ تر شخصیت ہی کارگر اور مؤثر ہو سکتی ہے +

قوم یہود نے ان سب امور کو بائبل کے ذریعہ ترقی دی ہے۔ کیا بلحاظ قصص کی شان اور سادگی کے اور کیا بلحاظ زور ترکیب الفاظ انبیاء کی سنجیدگی اخلاق یا حواریوں کی روحانی مکاشفات کے

ہم مغربی لوگ (جو قوم یہود میں نہیں) مذہبی لٹریچر کے پیدا کرنے میں کس مرتبہ پر ہیں۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہم نے نقل کرنے کے سوائے اور کچھ نہیں کیا۔ خیالات کے اس نمونہ سے جو ان کتب مقدسہ سے ظاہر ہے۔ صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہندوستان چین اور یہودیت کی کوششوں پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسلام کی غیر روادارانہ خاصیت اور وہ ادنیٰ حیثیت جو اس نے قانوناً اور عملاً عورت کو دی ہے ہمیشہ اس کیلئے اسباب میں ایک روک رہیگی۔ کہ وہ مذکورہ بالا دیگر مذاہب سے تہذیب میں سبقت لے جا سکے'' +

سفید اقوام کی طرف سے سیاہ قوموں پر جو جو مظالم آج تک برپا ہوئے ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر روشن ہیں۔ جہاں کہیں کوئی ہولناک کام در پیش ہو۔ تو اس کو نیر یوروپین لوگوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ افریقہ میں غلاموں کی تجارت جسکو یوروپین حکومتوں اور امریکہ نے آج تک جائز اور رائج رکھا ہے۔ اسکی ایک تازہ مثال ہے۔ خود کلیسیا اور اس تہذیب نے بھی جس کی پروفیسر پیٹری نے اسقدر مدح سرائی کی ہے۔ اسکو جائز قرار دیا اور اسکی امداد کی رہی یورپ کی دماغی طاقت۔ اس کے متعلق ہم پروفیسر پیٹری سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا دوسری اقوام سب کی سب دماغ سے عاری ہیں؟ ہندوستان ایک وقت یورپ سے بڑھ کر تہذیب و شائستگی سے آراستہ تھا۔ اور انہوں نے ہزارہا سال ہوئے وید مقدس کو ایک شاندار کتاب بنایا۔ جبکہ یوروپین اقوام آسٹریلوی وحشیوں سے بڑھ کر نہ تھیں۔ یہی حال جیسا کہ پروفیسر صاحب کو معلوم ہے مسیح سے چار ہزار سال پہلے تھا۔ اور جو خاصیت کسی قوم میں ہوتی ہے۔ وہ اس کے افراد میں بھی پائی جاتی ہے ابھی اوپین قوم نے زمانہ قدیم میں مقام میرو پر نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب کا نقشہ دکھایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام بے عیب ابھی اوپینز رکھا گیا۔ اسلام کے متعلق پروفیسر مذکور نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن کریم کو طوطے کی طرح یاد کرنے میں ان کے دل اور دماغ کے نشو و نما پر بہت بڑا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ یہ نتیجہ ایک یوروپین ہی کو معلوم ہو سکتا ہے مسلمان آج تک اس اثر سے ناواقف محض تھے ہسپانیہ کی شاندار تہذیب کو بنانیوالے مسلمان ہی تھے جس سے ثابت ہے کہ ان کے

دل حفظ قرآن سے ہرگز کمزور نہیں ہوئے۔ نہ ہی اس سے انکی دماغی طاقت ذرا بھی زائل ہوئی یا منطقیانہ غور و تدبر اور صفائی دماغ میں کوئی روک پیدا ہوئی۔ جیسا کہ الغزالی۔ جبر کے حالات سے ظاہر ہے۔ الجبرا ایک ایسا علم ہے جس کے سمجھنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ تھوڑی سی دماغی طاقت موجود ہو۔ اور اس علم سے ہی طاقت کو بہت کچھ ترقی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم کے متعلق پروفیسر مذکور نے لکھا ہے کہ اسمیں تسلسل بیان کوئی نہیں جو ایک خشک ملک کے خانہ بدوش کے دماغ کا نتیجہ ہے لیکن کیا پروفیسر موصوف بتا سکتے ہیں۔ کہ بائبل کس ملک میں لکھی گئی تھی۔ کیا بائبل کی پہلی پانچ کتابیں اس وقت نہیں لکھی گئی تھیں جبکہ بنی اسرائیل چالیس سال کیلئے جنگلوں میں آوارہ و پریشان تھے؟ "یہودیوں نے بائیبل میں تمام امور کو ترقی کے مدارج پر پہنچایا"۔ یہ ایک دعویٰ ہے جو پروفیسر صاحب نے کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بائیبل سے انبیاء کی سنجیدگی اخلاق کا پتہ چلتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اخلاق کی خوبصورتی اور خیالات کی نزاکت کا تطابق اس قتل و غارت کے ساتھ ہونا مشکل ہے جو امالیکیوں اور سیدیا والوں کا کیا گیا۔ اور مرد اور عورتیں اور بچے یہاں تک کہ مویشی بھی تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے۔ نہ ہی ان شرمناک افعال کے ساتھ ان کا تطابق کر سکتے ہیں۔ جو داؤد۔ تمر اور لوط اور دیگر انبیاء کرام کی طرف بائیبل میں منسوب کئے گئے ہیں یہ کوئی بلند اخلاق کا نتیجہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ ہاں یہ یقینی بات ہے کہ قرآن بائیبل کے اس معیار اخلاق سے لگا نہیں کھا سکتا۔ یہ پاک کتاب تو محض اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم اور عورتوں اور حیوانوں کے ساتھ انصاف حسن اخلاق اور انسانیت کے برتاؤ کی تعلیم دیتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا حکم نہیں جسمیں عورتوں بچوں حیوانوں کے قتل و غارت کا ارشاد ہو۔ پروفیسر صاحب نے اس حقیقت نفس الامری کا اعتراف کیا ہے۔ کہ مغربی لوگ جو نبی اسرائیل میں سے تھے اسبارہ میں سوائے قتل کے اور کچھ نہیں کر سکے۔ پس یورپ کی وہ دماغی طاقت جس کی مدح سرائی میں اسلام پر انہوں نے نکتہ چینی کی ہے کہاں باقی رہ گئی۔ کیا اسکو کمزوری دماغ کا نتیجہ نہیں کہا جائیگا۔

کہ وہ نقل سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کرسکتا ۔ ایک اور الزام اسلام پر یہ دیا گیا ہے ۔ کہ وہ پرلے درجہ کی غیر رواداری کی تعلیم دیتا ہے ۔ اور کہ عورت کو اس نے قانوناً اور عملاً بہت ادنےٰ حیثیت دے رکھی ہے ۔ نہایت افسوسناک امر یہ ہے ۔ کہ بہت لوگ اپنے آپ کو رائے دینے کے قابل سمجھ لیتے ہیں ۔ بغیر اس کے کہ وہ اس مضمون کو جس کے متعلق وہ رائے دیتے ہیں مطالعہ کریں یا اس سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں ۔ اگر خلفاے اسلام کے زمانہ کی تاریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا جائے ۔ تو ان غلط خیالات کی حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائیگی ۔ بڑے بڑے مورخین کیا مسلمان اور کیا عیسائی اور دشمن اور دوست سب کے سب اسلامی رواداری اور بردباری کے لئے نہایت درجہ مداح ہیں ۔ اور انہوں نے اس کا مقابلہ مسیحی جہالت اور غیر رواداری سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیت نے اسلامی اخلاق کی خوبیوں کو نقل کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی اسلام میں عورت کو خاص حقوق حاصل ہیں ۔ اور اسکو اپنی جائداد کی آپ مالک قرار دیا گیا ہے جو حق کہ انگلستان میں اسے حاصل نہیں ۔ اسلامی اور مسیحی تہذیب کا مقابلہ کرنا ہو ۔ تو افریقہ میں جاکر دیکھئے جہاں عیسائیت اپنے ساتھ شراب کی بوتل لیکر جاتی اور افریقی قبائل کو پرلے درجہ کا بد اخلاق بنا کر انہیں تباہی کے گڑھے میں جا گراتی ہے ۔ اور دوسری طرف اسلام انہیں نشہ آور چیزوں سے وہاں جاکر روکتا ہے ۔ اور وحشی پن سے نکالکر انہیں سنجیدہ محنتی اور ترقی کرنیوالی قوم بنا دیتا ہے ✢

اسلام میں عورت کی حیثیت

(انوار الدین صاحب کے قلم سے)

ڈاکٹر کرفٹ اینگ جو کتاب سائیکو پیتھیا سیکوانس (Psychopathia Secualis) کے مشہور مصنف ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے عورت کو ہر حالت میں پبلک لائف میں حصہ لینے سے روک دیا ہے۔ اور اس طرح اسکے دماغی اور اخلاقی قوی کو نشوونما پانے نہیں دیا۔ اسلئے مسلمان عورتیں ہمیشہ ہی عیاشی اور اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ رہی ہیں۔ دوسری طرف ایک عیسائی عورت کی خوبیاں اور اسکی قابلیتیں ہیں کہ ان کاموں کے ذریعہ سے جو وہ گھر کی مالکہ بچوں کی تربیت کنندہ اور مرد کی برابر کی زوج کی حیثیت میں سرانجام دیتی ہے۔ پورے طور پر آشکارا ہونے میں کوئی روک پیدا نہیں کی گئی ہے۔ اسلام کا تعدد ازدواج اور حرم کی زندگی عیسائیت کے ایک ہی عورت سے شادی کرنے اور ایک معمولی کنبہ کی زندگی کے مخالف پڑا ہوا ہے یہیں تک نہیں آخرت کے معاملہ میں بھی اسلام اور عیسائیت میں ایک کھلا تضاد پایا جاتا ہے۔ عیسائیت نے جس ابدی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے وہ تمام سفلی خواہشات سے مبرا اور خالص روحانی خوشیوں سے معمور ہے لیکن ایک مسلمان کے نزدیک آئندہ زندگی کی خوشی و مسرت ایک ایسے حرم سے وابستہ ہے جو حوروں سے بھرپور ہو گا"۔

ان چند ایک سطروں میں اسلام کے متعلق جسقدر غلط بیانیوں کو دوہرایا گیا ہے یا جسقدر تاریخی مغالطوں کو محض تعصب و عناد کی وجہ سے یکجا جمع کر دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر ایک غیر مذہب کے متعلق کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ علمی تحقیقات کے میدان میں ڈاکٹر کرفٹ اینگ کو بیشک ایک مسلم لیڈر سمجھا جاسکتا ہے لیکن مذہبی مضامین کے متعلق ان کا طرز بیان اس قسم کا ہے کہ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ایک تہذیب یافتہ انسان کیلئے بھی اس وحشیانہ اور غیر معقول تعصب سے جو بچپن سے اس کے دل میں پیدا کیا گیا ہے علیحدہ ہونا بہت مشکل امر ہے۔ سوئینی باوجودیکہ مصر کا کوئی مداح نہیں لیکن اس نے ان اعلیٰ درجہ کی خوبیوں فیاضی اور بلند ہمتی کی مثالوں اور مشفقانہ تعلقات پُرجوش لیکن لطیف جذبات کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جو مملوک خاندان کے بادشاہوں کے حرموں کے اندر خوشی و مسرت کی

کی لہروں کو پیدا کرتے تھے۔ رچرڈ برٹن نے دیر ہوئی اس حقیقت نفس الامری کی طرف توجہ دلائی تھی کہ سمجھدار سیاح لوگ حرموں کے متعلق عام طور پر نہایت عمدہ رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ برٹن کا بیان ہے کہ جیسا کہ قاعدہ ہے۔ اس معاملہ میں بھی افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ اور صداقت دونو قسم کے بیانات سے مبالغہ کو دور کر کے معلوم ہو سکتی ہے۔ فطرت انسانی تمام دنیا میں ایک ایک حد تک مختلف ہے۔ عورتیں ہر جگہ مشترکہ طور پر متلون مزاج، شرمگین اور مشکل سے خوش ہونیوالی ہوتی ہیں۔ ضرورت کے وقت پرلے درجہ کی شجاعت بھی ان سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جنگ افغانستان کے تمام مؤرخ اسبات پر شاہد ہیں۔ کہ گرمجوشی۔ نہایت اعلیٰ جذبات اور غریبوں۔ کمزوروں اور ناخوش لوگوں کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک کا جذبہ ایک اسلامی حرم کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ یورپ کو اب معلوم ہے کہ ایک مسلمان خاوند اپنی ہر ایک بیوی کیلئے علیحدہ گھر اور جداگانہ وظائف مقرر کرتا ہے۔ سوائے اسکے کہ بعض خاص حالات میں اب بیوی بوڑھی ہو چکی ہو۔ اور دوسری ابھی جوان ہو۔ اسبات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ تعدد ازدواج میں حسد۔ ایکدوسری کی حقارت اور بغض وعناد اکثر اوقات پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان یہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا ایک ہی عورت رکھنے کا طریق عمل تمام اعتراضات سے مبرا ہے؟ جہانتک میرا محدود اور ناقص تجربہ شاہد ہے صرف تعدد ازدواج کا طریق ہی ایسا ہے۔ کہ جس میں حسد اور لڑائی جھگڑا زندگی کی استثنائی صورتوں میں سے ہے نہ کہ قانون ہیں۔ میں نے بحیثیت ڈاکٹر حرم کے متعلق سُنا بہت کچھ ہے۔ لیکن اس کے مطابق بہت کم دیکھنے میں آیا ہے ایک اسلامی گھر جس کو حرم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے بالعموم ایک یوروپین گھر کی مانند ہوتا ہے جو میاں بیوی اور ماں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور مغرب میں بہت سی آگ تاپنے کی دلخوش کُن جگہیں میرے دیکھنے میں آئی ہیں۔ جہاں کہ مس مارٹینوں کا دل اس قدر دھڑکتا ہے۔ کہ قاہرہ کے کسی فرضی حرم میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں دھڑک سکتا۔ کیا یہ ایک بدیہی بات نہیں کہ عیاشی کو جذبات کے ذریعہ سے اور طبیعت کے میلان کو خیالات کے ذریعہ سے اُبھارنا بنی نوع انسان کی بڑی بڑی اقوام میں عالمگیر طور پر پایا جاتا ہے۔ والٹیر کہتا ہے۔ کہ میرے نزدیک جذبۂ محبت کی ابتدا عربوں کی شاعری اور شجاعت کے اس اثر کا نتیجہ ہے۔ جو یوروپین خیالات پر پڑا۔ نہ کہ ابتدائی عیسائیت کا اثر" یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ کلیسیا کے بعض خاص خاص بزرگوں کو

یقین تھا۔ کہ عورتوں میں روح نہیں مسلمان اس حد تک نہیں پہنچے مسٹر گریفٹ اینگ جنہوں نے اپنے نام کی عظمت کو تعدد ازدواج کے متعلق عجیب و غریب غلط فہمیوں سے کم کر دیا ہے۔ اور جنہوں نے اسلام جیسے شاندار اور عالمگیر مذہب پر غلط الزامات لگائے ہیں۔ اپنے قول کے خلاف خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اناجیل میں سوائے اسکے کہ خاوند کو روکا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدہ نہ کرے۔ اور کوئی بھی بات عورتوں کی حمایت میں نہیں۔ زناکار اور تائب مریم مگدلینی کے ساتھ مسیح نے جو حسن اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اس کا کوئی اثر ایک بیوی کی حیثیت پر نہیں پڑ سکتا۔ پولوس کے خطوط میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ "عورت کی حیثیت قطعاً بدل نہیں سکتی"۔ "عورتو! اپنے آپ کو اپنے خاوندوں کی مطیع رکھو۔" اور عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند کی عزت کرتی رہے"۔ ٹرٹولین (Tertullian) کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کے بزرگ حوا کے گناہ کی وجہ سے عورت کے خلاف سخت بغض و تعصب رکھتے تھے "عورت تو ہمیشہ ہم و غم اور پھٹے پرانے کپڑوں میں رہیگی۔ تیری آنکھیں آنسوؤں سے پُر رہینگی۔ تُو انسان کو زمین پر لائی ہے"۔ سینٹ ہیرونیمس کو عورت کے متعلق کوئی عمدہ بات نظر نہیں آئی جس کا وہ ذکر کرتا۔ وہ لکھتا ہے "عورت شیطان کا دروازہ ہے۔ بدی کا راستہ اور بچھو کا ڈنک ہے۔ قانون کلیسیا میں بیان کیا گیا ہے کہ "صرف مرد ہی کو خدا کی شکل پر پیدا کیا گیا عورت کو نہیں۔ اسلئے عورت کو چاہئے کہ مرد کی خدمت کرے۔ اور اسکی خادمہ بنکر رہے"۔ چھٹی صدی عیسوی میں میکن کی پراونشل کونسل میں اس سوال پر کہ آیا عورت میں روح ہے یا نہیں نہایت پُر زور بحث ہوئی۔ کلیسیا میں ان خیالات کا اثر ان لوگوں پر بلا روک ٹوک پڑا۔ جنہوں نے عیسائیت کو قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جرمن قوم میں مسیحیت کی قبولیت کے بعد بیوی کو ایسے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا جس سے اسکی کم حیثیتی کا اظہار مقصود تھا۔ حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر گریفٹ اینگ جیسا انسان یہ فرض کرے کہ مسیحی دنیا کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن اعلیٰ ترین روحانی خوشی کا وعدہ ہے۔ ایسے کسی وعدے کا ذکر نہ تو بائبل کے اس ترجمہ میں موجود ہے جو مارٹن لوتھر نے جرمن زبان میں کیا ہے اور نہ اس ترجمہ میں ہے جو شاہ جیمس کے زیر حکومت ہوا۔ اگر دنیا کے غیر متعصب اور آزاد خیال لوگوں کی رائے اس بارہ میں طلب کی جائے

کہ آیا وہ اس کو پسند کرتے ہیں۔ کہ سونے کے بازاروں میں وہ چلے پھریں جیکی دیواریں زبرجد کی ہوں۔ اور نہایت قیمتی پتھر اور جواہرات ان میں لگے ہوئے ہوں۔ اور ہیلا تو جا کے نغمے ان کی زبانوں پر ہوں۔ یا وہ اس اسلامی جنت سے مسرت اندوز ہونا چاہتے ہیں جس کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ لا یسمعون فیھا لغواً ولا تاثیما الا قیلا سلاماً سلاماً کوئی لغو اور بری بات نہیں وہ نہ سنینگے سوائے اسکے کہ سلامتی کے آوازے آئینگے۔ تو ان کا فیصلہ متفقہ طور پر موخر الذکر ہی کے حق میں ہوگا +

جناب مسیح ایک مُسلم تھے
(مکمّل انسان)

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

تخلقوا باخلاق اللہ کی تعلیم نبی کریم صلعم نے صحابہؓ کو اس غرض سے دی۔ تاکہ وہ ان بلند مدارج کو حاصل کر لیں جو ارفع اور اعلیٰ ہونے کے باوجود بھی انسان کے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں۔ انسان گو بہیمیت سے معرا نہیں لیکن اسکی پیدائش چند دیگر اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ہوئی۔ اکل و شرب اور افزائش نسل کی قدرت صرف اسی کو عطا نہیں کی گئی۔ بلکہ اس امر میں تو حیوان اسکی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ شو مئی قسمت سے صدیوں کے تجربہ کے بعد بھی موجودہ تہذیب فطرت انسانی کو حیوانیت کے ادنےٰ جزو سے پاک نہیں کر سکی۔ اس تہذیب نے فطرت حیوانیہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے ہمیں اعلیٰ ذرائع مہیا کر دیئے ہیں دوسری طرف انسان میں وہ طاقت بھی پوشیدہ ہے جو اسے ملائکہ سے بھی بلند کر دیتی ہے۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ انسان کی خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں لیکن انسان نے اپنے اندر خداوند تعالیٰ کی صفات کو پیدا کرنا ہے اس کے اعضا اور جوارح خداوند تعالیٰ کے اعضاء اور جوارح ہو جانے چاہئیں۔ اسے خداوند تعالیٰ کی آنکھوں سے دیکھنا اور اسی کے کانوں سے سننا چاہئے۔ یہ وہ رتبہ ہے جو انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اور انہی کے لئے ہے جو خداوند تعالےٰ کے محبوب بن جانے میں

جو انسانی کمزوریوں اور نفسانی خواہشات کے غلبہ کو اپنی جدوجہد سے دُور کر کے انسان کامل کا درجہ حاصل کرتے ہیں لیکن انسانی ترقی کے اس کمال تک ہم کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ جہاں انسان خداوند تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس سے خداوند تعالیٰ کی طاقتوں اور صفات کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ اشیاء کی باہمی کشش کا قانون اگر دنیا میں ہر طرف صحیح نظر آتا ہے اور دل بدل ربوبیت کی صداقت بھی ظاہر ہے تو سب سے پہلے ہمیں خداوند تعالیٰ سے رشتۂ محبت قائم کرنا چاہئے۔ جیسے کائنات میں الیکٹران یا برقی ذرات ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح عالم روحانیت میں محبتِ الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے لیکن برقی ذرے کا اظہار ایک ایسی شئے کی موجودگی ہی میں ہو سکتا ہے جو اسے جذب کرنے والی ہو۔ اسی طرح ہم نے بھی اپنے اندر اس کشش کو پیدا کرنا ہے جو محبت الٰہی کے شعلہ کو جذب کرلے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا:۔

> جو کوئی میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اسکی طرف ایک گز بڑھتا ہوں اور جو کوئی میری طرف چلتا ہے، تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں +

تعلیم اسلام کے مطابق ہمارے خدا کی یہ صفات ہیں اس کا فضل ہم پر ہوتا ہے لیکن ہمارے اعمال ہی اسکی وجہ بنتے ہیں۔ اگر تم اس سے محبت کرو گے تو وہ بھی تم سے محبت کریگا۔ جب تک کہ انسان اپنی خود رائی کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کی مکمل فرمانبرداری اختیار نہیں کر لیتا۔ وہ ہرگز اس درجۂ کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جہاں پہنچ کر اس کے اعضاء اور افعال خداوند تعالیٰ کے اعضاء اور افعال ہوجاتے ہیں۔ جس نے یہ کہا کہ میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے شیطانی روحوں کو دُور کرتا ہوں + (لوقاب ۲۰-۱)

وہ ہرگز اپنی انگلی کو خداوند تعالیٰ کی انگلی سے تشبیہ نہیں دیتا۔ اسے اپنے اعضاء پر کوئی تسلط نہیں۔ اس نے تو انہیں رضائے الٰہی کے ماتحت کر لیا ہے خودی پر اس طرح فنا وارد کر کے اسکی انگلی خدا تعالیٰ کی انگلی بن گئی۔ اسی طرح قرآن کریم نبی کریم صلعم کے دست مبارک کے متعلق فرماتا ہے "فلم تقتلوھم ولکن اللّٰہ قتلھم" تو نے انکو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انکو قتل کیا۔ حضرت مسیح اور نبی کریم صلعم نے محبتِ الٰہی میں خودی پر فنا وارد کر کے اس رُتبہ کو پالیا جو انسان کو صفاتِ الٰہیہ حاصل کرنے کے قابل بنا دیتا ہے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم انہی سعی کو

مٹا دیں۔ ایک سچے عاشق کی دلی کیفیت کا صحیح نقشہ عربی کے ان دو الفاظ سے بہتر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ خلت اور حُبّ دوستی اور محبّت کے مُترادف ہیں۔ ایک کے معنی خالی کرنے کے ہیں اور دوسرے لفظ میں بھرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ الفاظ محبّت کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں جو کچھ پہلے دل میں موجود ہے اسے نکالکر ہم نے دل کو خالی کرنا ہے۔ اور پھر ایک نئی شے سے اُسے پر کرنا ہے ایکدل جو محبت میں پریشان ہے اسمیں سوائے اپنے محبوب کے کوئی اور جاگزین نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دل جو دنیاوی خواہشات سے پُر ہیں ان میں کس طرح محبّت الٰہی کا جلوہ ہو سکتا ہے ہمیں اپنے دلوں کو اپنے ان خواہشات سے پاک کرکے اللہ کیلئے خالی کرنا ہے۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ (البقر رکوع ۲۰)

ترجمہ۔ ان الفاظ میں اس محبت کی طرف اشارہ ہے جو انسان کو خداوند تعالیٰ سے ہوتی ہے اور یہی درحقیقت اسلام کی بنیاد ہے۔ کیونکہ انسان کی دوستی اور محبت کے اور رشتوں سے یہ زیادہ مضبوط ہے۔ جب تک کہ انسان خداوند تعالیٰ کے خیالات میں مستغرق نہ ہو جائے۔ وہ اس راحت کا لُطف نہیں اٹھا سکتا جو محبّت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اس منزل کو طے کر لیتا ہے تو اسمیں خداوند تعالیٰ کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے محبّت الٰہی کے اس انتہائی درجہ کو حاصل کر لیا۔ ایک سچے مسلم کی طرح حضرت مسیح نے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کیا اور صلیب کے آخری مرحلے سے بھی گزر گئے۔ آپ نے ہمارے گناہوں کیلئے جان نہیں دی۔ یہ قربانی آپ کی ذاتی رفعت کا موجب ہوئی۔ اور یہ مثال اور لوگوں کی ترقی کا سبب بھی بن گئی۔ حضرت مسیح نے کبھی ایک لفظ بھی اس مفہوم کے متعلق نہیں فرمایا۔ کہ آپ اسلئے صلیب پر چڑھے۔ تا کہ ہمارے گناہ دھوئے جائیں۔ اس کے برعکس آپ نے فرمایا۔ اگر تم اپنے تئیں میری پیروی کے قابل بنانا چاہتے ہو تو اپنی صلیب خود اٹھاؤ۔ آپ صلیب پر اس غرض سے چڑھے۔ تا کہ ہمیں قربانی کی ضرورت کا احساس ہو۔ اور ہم آپ کی پیروی کے قابل بن سکیں۔ خداوند تعالیٰ سے انسان کی محبت کا یہ آخری مقام ہے جسمیں وہ اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کیلئے جان تک قربان کر دیتا ہے لیکن یہ جسمانی موت چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ جسم کی یہ قربانی درحقیقت اس قوت ارادی

کی قربانی کا نشان ہی جو جسم پر حکمرانی کرتی ہی۔ ہم نے اپنی نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا پر موت وارد کرنی ہی۔ اور اپنے ارادے کو رضائے الٰہی کے ماتحت کرنا ہی۔ اسکی رضا پر راضی ہونا اسلام ہی۔ اپنے تئیں خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دینے پر ہم اسکے محبوب بن جاتے ہیں موتو قبل ان تموتو فرما کر نبی کریم صلعم نے اس حقیقت کا اظہار کیا۔ موت سے پہلے تم اپنے اوپر ایک موت وارد کرلو یعنی موت آنے سے پہلے ہی تمام نفسانی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

محبّت کا بپتسمہ

یوحنا کا یہ قول کہ میں تمہیں پانی سے بپتسمہ دونگا۔ اور جو میرے بعد آئیگا۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ گو سچ تھا لیکن ان الفاظ کے مفہوم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ ان سے وہ محبت مراد ہی جو آگ کی مانند جلانیوالی ہی تشبیہ کو حقیقت پر محمول کیا گیا۔ پانی میں ڈبوتے سے گناہوں کو دھونا مقصود ہی۔ تاکہ اس کے بعد ایک نئی فطرت پیدا ہو لیکن ظاہری رسوم کے پابند اسے بھی پورا نہ کرسکے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح کا بپتسمہ آگ کا بپتسمہ تھا جو یوحنا کے بپتسمہ سے جدا ہی تو بپتسمہ کی رسم پانی کی بجائے آگ سے ادا ہونی چاہئے۔ یوحنا نے استعارہ کے رنگ میں ایک بات کہی جس طرح حضرت مسیح تشبیہ دیکر گفتگو کرتے تھے۔ یہ طرز کلام آپ اسلئے ضروری سمجھتے تھے۔ کیونکہ جو لوگ مخاطب تھے۔ وہ سادہ لوح اور ناخواندہ تھے۔ قرآن کریم کے الفاظ بھی اس سچائی کو واضح طور سے بیان کرتے ہیں۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ ترجمہ۔ اللہ کے رنگ میں (رنگے گئے) اور اللہ (کے رنگ) سے اور کس کا رنگ بہتر ہو گا (البقرہ ع ۱۶) اگر ایک کپڑے کو رنگنا ہوتا ہی تو پہلے اسے داغ دھبوں اور میل سے صاف کرلینا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم نے خداوند تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونا ہی تو ہمیں پہلے توبہ اور استغفار کے ذریعہ تمام اخلاقی کدورتوں سے پاک ہونا چاہئیے۔

صبغۃ اللہ

حاصل کرنے سے پہلے ہمارے لئے استغفار ضروری ہی رنگ اور آگ کا بپتسمہ در اصل ایک ہی شئے ہے جس طرح ایک کپڑے پر جب رنگ چڑھ جاتا ہی تو اس کا پہلا رنگ معدوم ہو جاتا ہی۔ اسی طرح ہر چیز جو

آگ میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ آگ کی شکل میں اور خواص اختیار کرلیتی ہے۔ یہی خداوند تعالیٰ کا حقیقی بپتسمہ ہے۔ ہمیں اپنے گذشتہ گناہوں کو دھونے کیلئے کسی کے خون کی ضرورت نہیں۔ پہلے ہم نے اپنے جامے کو پاک و صاف کرتا ہے۔ اور پھر اسے رنگ میں ڈال دیتا ہے۔ آگ میں داخل ہونے سے ہم اسوقت تک آگ کا جزو نہیں بن سکتے۔ جب تک ہماری تمام کثافتیں دور نہ ہو جائیں۔ محض یہ ایمان رکھنا کہ آگ سونے کو تمام آمیزشوں سے صاف کردیگی ہمارے لئے مفید نہیں ہوسکتا جب تک کہ سونے کو آگ میں نہ ڈالا جائے کسی عقیدے پر ایمان لانے یا کسی شخص کو بزرگ تسلیم کرلینے سے ہماری روح کی پاکیزگی نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم اس جلتی ہوئی آگ میں داخل نہ ہوں جو ہماری آزمائش کیلئے جلائی گئی ہے۔ پس رنگ اور آگ کے بپتسمہ کی تشبیہ سے دراصل وہ ذرائع مراد ہیں جن سے قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے اور اس پر خدا کا رنگ آجاتا ہے۔ اول ہمیں پہلے گناہوں کے لئے استغفار کرنی چاہئے پھر ہم اپنی ہستی کو اللہ میں جذب کرسکتے ہیں۔ بت پرستی کا تعلق گذشتہ زمانہ سے ہی نہیں۔ ہم ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو بتوں سے بھی حقیر ہیں +

ہم اپنی نفسانی خواہشات کے پرستار ہیں۔ اور حرص و ہوا کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں جس طرح قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔ افرءیت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہشات کو خدا بنالیتا ہے +

نفسانی خواہشات نے جنہیں ایک حد تک قوانین کے ماتحت پورا کرنا اس دنیا میں ہماری ترقی کیلئے ضروری ہے ہم پر غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ اور ہم نے اُن کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ تم اپنے نفس کا امتحان کرو۔ اگر وہ ہر قسم کی غل سے پاک ہے تو تمہیں جلوہ الٰہی ہوسکتا ہے تمہارا دل تختِ خداوندی بن جائیگا۔ اور یہ جسم ایک پاک روضہ ہو جائیگا جسمیں صرف اللہ کی عبادت ہوا کریگی۔ خداوند تعالیٰ سے رشتہ الفت قائم کروگے تو وہ بھی تم سے محبت کریگا۔ وہی تمہارے ہاتھ پاؤں بن جائیگا وہ تمہاری بینائی ہوگا جس سے تم

دیکھتے ہو اور تمہارے کان بن جائیگا۔ جن سے تم سنتے ہو۔ جو یہ رتبہ حاصل کر لیتے ہیں ان کیلئے معجزات آسان ہو جاتے ہیں۔ معجزات تو انسان میں خدا کے ظہور کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہرگز کسی کی الوہیت کو ظاہر نہیں کرتے۔ اس نے انسانیت کو درجۂ کمال پر پہنچا کر خداوند تعالے کا عکس لیلیا ہے۔ اور اس سے صفات خداوندی کا اظہار ہونے لگ گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ ایک انسان ہے کیونکہ لیس کمثلہ شئی" خداوند تعالی کی تو وہ ذات ہے جسکی مثال تک نہیں ملتی۔ وہ مادی اور جسمانی حدود سے بالاتر ہے اسلام خداوند تعالی کی یہ بزرگی بیان کرتا ہے وہ نہ صرف جسمانی حدود سے بالاتر ہے بلکہ ہم کسی شے سے بھی اُسے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ جو خداوند تعالی کے متعلق یہ خیالات رکھتا ہے اسے حضرت مسیح یا کسی اور کی الوہیت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلمان کلیسیا کے عقائد کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو انہیں معذور سمجھنا چاہئے۔ نفسانی خواہشات کو ترقی دیکر روحانیات میں تبدیل کرنے اور صفات الٰہیہ کے اظہار کا صرف یہی ایک طریق ہے۔ کہ ہم خداوند تعالی کے راستہ میں قربان ہو جائیں۔ حضرت مسیح کی طرح ہم نے خودی کو مارنا ہے اسلام سے بھی مراد ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ حضرت مسیح کی بزرگی کا یہی راز تھا مصائب اور تکالیف کی راہ کو عبور کرکے آپ خداوند تعالے کے برگزیدہ بندوں میں داخل ہو گئے آپ نے صلیب اسلئے اٹھائی۔ تاکہ آپ کا رتبہ بلند ہو اور ہم ترقی کریں۔ آپ نے ظاہر کر دیا کہ وہی انسان خداوند تعالی کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو اپنی صلیب خود اُٹھائے جسم کی قربانی ایک مشکل امر ہے لیکن اپنی خواہشات کو خداوند تعالی کے راستہ میں قربان کر دینا اور بھی دشوار ہے۔ اپنی جان اور مال کو قربان کرنے سے ہی یہ بلند مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ جس پر پہنچ کر نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ۝ لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین

ترجمہ۔ کہدو یقیناً میری نماز میری قربانی اور میرا مرنا اور جینا تمام اللہ کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور اس کا مجھے حکم ہوا ہے۔ اور فرمانبرداروں میں سے میں اوّل ہوں +

انسانی روح کی ترقی کا یہ اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچکر وہ تکمیل حاصل کر لیتی ہے۔ اور یہ اسلامی آئین

کی پابندی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

"جو کوئی احکام کی پابندی کریگا اور دوسروں کو بھی یہی سکھائیگا وہ آسمانی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا" حضرت مسیح کے یہ الفاظ ایک مسلم کی شان میں ہی کہے جا سکتے ہیں آپ مسلم تھے اور اسلام کے ہی ایک نبی تھے۔ خدا کی راہ میں اطاعت اور قربانی کرنے سے ہی آپ اس بلند مقام پر پہنچے لیکن صرف آپ ہی ایک انسان نہیں جس نے اس رتبہ کو حاصل کیا۔ اور لوگ بھی اس برکت سے متمتع ہوئے ہیں۔ اور اب بھی ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح نے جس آسمانی بادشاہت کا ذکر کیا ہے اور نبی کریم صلعم نے جو کچھ جنت کے متعلق فرمایا ہے وہ مختلف الفاظ میں دراصل اسی ایک بات کا اظہار ہے کہ انسان ایک نامکمل حالت سے قربانی اور نفسانی پاکیزگی کے ذریعہ روحانیت میں تکمیل کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے +

مکّہ ۱۹۲۲ء میں

(بقلم جناب محمد اللہ ایس ۔ جنگ بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی کیمبرج)

مئی ۱۹۱۹ء میں پی اینڈ او کا جہاز کٹمبا جو انگلستان جا رہا تھا۔ عرب کے ساحل سے گزرا۔ تو اس وقت میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ مکہ کی زیارت کروں۔ کیمبرج کی سہ سالہ رہائش کے دوران میں یہ خیال میرے دل میں رہا۔ آخر جون ۱۹۲۲ء میں میری اس خواہش کے پورا ہونے کا وقت آیا۔ میں لندن سے ۳ جولائی کو روانہ ہوا۔ اور یورپ میں کچھ عرصہ سفر کرنے کے بعد جرمنی سے ہوتا ہوا ۱۴ جولائی کو مارسیلز پہنچا۔ اور پی اینڈ او کمپنی کے جہاز نالدیرا سے پورٹ سعید کی طرف روانہ ہو گیا سفر نہایت خوشگوار تھا۔ کیونکہ میرے ہمراہ بہت سے دوست تھے۔ ۱۹ جولائی کو پورٹ سعید پہنچکر میں نے انہیں الوداع کہی۔ اور ضروری سامان کرنے کے بعد سویز کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۴ جولائی کو خدیو کے جہاز منصورہ میں جدہ کا رخ کیا۔ اور ۲۲ تاریخ کو طور کے مقام پر پہنچے۔ جہاں

قرنطینہ ہے۔ کوہ طور سے جو حضرت موسیٰ کی وجہ سے مشہور ہے یہاں سے قریب ہی تھا۔ میں نے
یہاں فاتحہ پڑھی۔ ساڑھے گیارہ بجے صبح ہم الوجہ کی جانب روانہ ہوئے اور دوسرے دن
ینبو پہنچے جہاں ہمیں ایک قافلہ ملا جو مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ ینبو ایک تجارتی بندرگاہ ہے
جو جدہ سے دوسرے درجہ پر سمجھی جاتی ہے۔ ۲۵ تاریخ کو صبح ۹ بجے ہم بخیریت جدہ
پہنچ گئے۔ اور وہاں رہائش کا انتظام ہو گیا۔ جدہ کے متعلق ابو الفدا کا بیان
کہ یہ ایک میدان ہے جہاں پانی میسر نہیں آتا۔ اس زمانہ میں بھی درست ہے۔ عربی
طرز کا شہر ہے۔ سورج کی تیز شعاعوں سے بچنے کیلئے بازار سایہ دار بنائے گئے ہیں۔
تنگ گلیاں ہیں۔ اور چوڑی چوڑی چھتوں والے مکان ہیں۔ ہندوستان
کے کسی شہر سے اسے مشابہت نہیں دے سکتے۔ یہاں دو مساجد ہیں۔ ابن جبیر
مؤرخ نے ایک تو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور دوسری کا تعلق خلیفہ
ہارون الرشید سے بتایا ہے۔ شہر کے باہر بہت سے کھنڈرات ہیں جن سے ظاہر
ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ایک بڑا پُررونق شہر تھا۔ باب مکہ کے نزدیک ایک
قبرستان میں اماں حوّا کی مشہور قبر ہے۔ برٹن اسے عجیب طرح بیان کرتا ہے کہ
حوّا ایک مسلمہ کی طرح قبلہ رخ پڑی ہے۔ دونوں جانب کی چھوٹی دیواریں جسم کے
حدود کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان کا درمیان فاصلہ چھ قدم کا ہے لیکن ابن جبیر
کہیں بیان نہیں کرتا۔ کہ وہاں کوئی اس قسم کا مقبرہ موجود ہے۔ وہ ایک گنبد کے
متعلق لکھتا ہے جو حوا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو ان کی یادگار قائم رکھنے کے
لئے جدہ میں بنایا گیا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد میں جدہ سے روانہ ہوا اور
علے الصباح بحرا پہنچ گیا۔ اس وسیع میدان میں اونٹوں کا نظارہ بہت
ہی بھلا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دائرہ میں ہلال کی شکل بنا کر بیٹھے ہوئے تھے
اسوقت سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ اور مجھے تمام دن ایک قریب کے قہوہ خانے میں
گزارنا پڑا۔ عرب کا قہوہ خانہ الف لیلہ کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ یہاں آپ کے سامنے
چھوٹے چھوٹے میز لگے ہیں۔ جن پر نہایت قرینے سے آپ کی تواضع کے لئے

کافی رکھی جاتی ہے۔ یہ بہت خوشگوار جگہ تھی۔ کیونکہ تھوڑے فاصلہ پر نہایت تند اور گرم ہوا چل رہی تھی۔ ۲۷ تاریخ کی صبح کو میں مکہ پہنچگیا۔ اور چند گھنٹوں کے بعد میں خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا تھا۔ اس موقعہ پر برٹن ایک مسلم کے جذبات کو ایک ایسے مذہبی جوش سے مشابہت دیتا ہے جو نہایت ہی بلند پایہ کا ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مسلمان کعبہ کو خوف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ اسکی غلطی ہے۔ سچے مسلمانوں کو حرم میں پہنچ کر بیحد مسرت اور تسلی ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسے مقام میں آگئے ہیں جہاں ہر وقت انوار الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ مسلمان کعبہ کو جس احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ برٹن اسے سورج اور چاند کی پرستش سے تمیز نہیں کرسکتا۔ جو بُت پرستی کے زمانہ میں رائج تھی۔ ایک مسلمان نے اپنی تصنیف مشرق قریب اور مکہ کے حج میں بیان کیا ہے کہ سورج آگ اور ستاروں کی پرستش اور قبلہ کو سورج سے مشابہت دینا درصل کعبہ اور اس کے احترام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کرنے کو سات ستاروں سے کوئی مناسبت نہیں مسلمانوں کی نگاہوں میں یہ نہایت ہی پاک مقام ہے۔ اور اسی حرمت کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے ازسرِ نو تعمیر کیا۔ عرفات پر حضرت آدم اور حوّا کے گناہوں کی جو معافی ہوئی اسکی بھی یادگار ہے جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ سات مرتبہ طواف کرنے میں پوری ہوتی ہیں۔ کعبہ کے گرد بہت سی خوبصورت مسجدیں ہیں۔ جنہیں مختلف خلفائے نے تعمیر کیا۔ حرم میں ایک لاکھ حاجی بخوبی آسکتے ہیں حجر اسود کے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ لوسین اور دیگر یوروپین مصنفین کی یہ رائے ہے کہ ہاتھ کو بوسہ دینے سے سورج کی پرستش مراد لی جاتی تھی۔ اور مسلمانوں نے پتھر کو بوسہ دینے کی رسم یہیں سے لی ہے۔ لیکن انکی یہ رائے حقیقت پر مبنی نہیں مسلمانوں کا یہ طرز عمل حضرت آدم کے گناہوں کی معافی کی یادگار ہے۔ یہ پتھر حضرت آدم کی قبولیت دُعا کی ایک نشانی ہے۔ برٹن حجر اسود کو ایک ٹرپوز پتھر تصور کرتا ہے۔ برک ہارٹ کی رائے میں لاوا سے بنا ہے ہم اس امر میں اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کرتے۔ لیکن دنیا میں یہ ایک

بے مثل شے ہے بعض مصنفوں نے آبِ زمزم کو بہت بدنام کیا ہے - یہ ایک چشمہ کا
نہایت عمدہ پانی ہے جسمیں معدنیات ملی ہوئی ہیں - برٹن اس پانی کو اسہال اور پھوڑے
پیدا کرنیوالا ظاہر کرتا ہے لیکن میرا تجربہ اس کے برعکس ہے - حج میں میں نے گوشت
کھایا اور زمزم کا پانی پیا مگر کوئی تکلیف نہیں ہوئی - ذالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو
حرم شریف میں نماز صبح ادا کرنے کے بعد ہم اونٹوں پر منا کی طرف روانہ ہوئے - تقریباً
آٹھ بجے ہم جبل نور کے پاس سے گزرے جہاں قرآن کریم کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی تمام
دن ہم نے منا میں ہی توقف کیا - اور دوسرے روز عرفات پہنچے - عرفات ایک میدان
ہے - جو پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے - یہاں لاکھوں انسان اپنے اونٹوں اور سامان کے
ساتھ ٹھیر سکتے ہیں - اس کے مقابل پر جبل الرحمۃ واقع ہے - اس مقدس پہاڑ کے پاس
ایک گوشہ میں ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا - نہر زبیدہ جو مکہ کو پانی بہم پہنچاتی ہے زمین کے
نیچے بنائی گئی ہے اور عرفات کی پہاڑیوں سے ہو کر گزرتی ہے - کئی مقامات پر یہ کھلی ہوئی
ہے - حاجیوں کیلئے یہ نہر ایک نعمت ہے - خطبہ حج دوپہر کے بعد شروع ہوا اور لبیک کے
نعرے بلند ہوئے - درمیانی وقفہ میں توپیں سر ہوتی تھیں - اسلام کی حقیقی شوکت ہمارے
پیش نظر تھی - اس عظیم الشان مجمع میں ترک، تاتاری، افغان، ایرانی، افریقی، عرب
اور ہندوستانی شامل تھے - اس مقدس جگہ میں مختلف اقوام کے لوگ اخوت اسلامی
کے رشتہ میں منسلک ہو کر جمع ہوتے ہیں - عرفات وحدت اسلامی کا نشان ہے جہاں
مختلف اقوام کے مسلمان باہم ملتے ہیں - وہ نہایت مفید خطبہ جو جبل الرحمۃ سے پڑھا
جارہا تھا جب ختم ہوا تو عرفات کے میدان کو چھوڑنے کی اجازت مل گئی - میں نے ایسا
مؤثر نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا - قدرت بھی اس وقت ہمدردی کا اظہار کر رہی
تھی سورج پہاڑیوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا - رات کی آمد آمد تھی ستارے چمک رہے تھے - ہوا تھم گئی تھی صحرا
کی ریت میں خنکی آگئی تھی - حاجی اپنے اونٹوں پر سوار ہو رہے تھے بعض شریف مکہ کے ہمراہ نہایت
شان و شوکت سے واپس چلے گئے اور باقی مصر کی محمل کے ساتھ فوج اور سواروں کی معیت میں روانہ ہوچکے
تھے - ہمنے اس مقام کی دوبارہ زیارت حاصل کرنے کیلئے دعا کی اور عرفات سے روانہ ہو کر مزدلفہ

کے مقام پر پہنچے۔ ہم اس مسجد کے پاس سے گزرے جو اس وقت تقبعہ نور بن بی تقی جو ایک ایسے مینار کے نام سے مشہور ہے جو کوئی مسجد نہیں رکھتا۔ اس کا یہ نام منا کی مسجد کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے جو بغیر کسی مینار کے ہے۔ یہاں اترنا مشکل تھا اسلئے ہم نے کسی اور موقعہ پر یہاں آنا مناسب سمجھا اور ایک مقام پر اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ ابن جبیر نے مزدلفہ کے میدان کو مشعر الحرام کہا ہے۔ کیونکہ اس مقام پر مذہبی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ حاجیوں نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد رات کا بیشتر حصہ دعا اور ورد میں گزارا۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو نماز فجر اور خطبہ کے بعد ہم روانہ ہوئے اور ۱۲ بجے دوپہر کے وقت منا پہنچ گئے۔ میں فوراً قربانی ادا کرنے کیلئے گیا اور اسکے بعد نماز جمعہ میں شریک ہوا جو مسجد کہف میں ادا کی گئی۔ پہلے قربانی عقبہ کے نزدیک ہوا کرتی تھی۔ لیکن حال میں صفائی اور صحت کے خیال سے ایک اور جگہ اس مقصد کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ اس دن مکہ میں جانا اور طواف زیارت اور سعی کرنا سنت ہے اسلئے میں مکہ کی طرف گیا۔ اور رات کا بہت سا حصہ گزر جانیکے بعد واپس آیا۔ جبل البصیر منا کے میدان کی شمالی حد پر واقع ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غار واقع ہے جہاں آپنے ایک عظیم الشان قربانی کی تھی۔ المسعودی کا بیان ہے کہ اس نے قریب کی پہاڑیوں میں بندر دیکھے لیکن موجودہ زمانہ میں یہاں بندر نہیں ہیں۔ شاید وہ اس پہاڑی علاقہ کے اندرونی حصہ میں چلے گئے ہیں۔ منا میں تین روز ٹھیرنے کا رواج ہے لیکن یہاں کوئی خاص کام نہیں ہوتا۔ سیاستدان اس بے نظیر موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے حاجی اس تبادلہ خیال سے جو فائدہ اسلام کو پہنچا سکتے ہیں اسکی اہمیت بیان سے باہر ہے۔ ذوالحجہ کی بارھویں تاریخ کو میں منا سے واپس ہوا۔ اور عصر کے وقت ہز ہائنس نظام افضل الدولہ بہادر مرحوم کی رباط میں پہنچا۔ جو شامی بازار کے قریب ہے۔ اور مغرب کی نماز کیلئے حرم شریف جہاں حاجی نہایت جوش وخروش سے ایکدوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے میں بھی ان میں نہایت شوق سے شامل ہو گیا۔ کیونکہ حاجی واپس آ گئے تھے۔ اسلئے مغرب کے وقت ایک بڑا مجمع ہو گیا۔ اور حرم حاجیوں سے پر ہو گیا۔ برٹن اس

موقعہ پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔ کہ میں نے بہت سے ممالک کی مذہبی رسومات کو دیکھا ہے۔ لیکن ایسی شان و شوکت کہیں نظر نہیں آئی۔ ان کلمات میں وہ اسلام کی تعریف کرتا ہے مختلف اقوام اور ممالک سے حاجی آتے ہیں اور مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود وہ اخوت اسلامی میں ایک ہو جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ مکہ کو حج کیلئے اپنا مرکز تصوّر کرتا ہے۔ حج کے دنوں میں اسلام کی زندگی کا ایک نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کا ایک ایک لفظ پورا ہوا۔ وکذالك جعلنٰكم امۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس۔ ہم نے تم کو اقوام کا مرکز بنایا تاکہ تم لوگوں پر شاہد رہو۔ بظاہر یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بحیثیت ایک مذہب دنیا کے مختلف اسلامی ممالک کے سیاسی اتحاد و ارتباط کو چاہتا ہے جو سب ایک خلیفہ کے ماتحت رہنے چاہئیں۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا ہمیشہ اس سیاسی اتحاد سے خائف رہی ہے۔ اگست کی ۱۳ تاریخ کو ہمارے قافلے نے مکہ سے روانہ ہو کر جدہ کا رُخ کیا۔ اور اٹھارہ تاریخ کو ہم جہاز پر سوار ہو کر ۲۸ اگست کو کراچی پہنچ گئے۔ اس سفر کے دوران میں مجھے حاجیوں کے جہاز کی ابتر حالت کے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ حاجیوں کے لئے جو ایکٹ نافذ کیا گیا ہے۔ اس کی پابندی پورے طور سے نہیں کی جاتی۔ ہندوستان کی گورنمنٹ کو اور جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجیوں کی آسائش کا انتظام ہے انہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کراچی سے میں اجمیر شریف کیطرف گیا۔ اور پھر دہلی پہنچ گیا۔ ایک نوجوان حاجی کی زندگی کا یہ اہم واقع یہاں ختم ہوتا ہے +

گنج اسلام کی سمت جنبش

عرصہ ہوا ذیل کا مضمون جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے اپنے نظموں کی کتاب "تھاٹ فار دی فیوچر" کے دیباچہ میں مرقوم فرمایا تھا۔ یہ مضمون ان لوگوں کے لئے بہت دلچسپ اور پُرمعنی ہے جو رُوح کو صداقت کے نزدیک دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ یہ کتاب مصنف کے دماغ کی نصیحت آمیز فہرست ہے۔ اسکی قیمت ایک شلنگ ہے۔ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُدا کے ساتھ میری محبّت ایک جُداگانہ شئے ہے جس کو کہ خُود میرا محدُود انسانی دماغ نہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس کا علم صرف اسی پیارے باپ کو ہے جس نے ہمکو بنایا ہے اور یہ طاقت بخشی ہے۔ کہ ہم اسکی حمد و ثناء کریں۔ جناب موسیٰ۔ حضرت مسیح۔ حضرت محمد صلعم اور دیگر انبیاء و رسولوں کی میں بیحد عزّت اور توقیر کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس کے میرا یہ بھی ایمان ہے کہ اگر دنیا میں وحیٔ الٰہی کا سلسلہ قائم نہ ہوتا تو بھی مَیں اپنے پیارے باپ کو جو آسمان پر ہے اسی طریقہ سے پیار کرتا۔ کوئی محدُود انسانی دماغ میری محبّت۔ میری ستائش اور میرے ایمان کا اندازہ نہیں لگا سکتا ہے۔ اس بات کو جان کر کہ میرے خدا نے میری حفاظت کی ہر شروع بچپن سے میرے انسانی جسم کو نقصانات سے محفُوظ رکھا ہے۔ یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ کہ اب ہم اس حفاظت اور نگرانی پر پوری طاقت اور ایمان سے بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور یہ حیرانی کی بات ہوگی۔ اگر میں کسی تکلیف سے ڈر جاؤں۔ اور اپنے پیارے باپ کی خدمت سے گھبراؤں جو اپنی محبّت کے دامن میں ان لوگوں کو بھی جنہیں ہم پیار کرتے ہیں پناہ دیتا ہے میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس پیارے اور رحیم خدا کی شکرگذاری کرتا ہوں جس نے ہم کو تمام چیزیں عنایت کی ہیں۔ اور مَیں گذشتہ انعامات۔ مہربانیوں اور عطاشدہ

عقل کیلئے بیحد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کے حصول سے میں دوسرے انسان کی امداد کے قابل ہو جاؤں۔ کیونکہ اس دنیا میں بہت سے ایسے انسان ہیں۔ جو غریب غمگین مصیبت زدہ ہیں اور آزمائشوں کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ صرف ایک ہی خدا ہے۔ جو عبادت کے قابل ہے اور جسکے احکام بجا لانے چاہئیں۔ وہ سب سے اوّل اور سب سے بالا ہے۔ اور کوئی دوسرا خواہ وہ کتنا ہی پاک اور مقدّس کیوں نہ ہو اس کے ہم پلہ اور برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ اِس بیان میں کوئی عجوبہ یا نئی بات نہیں ہے۔ یہ اتنا ہی کہنہ اور پرانا ہے جتنا کہ ایک پہاڑ ہے۔ لیکن تعجّب کی بات یہ ہے۔ کہ انسان باوجود دماغ اور سمجھ رکھنے کے ایسا احمق ہو جاتا ہے۔ کہ پیر پرستی کے اصول اور عقائد اسکی نگاہ کو آسمان اور آسمانی باپ کو دیکھنے سے معذور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ آسمانی باپ اپنی مخلوق کے نہایت قریب تر ہے۔ خواہ وہ معمولی انسان ہو یا خدا رسیدہ ہو آسمان کی کُنجی ہمیشہ موجود ہے اور اسکو ایک ذلیل ترین انسان بھی بلا کسی نبی پیر یا بادشاہ کی مدد کے گھما سکتا ہے۔ یہ اس پاک ہوا کی طرح ہے جس کو ہم سانس کے ذریعہ کھینچتے ہیں۔ اور جو ہوا سب کیلئے یکساں ہے۔ جو لوگ انسان کو برعکس اصول کی تعلیم دیتے ہیں ان کا مقصد خود غرضی پر محمول ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی تنخواہ اور وظیفہ کو مدّ نظر رکھتے ہیں۔ تاکہ اُن کا مطلب نکلے اور بس۔ عیسائی گرجوں (رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ) کے اصُول نے مجھے شروع بچپن ہی میں متنفّر کر دیا تھا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس مذہب کے جانب جیسے St. Athanasius نے قائم کیا۔ میری بچپن کی نفرت کچھ کم تھی بہ نسبت اس حقارت کے جو آج مجھے اس شخص کی طرف ہے۔ جس نے مذہبی عقیدے منبر پر چڑھ کر تراشے ہیں۔ اور ہزارہا انسان کو جہنّم کا کندہ قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ وہ اسکی تعلیم کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مجھے ہمیشہ سے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمیافتہ اصحاب گرجے میں داخل ہونے کیلئے نہایت

خوشی سے اپنا نام پیش کر دیتے ہیں - باوجودیکہ نصف اصُول پر بھی اُن کا عقیدہ نہیں ہوتا ہے - چالیس سال سے زائد غور و خوض اور کوشش کے بعد میں اس نتیجہ پر پہُنچا ہوں - کہ اس نام نہاد مذہب کی تمام کائنات انسان کی طرف سے ہے نہ کہ خدا کی طرف سے - مَیں اسبات کا اقرار کرتا ہوں کہ مشرق میں جانے کی وجہ سے میرے دل میں اسلام کے سادہ مذہب کی بہت عزّت اور حرمت قائم ہوگئی ہے - اسلام میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت ہر وقت کرتا ہے - نہ کہ صرف اتوار کے روز جیسا کہ عیسائیوں کا معمُول ہے مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ رحیم و کریم خدا ہر وقت اور ہر لمحہ حاضر و ناظر ہے میرے دل کو بیحد مسرُور کرتا ہے - اور میرے دل میں ایک ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے - میں ایک سچّے مسلمان کے ساتھ اسکی عبادت میں شامل ہونا پسند کرتا ہوں - کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ سچّا اور راستباز ہے - اسمیں کسی قسم کی ریا نہیں پائی جاتی ہے - جب وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے اپنا جانماز اُٹھا کر اور زمین پر بچھا کر اپنے مالک کے حضُور سر بسجُود ہوتا ہے - روزمرّہ صبح سے شام تک کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے - اور وہ شخص ہمیشہ خدا کے حضُور حاضر رہتا ہے - اس کو کسی امام کی ضرورت نہیں پڑتی - اُسکو خدا تعالیٰ کے رحم کی تختگاہ مل گئی ہے - اور وہ بلا کسی بیرُونی مدد کے وہاں تک پہنچ جاتا ہے - اس بزرگ انسان یعنے جنرل چارلس گارڈن نے مسلمانوں کی نسبت کہا ہے کہ ہم کو مسلمانوں میں فریسیوں کا فرقہ نظر نہیں آتا ہے - مسلمان خواہ کچھ ہی خیال کریں وہ فریسیوں کی مانند یہ نہیں کہتے کہ زید اور بکر جہنمی ہیں - اور ان میں یعنی مسلمانوں میں فریسیوں کے مانند ناپسندیدہ اخلاق نہیں ہوتے ہیں +

ہند میں اشاعت اسلام

چودھری منظور الٰہی صاحب سکرٹری شعبہ تبلیغ ہند تحریر فرماتے ہیں :-

الحمدللہ کہ ہمارے مُبلّغین کی مساعی جمیلہ سے ہر ہفتہ کئی آدمی اسلام میں داخل ہوتے رہتے ہیں ۔ اور ہمارا یقین ہے ۔ کہ انشاء اللہ عنقریب

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

کا نظارہ ہندوستان میں نظر آ جائیگا ۔ ہم نے ہندوستان کے مختلف علاقہ جات سے مفصل رپورٹیں منگوائی ہیں جہاں اشاعت اسلام کیلئے بڑا وسیع میدان موجود ہے ۔ اور جہاں کہ ہم آہستہ آہستہ مستقل مشن کھولتے جا رہے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمارے پاس لائق مبلّغین موجود ہیں ۔ لیکن مستقل سرمایہ کی کمی کے باعث ہم کام کو جتنا کہ چاہتے ہیں پھیلا نہیں سکتے ۔ اس وقت ہماری انجمن صرف ہندوستان کے مبلّغین پر دو ہزار روپیہ ماہوار کے قریب خرچ کر رہی ہے ۔ اگر برادران اسلام ذرا سی توجہ فرما کر ہمارا ہاتھ بٹائیں اور پانچہزار روپیہ ماہوار تک کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں بڑے کامیاب مشن کھل سکتے ہیں ۔ جن کے نتائج مسلمانان ہند کے لئے بڑی مسرّت کا باعث ہو سکتے ہیں +

یہ یاد رہے کہ ہمارے جملہ مُبلّغین مستقل طور پر کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کی ترقی تنخواہ رخصت وغیرہ جملہ حقوق سرکاری ملازمین کی طرح ہوتے ہیں ۔ اسلئے جب ہم ایک مُبلّغ کی تقرری کرتے ہیں تو وہ ساری عمر کے لئے خدمت دین کیلئے وقف ہوتا ہے ۔ اسکی جملہ ضروریات کا بہم پہنچانا ہمارا فرض ہوتا ہے گویا کہ ہمارے جملہ اخراجات اشاعت اسلام مستقل طور کے ہیں ۔ گذشتہ سالوں میں ہمارا اوسط ماہوار خرچ جملہ شعبوں کا قریباً پندرہ ہزار روپیہ ماہوار ہوتا رہا

ہے۔ جو اس سال ہندوستان میں کئی مرکز کھولنے کے باعث بہت بڑھ گیا ہے اس کا اکثر حصّہ ہماری غریب لیکن دریا دل مختصر سی جماعت کی جیبوں سے آتا ہے۔ اور کچھ حصّہ بعض ہمدردان اسلام کی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ لیکن عام طور پر مسلمانوں نے اشاعت اسلام کی اہمیّت اور اجتماعی طاقت سے کام لینے کی طرف توجّہ نہیں کی۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی جگہ جگہ کمزور انجمنیں اور کمیٹیاں قائم کرنے کی بجائے ہمارے گذشتہ تجربات سے فائدہ اُٹھانے کیلئے ہمارے ساتھ مل کر کام کریں تو نتائج کے لحاظ سے یہ نہایت شاندار کام ثابت ہوگا۔ ہمارا سلسلہ نظام و نگرانی باقاعدہ ہے۔ آمد و خرچ کا حساب نہایت تسلی بخش ہے۔ اور قوم کا ایک ایک پیسہ نہایت امانت و دیانت سے خرچ کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ برادران اسلام اس موقعہ پر خاص توجہ سے کام لیکر اپنی گذشتہ غفلت کی تلافی کرینگے۔ چندہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجا جائے۔ اور تشریح کر دی جائے، کہ یہ چندہ تبلیغ ہند کی مد کیلئے ہے۔ والسّلام

اسلام اور آریہ سماج

از قلم جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔اے مبلغ اسلام

ہندو مذہب کا اصل الاصول

تیرھویں صدی کا خاتمہ اور چودھویں صدی کا آغاز دنیا میں مذہبی انقلابات کے لئے ہمیشہ یادگار رہیگا۔ کہ بہت سی مذہبی تحریکیں اس زمانہ سے وابستہ ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ زمانہ مذہب سے کوئی خاص مناسبت رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں وہ مذہب جن کا شعار جمود و سکون تھا اپنا چولا بدلنے پر مجبور ہوئے۔ مثلاً ہندو مذہب ہمیشہ سے اس امر کا پابند تھا کہ ویدک دھرم صرف ہندوؤں کیلئے ہی مخصوص ہے۔ دوسرے لوگوں سے اسے سروکار نہیں۔ خود ہندوؤں میں بھی شودروں کو وید پڑھانے کی ممانعت تھی۔ اور اس میں یہانتک مبالغہ کیا جاتا تھا۔ کہ اگر وید کی کوئی شرتی کسی شودر کے کان میں پڑ جائے تو اس کے کان کو سیسے سے بھر دینا چاہئے پروفیسر میکسملر بھی جو یورپ کے ان چیدہ لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سنسکرت سیکھی، وید پڑھے اُن کی شرحیں لکھیں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں۔ چنانچہ ۱۸۷۳ء میں ممدوح نے لندن کی ایک مشہور عمارت ویسٹ منسٹر ایبے میں مذاہب عالم پر تقریر کرتے ہوئے تبلیغی لحاظ سے تمام مذاہب کو دو قسموں میں منقسم کیا (۱) تبلیغی مذہب اور (۲) غیر تبلیغی مذہب۔ اوّل الذکر میں انہوں نے اسلام، بُدھ مذہب اور مسیحیت کو شامل کیا۔ اور موخر الذکر میں یہودی مذہب، ہندو مذہب اور زرتشت مذہب کو۔ پروفیسر میکس مولر کی یہ تحقیقات کسی جذبہ داری پر مبنی معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اُنکی صدت آفرینی ہے

بلکہ جن لوگوں کو مقابلہ مذہب کا شوق ہے۔ اور جن کو ذرا بھی مذہبی واقفیت ہے وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ کہ ہندو مذہب کے اصل الاصول میں یہ امر داخل ہے کہ دوسرے مذہب کا شخص ہندو مذہب اختیار نہیں کرسکتا۔ سناتن دھرم کا وہ جمغفیر جسے ہندوؤں میں آج بھی سواد اعظم کا حق حاصل ہے۔ علی الاعلان یہی عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں۔ اور یہ مذہب صرف ہندو قوم ہی کے لئے مخصوص ہے۔ خود وید کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی تعلیم محض تین قوموں ہی کے لئے محدود ہے۔ کیونکہ اسمیں بار بار ان ہی قوموں یعنے برہمن، چھتری، ویش کا ذکر آتا ہے۔ گو شودروں کا بھی نام لیا ہے۔ لیکن مذہب کی چار دیواری سے انہیں باہر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ وید مقدس میں بار بار ہندوستان کے دریاؤں کا ذکر ہے۔ اور اُن کے نام لے لیکر ان سے دُعاؤں کے قبول کرنے کی التجا کی ہے۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب یا یہ کتاب صرف ان لوگوں کے لئے ہی ہے۔ جو ہندوستان میں رہتے سہتے ہیں۔ اور جو ان دریاؤں کے ناموں سے واقف ہیں۔ جس مذہب کی تعلیم کا حلقہ تمام دُنیا تک پھیلتا ہو۔ اور جس کا مخاطب ہر ایک شخص ہو۔ وہ اپنی کتاب میں خاص قوموں کا ذکر کیوں کریگا۔ بلکہ اس کا رُوئے سخن تو تمام قوموں کی طرف ہونا چاہئے۔ اور اسکی آواز اسود و احمر تک پہنچنی چاہئے۔ ہم نے بعض ہندو بزرگوں سے سُنا ہے۔ کہ ان کے ہاں عبادتِ الٰہی یا یگ صرف ہندوستان ہی میں جائز ہے۔ اور جو شخص ہندوستان کے حدود اربعہ سے باہر نکلجائے وہ یگ و عبادت نہیں کرسکتا۔ اسی بناء پر محض پُرانے زمانہ کے پکّے ہندو ہندوستان سے باہر جانا پسند نہیں کرتے۔ اور اسے خلافِ مذہب تصور کرتے ہیں۔ اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو الہ آباد ہائیکورٹ میں اس بناء پر ایک مقدمہ بھی دائر ہوا تھا۔ ایک ہندو جنٹلمین حسب معمول ولایت تعلیم کیلئے تشریف لے گئے اور قانونی ڈگری حاصل کرکے واپس آئے۔ برادری کے بعض لوگوں نے جو مذہب سے

زیادہ شغف رکھتے ہونگے۔ کہا کہ تم ہندو نہیں رہے جنٹلمین موصوف نے اس بناء پر
ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا مقدمہ عدالت میں پیش ہؤا۔ تو ہائیکورٹ نے
قرار دیا۔ کہ جو شخص ہندوستان سے باہر چلا جائے وہ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہ سکتا

اس کے علاوہ ذات پات کا قصہ جواب تک ہندو سوسائٹی کے گلے کا ہار ہو رہا ہے اسی نتیجہ کا مؤید ہے کہ ہندو مذہب نے انسان اور انسان میں تفریق و امتیاز کو خاص وقعت دی ہے۔ جو مذہب اپنے ہی پیرؤوں میں اس قسم کی تفریق و تشتت کا موجد ہو جو شودر اور ویش برہمن اور چھتری کو ایک میدانِ عمل میں کارنمائی سے روکے۔ وہ بھلا کب گوارا کر سکتا ہے کہ دوسرے مذہب کے لوگ ہمیں شامل ہوں۔ اور مساوی حقوق حاصل کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب اسلام ہندوستان میں آیا تو بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنے مذہب کے تنگ دائرے سے گھبرا گئے تھے۔ اور خوب جانتے تھے۔ ان کے مذہب کی تنگ نظری انکو ترقی کرنے سے مانع ہے۔ چنانچہ مسٹر آرنلڈ نے جو کسی زمانہ میں علیگڈھ کالج کے پروفیسر تھے ایک مبسوط کتاب پریچنگ آف اسلام (تبلیغ اسلام) کے نام سے لکھی ہے۔ اور اس میں ایک باب ہندوستان میں اشاعت اسلام کیلئے وقف کیا ہے ممدوح نے اس مضمون میں نہایت کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ "تلوار کی دھار سے پھیلا محض غلط ہے ہندوستان کے شاہان اسلام نے کبھی بھی تبلیغ اسلام کو اپنی اغراض حکومت میں شامل نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومتوں کے دار الخلافوں میں علے العموم ہندو آبادی زیادہ ہے اور مسلمان کم۔ ہاں دیہات میں کثرت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے یہ تھی کہ ہندو جاتی میں جو لوگ کمینہ اور کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے اسلام نے ان کو مساوی حقوق دیئے اور انھوں نے اپنی نجات اسی میں سمجھی کہ اسلام میں داخل ہو کر نسل انسانی کے

مفید اور بہترین رکن بن جائیں۔ اگر ہندو مذہب میں یہ ذات پات کی حدود و قیود نہ ہوتیں اور انسانوں کے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر بلا وجہ ترجیح نہ دی جاتی تو یقیناً بہت سے مسلمان جو آج اسلام میں داخل ہیں، ہندو ہوتے +

غرض اگر ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے۔ تو وہ لوہے کی تلوار سے نہیں۔ بلکہ اس اخلاقی تلوار سے پھیلا ہے۔ جس کے زخم جسم پر نہیں بلکہ دل پر لگتے ہیں۔ اور صرف گھائل ہی نہیں۔ بلکہ رام بھی کر لیتے ہیں۔ ورنہ راجپوت جو خود تلوار کے دھنی تھے۔ اور ہندی تلوار کو حمائل کئے پھرتے تھے، تلوار سے ڈرنے والے تھے ؎

تجھ سے آہو رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا، اعجاز کیا، جن لوگوں نے تجھ کو رام کیا

پس برادران وطن کے دل اگر آج اس سے دکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے کیوں آریہ ورت میں ڈیرا جمایا۔ کیوں ان کے سپوتوں کو اپنا غلام بنایا۔ پھر اسمیں اسلام کا کچھ قصور نہیں، خود ہندو مذہب کا قصور ہے جس نے انسانی اخوت میں بلا وجہ امتیازات قائم کئے۔ اور نسل انسانی میں تفریق و تشتت پیدا کر کے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف سے بدگمان کر لیا +

ہندو مذہب کا اصل الاصول ہی امتیازات قومی ہیں۔ مگر اسلام ایک عالمگیر اخوت کا علمبردار ہے۔ اور اسکی اسی خوبی کو دیکھ کر بہت سے ہندو مسلمان ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں +

گذشتہ اشاعت میں ہم دکھا چکے ہیں۔ کہ ہندو مذہب صرف ہندوستان

میں رہنے والوں کے لئے مخصوص ہے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان میں رہنے والوں میں سے بھی صرف تین قومیں ہی وید مقدس کی حامل ہو سکتی ہیں یعنے برہمن چھتری اور ویش یشودروں کو وید سے تعلق نہیں کہ وہ مذہب یا آسمانی کتاب کے اہل ہی نہیں سمجھے جاتے۔ وہ صرف ان تینوں قوموں کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں +

لیکن زمانہ کا انقلاب دیکھئے کہ سوامی دیانند جی نے جو مذہب تجویز کیا ہے اس پرانی ڈگر کو خیرباد کہنے کی کوشش کی گئی۔ اور یہ عقیدہ بنا لیا کہ ہندو مذہب تمام دنیا کیلئے ہے۔ دوسرے لوگ بھی اسمیں شامل ہو سکتے ہیں! اور ہندو مذہب کے مبلغ دوسروں کو تبلیغ کا حق رکھتے ہیں۔ مگر واقعات بتاتے ہیں کہ یہ صرف سوامی جی کی جدت ہے۔ سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر ہندو مذہب میں امتیاز قومی نہیں تو پھر شودر ویش چھتری اور برہمن کی تقسیم کیوں عمل میں آئی آریہ سماج کہتا ہے۔ کہ یہ صرف اعمال کے لحاظ سے ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ سراسر غلط ہے۔ آج تک ہندوستان میں کسی برہمن کو اسلئے شودر نہیں کہا گیا کہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے۔ اور کسی شودر کو برہمن نہیں سمجھا گیا کہ اسکے اعمال قابل تحسین تھے اعمال کے متعلق صحیح علم ہونا بھی بہت مشکل ہوتا ہے بظاہر بہت سے انسان بھلے مانس ہوتے ہیں۔ مگر دَرپردہ سیاہ کار ہوتے ہیں ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ اور معیار فیصلہ کیا ہو؟

پھر شودر کے خلاف تو خود سوامی جی کا بھی فیصلہ ہے۔ وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ شودر وید نہ پڑھے۔ اگر تمام انسان برابر تھے۔ تو شودر بیچارے نے کیا قصور کیا کہ وہ وید مقدس ہی سے محروم رہے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سوامی جی نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں بہت سے ہندو ذات پات کے جھگڑے سے دق ہو کر حلقہ بگوش

اسلام ہو رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے مذہب کو بھی وہی چولہ پہنانا چاہا جو اسلام کا امتیاز خاص ہے۔ مگر اس خواہش میں ان کا قدم کہیں سے کہیں پڑ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک سناتن دھرم کے لوگوں کو ان سے اختلاف ہے اور سخت اختلاف ہے" +

اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے مساوات انسانی پر بڑا زور دیا ہے۔ لیکن یہ زور صرف معاشرتی پہلو ہی سے نہیں بلکہ اسلام مذہبی پہلو سے بھی سب انسانوں کو برابر ہی سمجھتا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی ہی سورت نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات بیان کی ہیں جس سے لازم آتا ہے کہ جس طرح خدا کی ربوبیت جسمانی کا نظارہ عالمگیر ہے۔ اسی طرح اسکی ربوبیت روحانی سے بھی کوئی ملک اور کوئی قوم خالی نہیں۔ پھر دوسرے متعدد مقامات پر بھی اس نکتہ کی توضیح قرآن مجید نے بار بار کی ہے۔ کہیں فرمایا۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین ۔ یعنے سب انسان ایک قوم کے حکم میں ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے سب کے لئے انبیاء بھیجے جو انذار و تبشیر کرتے رہے۔ کہیں فرمایا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم ایسی نہیں گذری جسمیں کوئی خدا کا ہادی آیا ہو۔ کہیں فرمایا۔ ولکل امۃ رسول ہر ایک قوم کی طرف رسول بھیجا گیا۔ غرض قرآن مجید نے اس مضمون کی بار بار تشریح کی ہے۔ کہ ہر ایک قوم و ملک میں رسول آتے رہے ہیں۔ اور اسی لئے مسلمانوں کو جو عقیدہ انبیاء کے متعلق سکھایا گیا ہے۔ وہ یہی لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ہم رسولوں میں سے کسی کی بھی تفریق نہیں کرتے +

یہ عقیدہ معاشرتی نقطۂ نگاہ ہی سے نہیں۔ بلکہ مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی تمام نسل انسانی میں مساوات کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو مذہب اس اصول پر قائم نہیں۔ وہ اگر نسل انسانی کی مساوات کا دعوے

کرتا ہے۔ تو یہ دعویٰ دعویٰ باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اگر آریہ سماج کی بنیاد فی الحقیقت اسی عقیدہ پر ہے۔ کہ سب انسان برابر ہیں۔ تو پھر یہ عقیدہ بھی ہونا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے سب قوموں کے پاس نبی اور رسول بھیجے۔ اور خدا تعالیٰ کی ربوبیت روحانی کا فیض تمام دنیا کو مساوی طریق پر پہنچا لیکن جہانتک ہم سمجھتے ہیں یہ بات آریہ سماج کے اصول اساسی کے خلاف ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ پرماتما کا گیان کسی اور قوم کو نہیں ملا۔ صرف ہندوستان ہی اس شرف و بزرگی سے ممتاز ہوا تو کیا یہ عقیدہ مساواتِ انسانی کی گردن پر چھری نہیں پھیرتا؟ بات یہی ہے کہ سوامی جی نے صرف مصلحت وقت کی بناء پر محض اپنے مذہب کی تعداد بڑھانے کے لئے یہ مسئلہ وضع کر لیا۔ ورنہ دوسرے پہلوؤں سے خود ان کے عقائد اس کی تردید کرنے کے لئے کافی ہیں۔ قاعدہ ہے جو بات وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے بنائی جاتی ہے۔ وہ دوسری باتوں سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہی حال آریہ سماج کی اس مساوات انسانی کا ہے جس کا غلغلہ سماج کے لیڈروں نے ہندوستان میں ڈال رکھا ہے۔ اور جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ ع

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

علاقۂ ارتداد میں جب کبھی شدھی ہوتی ہے۔ تو آریہ سماج کے لیڈر کانفرنسیں کرتے ہیں مجالس کرتے ہیں۔ اور انہیں ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں کہ فلاں لوگوں سے فلاں لوگ تعلقات قائم کریں۔ اگر فی الحقیقت ہندو سوسائٹی میں ذات پات کے جھگڑے نہ ہوں جیسا آریہ سماج کا دعویٰ ہے تو پھر ان کانفرنسوں کی کیا ضرورت ہے؟ مسلمانوں کے ہاں بھی کوئی ایسی مجلس نہیں ہوتی۔ کہ فلاں شخص مسلمان ہو گیا ہے۔ اب اس کے ساتھ فلاں ذات کے مسلمان برادرانہ سلوک کریں

کیونکہ مسلمانوں کے ہاں یہ تحصیل حاصل ہے۔ جب کوئی شخص کلمۂ توحید پڑھتا ہے۔ وہ اخوت اسلامی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور سب مسلمان اس سے بھائیوں کا سا سلوک کرتے ہیں +

اس کے برخلاف خود آریہ سماج میں ایسی مثالیں مل سکتی ہیں کہ مسلمان آریہ ہوئے۔ مگر ان سے آریوں کا سا سلوک نہ کیا گیا۔ غازی محمود دھرمپال کو ہمیشہ یہی شکوہ رہا۔ اس وقت بھی علاقۂ ارتداد میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں

غرض آریہ سماج نے زمانہ شناسی سے کام لیتے ہوئے مساوات انسانی کا اصول اسلام سے اُڑایا لیکن ناسپاسی اور ناقدر شناسی کا ستیاناس ہو کہ اس اصول کا اولین مبلغ یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کے بجائے آج آریہ سماج آپ کی ذات بابرکات پر ہی حملے کرتی ہے +

شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

کی عیدالفطر کی روئیداد

(از قلم جناب روڈلف پکتھال از مسجد ووکنگ)

یہ سعید تہوار جمعہ کے دن ۱۸ ماہ مئی کو ووکنگ میں منایا گیا جہاں انگلستان کے ہر گوشہ سے مسلمان باوجود سخت آندھی اور غبار آلود آسمان کے جمع ہوئے خوش قسمتی سے اس جگہ جو کہ بنظر حالات حاضرہ ہمیشہ اس تقریب کیلئے ممتاز رہیگی نہ تو بارش نہ اولے اور نہ برف بدری سی کسی قسم کی بدمزگی پیدا ہوئی۔ نمازیوں کی تعداد بمقابلہ سال گذشتہ کسی قدر کم تھی۔ گو ماہ مئی کی خوشگوار گرمی لوگوں کو میسر نہ تھی

تاہم عید کی خوشی میں حسب معمول کوئی کمی نہ تھی +

ساڑھے گیارہ بجے امام صاحب خواجہ کمال الدین نے کھلے میدان میں پہلے نماز پڑھائی جسمیں تقریباً ڈیڑھ صد مسلمان شریک تھے - نماز نہایت سادگی لیکن شان کے ساتھ ادا کی گئی - جس کا فوٹو بہت اشخاص نے لیا - اسکے بعد خطبہؑ پڑھا گیا - جو سامعین نے بڑی توجہ سے سُنا - سب طرف گویا خاموشی کا ایک عالم طاری تھا - البتہ گذرنے والی ریل گاڑیوں کا شور کبھی کبھی سکوت کو توڑتا تھا -

امام نے انسانی محبت کا جو اسے خدا کیلئے ہے ذکر کیا - اور بتلایا کہ کس طرح نہایت خلوص اور صداقت کے ساتھ اس محبت کے حاصل کرنے کی کوشش میں دنیا کے لئے امن حاصل کر کے اسے بلا امداد شمشیر اور تدابیر سیاسی (خواہ جدید ہوں یا پارینہ) قائم رکھا جا سکتا ہے - یہ ضروری ہے - کہ اس محبت کے حصول کیلئے خواہ وہ بہت ہی کم ہو کوشش دل سے ہونی چاہئے - پھر اس حالت میں خود غرضی - ذاتی محبت اور تمام وہ تنگ خیالی جسے آجکل حب الوطنی کے نام سے پکارا جاتا ہے معدوم ہو جاتی ہے -

رسولکریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے - کہ "اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اسکی مخلوق سے محبت کرو" - یہ ارشاد ایک حیران اور مایوس بادشاہ کی شکایت کا نہایت مناسب جواب ہے جو آج سے ستر سال پہلے اس نے ذیل کے الفاظ میں کی "میں نے اُسے (خدا کو) چمکتے ہوئے ستاروں میں پایا - میں نے اسے باغات اور کھیتوں میں پھولوں کے اندر دیکھا - لیکن انسانوں کے ساتھ اپنے برتاؤ میں وہ نظر نہیں آیا"

اس برتاؤ میں یعنے انسانوں کے ساتھ اسکے (خدا کے) برتاؤ یا طریق میں ایک انسان کا دوسرے انسان یا ایک قوم کا دوسری قوم کے ساتھ برتاؤ و طریق عمل بھی شامل ہے - اور جسمیں ہم ریا کاری - دغا بازی اور دھوکہ دہی دیکھتے ہیں

ؑ یہ خطبہ انشاء اللہ تعالےٰ اکتوبر نمبر میں ہدیہ ناظرین ہوگا + مترجم

اور اسی برتاؤ سے ایمان و اعتقاد کا اچھی طرح امتحان ہوتا ہے - مذہب کی اصلیت تو روزمرہ کے کاموں میں دیکھی جاتی ہے - اور اعلےٰ سے اعلےٰ اصول اور ہدایات بالکل فضول ہیں اگر ان پر عمل نہیں - قریباً سو سال کا عرصہ ہوا ہے - کہ انگلستان میں پارسا اور خدا یاد عیسائی مرد اور عورتوں نے اپنی روزانہ زندگی کو بھی پاک بتانے کے لئے انجیل کی آیات کو سنہری چوکھٹوں میں جڑوا کر اپنی خوابگاہوں میں لٹکا دیا تھا - لیکن دن کے وقت وہ اپنی تجارت و کاروبار میں وہ تجارتی دھوکے اور وہ طرز اختیار کرتے جو کم و بیش قابل اعتراض ہوتے - نیز مضافات میں اکثر ان کمروں کے اندر میز پر ایک پھٹی پُرانی انجیل بھی نظر آتی تھی جہاں مسافر کچھ عرصہ کے لیے آرام پایا کرتے تھے - اور یہ انجیل کا نسخہ غالباً اس غرض کے لئے دھرا رہتا تھا - کہ مسافر اسے دیکھ کر اس سے مرعوب ہوکر گندی اور بدتہذیب گفتگو سے باز رہیں - لیکن مذہب کو دنیاوی کاروبار کا جزو بنانے کی کوشش کسیطرح بھی کارگر نہ ہوئی - اور اصولوں اور مقولوں کی حد سے باہر ایک قدم بھی اُٹھایا نہیں گیا +

ایک سچا مسلمان اپنے رسول پاک صلعم کی ہدایات (اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اسکی مخلوق سے محبت کرو) کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں صرف خود آپ ہی خدا کو اسکے دستور العملوں میں ڈھونڈھنے کے لئے قدم نہیں بڑھائیگا بلکہ اپنی مثال سے دوسروں کو بھی جو اس تاریکی کے اندر گھرے ہوئے ہیں جس نے مغرب کے تمام مذاہب کو لپیٹا ہوا ہے ترقی کرنے کے قابل بنائیگا - اس طرح ہو - انگلستان میں وہ ایسی شمع روشن کرنے میں مدد دے - جو بہت فائدہ بخش اور ضرور جو کہ منکشف ہوگی - اور کسی سے بجھ نہ سکیگی - یہ اصول جن پر ایک مسلمان عمل پیرا ہوتا ہے ایسے ہیں جنہیں دیگر مذاہب والے بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اور انہیں نصب العین بنانا چاہتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرسکتے +

خطبے کے بعد سہ پہر کی چاء میوہ وغیرہ باغ میں چنے گئے۔ مگر ٹھنڈی اور برفانی ہوا سے ان اصحاب کی امیدیں بر نہ آئیں جن کا خیال تھا۔ کہ ماہ مئی کے موسم کا لطف اٹھائیں گے۔ تاہم ہندوستانی طرز کے لطیف کھانوں سے جو بہت سے اشخاص نے نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ مہمانوں کے آگے رکھے تلافی مافات ہوئی +

چونکہ جمعہ کا دن تھا بہت سے اصحاب مجبوراً جلدی رخصت ہو گئے لیکن امام صاحب کا نہایت فصیح و بلیغ لیکچر سننے کیلئے لوگ بعد دوپہر اس قدر جمع ہو گئے۔ کہ اس چھوٹی مسجد میں قدم رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ شام کے بعد باقی سب مہمان بھی تشریف لیگئے اس قسم کے دن ہمیشہ یاد رہا کرتے ہیں +

وہ کون تیل ہے؟

سندری سہاگ کی تعریف معزز بہنوں کے قلم سے!

بیگم جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب
آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم۔ دھلی۔

مخدومی بخشی صاحب۔ مہربانی کر کے
دو درجن سندری سہاگ تیل کی بوتلیں بذریعہ
وی۔ پی بھیجدیں۔ ایک دو بوتل منگانے میں
پارسل خرچ زیادہ دینا پڑتا ہے۔ اسلیئے ریل پارسل
کردیں تاکہ خرچ کم پڑے سچ تو یہ ہے کہ میں
اس تیل پر عاشق ہوں۔ اللہ رکھے چچا
بہنوئی حکیم۔ خاوند اور داماد ڈاکٹر
درد سر اور بال بڑھانے کے سیکڑوں
طرح کے علاج ہوئے کسی سے فائدہ نہ ہوا
سر کے درد کو کسی نے جگر کی خرابی سے بتایا
کسی نے اعصاب کی کمزوری کسی نے نسوانی
عوارض۔ خدا بھلا کرے علامہ راشد الخیری
کی بیوی کا ایک دن درد سر میں سیٹھ کر ے
رہی تھی اور اُنکے گھر گئی تھی انہوں نے آپکا
تیل لیکر سر میں لگایا سچ یہ ہے کہ اس دن سے
یہ تیل میرے استعمال میں ہے۔ جہاں سر میں
درد۔ خشکی۔ بال گرنا کوئی شکایت ہوئی
استعمال کیا اور جاتی رہی۔ کیا اچھا ہوتا کہ دہلی
میں اسکی ایجنسی ہوتی اور آسانی بلا ڈاک کے
اخراجات کے مل جایا کرتا۔ آپکے تیل کی کافی
شہرت ہے کوئی دو درجن کے قریب تو میرے
ملنے والیاں اسکا استعمال کرتی ہیں۔

فقط والسلام

جو بال بڑھانے میں درجۂ اول ہو — سندری سہاگ ہے
جو بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو دماغ کی کمزوری اور خشکی کو دور کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو قوت بصارت کو بڑھاتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو درد سر۔ نزلہ۔ زکام کو دور کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو بالوں کو گھونگروالا اور چمکدار بناتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو دل و دماغ دونوں کو معطر کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو گرے ہوئے بالوں کی جگہ نئے بال پیدا کرتا ہو — سندری سہاگ ہے
جو مٹی کے تیل یا نقصان رساں اجزا سے پاک ہو — سندری سہاگ ہے
اسکے استعمال سے بال چکٹتے نہیں ہیں — سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے بال سفید ہونے سے محفوظ رہتے ہیں — سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے عورت مرد دونوں خوش رہتے ہیں — سندری سہاگ ہے

لہذا جب سندری سہاگ میں تمام خوبیاں موجود ہیں تو آپ کے منگا بھیجنے میں کیا تامل ہے۔ کیا ایک شیشی ارسال خدمت کی جائے۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ تین شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔
محصول علاوہ

مسز اے۔ ایچ۔ فاروقی حیدرآباد

تحریر فرماتی ہیں کہ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ میں نے آپ کے یہاں سے چار شیشیاں سندری سہاگ کی منگوائی تھیں اب وہ ختم ہو گئیں اور مجھے تیل مفید ثابت ہونے کی وجہ سے اور منگوانے کی ضرورت پڑی۔ براہ مہربانی میں ۳ شیشی سندری سہاگ جسکی شہرت اخبار "تہذیب النسواں" سے ہے روانہ فرما کر ممنون فرمائیے۔

ملنے کا پتہ: ایس۔ اے۔ بی بخشی لمیٹیڈ۔ موجد سندری سہاگ تیل۔ کوٹھی نمبر ۲ کولوٹولہ اسٹریٹ۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۴۔ کلکتہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

۸۰۸۸

شرائط اشاعت

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

۵ [illegible]

۶ [illegible]

۷ [illegible]

۸ [illegible]

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

تمام خط و کتابت بنام

منیجر رسالہ اشاعت اسلام [illegible]

شربت اکسیر

رجسٹرڈ

اگر آپ اشتہاری ادویات سے بدگمان ہو گئے ہیں تو ایک روپیہ اور بھی خرچ کر کے ہمارے کارخانے کا شربت اکسیر استعمال کر کے قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے!

سنئے جناب یہ شربت اکسیر جس کا اشتہار آپ کے زیر نظر ہے اسکا نسخہ مجھے ایک کہنہ مشق امریکن ڈاکٹر سے ملا ہے اور شربت اکسیر کا اشتہار دینے سے قبل سینکڑوں مریضوں پر مجھے کامل اطمینان ہو گیا تو آج اشتہار آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر میری تحریر کو مبالغہ سمجھیں تو ایک شیشی شربت اکسیر منگا کر استعمال فرماویں میری تحریر کی صداقت آپ کو فوراً ہو جاویگی مندرجہ ذیل امراض کے لئے شربت اکسیر واقعی اکسیر ثابت ہوا ہے جریان جنا مردی اور ضعف باہ کا پیش خیمہ ہے کیونکہ یہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے شربت اکسیر کے استعمال سے جڑ سے جاتا رہتا ہے جسم میں کمزوری پیدا ہونے سے قبل یا بوجہ سفید دھات کا گرنا منی کا پتلا ہو جانا احتلام کا ہونا نطفہ کا قرار نہ پانا اور درد سر کا برابر رہنا سستی کاہلی اور چہرے کا بالکل بے رونقی خون کا بدن میں نہ پیدا ہونا ان سب مہلک امراض کے لئے شربت اکسیر نہایت مفید ثابت ہوا ہے مقوی دل و دماغ تو ایسا ہے کہ شاید ہی اسکے مقابلہ کی کوئی دوسری دوا ہو بلا تجربہ استعمال ہے کہ آپ ایک ہفتہ کے بعد ہی فائدہ محسوس کرنے لگیں گے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔

تازہ شہادت ملاحظہ فرمایئے جناب حاجی سلیمان خاں صاحب سوداگر شہر بمبئی سے تحریر فرماتے ہیں مسیحائے زماں جناب ڈاکٹر صاحب تسلیم میں نے دو شیشی آپکا شربت اکسیر استعمال کیا بہت مفید ثابت ہوا اور اس کے استعمال سے میرے جسم میں طاقت نظر آرہی ہے براہ کرم چھ شیشی اور روانہ فرمایئے اور احباب بھی تعریف کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت خریدار ہو جاینگے۔

روغن جوانی

وقت سے پہلے کوئی بھی بات ہوتی ہے تو بہت خراب اور غیر موزوں معلوم ہوتی ہے یہی حالت اُن عورتوں کا ہے جن کا پستان بیماری یا لاغری یا کمزوری سے وقت سے پہلے ڈھل جاتے ہیں تو بہت برا معلوم ہوتا ہے چنانچہ یہ روغن جوانی اسی کام کے لئے تیار کرائے ہیں کہ جن عورتوں کا پستان وقت سے پہلے نرم یا ڈھیلا ہو گیا ہو تو یہ روغن جوانی کے استعمال سے سخت اور اپنی اصلی حالت پر آجاینگے دوستو اگر رہا رونق شباب کا دوبارہ منظور ہو تو ایک شیشی ضرور منگا لیجئے قیمت فی شیشی جس میں پانچ تولہ روغن ہوگا دو روپے ہے طریقہ ترکیب ہمراہ روانہ ہوگا۔

ممسک اور ملذذ گولیاں

یہ گولیاں اچھے اچھے کشتوں سے کوئی جڑی بوٹی اور زیور سے تیار کی گئی ہیں اپنی بیوی سے خوش رہتے ہیں چنانچہ پیدا کیا قوت امساک پیدا کر نہیں اپنا ثانی نہیں رکھتی اور بہت دیر تک قوت باقی رہتی ہے ملذذ بھی حد درجہ کی ہے جس سے طرفین کو بیحد مسرت اور حظ حاصل ہوتا ہے زیادہ تعریف کرنا فضول ہے قیمت ۳۲ گولیاں کی شیشی ایک روپیہ

روغن دافع نامردی و سستی

اگر جوانی کی غلط کاریوں کی وجہ سے رگ و پٹھوں میں کمزوری آگئی ہو ورنہ شادی قوت سے محروم ہو گئے ہوں تو یہ روغن طلا کر کے استعمال فرمایئے زائل شدہ طاقت پھر سے حاصل ہو جائیگی پھر لطف یہ کہ آبلہ سوزش وغیرہ سے بالکل مبرا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ

ملنے کا پتہ۔ ایس [illegible] [illegible] کو معہ شربت اکسیر کو ہمہ نمبر [illegible] کلکتہ

مفت

ہمارا سرمہ مروارید آنکھ کی قریب قریب سب بیماریوں میں
اکسیر کی تاثیر ہے یقین نہ ہو تو نمونہ مفت منگا کر آزما لو۔

قیمت فی تولہ [illegible]

حکیم قاضی مولوی صلاح الدین مالک عین الصحت جہلو تر ضلع اناؤ

قیمتی جواہر ریزے کوڑیوں کے دام

یعنی

رسالہ اشاعت اسلام کی سابقہ جلدیں

جولائی	سنہ ۱۹۱۴ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء	۶ رسالے	قیمت	عہ
جلد	سنہ ۱۹۱۵ء	۸ رسالے	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۱۶ء	مکمل	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۱۷ء	۱۰ رسالے	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۱۸ء	۱۱ رسالے	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۱۹ء	مکمل	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۲۰ء	"	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۲۱ء	۱۱ رسالے	"	[illegible]
جلد	سنہ ۱۹۲۲ء		"	[illegible]

مینیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور

سلکِ مروارید

یہ ان دس زبردست معرکتہ الآرا لیکچروں کا اُردو مجموعہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک انگریزی زبان میں مختلف مقامات پر مختلف مذاہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف موضوع کے تحت اسلام پر دیئے۔ اور جسے مسلم بک سوسائٹی نے کمال محنت و جانفشانی سے ترجمہ کراکر شائع کیا۔ یہ دس جوہر کے لیکچر دراصل بہت سی علمی دینی اخلاقی تمدنی معاشرتی اور مذہبی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مذہبی لٹریچر کا اگر اسے نچوڑ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس بے بہا موتیوں کی لڑی میں اسلام کے تقریباً تمام اہم مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ تمام ادیان باطلہ کی تردید کے لئے اسمیں کافی موجود ہے۔ ایسے مسلم احباب کو مخالفین و دشمنان اسلام سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان کے پاس ایسے در نایاب کا ایک نسخہ ہونا ازبس ضروری ہے۔ عیسائیت کے زہر کیلئے تو یہ نسخہ تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

یہ سلکِ مروارید اسلام اور قرآن کے حسن و جمال کا آئینہ ہے۔ اس روشن آئینہ میں اسلام کا حسن دلربائی جلوہ گر ہے۔ اسلام کی اس مذہبی رواداری کا اسمیں تذکرہ ہے جو دیگر مذاہب کے متعلق اسلام رکھتا ہے۔ اس بے بہا نسخہ میں عملی زندگی۔ عبادت کی حقیقت۔ زندگی کا مکمل ہدایت نامہ۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم۔ عورتوں کی حالت۔ علوم جدیدہ۔ احیاء علوم۔ بہشت و دوزخ اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشرح بحث کی گئی ہے۔ اور دلائل سے مذہب اسلام کو ایک سچا مذہب ثابت کیا ہے۔

ذیل میں ان دس لیکچروں کے عنوان مع مقام سن تقریب لیکچر کی تفصیل شائع کی جاتی ہے۔ جن پر یہ ضخیم کتاب ۲۰۰ صفحات کے قریب مشتمل ہے۔ اور جس کا سائز ۲۰×۳۰ کی چھوٹی تختی ۱۶ صفحات کی ہے۔ قیمت بلاجلد عہ مجلد عہ

نمبر شمار	مضمون	تقریب	مقام	سنہ
۱	اسلام	جلسہ مذاہب	الہ آباد	۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء
۲	اسلام اور اصول اسلام اور ان کا مقابلہ عیسائیت سے	دہریہ سوسائٹی	کیمبرج - لندن	۲۷ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء
۳	خصوصیات اسلام	مذہبی کانفرنس	پیرس (فرانس)	جولائی سنہ ۱۹۱۳ء
۴	اسلام عیسائیت اور دیگر مذاہب		اڈنبرا (لندن)	۱۹۱۴ء
۵	عیسائیت اور دیگر مذاہب کی موجودگی میں ضرورت اسلام	محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس	دہلی	۹ - اپریل سنہ ۱۹۱۵ء
۶	عالمگیر اخوت اور عالمگیر ملت قائم کرنے کی غرض سے ایک آزادانہ مذہبی تحریک	۔	لندن	سنہ ۱۹۱۸ء
۷	لیگ بین المذاہب	تبلیغی دورہ	مدراس	۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء
۸	فلسفہ اسلام	؍؍	رنگون	سنہ ۱۹۲۱ء
۹	اسلام اور مفہوم اسلام	؍؍	سنگاپور	سنہ ۱۹۲۱ء

خالص عطر

[illegible]

مسلم کا پتہ: ... موچی دروازہ لاہور

ریویو

النساء

اکثر رسالے ابتدا میں نہایت آب و تاب سے نکلتے ہیں پھر رفتہ رفتہ حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔ کاغذ باریک مضامین معمولی لکھائی چھپائی خراب لیکن خدا کا شکر ہے کہ رسالہ النساء روز بروز ہر بات میں ترقی کر رہا ہے۔ کاغذ اچھے سے اچھا مضامین بہتر سے بہتر مضامین نگار لیڈران قوم لکھائی چھپائی نظر افروز۔ زیر اڈیٹری بیگم صاحبہ عالیجناب سید ماموں میران صاحب بیرسٹر ایٹ لا ماہوار حیدر آباد سے نکلتا ہے قیمت صرف تین روپے (سے)

مِلنے کا پتہ:۔ دفتر النساء صغرا منزل۔ بہادل نگر۔ حیدر آباد دکن

مندرجہ ذیل کتب بھی تالیفات و تصنیفات جناب بیگم صاحبہ اڈیٹر النساء دفتر النساء سے ملتی ہیں +

مشیر نسوان ۸؎ تحریر النساء عصر سفرنامۂ عراق روزنامچہ دہلی و بھوپال وغیرہ آثار صنادید دکن

اعلان

مُسلم بُک سوسائٹی کی فہرست کُتب

انگریزی و اُردو بالکل تیار ہے

جسمیں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام و دیگر نومسلمین کی تصنیفات درج ہیں +

اس کے علاوہ ہندوستان اور یورپ کے چوٹی کے مصنفین کی کتب بھی درج ہیں ناظرین کرام ار کا ٹکٹ ارسال فرما کر فہرست مندرجہ ذیل پتہ سے منگا لیں +

مینیجر مسلم بُک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور

تو بڑے بڑے مانند شعرا یکزبان ہو کر تعجب اور حیرت سے بول اُٹھے کہ درصل یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ ہم متذکرہ بالا آیت ذیل میں درج کرتے ہیں۔ **ترجمہ**۔ ان سے کہدے کہ اگر تمام دنیا اس کوشش میں لگجائے۔ کہ کوئی کتاب قرآن کی مانند بنالے تو وہ ہرگز ایسا نہ کرسکیگی (پارہ ۱۴۔ رکوع ۱۰) جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ایک کتاب اسکی مانند لائیں۔ اگر ہیں وہ سچے (پارہ ۲۷۔ رکوع ۴) کُفّار یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو نے خود بنایا ہے۔ پس ان سے کہ کہ وہ بھی دس سُورتیں اس کی مانند بنائیں۔ اور بلائیں اپنے شاہدوں کو سوائے اللہ کے اگر ہیں وہ سچے (پارہ ۱۲۔ رکوع ۲) ایک اور آیت قرآن کے ابتدا ہی میں ہے (سورہ بقرہ رکوع ۲) اگر ہو تم شک میں اس سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لاؤ کوئی سوا ے اسکے مانند اور بُلاؤ اپنے شاہدوں کو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے۔ پانچویں مرتبہ پھر وہی دعوئے دہرایا گیا ہے کیا کفار یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ تُو نے خود اسکو بنایا ہے۔ پس ان سے کہ کہ ایک سُورۃ اس کی مانند بنائیں اگر ہیں سچے اور بُلائیں اپنے شاہدوں کو سوائے اللہ کے +

پس مختصر الفاظ میں یہ تین قرآن کریم کے مضبوط اور مسلم الثبوت معجزے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو قانون کے ظاہری الفاظ پر بجائے معنی کے زیادہ زور دیتے ہیں۔ ورنہ سچے متلاشئ حق کے واسطے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا شروع میں عرض کیا گیا ہے کہ قرآن کریم بذات خود ایک معجزہ ہے +

لیکن صرف قرآن ہی ہے جو اس نقص سے بری اور پاک ہے۔ کسی آدمی نے اسکی کسی عبارت کو کبھی نہیں بدلا ہے۔ اگر قرآن شریف کا کوئی نسخہ ملک چین میں طبع ہؤا ہے تو وہ بجنسہ ویسا ہی ہوگا جیسا کہ مراکش میں چھپا ہؤا ہے۔ اگر آپ قرآن شریف کا ایک نسخہ لے لیں جو آج سے کئی سو برس پہلے طبع ہؤا ہے۔ اور اسے کسی ایسے نسخہ سے ملاویں جو ۱۹۱۴ء میں چھپا ہے۔ تو آپ کو ہرگز کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملیگی۔ کہ جہیں اسکی صورت تبدیل ہوئی ہو جیسا کہ پرانی کتابوں کا قاعدہ ہے۔ کہ مرور ایام سے ان کی شکل میں کچھ نہ کچھ تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ زمانہ اور مقام کا قرآن کریم پر کوئی تسلط نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس سے کہیں بالاتر ہے۔ تمام روے زمین کے مسلمان قرآن کریم کی نہایت تعظیم اور تکریم کرتے ہیں۔ اور اسکی خصوصیت اسبات سے ثابت ہوگئی ہے کہ اسمیں کسی قسم کا تناقض نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم کے پانچویں پارہ کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے۔ افلا یتدبرون القرآن .... کثیرا۔ ترجمہ۔ پس کیا نہیں تدبر کرتے قرآن میں۔ اور اگر ہوتا یہ اللہ کے غیر کے ہاتھ سے تو پاتے اسمیں اختلاف بہت +

سوم یہ کہ قرآن شریف عربی زبان میں ہے۔ اسلئے اللہ تعالےٰ تمام دنیا کے منکرین کو مقابلہ کیلئے بلاتا ہے کہ تم بھی اس قسم کی ایک کتاب لاؤ۔ اگر مکمل نہیں تو ایک پارہ ہی سہی۔ اور اگر ایک پارہ بھی نہ ہوسکے۔ تو صرف ایک ہی سورہ بناؤ۔ لیکن اس قدر زمانہ گذر گیا۔ عرب کے کسی عالم فاضل کو یہ جرات نہیں ہوئی۔ کہ اپنی طاقت اور قابلیت کا ثبوت دے سکے۔ جب قرآن کریم کا نزول حضرت نبی کریم صلعم پر ہؤا تو وہ ایسا زمانہ تھا کہ عرب میں شاعری کا بڑا چرچا تھا۔ سالانہ میلے ہؤا کرتے تھے جنمیں عرب کے مشہور و معروف شعرا شریک ہو کر اپنے کلام لوگوں کو سناکر ان کے جوش و خروش کو برانگیختہ کرتے تھے۔ لیکن جب قرآن کریم کا ایک حصہ کعبہ میں اس وقت کے دستور کے مطابق لٹکا دیا گیا

۱۱ - جناب سید عظمت اللہ صاحب
۱۲ - " ایم عبد اللہ صاحب
۱۳ - " مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب
۱۴ - " مسلم سٹاف فتح پور سٹل آفس
۱۵ - " فرید الدین صاحب
۱۶ - " عبد الکریم صاحب
۱۷ - " مکرم امیر صاحب میاں محمد خان صاحب
۱۸ - " سید محبوب علی صاحب
۱۹ - جناب ایم عبد اللہ شریف صاحب
۲۰ - " شیخ عبد الغنی صاحب
۲۱ - " والدہ صاحبہ خلیل احمد صاحب
۲۲ - " فاطمہ بی بی صاحبہ
۲۳ - " صاحبزادہ محمد عبد الواحد خاں صاحب
۲۴ - " نواب برج الدین خاں
۲۵ - " محمد امیر حسن صاحب
۲۶ - انجمن حمایت اشاعت اسلام لاہور

ذیل کی کتب کی خریداری سے بھی جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے امداد مشن ہو سکتی ہے لیکن مستقل ماہوار امداد مشن سے خواہ کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اس سے مشن کو بہت مالی مدد پہنچ سکتی ہے۔
(۱) راز حیات یا انجیل عمل (۲) توحید فی الاسلام (۳) ضرورت الہام (۴) حکایات ملیہ (۵) صلائے نصرت بہ اہل ہمت
خادم قوم و ملت - سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور

قرآن کریم کے تین مسلم الثبوت معجزے

قرآن کریم کی تلاوت کے واسطے متلاشیان حق سے اپیل

(از قلم شیخ فیروز الدین صاحب مراد ایم - ایس - سی پروفیسر علیگڈھ کالج)

قرآن شریف بذات خود ایک معجزہ ہے - یہ کتاب تمام زمانے اور مختلف خیالات کے لوگوں کے لئے یکساں صحیفہ ہے - یہ کتاب ایک عقلمند ایک جاہل ایک سائنسدان ایک معمولی مذہبی انسان - ایک ضعیف العمر اور ایک نوجوان کیلئے مشعل راہ ہے - قرآن پاک کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم اسکی فصاحت و بلاغت - اس کے زرین خیالات - خدا تعالے کی وحدانیت کے رفیع الشان اور مؤثر ثبوت - اس کا ناقابل رد انداز بیان - لاثانی و دلفریب خوبیاں - مضامین کی وسعت - یہ سب ایسی باتیں ہیں جو متلاشی حق کیلئے علیحدہ علیحدہ معجزے ہیں - ایکطرف قرآن پاک کے سادہ اور

[illegible]

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کی مستقل امداد کیلئے مسلمانانِ ہند سے اپیل

ولتکن منکم اُمّۃٌ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون (ترجمہ) اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے۔ جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں۔ اور اچھے کام (کرنے) کو کہیں۔ اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ اور (آخر میں) ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچینگے +

برادرانِ اسلام - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ -
آپ اشاعت اسلام کے اس مہتم بالشان کام سے کما حقہٗ آگاہ ہیں۔ جو گذشتہ دس سال سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کے زیر اہتمام مسلم مشن ووکنگ انگلستان کے ذریعہ یورپ میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپ کی توجہ سے بہت سی سعید روحیں اسوقت تک حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکی ہیں۔ یورپ میں یہ مشن بفضلہ تعالیٰ مستقل طور پر قائم ہو چکا ہے اس جگہ ہمیں اس مقدس کام کی اہمیت جتانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ وہ کام ہے جس کیلئے رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم دنیا میں مبعوث ہوئے۔ اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پاک خدمت کی سرانجام دہی میں اپنی جانیں تک قربان کر دینے میں دریغ نہ کیا۔ اسلئے مسلم کا فرض اولین ہے کہ اس کام میں عملی طور پر حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کرے۔ اور اس طرح سے حضرت نبی کریم صلعم کے نقشِ قدم پر چلے +

آج تک مشن مذکورہ کے اخراجاتِ عظیم کے کفیل بہت حد تک چند متمول تاجر پیشہ مسلم اصحاب تھے۔ جو ماہواری و سالانہ مستقل امداد مشن فرماتے تھے۔ گذشتہ چند سالوں میں انہوں نے تجارت میں کثرت سے نقصان اُٹھائے۔ جس کی وجہ سے وہ اب تباہ حال ہو کر مستقل امداد دینے سے قاصر ہیں۔ انکی اس طرح کی علیحدگی سے مشن کی مالی حالت اطمینان بخش نہیں۔ ان مالی تکالیف نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم ناظرین رسالہ کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی تحریک کریں تا کہ اس کمی امداد کی کچھ تلافی ہو سکے۔ اسلئے ہماری بصد عجز گذارش ہے۔ کہ آپ اس مقدس کام کیطرف اس آڑے وقت میں للہ توجہ فرمائیں۔ اور کچھ مستقل امداد مشن فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

کیا تکبر بُری چیز نہیں ہے حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جس کسی کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر اور غرور ہے۔ وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ پس اس دشمن پر غلبہ پانے کا کیا علاج ہے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی اس کا کافی وشافی علاج ہے مسلمان نماز کے ذریعہ سے خاکساری اور بردباری سیکھتا ہے۔ کیونکہ اپنی نماز میں وہ اپنے مالک حقیقی کے سامنے اسکی اعلیٰ وارفع شان کو مدنظر رکھ کر اپنی جبین نیاز کو رگڑتا ہے۔ سجود کے وقت اس کا طرز عمل یعنی پیشانی کا زمین میں لگنا نہایت انکساری بُردباری اور خاکساری کا نشان ہے +

نماز میں جملہ مخلوق کی عبادت کا شمول

مسلم کی عبادت کیا ہی اچھی اور احسن ہے جو اپنی نماز میں تمام مخلوق کی عبادت کو شامل کر لیتا ہے۔ جس وقت مسلم نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو اسکی مشابہت درختوں سے ہوتی ہے۔ جب رکوع میں جاتا ہے تو چوپاؤں سے تشبیہ ہوتی اور جب سجدہ کرتا ہے تو رینگنے والے جانوروں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اور تحیات کرتا ہے تو پہاڑوں کی مانند ہو جاتا ہے پس یہ طریقہ عبادت کیا ہی رفیع الشان ہے جسمیں تمام مخلوق کی عبادت کا طریقہ شامل ہو جاتا ہے +

پابندی اوقات کا سبق

ایک مسلم جو نماز میں چست اور وقت پر ادا کرتا ہے۔ وہ پابندی اوقات کا سبق سیکھتا ہے۔ کیونکہ اُسے وقت معینہ پر نماز ادا کرنی پڑتی ہے۔ وہ شخص کیا ہی خوش نصیب ہے جو نماز کے اس سبق کو دُنیا کے دوسرے کاموں میں بھی دوہراتا ہے +

(از قلم عبد العزیز کولمبو)

رازحیات یا انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

عملی زندگی کا فوٹو۔ عمل پیدا کرنیوالی کتاب۔ ایا ہج انسان میں محنت و مشقت کی روح پیدا کرکے اسے فارغ البال اور آسودہ حال بنا دینے الی کتاب مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے حجم ۲۸۴ صفحات قیمت فی جلد عہ

مینیجر مسلم بُک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

ہمارے اخلاق پر صحبت بد کا جو اثر پڑ جاتا ہے اسے ہر شخص جانتا ہے۔ اور ایسے بزرگ جنکی نیک صحبت ہمارے اخلاق کو درست کرتی ہی معدودے چند ہیں لیکن وہ انسان جو ہمیشہ نماز ادا کرتا ہے۔ وہ گویا اللہ تعالٰی کے صحبت سے بار آور اور مستفیض ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ نماز کے وقت مسلمان کو یہ خیال کرنا چاہئیے کہ اللہ تعالٰی اس وقت حاضر اور ناظر ہے۔ اور دل میں یہ سوچنا چاہئیے۔ کہ اس مالک حقیقی کی مقدس و مطہر نگاہ اسکی طرف ہے۔ کیا یہ نکتۂ معرفت ہمارے دل پر اثر نہ کریگا۔ اور ہمارے جسم کے رونگٹے کو کھڑا نہ کر دیگا۔ فی الحقیقت یہ پاک اور مقدس وابستگی ہمارے اعمال اور چلن کو سدھار دیگی حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ اذان کی آواز سُنتے تھے۔ تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر زرد ہو جاتا تھا حضور پُرنور حضرت نبی کریم صلعم جب نماز ادا کرتے تھے تو بسا اوقات حضور کے چہرۂ مبارک پر آنسو کے قطرے بہتے تھے +

نماز یکجہتی اور اتفاق کی کڑی ہے

مُسلم یکجہتی کی کڑی کیا ہی ارفع اور اعلےٰ ہے۔ اور اس کا اظہار اس طرح سے ہوتا ہے۔ کہ لکھوکھا انسان ایک مرکزی نقطہ کی طرف کس خوبی سے رجوع ہو جاتے ہیں۔ کیا اِس مرکزی نقطہ کی طرف متوجہ ہونے سے ان کے دلوں میں محبت اور اتفاق کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ اگر اس صفحۂ ہستی پہ کوئی ایسی قوم ہے جسمیں اتفاق اور یکدلی کی سب سے زیادہ قوت ہے تو وہ مسلم قوم ہے۔ مسلمان واحد لاشریک خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ ایک نبی کی پیروی کرتے ہیں ایک ہی کتاب کو پڑھتے اور اس کے اصول پر عمل پیرا ہیں۔ اور اکثر ایک ہی مرکز کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ یعنی کعبہ مسلم اپنی عبادت یعنی نماز ایک ہی زبان میں ادا کرتے ہیں +

تکبر کا عملی علاج

مان لیا ہے۔ اور انکے ذہن میں یہ بات نہیں آتی ہے کہ کس طرح سے خدا اس دنیا میں
نازل ہوا۔ اور اس نے انسانی جامہ پہن لیا +

سویڈنبرگ کی تحریروں میں کئی جگہ مسلمانوں کا تذکرہ آیا ہے۔ اور سویڈنبرگ صاف
طور سے لکھتا ہے کہ جو لوگ راستباز ہیں اور سچے طور سے خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں
وہ ابن اللہ ہیں خواہ وہ کسی مذہب میں پیدا ہوں صرف نیکی اور سچائی اصل
چیز ہے +

ان صداقتوں کو مان کر انسان ایک دوسرے کے قریب کھنچتے جائینگے۔
دیرینہ دشمنی اور حماقت آمیز فساد کا قلع قمع ہو جائیگا۔ اور بجائے اسکے کہ جملہ
انسان اس عبث کوشش میں اپنی زندگی برباد کریں۔ کہ ایک مذہب کے آدمی کو
دوسرے مذہب کی تلقین کی جائے وہ اپنی پاکیزہ بے ریا اور سچی اخوت کی زندگی
سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرینگے۔ کہ خدا تعالیٰ یعنے واحد اور لاشریک خدا اُن
تمام کا باپ ہے۔ جو اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا محافظ اور رہنما ہے
جو اس کی خدمت بجالاتے ہیں +

ایک مُسلم کی نماز

نماز کی غرض و نہایت

اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنا۔ نفسانی خواہشات سے اجتناب و پرہیز کرنا۔ اس
قادر مطلق کے حضور جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے ہمیشہ حاضر ہو کر نیکی اور تقوے
حاصل کرنا یہی اسلامی نماز کی غرض و نہایت ہے۔ جو شخص اس تاثیر ہی سے مصئون و
مامون ہو گیا وہ اس دنیا میں جو صدہا قسم کے پھندوں اور خندقوں سے معمور ہے
بلا خوف و خطر زندگی بسر کر سکتا ہے +

اللہ تعالیٰ کی نظر کے سامنے ہونا

جس کا آپ نے اعلان کیا یعنی لا الٰہ الا اللہ یہ تمام سچے مذاہب کی بنیاد ہے عیسائیت
کا دُنیا کے مقدس مذاہب میں پھر شمار ہو سکتا ہے۔ اگر عیسائیت تثلیث کا کفریہ
عقیدہ چھوڑ کر اس صداقت عظیمہ کو قبول کرے +

سویڈنبرگ نے جس صداقت کا اعلان کیا ہے۔ اس میں سے یہ ایک
خاص صداقت ہے چنانچہ مسلمانوں کی نسبت وہ اپنی کتاب ڈیوائن پراویڈنس

Divine Providence

نمبر ۲۵۵ میں تحریر کرتا ہے (یہ کتاب ہر ایک مسلمان کو مطالعہ کرنا چاہیئے)
یہ مذہب زیادہ بادشاہتوں میں قبول کیا جاتا ہے۔ بہ نسبت عیسائی مذہب کے جو اُن
لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے۔ جو ہستی باریتعالیٰ کا خیال کرتے ہیں
اور ساتھ ہی یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ کوئی نجات یافتہ نہیں ہو سکتا ہے تاوقتیکہ
وہ پیدائشی عیسائی نہ ہو۔ اور ایسے ملک میں ہے جہاں اس کلمہ پر پورا عمل کیا جاوے
جس لفظ سے کہ جناب مسیح کو یاد کیا جاتا ہے لیکن مذہب اسلام ان لوگوں کیلئے
باعث ناموسی نہیں ہو سکتا جو خدائی تصرفات کے قائل ہیں۔ اور یہ جانتے
ہیں۔ کہ تمام چیزیں اسی کی ذات سے وابستہ ہیں۔ یہ دریافت کرتے ہیں کہ
یہ خدائی تصرفات کس طرح ملتے ہیں۔ اور پھر انہیں پالیتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مذہب اسلام میں حضرت مسیح کو خدا کا ایک بیٹا تصور کیا گیا ہے جو تمام دانا انسانوں
میں سے ایک انسان ہیں۔ اور بڑے انبیاء میں سے ایک نبی ہیں جو اس دُنیا میں
لوگوں کو تعلیم دینے کیلئے مبعوث ہوئے۔ دیگر الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے۔ کہ
اس مذہب کو خدا تعالیٰ نے اسلئے بنایا۔ کہ اسکے ذریعہ سے دیگر قوموں کی بُت پرستی
مٹ جائے۔ بت پرستی کا بیان علیحدہ کیا جائیگا۔ کیونکہ بت پرستی کی ابتدا اور اسکے
آغاز پر کچھ روشنی ڈالی جائیگی +

سویڈنبرگ پھر لکھتا ہے کہ اسکی وجہ ہے کہ مسلمان جناب مسیح کو زمین و آسمان کا
معبود نہیں مانتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مشرقی قوموں نے خدا تعالےٰ کو خالق کون و مکان

جب لوگ ایکدوسرے کو اچھی طرح جاننے لگینگے۔ اور بجائے نقص اور کمزوری ڈھونڈھنے کے ان کی نظر حسن ظاہری اور باطنی سچی شرافت۔ برادرانہ خلوص اور سادہ ایماندار دلی مردانگی کی متلاشی ہوگی۔ یہ اوصاف نہایت کثرت کے ساتھ ہر موقع اور محل پر پائے جاتے ہیں بشرطیکہ ہم اُن کو تمیز کر سکیں۔ اور اسکی مثال بجنسبہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس فرش خاکی پر انواع و اقسام کے پھول اور پھل بوٹے بیحساب پائے جاتے ہیں یعنی جنہیں گل بہار و دیگر معطر خوشبودار پھول سے لیکر بڑے بڑے پھول شامل ہیں جن کی مشرقی شان و شوکت ہمکو حیرت و استعجاب میں ڈال دیتی ہے ✣

الغرض ان چیزوں کا حضرت محمد صلعم اور سویڈنبرگ سے کیا تعلق ہے۔ یہ تعلق ہے کہ ہر دو صاحب اپنے زمانے کے نہایت عظیم الشان انسان گذرے ہیں جن کو بعضوں نے قبول نہیں کیا۔ اور بہتیروں نے خدا کا سچا رسول مان لیا۔ انہوں نے اپنی قوم کے ہاتھ میں صحیفے دیئے جن میں لوگوں کے لئے پیغام درج ہیں ✣

حضرت محمد صلعم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جب عیسائیت پھول کی طرح توڑی جا کر بت پرستی کے مندر کو زیب و زینت دے رہی تھی۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں تھا کہ قومیں بت پرستی کے سمندر میں غرقاب ہوگئی تھی۔ بلکہ عیسائیت بھی شرک اور بت پرستی میں ایسی ملوث ہوگئی تھی کہ اُسے ایک نیا طریق مذہب بنا لیا یعنی خدا تعالیٰ کے وحدانیت کے اقرار کا کلمہ ایک غلط و بے بنیاد قول میں مل گیا یعنی خدا کی تثلیث کا عقیدہ بن گیا۔ با دیگر الفاظ میں یہ ہے۔ کہ تین خدا بن گئے۔ تثلیث کا مسئلہ ہے مشرکانہ اور بت پرستی کا مسئلہ ہے جتنا کہ کسی کفرستان کی دیوی کا۔ سویڈنبرگ جو سترھویں صدی میں گذرا ہے بیان کرتا ہے کہ محمد صلعم خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے۔ اور آپ کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ آپ بہت سی قوموں کی بت پرستی مٹادیں ✣

آپ نے لا الٰہ الا اللہ کہکر تمام بت پرستی مٹادی۔ اور اپنے پیروؤں میں مہمان نوازی برادرانہ محبت اور پرہیزگاری اور تقویٰ کی روح پھونکدی۔ سب سے عظیم الشان صداقت

[illegible]

[illegible]

خداوندی سے محروم ہے - اپنے پاس سے دُور کر دیتا ہے - یعنے وہ ہر ایک شے
جو معدہ یا جسم کے اعضا زندگی سے پیدا ہوتی ہے - وہ دل کو صرف خدا کیلئے
مخصوص کر دیتا ہے - اور آخری حصّہ کلمہ پڑھتے ہوئے وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے
دل کو تمام پریشان کرنیوالی باتوں سے صاف کرنے کے لئے صوفی آنکھیں بند کرکے بلند آواز
کلمہ پڑھتا ہے - اسکو ذکر جہر کہتے ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ کان الفاظ
کی طرف متوجہ ہوکر پراگندہ کرنے والے خیالات کا خیال نہ کریں +

بعض بیوقوف یورپین سیاح اس قسم کے صوفی کو غل مچانیوالا درویش کہتے
ہیں - جبوقت مبتدی اس طرح پر اتنا دل خدا کی طرف راغب کرنے کا عادی
ہوتا ہے - تو وہ پھر اسکو ذکر خفی یا خموش تخیل سکھایا جاتا ہے - یہ بڑا وسیع
مضمون ہے - اور اسکے لئے دفتر درکار ہے - اصل مدعا اور مقصد یہ ہے کہ دل کو
خدا سے معمور کر لیا جاے یعنے مختلف صفات خدا میں دل محو ہو جائے - اور کسی اور
بات کے لئے دل میں جگہ نہ رہے - یہ تخیل روزانہ افعال و الفاظ میں شامل
ہونا چاہئے +

کچھ عرصہ کے بعد جب مُبتدی کا دل تخیل کا عادی ہو جاتا ہے تو اسکو سکھایا
جاتا ہے - کہ خدا کے ایک نام کو منتخب کرے - اور اس خاص نام کو وہ تعریف خدا
اپنے دل میں قرار دیتا ہے - اور جب وقت انکار وہ لا الٰہ کہتا ہے تو اس کا
رُوئے سخن اس خاص نام کے علاوہ ہر ایک دیگر شے کی طرف ہوتا ہے - مثلاً
اگر کسی شخص کو کسی خاص چیز کی ضرورت ہے جو اللہ کے ناموں میں سے کسی ایک
نام کے حلقہ میں آتی ہے تو اس کا تخیل حسب ذیل ہو گا - وہ اس خاص نام کو صفت
خدا سمجھ کر دل میں جگہ دیگا - اور ہر ایک شے کو جو اسکی ضد ہے تسلیم نہ کریگا مثال
کے طور پر الشفیعہ کے معنے ہیں تندرستی دینے والا اور ہر ایک شے جو بشکل بیماری
ہے اس نام کے مخالف ہے - لا الٰہ کہکر وہ نہ صرف بیماری سے انکار کریگا - اور
خدا کو تندرستی دینے والی کی شکل میں تسلیم کریگا - بلکہ یہ بھی سمجھ لیگا - کہ خدا شافی مطلق

اسلامی ضابطۂ اعتقاد اسی اصول پر مبنی ہے۔ اور جس زندگی کی ہدایت قرآن شریف ہر مسلمان کیلئے کرتا ہے۔ اسی طرز پر نقش بند ہے۔ وہ ضابطۂ عمل یہ ہے

لا الٰہ الا اللہ

سوائے خدا کے اور کوئی مطابعت اور عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اسکے دو حصص میں ایک میں مسلمان کسی شے کا انکار کرتا ہے اور دوسرے میں تسلیم کرتا ہے۔ جیسا کہ میں نے جتایا ہے اللہ ہر ایک نیکی کا منبع اور ماخذ ہے۔ اسلئے اسکے علاوہ ہر ایک شے بدی ہے۔ اس ضابطۂ عمل کا دوہرانا گویا نیکی کا اقرار اور بدی کا انکار ہے +

اسلامی تصوف کی کوئی سی کتاب کھول کر دیکھو اور پہلا سبق مبتدی کے لئے اثبات اور نفی کا ہے یعنے تسلیم و انکار کا۔ صوفی اپنی روزانہ نماز کے علاوہ گوشۂ تنہائی میں رات کے وقت بیٹھ کر کلمہ پڑھتا ہے اور اسبات کے محسوس کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ روح خدا اسکے گرد محیط ہے اور سوائے خدا کے اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ ہر ایک شے خدا کی رضا پر کاربند ہے۔ اور ہر ایک وہ شے ہی جو اسکی رضا کے خلاف معلوم ہوتی ہے وہ شعبدہ ہے اور نیکی کی تخریب یا غلط استعمال ہے۔

یہ بھی یاد رہے۔ کہ چند الفاظ کا اپنے خیالات کے ساتھ دوہرانا ہمارے خیالات کو جوش دلانا ہے۔ تم تخیل میں غرق رہو۔ لیکن جب تک تم منہ سے کچھ نہ کہو تو یکسوئی نہ ہوگی نہ محویت ہوگی۔ کلمہ پڑھتے وقت صوفی کو چاہئے کہ ایک خط مستقیم کا تصور باندھے جو اسکی ناف سے شروع ہو کر اسکے دماغ کو جاتا ہے۔ اور دائیں کان سے نکل کر اور پھیپھڑوں کے گرد ہو کر براہ راست دل کے مرکز میں داخل ہوتا ہے۔ دل صوفیائے کرام کے نزدیک محبت خدا کا دار الخلافہ ہے۔ اور خدا کا خیمہ و تخت ہے۔ اور معدہ بڑا وہوس کی جائے رہائش ہے جو ہر ایک بدی کی بنیاد ہے۔ معدہ حیوانی خواص کا مختار ہے لیکن یہ دل خدائی انسان میں پیدا کرتا ہے۔ صوفی کلمہ پڑھ کر ہر ایک شے کو جو صفات

(۹۵) الازلی ہمیشہ رہنے والا (۹۶) الباقی باقی رہنے والا جو کبھی فنا نہ ہوگا (۹۷) الوارث فنا ہو جانے کے
بعد باقی رہنے والا (۹۸) الرشید۔ رشد والا (۹۹) الصبور۔ بڑا صبر کرنے والا + علاوہ
ان ننانوے ناموں کے اسلامی ماہران الٰہیات نے کئی اور نام اس تفصیل خدا
سے خود قرآن میں وضع کرلئے ہیں۔ مثلاً المحیط جو سب پر طاری ہے اور جو اپنے حلقہ میں
سب کچھ لے آتا ہے۔ الشفی جو تندرستی بخشتا ہے عارضہ دور کرتا ہے۔ الجمیل
جو بہت خوبصورت ہے وغیرہ وغیرہ +

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ عقل انسانی نے جو کچھ قابل خوبی قابل تعریف اور
عظیم الشان سمجھا ہے اسے ان ناموں کے حلقہ میں محدود کرلیا ہے۔ صداقت
اور نیکی کی تمام اشکال صفات خداوندی کے سائے ہیں۔ تمام قوانین جو انسانی
روش کے ناظم ہیں۔ تاکہ سوسائٹی کا قیام اور نظام درست رہے ان پر مبنی
ہیں۔ جو کچھ بھی ہمیں مطلوب ہے۔ وہ ان میں آگیا ہے۔ ان ناموں کا
معارضہ بدی ہے۔ تمام طاقتیں قدرت کی جنکو سائنس سے معلوم کیا ہے صرف
ان خاصیتوں کا عمل ہے ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے کہ اس مضمون پر زیادہ بحث
کریں۔ اتنا کہدینا کافی ہے۔ کہ تمام دنیا کا نظام جسمیں انسانی اعمال اور افعال۔
خیالات شامل ہیں بشرطیکہ وہ مناسب طرز پر ہی انہیں ناموں کا ظہور ہیں +
بہتر زندگی کا بسر کرنا یہ ہے کہ ان صفات خداوندی کے پابند رہیں خواہ
زندگی جسمانی۔ دماغی یا روحانی ہو۔

اگر قوانین قدرت وہی ہیں جیسا کہ میں انہیں سمجھتا ہوں یعنے ان ناموں
یا صفات کا عمل تو ان قوانین کی مطابعت خدا تعالیٰ کی مطابعت ہے۔ حد درجے کے
ساتھ ہم نوا ہونا خدا کے ساتھ ہم نوا ہونا ہے +

ہر ایک حسین اور عظیم الشان شئے کا حاصل کرنا یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال
وافعال کے ذریعہ ان مقدس ناموں کی ضروریات اور مدعا کی پیروی کریں
اور عملاً اسکی تردید کریں جو ان کے مخالف یا برخلاف ہے +

(۴۶) الرقیب۔ نگہبان۔ نگراں (۴۷) المجیب۔ دعا قبول کرنیوالا ہر شے و عا میں سننے والا
(۴۸) الواسع۔ وسیع المعلومات۔ فراخی اور سہولتیں دینے والا (۴۹) الودود۔ دوست
رکھنے والا۔ محبت کرنیوالا (۵۰) الحکیم۔ حقائق اشیاء کا عالم (۵۱) المجید۔ بزرگی والا
(۵۲) الباعث۔ مردوں کو مرنے کے بعد اٹھانیوالا۔ سوتوں کو جگانیوالا (۵۳) الشہید
گواہ (۵۴) الحق۔ سچائی اور صداقت کا سرچشمہ (۵۵) الوکیل۔ کارساز۔ تمام
تصرف جسکے ہاتھ ہو (۵۶) القوی۔ توانا (۵۷) المتین۔ استوار (۵۸) الولی۔ محب۔
مددگار و سرپرست (۵۹) الحمید۔ ہر قسم کی حمد و ثنا کا سزاوار (۶۰) المحصی۔ ہر چیز
کو احاطہ علم میں کرنیوالا (۶۱) المبدئ۔ ابتداءً پیدا کرنیوالا (۶۲) المعید۔ دوبارہ
پیدا کرنیوالا (۶۳) المحیی۔ مخلوق کو زندگی عطا کرنیوالا (۶۴) الممیت۔ مارنے والا
(۶۵) الحی۔ خود زندہ اور دوسروں کی زندگی کا باعث (۶۶) القیوم۔ خود قائم اور
دوسروں کے قیام کا حقیقی ذریعہ (۶۷) الواجد۔ مقصد پر کامیاب ہونیوالا اور کرنیوالا۔
(۶۸) الواحد۔ تنہا۔ یگانہ یکتا (۶۹) الاحد۔ اپنی صفتوں میں یکتا۔
(۷۰) الصمد۔ بے نیاز۔ انسان کے مقاصد کا اصل مرجع (۷۱) القادر۔ قدرت والا
(۷۲) المقتدر۔ صاحب قدرت (۷۳) المقدم۔ اپنے دوستوں کو بارگاہ عزت کی طرف
بڑھانیوالا (۷۴) المؤخر۔ سب سے آخر ہونیوالا (۷۵) الاول۔ وہ پہلا (۷۶) الآخر۔ وہ آخری
(۷۷) الظاہر۔ ہر چیز سے اوپر اور غالب وہی ہے۔ اس سے اوپر کوئی شے غالب نہیں۔
(۷۸) الباطن۔ وہی پوشیدہ ہے سوائے اسکے کوئی چیز نہیں (۷۹) الوالی۔ تمام امور
کا متولی اور سب کا مالک (۸۰) البر۔ اپنے لطف سے بندوں کے ساتھ نیکی کرنیوالا۔
(۸۱) المتعالی۔ سب سے اوپر (۸۲) التواب۔ گنہگاروں کی توبہ قبول کرنیوالا (۸۳) الرؤف
بہت شفقت کرنیوالا (۸۴) مالک الملک۔ ملک کا مالک (۸۵) ذوالجلال والاکرام
بزرگی و عزت والا (۸۶) المقسط۔ عادل و منصف (۸۷) الجامع۔ تمام مخلوقات کو جمع کرنیوالا
یا تمام کمالات کا جامع (۸۸) الغنی۔ ہر قسم کی ضرورتوں کا متکفل اور خود بے پروا (۸۹) المغنی
لوگوں کو مالدار کرنیوالا (۹۰) المعطی۔ عطا کرنیوالا (۹۱) المانع۔ اپنے دوستوں سے تکالیف روکنیوالا (۹۲)
النافع۔ نفع و خیر کا پیدا کرنیوالا (۹۳) الضار۔ انسان کے فعل شنیعہ پر نقصان پہنچانیوالا۔ نتیجۃً
ضرر پہنچانیوالا (۹۴) النور۔ روشنی کا منبع اسم نور۔

ذیل میں آپکو ان مقدس ناموں کا جسطرح وہ قران میں آئے ہیں اردو ترجمہ ملیگا۔ ان عربی
الفاظ کا جو معانی سے مالامال ہیں صحیح اردو یا انگریزی ترجمہ کرنا دقت سے خالی نہیں ہے
(۱) ھو۔ وہ (۲) الرب۔ خالق مخلوقات کی پرورش کرنیوالا۔ اور اسکی تدریجاً تکمیل
کرنیوالا (۳) الرحمن۔ بلا مبادلہ فضل کرنیوالا (۴) الرحیم۔ نیک اعمال کو ضائع نہ کرنیوالا۔
ان پر ثمرات حسنہ مترتب کرنیوالا۔ بار بار رحم کرنیوالا (۵) المالک اپنی سلطنت میں تصرف کرنیوالا
(۶) الملک۔ پورا مالک اشیاء کی خلق و بقا پر (۷) القدوس۔ تمام ان اسباب عیوب
سے پاک جنکو حس دریافت کرسکے۔ یا خیال تصور کرے (۸) السلام۔ تمام سلامتی کا سرچشمہ
امن بخشنے والا۔ تمام نقائص سے پاک (۹) المومن۔ ہر قسم کے دکھوں و مصیبتوں سے امن بخشنے والا
(۱۰) المھیمن۔ سب کے اعمال کا محافظ اور واقف (۱۱) العزیز۔ سب پر غالب۔ ذرہ ذرہ پر متصرف
(۱۲) الجبار۔ سنوارنیوالا۔ بڑا دباؤ والا۔ ہمارے بگاڑوں پر صلاح کے سامان پیدا کرنیوالا (۱۳) المتکبر
کمال عظمت و بزرگی کا مالک اور مستحق (۱۴) الخالق۔ پیدا کرنیوالا (۱۵) الباری بنانیوالا اور سانچے
میں ڈھالنے والا (۱۶) المصور۔ صورتیں بنانیوالا (۱۷) الغفار۔ بہت بخشنے والا۔ ڈھانکنے والا۔
(۱۸) القھار۔ زبردست غلبہ رکھنے والا۔ حکمران (۱۹) الوھاب۔ بڑا عطا کرنیوالا (۲۰) الرزاق روزی
پہنچانیوالا (۲۱) الفتاح۔ مشکلکشا (۲۲) العلیم۔ بہت جاننے والا (۲۳) القابض لوگوں کے صدقات
کا لینے والا۔ بڑا سیدھا کرنیوالا (۲۴) الباسط۔ بڑھانیوالا۔ فراخی دینے والا (۲۵) الحفیظ نگہبان
(۲۶) الرافع۔ درجات بلند کرنیوالا (۲۷) المعز۔ عزت دینے والا (۲۸) المذل ذلیل کرنیوالا۔
(۲۹) السمیع ہمیشہ سننے والا (۳۰) البصیر۔ بہت دیکھنے والا۔ بینا (۳۱) الحکم۔ مخلوقات کا
حاکم صحیح صحیح فیصلہ کرنیوالا (۳۲) العادل۔ انصاف کرنیوالا (۳۳) اللطیف۔ باریک دان
(۳۴) الخبیر۔ ہر چیز سے آگاہ (۳۵) الحلیم۔ بردبار۔ نرم۔ درگذر کرنیوالا (۳۶) العظیم۔ بڑا
بزرگ عظمت والا (۳۷) الغفور۔ بہت بخشنے والا۔ ڈھانپنے والا (۳۸) الشکور۔ قدردان
(۳۹) العلی۔ بہت علو والا (۴۰) الکبیر۔ بزرگتر (۴۱) الحفیظ۔ نقصان سے بچانیوالا
(۴۲) المقیت۔ مخلوقات کو روزی پہنچانیوالا (۴۳) الحسیب۔ حساب لینے والا
(۴۴) الجلیل۔ بزرگ قہری نشان ظاہر کرنیوالا (۴۵) الکریم ہمیشہ بخشش کرنے والا

جائز حقوق کو پامال نہ کرے یہی سچی حب وطن ہے۔ جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے "حب الوطن من الایمان" وطن کی محبت ایمان میں سے ہے +

عیسائی سائنس دان

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام)

نیکی اور بدی کا سوال اور زیادہ خصوصیت سے آخر الذکر کا مبتدا ایک بڑا گورکھ دھندا ہے اور اس مضمون کی غلط فہمی انسانی خصلت پر تباہی خیز اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی +

حضرت آدم کی گناہگاری کی داستان اور یہ نظریہ انسان کی فطرت میں تخم بدی ہے۔ اور اسی طرح یہ نظریہ کہ خدا نیکی کا اور خدا بدی کا ہے جس کا سبق ہمیں زرتشت نے دیا نہ صرف ہمارے خالق کیلئے باعث الزام ہے بلکہ اس سے انسانی ذمہ واری کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور انسان بیچارہ خاموش اور اپنی مرضی کے خلاف ایک کل کی طرح جو خود بخود چلتی ہے بدی کا آلہ بن جاتا ہے +

قرآن شریف نے اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے۔ یہیں لکھا ہے۔ خدا تمام نیکیوں کا منبع ہے اور اشیاء کا غلط اور ناجائز استعمال بدی پیدا کرتا ہے +

افیون اور سنکھیا اگر ان مقاصد کے لئے استعمال کئے جائیں جنکے لئے خدا نے ان کو پیدا کیا ہے تو وہ برکتیں ہیں لیکن ان کا غلط استعمال انہیں لعنت بنا دیتا ہے خدا کی صفات۔۔ کو مادی حالت میں لانے سے دنیا کی تمام اشیاء پیدا ہوئی ہیں جیسا کہ میں اپنے ایک مضمون میں لکھ چکا ہوں میں یہی عرض کر چکا ہوں کہ نیکی کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ہم کام ان صفات کی ضروریات کے بموجب کریں جو ان کے مدعا کے خلاف کیا جاویگا وہ بدی ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں:

اللہ کے بہترین نام ہیں۔ پس اسے یاد کرو۔ اور ان سے پرہیز کرو۔ جو اس کے ناموں کا تقدس [illegible] کو خراب کرتے ہیں۔ [illegible] ان کے اپنے افعال کا جزا ملیگی +

جیسا عالمگیر محبت الانسان پیدا ہوا ہے۔ ایسے جذبات کا نمودار ہونا کوئی بہت بڑی بات نہیں ۔

اکثر اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اس کا مذہب ہی ہے جو کچھ ہے اپنے ملک کیلئے وہ کوئی جذبہ نہیں رکھتا۔ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ پہلے مسلمان ہے اور پھر ہندوستانی۔ یہ بھی بدقسمتی سے غلط فہمی ہی پر مبنی ہے۔ یہ نکتہ چینی برمحل اور صحیح سمجھی جاتی۔ اگر اسلام حُبِّ وطن سے عاری ہوتا لیکن اسلام یقیناً ایسا مذہب نہیں حُبِّ وطن آخر کار کیا چیز ہے ؟ اپنے ملک سے محبت کرنا۔ کیا وہ مذہب جو بنی نوع انسان سے محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ملک کی محبت کے احساس سے عاری ہو سکتا ہے ؟ یہ سچ ہے کہ اسلام اپنے دائرہ اثر کے لحاظ سے ایک قومی مذہب نہیں۔ نہ ہی وہ بین الاقوامی مذہب ہے۔ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کے بازو تمام نسل انسانی کو اپنی آغوش میں لینے کیلئے کھلے ہوئے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ مادر وطن کے فرزندوں کے ساتھ وہ سرد مہری کا برتاؤ کرے ؟ نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ جو اس سے زیادہ قریب ہیں۔ ان کی غور و پرداخت کو وہ زیادہ ضروری قرار دیتا ہے اس میں شک نہیں کہ ایک خاص قسم کے جذبۂ حُبِّ وطن سے اسلام کو کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں۔ وہ حُبِّ وطن جس کا خیال مغرب کو ہے۔ یعنے دوسری اقوام کو گرا کر اپنی قوم کا اقتدار قائم کرنا اس قسم کے تمام جذبات حُبِّ وطن سے روکنے میں اسلام کو کوئی عار اور شرم نہیں۔ یہ جھوٹی حُبِّ وطن ہمیشہ عام قتل و غارت اور بربادی کا موجب ہوئی ہے۔ ایک مسلمان کو ایسے ادنےٰ نصب العین کے لئے تربیت نہیں کیا گیا۔ اس کے لئے تمام نسل انسانی بمنزلہ ایک کنبہ کے ہے۔ اور اسلئے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام افراد نسل انسانی کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔ جہانتک ایک مسلمان کو حُبِّ وطن کا تعلق ہے جہانتک اسکے ایثار اور جذبات کا تعلق ہے۔ اسکی مادر وطن کا حق یقیناً اس پر زیادہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم پھر بتا دینا چاہتے ہیں کہ مادر وطن کا حق اس پر اسی حد تک ہے جس حد تک وہ دوسرے

حائل شدہ خلیج کو بھرنے کی ایک ہی سبیل ہو سکتی ہے ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ دوسروں کی
تصویر کے رُخ روشن کو زیادہ تر سامنے لایا جائے اور یقیناً ہر قوم میں تصویر کا
ایک نہ ایک پہلو ضرور روشن ہوتا ہے ۔ جو ایک بڑی قوم کے لئے باعث افتخار
ہو سکتا ہے ۔ اس افسوسناک لاپرواہی کی وجہ زیادہ تر ایک دوسرے کو نہ سمجھنا
ہی ہے ۔ جہانتک اسلام کا تعلق ہے ۔ ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اس کا علم حاصل
کرے ۔ تاکہ اسکی قدر کر سکے ۔ اس بارہ میں ہمارے نزدیک مسلمان بھی بہت بڑے
تغافل کے مرتکب ہوئے ہیں ۔ انہوں نے اپنے ہندو بھائیوں کو اسلام کی اس
تعلیم سے واقف کرنے میں غفلت اختیار کی ہے ۔ جو دوسروں کے ساتھ تعلقات کے
بارہ میں انہیں دیگئی ہے ۔ اسلئے اگر ایک ہندو اسلام کی تعلیم سے واقف
نہیں ۔ اور اسلئے ایک مسلمان کے نقطۂ نگاہ کو قدر کی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتا
تو یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں مسلمانوں نے اگر ہندوؤں کو یہ بتایا ہوتا ۔ کہ
ان کے مذہب نے ان کو پابند بنایا ہے ۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کے انبیاء پر بھی بلا امتیاز و
تفریق اسی طرح ایمان لائیں جس طرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے
ہیں ۔ اگر انہوں نے یہ بتایا ہوتا ۔ کہ قرآن کا حکم ہے ۔ کہ ایک ہندو مندر بھی
جس وقت خطرہ میں ہو ۔ تو ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ اپنی جان کے ساتھ اسکی
حفاظت کرے ۔ اگر انہوں نے یہ یقین دلایا ہوتا ۔ کہ اسلام آزادی مذہب
کا حامی ہے ۔ وہ عالمگیر ابوت خداوندی اور اخوت انسانی اور انسانی کامل مساوات
کا معلم ہے ۔ تو آج ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے بہت ہی نزدیک ہوتے ۔

ہمیں اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی وسعت خیالی جو اسلام نے پیدا کی ہے ۔ اگر
ایک عام ہندو کے علم میں لائی جائے ۔ تو کیا اس کے دل میں اس نوع جذبات محبت
پیدا نہ ہونگے ؟ جواب اس کا صاف ہے ۔ کہ ایسی قوم میں جس کے اندر جناب
بابا نانک علیہ الرحمۃ جیسا وسیع الخیال شخص اور خود اس گئے گذرے زمانہ میں بھی
مہاتما گاندھی

برھمو سماج کو جو چیز دیگر ہندو فرقوں سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ دوسرے بانیان
مذاہب کے متعلق اس کا مسلک ہے۔ تمام بانیان مذاہب کے آگے وہ اپنے سر کو جھکاتی
اور انہیں نسل انسانی کے رہنما سمجھتے ہوئے ان کی عزت کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ یہ خیال
دوسروں کے ساتھ روابط اور تعلقات کو عمدہ بنانے میں قدرتاً بہت بڑا کام دے سکتا ہے
آج ہماری تمدنی زندگی میں زیادہ تلخی جو پائی جاتی ہے تو اسکی وجہ زیادہ تر اسی نقطۂ خیال
ہی کا اختلاف ہے۔ جو ایک دوسرے مذہبی مصلح کو ہماری نظروں میں محبوب بنا دیتا ہے اور
دوسروں کو پسند نہیں کیا جاتا۔ برھمو سماج نے اس تفریق کو مٹا دیا ہے۔ اور
جبتک یہ اپنے اس نصب العین میں عملاً صادق رہیگی نیکی اور راستبازی کیلئے یہ ایک بہت بڑی طاقت کا
کام دیگی۔ اور جوں جوں علمی روشنی پھیلیگی یہ ہندو خیالات کو درست کرنے میں اور زیادہ مفید ثابت ہوگی
اور ہندوستان کو متحدہ خوشحالی مسرت کی بلند منازل پر پہنچانے میں مددگار ثابت ہوگی +

اس جگہ یہ بتا دینا بھی بے محل نہیں۔ کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔
اس کا نام ہی صلح و سلامتی اور رابطۂ محبت و اتحاد کو ظاہر کرتا ہے تعظیم لامر اللہ
اور شفقت علی خلق اللہ اس کا اصل الاصول ہے۔ کیا ہندو قوم کو اس سے بہتر
ہمسایہ کبھی میسر آ سکتا ہے؟ یقیناً دنیا بھر میں نہیں۔ لیکن اس کے لئے اسے
ایک مسلم دل کی بناوٹ کو جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مگر سب سے زیادہ افسوسناک
بات یہ ہے۔ کہ ایک ہی سرزمین کی پیدائش ہو کر وہ ابھی تک ایکدوسرے کیلئے بالکل
اجنبی ہیں۔ ایکدوسرے کے ساتھ گہرے تعلقات رکھتے ہوئے صدیاں گذر گئیں
لیکن ابھی تک ان کے دلوں کے دروازے ایک دوسرے کے لئے بند ہیں۔
ایک متنزل زمانہ کی غالباً یہ خاصیت ہے۔ کہ وہ دوسروں میں نیکی کے اعتراف
سے انکار کر دیتا ہے۔ دوسروں کو ان کے حقوق دینے سے وہ انسان کو روک دیتا ہے
ہندو اور مسلمان اس وقت تک ایکدوسرے کی بہت کچھ عیب چینی کر چکے ہیں۔
دونوں میں سے کسی قوم نے بھی یہ کوشش نہیں کی۔ کہ وہ دوسرے کے جذبات کا
خیال کرے۔ اور اس کے نقطۂ نگاہ کو مدنظر رکھے۔ ان دونوں کے مابین اس

کو قائم کرنے کے لئے جو کہ موجودہ زمانہ کی اشد ضروریات میں سے ہے - اگر زیادہ نہیں تو کچھ تھوڑی سی کوشش ہی کی ہوتی لیکن مایوسی کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے - کہ ہندو مسلم اتحاد کے بارہ میں آریہ سماج کا اثر بالکل ناکارہ ثابت ہوا ہے - اور ہمیں سہارہ میں مسٹر بوس کے ان خیالات کی تائید کرنی پڑتی ہے - کہ قومیت ہند کے جس مفہوم کی اشاعت آریہ سماج نے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر کی ہے - وہ نہایت ہی تنگ نظری پر مبنی ہے - ہندوستان جس میں ہم رہتے ہیں - وہ صرف ہندو قوم ہی کا مسکن نہیں - اور اسلئے قومیت ہند سے قطعاً ہندو قومیت مُراد نہیں ہو سکتی - ہندوستان کے دور حاضرہ کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے - کہ قومیت ہند کی بنا وسیع رواداری غیر فرقی اور غیر مذہبی خیالات پر رکھی جائے " غالباً کسی دوسری جگہ ہندو مسلمانوں میں اس قدر کشیدگی پائی نہیں جاتی جیسی کہ شمالی ہندوستان میں جو آریہ سماج کا دائرہ اثر ہے بدقسمتی سے اس کشیدگی کے بدنتائج اکثر اور آئے دن ظہور پذیر ہوتے ہیں +

اس کے ساتھ ہی ہم صفائی کے ساتھ یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں - کہ سہارہ میں برھمو سماج نے نہایت خوشگوار اثر پیدا کیا ہے - اس نے ہندو قوم کے قوائے ذہنی کو وسیع النظری کا سبق پڑھایا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے - کہ اسکے ہمدردانہ خیالات میں بہت بڑی وسعت پیدا ہو گئی ہے - دوسرے معاملات مثلاً تمدنی اصلاح اور تعلیم وغیرہ میں اسکی کوششیں خواہ اس قدر وسیع نہ ہوں لیکن ہندو اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات و روابط کو ترقی دینے کا فخر برھمو سماج ہی کو حاصل ہے - اور تعجب کی بات یہ ہے - کہ باوجود ان تمام کوششوں کے جو برھمو سماج نے اسبارہ میں کی ہیں . . .

یہ ایک ہی اعلیٰ درجہ کا کام بھی ترازو کے پلڑا کو اسکی طرف جھکانے کیلئے کافی نہیں اس کا انحصار ان کوششوں کے نتائج پر ہے - اسکی اپیل اگرچہ نسبتاً اعلیٰ جذبات کو اُبھارنے اور سخت خیالی کو پیدا کرنیوالی تھی - تاہم اس کا دائرہ اثر محدود ہی تھا - اس کا دائرہ اثر زیادہ تر تعلیمیافتہ اصحاب تک محدود رہا - اگر یہ اثر زیادہ وسیع ہوتا اور عوام الناس تک جا پھیلتا تو یہ بہت ہی فائدہ مند بات ہوتی +

ہر ایک انسان اس قابل ہے۔ کہ اسے الہام جس طرح وہ اور بہت سی باتوں کے قابل ہے
الغرض قافیہ موزوں قافیہ بندی سے انسان شاعر نہیں کہلا سکتا۔ نہ ہی اگر انسان کوئی خواب
دیکھے اور وہ سچا ہو جائے یا کوئی نظارہ دیکھ لے تو اسکو ملہم کہا جا سکتا ہے +

ہندو مسلم اتحاد

مولوی محمد یعقوب خان صاحب بی۔اے بی ٹی کے قلم سے

دسمبر ۱۹۲۲ء کے ویدک میگزین میں ہندو مذہب کی ایک شاخ آریہ سماج پر مسٹر ایس سی بوس
(ایک غیر آریہ سماجی) نے تبصرہ کیا ہے۔ اور سماج نے شمالی ہندوستان کے ہندوؤں کی ترقی اور ان کو
اٹھانے میں جو شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ ان پر تشکر و امتنان کا اظہار کیا ہے۔ عام ہندو لوگ
توہمات کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے تھے۔ آریہ سماج نے ان کو ان تاریکیوں سے باہر نکالا۔
بُت پرستی ہندو قوم کے قوائے ذہنی کو معطل و بیکار کر رہی تھی۔ آریہ سماج نے اس پر گولہ باری
کی۔ اور اس کا وار خالی نہیں گیا۔ ہندو سوسائٹی ذات پات کے جھگڑوں میں مبتلا تھی
آریہ سماج نے اس لعنت کو مٹانے کے لئے پوری جدوجہد سے کام لیا۔ اصلاح تمدن تمدنی خدمات
اور سب سے بڑھ کر تعلیم میں آریہ سماج کا قدم غالباً ہندوؤں کی تمام اصلاحی سوسائٹیوں
میں سب سے آگے ہے۔ ان تمام شعبہ ہائے [illegible] گیں ہم مسلمان بلا شبہ آریہ سماج کے ان کاموں
کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہ تمام اپنے اصلی معنوں میں خدمت خلق کے کام
ہیں۔ اور اس لحاظ سے ایک مسلمان ان کاموں کو قدر و منزلت ہی کی نگاہوں سے
دیکھیگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ ہندوؤں کی طاقت
مسلمانوں کی طاقت سے وابستہ ہے۔ اور مسلمانوں کی ہندوؤں سے اور ان دونوں کی
طاقت و قوت ہندوستان کی نجات کا دارومدار ہے +

کاش اس آخری شعبہ میں بھی ہم سماج کو ویسی ہی قدر و منزلت ہی کی نگاہوں سے
دیکھ سکتے۔ کاش اس نے ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں کے درمیان ہمسائگت کے رشتہ

شیطان کو بد دعا دی تھی۔ روزانہ رزق۔ روٹی اپنے خالص مادی اور تنگ معنوں میں انکی دعا ہے پس ہرگز تعجب کا مقام نہیں ہے۔ اگر عطیہ الہام جو حواریان مسیح کو عطا ہوا تھا۔ اور جو ہم عہد نامہ میں دیکھتے ہیں (با وصف استعارات و تشبیہات) اس قدر جلد غائب ہو گیا۔ جب کسی مذہب کے پیرو صفت الہام سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور ذلت و اوہام پرستی اختیار کر لیتے ہیں تو پھر مذہب جب عقل کی آنکھوں سے دیکھا جائے تو دل سے اتر جاتا ہے۔ تقریباً دنیا کے تمام مذاہب بجز اسلام دیو دہریت کا شکار ہو گئے ہیں۔ اسلامی ارباب فہم و ذکا ہمیشہ دہریت کے میلان کی تردید و تکذیب کرتے آئے ہیں۔ اور اسلام کے ہر زمانہ میں ملہم موجود رہے ہیں۔ اس قسم کا الہام انسان اور خدا کے درمیان حلقہ توسل ہے۔ اور اگر یہ لڑی غائب ہو جائے تو مذہب کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذہب کا حقیقی اور اصلی منشاء اور مدعا یہ ہے۔ اور اسکے تمام قواعد اور ضوابط کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ اندرونی مگر اکثر پنہاں قابلیت نشو و نما پا جائے جس سے انسان کلام خدا سن سکے +

دنیائے عیسائیت ستارہ سو سال کامل اس سے محروم رہی۔ ہر ایک صفت خداوندی جو ہر ایک انسان کا ورثہ ہے اور ہونا چاہئے صرف یسوع کی شخصیت میں محدود کر دیا گیا تھا۔ یسوع اور انسانوں کی طرح بشر تھا۔ یہ کلیسیا کی غلط فہمی تھی جس نے اسکی روحانی اور انسانی حالت میں تمیز پیدا کر دی۔ آخر کار عقل نے سر اٹھایا اور کلیسیا کی تعبیر میں شک کو جگہ ملگئی۔ تجدید کی پے درپے مساعی نے عقل کو بیدار نہ ہونے دیا لیکن آخر کار وہ ہی ہوا جو ہونا تھا۔ اور عیسائیت کو بحالت بیچارگی دہریت کا شکار ہونا پڑا۔

لیکن آخر کار حالت نے رخ پلٹ لیا ہے۔ جدید تحریکیں دعویدار ہیں کہ انہیں مسیح کے ساتھ حصہ ورثہ انسانی ملنا چاہئے۔ اور انسان الہام اور کشف کا مدعی ہے لیکن اس انقلاب میں وہ ناکامی معدوم نہیں ہے۔ جو اکثر ایسی حالت میں ہوا کرتی ہے۔ تخیل اور تصاویر وہم اور اسی قسم کے بے سر و پا اعمال ضمیر الہام سمجھے جا رہے ہیں۔

رجوع کرنے کے لئے تلاش کرتے ہیں - اور وہاں دعا مانگتے ہیں کہ ہمیں وہ رستہ دکھایا جائے جس سے رُوحانی اور اخلاقی معدنیات ہمارے دل کی کانوں میں صاف اور آلائش سے پاک ہو جائیں +

یہ ہدایت اور رہنمائی ہمیں کلام مجید سے مُیتسر آتی ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے "وُہ جو ہماری طرف رجوع کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں" اور صُوفیوں اور اربابِ ریاضت کی مُتعدد نسلیں شاہد ہیں - کہ یہ اقرار خداوندِ عالم کا پُورا ہو رہا ہے +

کس قدر دلکش اور جامع یہ دُعا ہے "ہمیں صراط مستقیم دکھا"۔ اپنی جہالت کا اقبال اور اقرار علم کی کلید ہے - یہ صداقت سقراط کو مسیحی سال کے آغاز سے صدیوں پہلے سُوجھی تھی - میں اسے علم کی کتاب مقدس کہہ سکتا ہوں جو یونانی پیغمبر نے صوفیاؤں کی نسلوں کیلئے پیش کی تھی - جاننا نہ جاننا ہے اور اس عقیدہ کے ساتھ مسلم خدا کے رُوبرُو دو زانوں ہو کر دُعا مانگتا ہے - کہ ہمیں صراط مستقیم دکھا - یہ ہی دُعا الہام کے لئے ہے - یسوع کا مطلب بھی شاید یہی تھا جب اس نے دُعا کی - کہ ہمیں ہمارا روزانہ رزق دے - انسان کا صرف روٹی پر گذارہ نہیں ہے - بلکہ ہر ایک لفظ پر جو خدا کے مُنہ سے نکلتا ہے - اور اس سے اسکی دُعا کا مطلب حل ہو جاتا ہے +

لیکن مسیح کے پیرو بد قسمتی سے روحانی غذا پر روٹی اور مکھن کو زیادہ ترجیح دیتے رہے - انھوں نے دنیاوی سلطنتوں کی لالچ کی - جو ان کے مالک نے وقت آزمائش ترک کر دی تھیں - اور یہ بھی طمع ہے جس سے موجودہ حالت کلیسیا کی ظہور پذیر ہے - جس کے مسیح کے نام لیوا اپنے افعال سے ذمہ وار ہیں - کیا اقلیم عیسائیت کی تاریخ نے اسکے جواب کی صداقت کو جو اس نے اپنے طمع دینے والے کو دیا تھا ثابت نہیں کر دیا - دنیا کی بادشاہتیں ان کی تمنّا کا مُدعا ہیں - اور یہ ہی حال شروع سے رہا ہے - کیا وہ اس شخص کا مقدس نام لے سکتے ہیں جس نے

ہیں اور روزی کمانے کے لئے ہی ہمیں اعضاء جسم عنایت ہوئے ہیں مغرب کی ضرب المثل ہے کہ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ خدا سے رزق کی دُعا مانگنا اسکی نعمتوں کا کفران ہے۔ کم سے کم اس سے بہائمی جہالت اور بعملی ان برکات سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس کا اگر درست استعمال کیا جائے تو ہمیں مادّی ضروریات کی حاجت نہیں رہتی۔ جو لوگ روزانہ رزق کی دُعا نہیں کرتے ان کو بھی برابر ملجاتا ہے ہمیں صرف یہ درکار ہے کہ ہمیں وہ علم حاصل ہو جائے جس کے رُو سے ہم خدا کی نعمتوں کا درست استعمال کر سکیں۔ اسی وجہ سے اسلامی دُعا یہ ہے۔ کہ ہمیں راہ مستقیم دکھا۔ ان کا راستہ دکھا جن کو تو نے اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ یہ دُعا الہام کے لئے ہے جو مسلمان خدا کے رُوبرو ہر روز پانچ وقت کرتا ہے۔ انسان کو ہر ایک شے عطا ہوئی ہے۔ دنیا اس کا خزانہ ہے لیکن وہ ان خزینوں کو استعمال کرنے کا طریقہ نہیں جانتا +

وہ مقام جو کل چٹیل میدان یا بنجر تھا آج سائنس کے تجربات سے مخزن بن گیا ہے۔ ایک راستہ کھول دیا گیا ہے جس پر چل کر ہم لا انتہا دولت حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ دعویٰ جو مادی دنیا پر حاوی ہے روحانی دنیا پر بھی حاوی ہے + کُلّہٗ کوہ پر جانے کے لئے راستہ کی ضرورت ہے ہمیں وہ نظام درکار ہے جسکے رُو سے ہمارے بہائمی احساس روحانیت کے مطیع ہو جائیں اور جو روحانیت عظیم الشان ہو۔ لیکن ساتھ ہی ہماری ہستی کا طبقۂ زیرین بھی نظر انداز نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اسے نفرت سے دیکھنا چاہئے۔ یہ بھی اسی قسم کا جمع شدہ سامان ہے جسکے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور جو سامان صراطِ مستقیم میں حقیقی انسانیت کی عمارت کی تعمیر کے لئے بیش بہا دولت ہے +

جسطرح ہم سائنس کے دار التجارب میں محنت کر کے معلوم کرتے ہیں۔ کہ کس طرح ان دھاتوں سے مستفید ہوں جو شکم زمین میں نہاں ہیں۔ اِسی طرح ہم گوشۂ تنہائی کو خدا سے

بیاضِ صوفی

الہام اور کشف

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

اب مغرب سے پھر ہمارے کانوں میں الہام اور کشف کی آواز آرہی ہے۔ اور بیشک جہالت اور لاعلمی کی نسلوں کے بعد ان کا اسطرف رجوع ہونا خوش کن ہے۔ الہام منجانب اللہ محور حیات ہے۔ اس سے اسکی تمام رفتار میں انقلاب آجاتا ہے اور بہترین انجام ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہ مطلق تاریکی کے زمانہ میں حقیقی رہبر ہے +

خدا کی زمین پر انسان سب سے زیادہ کمزور ہستی ہے۔ حیوانوں میں عقل حیوانی ہے جس سے ان کے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ اور یہ خطرے اور تکلیف کے وقت انکی مددگار ہے کیونکہ انکی زندگی قلیل اور ان کی خواہشیں محدود ہیں +

انسانی خواہشیں اگر انہیں ولولوں اور جذبات کی روشنی میں دیکھا جائے زندگی کو ایک مسلسل جدوجہد اس وقت بنا دیتی ہیں۔ جب انسان سطح حیوانی سے بلند و بالا ہونے کی آرزو کرتے ہیں۔ انسان کی ضروریات بیشمار ہیں۔ اور انکی مساعی کا نشان راہ بے انتہا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ کسی مقصد کے ساتھ آغاز کرتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر جانے کیلئے کئی راستے ہیں جو پیچیدہ ہیں چند نشیب و فراز ہیں چند دور دراز اور چند قریب ہیں۔ لیکن صراط مستقیم صرف ایک ہے۔ اور اکثر ہم بیخبری میں غلط راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ زندگی کے ہر طبقہ میں یہی اصول حاوی ہے۔ زندگی کے ہر زینہ کے لیے ہم کو رہنمائی اور روشنی کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارا یقین خدا پر ہے۔ تو اس سے بہتر کون ہمارا رہنما ہو سکتا ہے؟ ہمیں روزانہ روزی کے لئے اسکے پاس جانے کی حاجت نہیں ہے۔ ہمارے آس پاس کافی سامان ہے جس سے ہم اپنا گذارہ کر سکتے

اسکی ضرورت ہو اور نہ ملے تو اسکی نگاہ میں دنیا جہان اندھیر ہو جاتا ہے عمر کے
بڑھ جانے پر نگاہ بلند ہوئی۔ سینہ کشادہ ہو گیا۔ اب چھ دام کیا چھ روپے
بھی تکلیف نہیں دیتے۔ وہ بات جو پہلے اپنی وزن میں پہاڑ کی طرح نظر آتی تھی
آج وہ ایک ادنےٰ کنکری کے برابر ہو جاتی ہے۔ وہی بچہ جو کل چھ دام کی چیز
کسی اور بچہ کو نہ دینا چاہتا۔ اور اسلئے اپنے ہمچشموں میں بُری طرح یاد کیا جاتا
تھا۔ آج بڑا ہو کر گو کیسا ہی تنگدست ہو۔ کسی محتاج کو آسانی سے کچھ روپیہ
دیکر اپنے لئے ذکر خیر پیدا کرا لیتا ہے۔ یہ مثال جو ہمیں نے بچہ کی دی ہے یہ ٹھیک
ہم پر حاوی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ بار گراں سے انسان کا آزاد ہونا۔ اور اسکے
ذکر خیر سے دنیا کا معمور ہونا کُشادگی سینہ کو چاہتا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو
قرآن نے سُورۃ انشراح کے پہلے تین جملوں میں بیان کیا ہے۔ الم نشرح
لك صدرك و وضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك و رفعنا لك ذكرك
کیا ہم نے تیرا سینہ کُشادہ نہیں کر دیا۔ اور تجھ سے وہ بوجھ نہیں اُٹھا لئے
جو تیری پیٹھ کو دبا رہے تھے۔ اور تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔ اِن مختصر فقروں نے
مسلمانوں کو سبق دیدیا ہے۔ کہ رفعتِ ذکر اور سُبکدوشیٔ بار گراں کی
کُنجی شرح صدر ہے ✣

ذرّاتِ عالم کا مذہب

تفصیل مضامین:۔ مذہب اور سائنس میں
چولی دامن کا ساتھ ہے۔ سب سے طاقتور ذرّے کے لئے
الہام ایک ضرورت [illegible] ہے۔ [illegible] ارتقا [illegible] خلاق تو ازن
انسان کا مذہب ہے۔ روح کی پیدائش اور فرائض۔ روح باشعور ایک قوت نا معلوم ہے
جذبات کا نام ہے۔
بعض لحوم ممنوعہ۔ مسئلہ ارتقائے انسانی۔ کفارہ پر ایمان لاتا خود اپنی ہتک کرنا ہے
مذہب کے متعلق خیالات باطلہ اور فاسدہ ترقی کے لئے سم قاتل ہیں۔ اہل ہند کی جدیدیت پرستی
اور اہل مغرب کی انسان پرستی۔ رومن کلیسیا بہتر اور افضل ہے۔ انسان کے لئے
اپنی اصلاح ہی بہترین تسبیح ہے۔ رب العالمین معبود۔

انسان کی فطرت میں جیسے کہ بیان ہوا خدا تعالیٰ نے جو یہ دو جذبات ڈال دیئے ہیں یعنے بوجھوں سے رستگاری اور رفعت ذکر۔ یہ دونوں جذبات نعمت الٰہی ہیں۔ یہ دونوں باتیں اسی نسبت سے کسی کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ جس نسبت سے اسے وسعت قلب اور شرح صدر ہوتی ہے۔ لیکن سینہ اسکا کھلا ہوتا ہے جسکا ہاتھ کھلا ہوتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ سے شرح صدر ہوتی ہے۔ اور اس سے ذکر خیر اور بار ہائے گراں سے سبکساری ہو جاتی ہے۔ شرح صدر اور انفاق تو گویا لازم ملزوم ہیں۔ اور سبکساری ان کا لازمی نتیجہ ہے۔ جس کا کھاتے ہیں اس کا گاتے ہیں'' یہ وہ حقیقت ہے کہ جسکے آگے ہر ایک سر جھکا تا ہے۔ تمہاری داد و دہش تمہاری جود و سخا تمہارا دوسروں کے فائدہ کیلئے ایثار تمہارا اپنا ہرج کر کے دوسروں کے کام آجانا یقیناً تمہارے ذکر خیر کا موجب ہوگا۔ اور یہ وہ شان انفاق و عمل ہے جس کی طرف ومما رزقنٰهم ينفقون اشارہ کر رہا ہے۔ لیکن اس حکم پر تمہارا عمل اسی نسبت سے ہوتا ہے جسقدر تم میں وسعت قلب ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہاری پیٹھ سے بھی تمہارے بوجھوں کے ہلکا ہونے کا راستہ بھی یہی ہے۔ وہ بات جو زید کو گھبرا ہی نہیں دیتی بلکہ اسکو ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ وہ ایک وسیع القلب کی نگاہ میں پر پشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت شاید قارئین کتاب پر اور بھی کھل جائے۔ اگر گرانباری کی بنیاد کو سمجھ لیں۔ یہ دو امور سے پیدا ہوتی ہیں جو چیزیں ہمیں محبوب ہوں ان کا ہونا نہ ہونا یا ان کا ہم سے چھن جانا۔ اگر تم اپنی زندگی کا مطالعہ کرو تو جو چیز تمہاری نگاہ میں آج عزیز و محبوب ہے۔ وہ دوسرے حالات کے پیدا ہونے پر ایسی بے وقیع ہو جاتی ہیں۔ کہ اگر وہ تم سے چھن جائیں یا تمہارے پاس ہی نہ ہوں تو تمہیں ذرا بھی پروا نہیں ہوتی۔ کل کا بار گراں آج خس و خاشاک کی حقیقت نہیں رکھتا۔ لیکن وہ بات جو ایک امیر غریب انسان کی نگاہ میں دنیوی چیزوں کو عزیز اور محبوب رہنے نہیں دیتی۔ وہ اسکی بلند نظری یا سینہ کی کشادگی ہے۔ اسکی مثال تمہارے اپنے بچپن اور اسکے مابعد بقیہ زندگی ہے۔ ایک بچہ سے اگر اسکا دام چھن جائے یا اس سے

آجکل. جہاں صحیح اور سچے لیڈروں کی ضرورت ہے وہاں لیڈری کا گرم بازار بھی سخت گرم
ہے۔ خیال شہرت انسان کو اس میدان میں لے آتا ہے۔ اس میں بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ یہ لوگ
صحیح طور پر اپنا اپنا فرض ادا کریں۔ اس قحط الرجال میں یہ سب غنیمت ہیں۔ بالمقابل
جو سچا لیڈر بننا چاہے اسے اپنی پیٹھ بھی مضبوط کر لینی چاہیے۔ اس وقت فرائض
لیڈری اس قدر بار گراں ہے۔ کہ اس سے مضبوط سے مضبوط پیٹھ ٹوٹ سکتی ہے لیکن قرآن کریم
نے ہمیں راہ بتلائی کہ جس سے انسان سبکسار ہی رہے۔ اور مناسب شہرت بھی ہو طبعاً
ہر ایک انسان میں دو باتوں کی خواہش ہوتی ہے۔ پہلے تو وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اپنے بوجھوں
سے سبکسار ہو۔ پھر وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ لوگ اس کا ذکر خیر کریں۔ اس کا نام روشن ہو
اور وہ اس بلندی کو پہنچ جائے۔ جہاں دوست دشمن کی نگاہ پڑے۔ ان دو امور کی طلب
ایک فطرتی طلب ہے کیونکہ اسی سے قوت عمل حرکت میں آتی ہے۔ اسی لئے مبداء فیاض نے اسے ہماری
فطرت میں رکھ دیا ہے۔ ہاں ان کے لئے حدود مقررہ ہیں۔ جن سے آگے جانا دنیا کے لئے
موجب تباہی ہوا ہے۔ اس امر میں حدود سے متجاوز ہونے کا نام خود پسندی۔ خود نمائی۔ دوسروں
کی نکتہ چینی۔ عیب جوئی۔ نمامی۔ غیبت مضحکہ۔ ناجائز ہنسی ٹھٹھا کرنا یہ سب باتیں
جو ایک دوسرے کے ساتھ تسلسل مربوط ہیں۔ وہ جذبہ رفعت ذکر کے غلط استعمال یا انہیں
غلط طریق پر حاصل کرنے سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس سے علی الخصوص ہمارے لیڈر بچیں +
یہ ایک لطیف فلسفۂ اخلاق ہے جسے قرآن نے ہی کھولا۔ لوگوں نے اخلاق کی تقسیم
تو اخلاق ذمیمہ اور اخلاق حسنہ میں کر دی۔ لیکن قرآن نے اس راز کو دنیا پر آشکارا کیا۔
کہ نیکی و بدی کی بنیاد فطرتی جذبات ہیں۔ جن کے ایک استعمال کا نام نیکی اور ایک استعمال کا نام
بدی ہے۔ مذہب دنیا میں مقررہ حدود دکھلاتے آتا ہے۔ کاش خدا کسی کو فرصت اور توفیق
عطا کرے۔ وہ فلسفۂ اخلاق قرآنی کو ذی علم دنیا کے آگے پیش کرے۔ اور اسے قرآن کی حکومت تلے
لے آئے مغرب کا مسلمان کرنا آج مشکل نہیں۔ اس قسم کا لٹریچر مسلمان پیدا کریں۔ آج
دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو جائیگی جو چیز مسلم تلوار کے ٹوٹنے سے جا چکی ہے۔ اسے تیغ علوم قرآن آسانی سے
واپس لے لیگی +

ایمان نہیں رکھتے۔ توحید کے رنگ میں شہنائی نبوت سے انا بشر مثلکم کا خوش کن نغمہ
اسی لئے ہمارے کانوں تک پہنچا۔ کہ امور اکتسابیہ میں ہم کسی انسان کو اپنے سے بڑا نہ سمجھیں۔
نبوت تو اکتسابی نہیں۔ بلکہ امر وہبی یعنی عطیہ ربی ہے۔ مگر اسکے سوا ہر ایک دوسرے امر
مکسوبہ میں جس نے یہ سمجھا کہ جو امر یہ کر سکتا ہے۔ وہ کوئی اور انسان نہیں کر سکتا
وہ شرک عظیم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس شرک سے بچنے پر ہی انسان میں جذبہ سبقت
پیدا ہو کر اسے مصدر [illegible] الامر بنا دیتا ہے +

اس مقام پر پہنچنے والا اگر اپنے اندر شرح صدر بھی رکھتا ہو تو پھر ایک طرف تو اسکی
پیٹھ ہر قسم کے بارہائے گراں سے آزاد ہو جائیگی۔ اور دوسری طرف اس کا ذکر بلند ہو جائیگا۔
یاد رہے کہ قرآن کریم نے جہاں آنحضرت کے مقامات عالیہ کا مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے
پھر اگر وہ مقامات مناسبت حدود کے اندر دست اکتساب کیلئے کھلے ہیں تو اسیجگہ قرآن ہم کو ان مقامات
پر پہنچنے کا راستہ بھی بتا دیتا ہے۔ قرآن کریم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق تو امور مستقبل
کو بصیغۂ ماضی اسلئے بول دیتا ہے۔ کہ آنحضرت کے متعلق ان کا حصول ایک امر
فیصل شدہ ہے۔ ہاں جو کام کرنے کیلئے آنحضرت صلعم کو حکم دیتا ہے۔ وہ دراصل اس
مقام پر پہنچنے کا راستہ ہوتا ہے۔ جس پر چلکر کوئی دوسرا بھی ایک حد تک پہنچ جاتا ہے
مثلاً انا اعطینک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شانئک ھو الابتر۔
کیا ہمنے تجھے کثرت سے خیر و برکت نہیں دی۔ تو اب صلوٰۃ اور قربانی کا پابند ہو جا
تیرا دشمن ہی ابتر ہوگا۔ تیرے نام لیوا تو ہمیشہ تک دنیا میں رہینگے۔ جو شخص کثرت سے
خیر و برکت حاصل کرنا اور اپنے بدخواہوں کو اپنے مقابل نامراد دیکھنا چاہتا ہے
وہ اس سورۂ شریف میں فصل لربک وانحر کی حقیقت سمجھے۔ اور اس پر عمل کرے۔
جس کی تشریح انشاء اللہ العزیز اپنے مقام پر کیجائیگی۔ یہاں ہمیں یہ دکھلانا تھا
کہ جو مقامات عالیہ آنحضرت کو یقیناً ملنے تھے ان کے حصول کا رستہ بھی قرآن
وہیں بیان کر دیتا ہے۔ جہاں اس مقام کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا دروازہ کسی
اور کے لئے بھی کھلا ہو تو اس کا بھی رستہ وہی ہوتا ہے +

کہ وہ کام تمہارے نشاطِ قلب کا موجب ہوگا (والنّٰشطٰتِ نشطًا) پھر بھی اس کام میں لگے رہو اور کچھ ایسی مہارت پیدا کرلو کہ تم (والسّٰبحٰتِ سبحًا) اس فن کے پیراک ہوجاؤ۔ جب اس مقام پر پہنچو گے۔ تو پھر تم اوروں سے سبقت لیجاؤ گے۔ (فالسّٰبقٰتِ سبقًا) اور سبقت کیا معنی (فالمدبّرٰتِ امرًا) تم اس فن کے پیرایستہ ہوجاؤ گے +

واحسرتا! خدارا غور کرو۔ تم کسی فن میں کسی ماہر کا نام لو۔ اس کی زندگی کا مطالعہ کرو تم ان مراحل بالا کو ہی اس کے زیرِ عمل پاؤ گے۔ پھر تم کو تو تمہارا خدا حکم دیتا ہے۔ ان پر چلنا تو ایک مومن کی شان تھی۔ تم کو کیا ہوگیا۔ تم انہیں چھوڑ بیٹھے۔ لیکن اس وقت ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ آتش پرست۔ غرض کہ دوسری قومیں ان ہدایات کو اپنا خضرِ راہ بنا کر اس ملک میں ہم سے سبقت لیجا رہے ہیں۔ ہم نے ان ہدایات خداوندی کی پرواہ نہ کی۔ ہم سب سے پیچھے رہ گئے +

الغرض کسی فن کا ماہر ابھی وقت ہوسکتا ہے۔ کہ جب دوسرے امور سے نزاع کُلّی یعنی انقطاع تام کرکے دلچسپی اور نشاطِ قلب کے ساتھ اسمیں لگجاتا ہے۔ خدا رسی کا بھی یہی طریق ہے۔ اسی کو قرآن نے تبتّل کہا ہے۔ سلوک کی یہ پہلی منزل ہے۔ جو اس منزل اوّل یعنی انقطاع الی اللہ میں استقامت سے کھڑا ہوگیا۔ اور یہ حالت اس کے سرور کا موجب ہونے لگی۔ تو وہ خلعتِ ابدالیّت سے مزین کیا گیا۔ الغرض اگر والنّٰزعٰتِ غرقًا۔ والنّٰشطٰتِ نشطًا کا رنگ ابدالیّت کیلئے ضروری ہے۔ تو مچھلی کیطرح بحرِ حقیقت میں غوطہ زنی کرنا مقامِ قطبیّت کے مطالبات میں سے ہے۔ ان میں سے دوسروں پر سبقت لے جانیوالا چادرِ غوثیّت میں لپیٹا جاتا ہے۔ ہاں اسکے بعد پھر کوئی غوث الاقطاب بنے یا سید الاولیا ٹھیرے۔ یہ آگے اپنی مزید کوشش و عمل سے تعلق رکھتا ہے +

میدانِ عمل میں چلنے والے کے سامنے جو بات ہونی چاہئے۔ وہ فالسّٰبقٰتِ سبقًا ہے یعنی میں اپنے نصب العین میں دوسروں پر سبقت لیجاؤں۔ اسی جذبہ کے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں توحید پر ایمان لانا سکھلایا گیا۔ اس سے بڑھ کر مشرک کون ہے۔ جو ہر چہ انسان کند کند انسان پر

قرآن پڑھو

اقتباس از "رازِ حیات" مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ

قرآن کریم نے ہر ایک امر میں صاحب کمال بننے کا طریق سکھلایا ہے جو شخص چاہے کہ اس خسران سے خود بھی بچے اور اپنی قوم کو بھی بچائے جو زمانہ کی ہر ایک چیز کے لاحق ہے۔ وہ سورۃ العصر کے مطالب کو دائرہ عمل میں لائے۔ جو شخص اپنے لئے خیر و برکت میں کثرت و بہتات اور اپنے بدخواہوں کیلئے ناکامی دیکھنا چاہے۔ وہ سورۃ کوثر کو زیر نظر رکھے۔ مال و اولاد کی کثرت کے لئے سورۃ ہود بغرض عمل زیر نظر رکھے۔ الغرض دنیوی فلاح کا کونسا طریق ہے جو قرآن کریم نے نہیں بتلایا! مگر اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوسکتی ہے۔ کہ ہم قرآن پڑھتے ہی نہیں۔ ہمارے واعظ ہمارے معاملات دنیوی میں قرآن کے احکام ہمیں بتلاتے ہی نہیں میں یہاں مثال کے طور پر وہ جامع مانع طریق لکھتا ہوں جو کسی فن یا کسی روزگار میں دوسروں سے سبقت لے جانے کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ اس فن میں یگانہ ماہر بننے کیلئے قرآن نے تجویز کیا ہے۔ اور ماہر بھی وہ ماہر جو اس فن میں صاحب تدبیر سمجھا جائے۔ اور لوگ بطور سند اسکی طرف دیکھیں :-

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ تم اگر کسی فن میں سبقت لیجانا چاہو۔ اور سبقت بھی وہ سبقت کہ تمہاری شان اس معاملہ میں ایک مدبر فی الامر کی ہو جائے۔ تو (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا) سب سے اول تم ہر ایک دوسرے کام کو قطعاً چھوڑ دو اور اس کام میں ایسا ایسا انہماک پیدا کرو۔ کہ گویا تم اسمیں تو غرق ہو گئے۔ اور تم میں اور باقی کاموں میں نزاع کھلی ہو گئی۔ اس یکسوئی سے تمہاری طبیعت ضرور اکتائیگی۔ لیکن تم اسمیں لگے رہو۔ آہستہ آہستہ تم اسمیں دلچسپی لینے لگ جاؤ گے۔ اور تمہیں اسمیں اتنا مزہ آئیگا کہ

محافظ بعل کو پہاڑ کے اندر کی حالت
میں نگاہ رکھتے ہیں +

ایک دیوی بعل کے ساتھ آکر بیٹھتی اور
اسکی نگہبانی کرتی ہے +

لوگ بعل کی تلاش کرتے ہیں۔ کہ کہاں اسکو
قید کر لیا گیا ہے بالخصوص ایک عورت روتی
ہوئی مدفن کے دروازہ پر اسکو ڈھونڈتی
ہے جب اسکو وہاں سے باہر لیجایا جاتا
ہے۔ تو وہ پکار اٹھتی ہے "اے میرے بھائی"
"اے میرے بھائی" بعل پھر زندہ ہوتا ہے
(جیسے موسم بہار کا سورج) وہ پہاڑ سے باہر
آتا ہے +

بابلیوں کے نوروز تہوار بعل کے واقعات
کی تقریب پر موسم بہار میں دن رات کے
برابر ہونے پر منایا جاتا تھا۔ اس تہوار کے
متعلق یہ بھی خیال تھا۔ کہ اس دن ظلمت
کی طاقتوں پر فتح حاصل ہوئی (جیسا کہ
پیدائش کے متعلق ایک گیت ہے۔
جس کو Once when on high
نوروز کے تہوار کا گیت سمجھا جاتا ہے

مسیح کی قبر پر محافظ لگائے جاتے
ہیں (متی)

مریم مگدلینی اور دوسری مریم مسیح کی قبر
کے آگے آکر بیٹھ جاتی ہیں (متی ۔ مرقس)

عورتیں بالخصوص مریم مگدلینی یسوع
کی تلاش میں قبر پر آئیں وہ وہاں
قبر کے دروازہ کے پیچھے پڑا تھا۔
مریم خالی قبر کے آگے کھڑی روتی
رہی ۔ کہ اسکے خداوند کو وہاں لیگئے
ہیں +

(یوحنا)

مسیح دوبارہ زندہ ہوتا ہے۔ ایک اتوار
کی صبح کو وہ قبر سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے
مسیح کے جی اٹھنے کا تہوار قریباً
موسم بہار میں دن رات کی برابری کے
موقعہ پر ہوتا ہے۔ اسکو بھی ظلمت کی
طاقتوں پر فتح کے طور پر منایا
جاتا ہے +

(کلسیوں ۲: ۱۵)

کیا واقعات کا یہ تقابل بابلیوں کے سورج دیوتا کی داستان کا عکس نہیں۔ تاریخ
اپنے آپ کو دہرا سکتی ہے لیکن واقعات کے اس تمام و کمال ترقی کی وضاحت نہیں کر سکتی علاوہ ازیں
اگر وضاحت کیجائے۔ تو معاملا اور بھی خراب ہو جائیگا اور تمام کلیسیا کو ایک فرضی کہانی اور بت پرستی
کا بقیہ قرار دینا پڑیگا +

بعل پر ہوس اون دی مونٹ کی عدالت
میں مقدمہ چلایا گیا۔
بعل پر تھوکا گیا اسے زخمی کیا گیا۔
بعل کے ساتھ ایک مجرم کو بھی لیجایا گیا۔
اور اسے سزائے موت دیگئی۔ ایک اور
شخص کو جسے مجرم قرار دیا گیا تھا چھوڑ دیا گیا
اور اسے بعل کے ساتھ نہیں لے گئے

بعل کے پہاڑ پر لیجائے جانے کے بعد
شہر میں طوفان مچ جاتا اور قتل و
غارت شروع ہوجاتا ہے۔

بعل کے کپڑے اتار دیئے گئے۔
ایک عورت بعل کے دل کے خون کو صاف
کرتی ہے۔ جو اس میں ایک برچھے
کے لگنے سے بہہ نکلا ہے۔

بعل ایک پہاڑی کے اندر چلا جاتا ہے
جہاں روشنی اور سورج نہیں پہنچ سکتا
وہ دنیوی زندگی سے نکلکر پہاڑی میں
گویا ایک قید کے اندر جا پڑتا ہے +

مسیح پر ہوس آف دی ہائی پریسٹ پلاطوس کے
دربار میں مقدمہ چلایا گیا۔
مسیح پر لعنت بھیجی گئی۔
مسیح کو گلگتا مقام صلیب پر لیجایا گیا
دو مجرموں کو بھی اس کے ساتھ لیگئے۔ اور
انہیں سزائے موت دیگئی۔ ایک اور شخص
براباس کو لوگوں کیلئے چھوڑ دیا گیا۔ اور سطرح
اسے لوگوں کے ساتھ نہیں لیگئے۔

یسوع کے مرنے کے بعد مندر کا پردہ
پھٹ جاتا ہے۔ زمین لرزتی ہے چٹانیں
تڑکتی ہیں۔ قبریں کھلجاتی ہیں۔
اور مردے مقدس شہر میں پھیلجاتے ہیں
(متی)

مسیح کا چوغہ سپاہیوں میں تقسیم کیا گیا (یوحنا)
مسیح کے پہلو میں برچھا مارا گیا۔ اور اس سے
پانی اور خون بہہ نکلا (یوحنا)
مریم مگدلینی اور دو اور عورتیں غسل اور تجہیز و
تکفین کرتی ہیں (مرقس)

مسیح قبر کے اندر چٹانی قبر میں مردوں کے
عالم میں چلا جاتا ہے (۱۔ پطرس ۳: ۱۸-۱۹
(متی ۱۲: ۴۰۔ اعمال ۲: ۲۴-
رومیوں ۱۰: ۱۷ دوزخ میں جا پڑتا ہے
جو ایک مذہبی عقیدہ بن گیا ہے)

اسبارہ میں یہ بتانا بھی بیجا نہیں - کہ بیت اللحم میں ایک غار ہوتی تھی جہاں مسیحیت سے پیشتر متھرا کی عبادت کی جاتی تھی - اس غار کی موجودگی کا اعتراف بہت سے مسیحی پاپاؤں نے کیا ہے جنہیں سے ایک Irenaeus ہیں - مسیح کی داستان رحم بھی در اصل ایک پرانے کھیل کا اعادہ ہے جو صلیب اور دوبارہ جی اٹھنے کے بیان کردہ واقعات سے ہزار ہا سال پیشتر دکھایا گیا - کیا یہ حقائق کسی رائے زنی کے محتاج ہیں؟ کیا ان سے صاف طور پر عیاں نہیں کہ کلیسیائے مسیح در اصل سورج دیوتا ہی کا مندر ہے ؟

امام مسجد ووکنگ کا مسیح کی داستان رحم کی طرف اشارہ مزید تشریح کا محتاج ہے اور ہم حق بجانب ہونگے - اگر اگست ستمبر ۱۹۲۲ء کے اسلامک ریویو میں سے ذیل کا مضمون ناظرین کرام کے فائدہ کیلئے نقل کر دیں :-

بابلیوں کے اندر ایک رحم پیدا کرنے والا کھیل رائج تھا - جو مسیح کی پیدائش سے سالہا سال پہلے سے چلا آتا تھا - اور ان دنوں میں ایک ہر دلعزیز اور پراسرار ڈراما کے طور پر دکھایا جاتا تھا - بابلیوں کے آثار قدیمہ کی دو دستاویزیں ہیں - جو cuniefrom documents (کیونیفارم ڈاکومنٹس) سے تعلق رکھتی ہیں - اور جرمن تحقیق کنندگان کو کالا شرگت وار الصدر قدیم آسر میں ۳-۱۹۰۲ء میں دستیاب ہوئی تھیں - یہ آسر کی لائبریری سے متعلق ہیں - اور نویں صدی قبل مسیح یا اس سے بھی پہلے تیار ہوئی تھیں - لیکن در اصل یہ اس سے بہت پہلے کی بابلی دستاویزات کی نقلیں ہیں +

ان دستاویزات سے ہم سمجھ سکتے ہیں - کہ مسیح کی داستان رحم اپنی قسم کی پہلی ہی داستان نہیں - جو ابتدائے آفرینش کے بعد انسان کو معلوم ہوئی ہو +

قارئین کرام کی سہولت کیلئے ہم ماہ جنوری کے رسالہ کوسٹ سے جو ایک خالص مسیحی رسالہ ہے - ذیل کے واقعات نقل کئے دیتے ہیں :-

بابلیوں کا رحم ڈراما	مسیحی داستان رحم
بعل کو قید کیا گیا -	مسیح کو قید کیا گیا -

اسے نجات دہندہ اور خدا اور انسان کے درمیان واسطہ سمجھا جاتا تھا۔ اور حلم و بردباری میں بعض اوقات اسے ایک لیلے (بکری کے بچے) کے ساتھ تشبیہ دیجاتی تھی۔ عشائے ربانی کی دعوتیں اسکی یادگاریں دیجاتی تھیں[۵۱] +

رومی لوگوں نے اس متھرا ازم کو اختیار کیا۔ اور انگلستان اور فرانس میں انہی کے ذریعہ سے یہ مذہب پہنچا۔ اس مذہب کے آثار باقیہ انگلستان اور برِاعظم یورپ میں بہت جگہ پائے جاتے ہیں۔ آئرلینڈ میں صلیب کے اوپر ایک شکل بنی ہوئی ہے لیکن اس کے سر پر ایران کا تاج شاہی ہے نہ کہ کانٹوں کا تاج[۵۲] +

اس مذہب (متھرا ازم) میں ایک طرح کا بپتسمہ بھی رائج تھا۔ اور یہ سم پیشانی پر صلیب کا نشان کر کے ادا کی جاتی تھی۔ عبادت کرنیوالوں میں ایک چھوٹی سی مٹھائی کی ٹکیہ بطور اعشائے ربانی تقسیم ہوتی تھی۔ یہ ایک گول سی مٹھائی ہوتی تھی۔ جو سورج کی ٹکیہ کا نشان سمجھی جاتی تھی۔ عبادت کرنے والوں کو تنزد کہا جاتا تھا۔ اور بعض واقفکار لوگوں نے ماس (*Mass.*) کو اس سے مشتق قرار دیا ہے[۵۳]

کرسمس کی تاریخ اس مضمون پر بہت کچھ روشنی ڈالتی ہے۔ ۲۵ دسمبر یا اس کے بہت قریب کی کوئی تاریخ بہت سے قدیم مذاہب میں کئی ایک دیوتاؤں کی پیدائش کا دن ہے۔ بچس۔ اوسیرس۔ آٹیز۔ اڈونس اور کوئٹزل کوٹل ان دیوتاؤں کے نام ہیں جن کو یونان مصر۔ فرجیا۔ فونیشیا اور میکسیکو میں معبود مانا جاتا تھا۔ اگر وہ ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے تھے۔ تو ضرور ہے۔ کہ ان کے ماں باپ کی شادی ۲۵ مارچ کو ہوئی ہو۔ اور موخر الذکر تاریخ کو بھی مسیحی کیلنڈر میں (*Our Lady's day*) کے نام سے منایا جاتا ہے۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے۔ کہ سورج دیوتا کی ماں لیشٹر کے نام سے فونیشیا میں ایک تہوار منایا جاتا اور اسکی پرستش کی جاتی تھی +

---

[۵۱] ملاحظہ ہو *Pagan & Christian Creeds* مصنفہ ایڈورڈ کارپینٹر صفحات ۲۱ سے ۲۲۔ ۲۷ سے ۲۸

[۵۲] ملاحظہ ہو *Round towers of Ireland* مصنفہ او برائن صفحہ ۲۹۸

[۵۳] ملاحظہ ہو ڈبلیو ای پارسن کی کتاب *Our Sun God.* صفحہ $\frac{186}{187}$

شام کے مشرق میں واقعہ ہیں۔ مشرق ہی کی طرف مُنہ کیا جاتا ہے۔ یہ کیوں؟
اس سے بھی سورج پرستی ہی کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ محض ایک اتفاقی امر نہیں۔ اتفاقات
ایک یا دو موقعوں پر ہو سکتے ہیں۔ تمام ہی کلیسیا کی تعمیر اتفاق پر مبنی نہیں ہو سکتی +

غرض صرف قدیم طریق عمل کو نئے نام سے اختیار کر لیا گیا۔ تاکہ نئے مذاہب کے
ساتھ تعصب باقی نہ رہے۔ اور قدیم معتقدات کے حامیوں کی اس سے تائید ہو۔ یہ مسیح
کا کلیسیا نہیں۔ جس سے یگانگت اختیار کی گئی بلکہ سورج دیوتا کی عبادتگاہ ہے
اور آج اگر عوام الناس کے دلوں پر اس کلیسیا کا اثر باقی نہیں رہا۔ تو اسکی
وجوہات بدیہی ہیں۔ جہالت اور ناواقفیت کی حالت میں کوئی بھی خواہ کسی
... شکل وصورت میں ہو قبول ہو سکتی ہے لیکن موجودہ دل ودماغ علم وعقل کی روشنی سے
اسقدر منور ہو چکا ہے کہ ازمنہ متوسط کی سفیہانہ باتوں اور بدعنوانیوں کو وہ کسیطرح
بھی قبول نہیں کر سکتا +

صلیب بطور نشان مسیحی سے بہت دُور قدیم ترین زمانہ کی یادگار ہے۔ زمانہ
قدیم میں قریباً تمام مذاہب سورج پرستی کی مختلف شکلوں کو اختیار کئے ہوئے تھے
اور صلیب ان کا ایک خاص نشان تھا۔ سال کے مختلف موسموں کو جو سورج کی مختلف
حالتوں پر مبنی ہیں۔ چار حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ بہار۔ گرما۔ خزاں اور سرما۔
اگر ہم زمین کے موسمی رستوں کو جن پر وہ سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔ چار حصوں پر
تقسیم کریں۔ تو یہ ایک صلیب کی شکل بن جائیگی۔ ۲۱ مارچ کو دن رات کی برابری
کے موقعہ پر جبکہ سورج برج حمل میں داخل ہوتا ہے زمین کا پھر تروتازہ ہونا شروع ہوتا
اور نظام قدرت کی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے۔ یہی وجہ ایسٹر کے
تہوار کی ہے۔ جو آج تک ایران اور ہندوستان میں مختلف شکلوں میں منایا جاتا ہے
متھرا سورج دیوتا تھا۔ اور صلیب اس کا نشان۔ اسکی پیدائش ایک کنواری
کے پیٹ سے ایک غار کے اندر ۲۵ دسمبر کو ہوئی تھی۔ سال کے بارہ مہینے اسکے بارہ
حواری یا شاگرد تھے۔ اسے ایک قبر کے اندر دفنایا گیا۔ اور وہاں سے وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا

اور ایسٹر سنڈے کا دن ہر سال چاند کی حرکات کے مطابق بدلنا اور نئے سرے سے مقرر کرنا پڑتا ہے۔ اِس حقیقت نفس الامری پر ایک بین شہادت ہے کہ اس تہوار کا تعلق مسیح کی زندگی کے عظیم الشان واقعہ کے بجائے زیادہ ترکسی جرم سماوی کی پرستش کے ساتھ ہے۔

اسبارہ میں میرے خیالات زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں جب میں دوسرے مقدس مسیحی ایام کا خیال کرتا ہوں کیسین فیرر نے بالکل صحیح کہا جب اس نے مسیح کی پیدائش کی تاریخ متعین کرنے میں اپنی نا قابلیت کا اعتراف کیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی شخص اسکی صحیح تاریخ یقینی طور پر نہیں بتا سکتا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسیح سے پہلے ایران۔ روم۔ مصر۔ یونان میں سورج پرست لوگ ۲۵ دسمبر کی تاریخ کو سورج دیوتا کی پیدائش کے دن کے طور پر منایا کرتے تھے۔ پھر مسیحی ممالک کے یوم سبت کو لیجے۔ مسیح نے سبت کا دن ضرور منایا لیکن وہ ہفتہ تھا نہ کہ اتوار۔ یہی حال حواریین مسیح اور قدیم بزرگان کلیسیا کا تھا۔ اسمیں تبدیلی قسطنطین نے کی جس کا محبوب ترین دیوتا اپالو یعنے سورج دیوتا تھا۔ قسطنطین نے پولیٹیکل وجوہات کے باعث مسیحیت کو قبول کر لیا۔ اور اپنی قدیمی عبادات کو نئے کلیسیا میں بدستور قائم رکھا۔ ہاں صرف دیوتا کا نام بدل دیا۔ اپالو کی جگہ مسیح کو دیدی گئی۔ اور باقی تمام رسوم و عبادات ویسی ہی رہنے دیں۔ جیسے اپالو کے وقت میں تھیں۔ گرجا کا منبر۔ منبر کی جائے قیام۔ گانے بجانے والے۔ خدمتگار خواص بردار غلام۔ راہب مرد اور راہبہ عورتیں اور سورج کی ٹکیا کی تعظیم میں مخصوص طریق سے سر مونڈنے کی رسم اور خود صلیب کا نشان۔ غرض ایک رومن کیتھولک کلیسیا کا تمام ساز و سامان اپالو کے معدر ہی کے آثار باقیہ ہیں۔ اتوار خدا کا دن نہیں بلکہ سورج دیوتا کا دن ہے۔ کلیسیا کے منبر کا مُنہ مشرق کی طرف ہونا بھی اسی کا مؤید ہے۔ یورپ چونکہ شام کے مغرب میں واقعہ ہے۔ اسلئے اسکے کلیسیا کا مُنہ مشرق کی طرف ہونا بیشک ایک حد تک صحیح ہو سکتا ہے لیکن ایسے ممالک میں بھی جو

ایسٹر کی اتوار

ذیل کا لیکچر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مسجد ووکنگ میں ایسٹر کی اتوار کے دن دیا تھا جو مضمون کی اہمیت و نوعیت کے لحاظ سے ایسا ہے کہ ناظرین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگا :-

آج ایسٹر کی اتوار کا دن ہے۔ وہ دن جب کہا جاتا ہے۔ کہ زندگی نے موت پر فتح پائی۔ اگر ہم اسے خوشی و مسرت کا دن قرار دیں تو اسکی وجہ ظاہر ہے +

ایسٹر کی اتوار ایک عظیم الشان مسیحی تہوار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آج کے دن مسیح مردوں میں سے زندہ ہوئے۔ آج کے دن انہوں نے موت پر فتح حاصل کی۔ اور بنی نوع انسان کیلئے ایک نئی زندگی پیدا کی۔ یہ وہ اعتقاد ہے۔ جس پر تمام مسیحی دنیا کا مدار ایمان ہے۔

لیکن حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ یہ تہوار مسیح سے بھی ہزارہا سال پہلے موجود تھا۔ ایسٹر موسم بہار کی دیوی تھی۔ جس کی عزت میں مارچ کے آخر یا اپریل کے شروع میں یہ تہوار منایا جاتا تھا مسیحیت سے پہلے کی سیکسن اقوام اپنی مقدس دیوی کی جس کو ایسٹر (Eostre) کہا جاتا تھا پرستش کرتے ہوئے انڈے (جن کو ایسٹر ایگز) کہا کرتے تھے۔ اور مٹھائی جس پر صلیب کا نشان ہوتا تھا۔ استعمال کرتے تھے۔ اس تہوار کا صلیب کے نشان والی مٹھائی اور انڈوں کے ساتھ منایا جانا اس ملک (انگلستان) میں کوئی نئی اور عجیب و غریب بات نہ تھی۔ قدیم مصری اور یونانی بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ موسم بہار مخلوقات میں ایک نئی زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے سال کے ان خاص ایام میں ان تہواروں کو منایا جاتا ہے۔ یہی تہوار آج تک ہندوستان اور ایران میں بیساکھی اور نوروز کے نام سے مشہور ہیں۔ اور وہاں انکو منایا جاتا ہے۔ صلیب کا نشان بھی قدیم ایام کے سورج دیوتا متھرا کی ایک یادگار ہے۔

مسیح کے صلیب پانے کا دن معلوم کرنا بہت ہی مشکل امر ہے۔ اور اس وجہ سے مردوں میں جی اٹھنے کا دن بھی صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ امر کہ مسیحی دنیا کو گڈ فرائیڈے

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]				[illegible]			
[illegible]	.	.	٢	[illegible]	.	.	٥
[illegible]	٢	٥	٥	[illegible]	.	.	٢
[illegible]	.	.	١	[illegible]	.	.	١
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]				١٠٢٢	[illegible]				٧٢٢
[illegible]	[illegible]	٧	٥	١٢٢	[illegible]	[illegible]	.	١١	٢٢٢
[illegible]	[illegible]	٢	٢	٢ . ٢	[illegible]	[illegible]	٢	١٢	٢ ١ ٧
[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		.	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

+ [illegible]

[illegible]

+ [illegible]

[illegible]

+ [illegible]

[illegible]

ތަމް

+ [illegible]

[illegible]

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون

ترجمہ - مت سجدہ کرو واسطے سورج کے اور نہ واسطے چاند کے اور سجدہ کرو واسطے اللہ کے جس نے پیدا کیا ہے ان کو اگر ہو تم اسکی عبادت کرتے - ہیں سورج کے ساتھ چاند کی پرستش کی بھی ممانعت دیکھتے ہونگے جبکہ ان کے خیال میں کوئی قوم چاند کی پرستش نہیں کرتی - لیکن قدیم زمانہ کی مہذب قوم چلا نیز کے دارالخلافہ اُر میں زمین کھودنے پر معلوم ہوا کہ اس قوم کا شاہی مذہب چاند کی پرستش تھی - نسل انسانی کی مذہبی زندگی تاریخ میں ایک دلچسپ باب کا اضافہ ہوگا - جبکہ زمین کے نیچے سے چاند کے دیوتے کے مندر کی نمود اری کا علم لوگوں کو ہوگا - کہتے ہیں کہ یہ مندر ایک ہی بڑی عمارت نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی عمارتوں کا ایک مجموعہ ہے جن کے باہر کی دیوار نہایت مضبوط ہے اور جو دشمن کے مقابلہ میں قلعہ کا کام دیتی ہے +

انجیل کا ترجمہ ۵۵۰ زبانوں میں

لارڈ میور آف لنڈن نے . امارچ کو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جلسہ میں بحیثیت صدر بیان کیا - کہ اس سوسائٹی نے تمام انجیل یا اس کے حصص کا کم از کم پانچ سو پچاس مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا ہے - نیز کہا کہ گذشتہ سال پچاسی لاکھ کاپیاں مسیحی کتب مقدس کی باہر ممالک میں بھیجی گئی ہیں - اور لندن بائیبل ہوس نے وزن میں قریباً اٹھائیس من بائیبل ہر روز تقسیم کی تھی - ہم اب اپنے مسلمان بھائیوں سے جو تمام روئے زمین پر اس وقت بود و باش رکھتے ہیں پوچھتے ہیں کہ کس قدر زبانوں میں انہوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے اور کس قدر اسکی اشاعت ہوئی ہے - کیا یہ واقعہ ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں جو قرآن مجید کو ربانی کلام سمجھتے ہیں +

تعلیم اسلام کیلئے جماعت کا قیام

ووکنگ مسلم مشن کی توجہ عام طور پر ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو دور کرنے کی طرف مبذول رہی ہے جو عوام میں دیکھی جاتی ہیں - اور ہمیں اسلام کی تعلیم کو بیان کرنے کیلئے پورے طور پر توجہ دینے کا موقع نہیں ملا - لیکن اب وقت آگیا ہے - کہ ہم اس پہلو کی طرف خاص

جاتی ہیں +

بہتر ہو کہ اہل مغرب دوسرے کی آنکھ میں تنکا دیکھ کر تمسخر اڑانے کی بجائے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھیں اور اُسے نکالیں اور غور کریں - کہ مسیح کی تعلیم کس طرف لیجا رہی ہے - اور اس سے کیا فائدہ پہنچا ہے +

مسٹر ایچ - جی ولز بھر بولے

مسٹر ایچ - جی **ولس** ایک مشہور معروف عالم کو اس امر کا بہت شوق ہے کہ وہ چیزوں کو جماعتوں میں ترتیب دے - ناظرین کرام کو یاد ہو گا - کہ اس فاضل نے چند ماہ ہوئے دنیا کے سامنے ایک فہرست چھ مشہور تاریخی اشخاص کی بلحاظ قابلیت پیش کی تھی - اب اس نے ایک اور عجیب بات ہمارے سامنے رکھی ہے - اس نے رسالہ امریکہ میں جو **نیو یارک** سے نکلتا ہے دس نہایت ضروری کتابوں کی فہرست ان کی خوبیوں کے لحاظ سے حسب ذیل دی ہے :-

کتاب المسیح - متی کی انجیل - گریٹ لرننگ (اعلیٰ علم) مصنفہ یکے از شاگردان کانفیوشس - تراؤ شی کنگ - سپیٹو رمی پبلک (افلاطون کی دربارہ جمہوریت) ارسطو کی تاریخ حیوانات - سیفو نامہ مارکو پولو - ریولوشن آف ہیونز (آسمانوں کی گردش) مصنفہ کو پرنیکس - اٹی نیو اٹلنٹس - ڈاروِن اور یجن آف سپیشیز (ڈاروِن کی کتاب دربارہ ابتدائی آفرینش) صاحب مذکور کی یہ کوشش بھی خبط کا ایک نتیجہ ہے - ہم حیران ہیں - کہ ان کے پاس کونسا معیار ہے - جس سے ان کتابوں کی خوبیوں کا وہ وہ مقابلہ کرنے کے قابل ہوئے ہیں ممکن ہے کہ جو بات ایک نکتہ خیال سے نہایت ضروری معلوم ہو وہ دوسرے نکتہ خیال سے نکمی نظر آئے - بہرحال مسٹر ولز کبھی کبھی اس قسم کی فہرستیں شائع کرتے رہتے ہیں - امید واثق ہے کہ اگر وہ فہرست شائع کرنے سے پہلے قرآن شریف کا مطالعہ کر لیتے تو انکی فہرست بالکل مختلف صورت اختیار کرتی +

چاند کے دیوتے کا مندر

ان رسومات سے جو مختلف مذاہب کے لوگوں میں پائی جاتی ہیں - اور جنمیں دین مسیحی بھی شامل ہے دیکھا جاتا ہے کہ مظاہر قدرت میں سے چاند کی پرستش ہی عام ہوئی رہی ہے - لوگوں نے شاذ و نادر ہی چاند کی پرستش کے متعلق سنا ہو گا - اور وہ حیران رہتے ہونگے - جبکہ وہ قرآن شریف کی اس آیت

بعض اوقات اپنے متبعین کو اجازت دیتے کہ وہ اس قسم کے پارچات کو جن پر تصاویر ہوں اپنے گھروں میں بطور فرش استعمال کریں۔ اس طرح سے وہ لوگ جو تصویر کو دیکھتے ہی سر جھکا دیا کرتے تھے اُسے اپنے پاؤں کے نیچے روندنے لگے۔ انسانی خیالات و جذبات میں تغیر کی ضرورت تھی۔ اور اسلام اس قسم کی تدابیر کو عمل میں لانے کے سوا یہ تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا تھا +

سرزمین خلافت سے بادہ نوشی کا کوچ - اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے ۴ اپریل کے پرچہ میں لکھا ہے۔ کہ ترکی سلطنت میں بادہ نوشی کے خلاف احکام کی بڑی سختی سے پابندی کیجا رہی ہے۔ ان احکام کی خلاف ورزی کرنیوالے کو تیس ڈنڈ لگائے جاتے ہیں۔ شراب فروشوں پر خواہ وہ سوداگر ہوں یا علاقہ غیر کے پچاس پونڈ سکہ ترکی جرمانہ کئے جاتے ہیں۔ سوداگروں کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے مال کی مکمل فہرست حکام کے سامنے پیش کریں۔ اور اگر ان کے پاس شراب ہو تو دو ماہ کے اندر اسے علاقہ ترکی سے باہر بھیجدیں ورنہ وہ ضائع کر دیجائیگی۔ صرف علاقہ غیر کے فوجی لوگ اس حکم سے مستثنے ہیں۔ چونکہ قرآن شریف منشیات سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ اسلئے خلافت کا علاقہ ایسا ہی ہونا چاہئے یعنے بادہ نوشی سے منزہ۔ اور متحدہ طاقتوں کے مراعات کو پھر قائم رکھے جانے پر زور دینے کی بھی یہی ایک وجہ نظر آتی ہے لیکن باوجود اس کے بھی وہ ملکی قانون کی زد سے نہیں بچ سکتے +

ہمیں ہر وقت موقعہ اور بے موقع یہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ ترک میدان ترقی میں بہت پیچھے ہیں لیکن شراب کے متعلق غیر مہذبوں کی اس کارروائی میں مہذب مغربی قوموں کے لئے ایک بڑا بھاری سبق ہے مہذب مغربی اقوام تو اس وقت تک شراب کی نجاست میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن ترکی میں شراب کی ممانعت اپنی تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ ای۔ ایل۔ پی کمپنی کے گذشتہ اجلاس واقعہ لندن میں ایک ممبر نے خلاف تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس ملک میں شراب کی تجارت نے عوام کے دماغوں پر زہریلا اثر ڈالا ہے۔ اور کہ لندن میں سب سے ذلیل ترین نظارہ وہ ہے جو شراب خانوں کے باہر دکھائی دیتا ہے جہاں عورتوں کے گروہ جنکی گود میں چھوٹے بچے ہوتے ہیں بکثرت پائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیباچہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضروری اعلان

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی-اے ایل ایل بی مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ

رازحیات حقیقت تقدیر اور فضیلت عمل کا بیان مجلد ... [illegible]

توحید فی الاسلام ہر قسم کی ترقی کیلئے توحید ضروری ہے ... [illegible]

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں - فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر شعبہ ہائے ایمان پر بحث ۱۲ر

مطالعۂ اسلام - ارکان اسلام اور عقائد اسلام کا فلسفہ ... ۱۲ر

مکالمات بلیغہ مختلف مذاہب کے علماء کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کے مباحثے ... ۱۲ر

سلک مروارید - اسلام کے متعلق حضرت خواجہ صاحب کی معرکۃ الآرا تقریروں کا مجموعہ [illegible]

براہین نیرہ - قرآن ایک خاتم اور الہامی کتاب ہے جس میں تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں ... ۱۲ر

ام الالسنہ عربی الہامی زبان ہے اور تمام زبانیں اسی سے نکلی ہیں قیمت مجلد ... ۱۲ر

اسوۂ حسنہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ زندہ و کامل نبی ہیں - قیمت مجلد ۸ر

ضرورت الہام سائنٹیفک طریق سے بتایا ہے کہ انسان کیلئے الہام نہایت ضروری ہے قیمت ۱۲ر

ذرات علم کا مذہب سائنس و مذہب میں چولی دامن کا ساتھ ہے قیمت ... ۸ر

اسلام اور علوم جدیدہ دنیا کو علوم جدیدہ سیکھنے کی طرف سب سے پہلے اسلام نے توجہ دلائی ۴ر

مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ... ۴ر

صلائے نصرت مسلمانوں کیلئے پیغام بیداری ... ۴ر

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور سے طلب فرمائیں

اسلامیہ پریس [illegible] لاہور [illegible] باہتمام [illegible] چھپوا کر [illegible] عبد الغنی مینیجر ادارہ اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

ممالک غیر کیلئے [illegible]

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰۸

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر

واولٰئک ہم المفلحون

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ انگلستان

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۹) | بابت ماہ اگست ۱۹۲۳ء | نمبر (۸)

فہرست مضامین

درخواستہائے خریداری اشاعت اسلام لاہور کو آنی چاہئیں

